عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ۲۶

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206

Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

۲۶

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کو کلاً یا جزاً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۲۶
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۴۳۸
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

☆......☆......☆......☆......☆

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد...... ۲۶

کتاب الغصب

﴿غصب کے مسائل﴾

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	باب سوم: امانت کے ضائع ہونے پر ضمان	
۶۱	امانت کو دفن کر دینے کی شکل میں ضائع ہونے پر ضمان	۹۷
۶۲	ضمان مرہون میں کونسی قیمت معتبر ہوگی، اور امانت کو دین رکھنا	۹۸
۶۳	ہوٹل کے برتن اپنے کمرہ سے گم ہونے پر ضمان	۹۹
۶۴	بے احتیاطی سے سامان ضائع ہو گیا	۱۰۰
۶۵	امانت کا ضمان حفاظت میں کوتاہی کی بناء پر	۱۰۱
۶۶	امانت کا ضمان	۱۰۳
۶۷	امانت چوری ہونے پر ضمان کا حکم	۱۰۴
۶۸	مسجد کے حجرہ سے چوری کا ضمان کس پر ہے	۱۰۵
۶۹	امانت کے ہلاک کرنے پر ضمان	۱۰۶
۷۰	امانت کا روپیہ جل گیا اس کا تاوان	۱۰۷
۷۱	امانت غسل خانہ میں رکھ کر بھول گیا، اس کا ضمان	۱۰۹
	کتاب الصید والذبائح	
	﴿شکار اور ذبیحہ کے احکام﴾	
	باب اول: شکار کا بیان	
۷۲	کیا شکار کرنا مباح ہے	۱۱۱

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

کتاب الاضحیۃ و العقیقۃ

﴿قربانی اور عقیقہ کے مسائل﴾

باب اول: وجوب قربانی

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

باب چہارم: قربانی میں شرکت

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-26\ Fahrist

کسی کی زمین کو غصب کرنا

سوال:-(۱) ہمارے یہاں کمیونسٹ پارٹی نے یہ قانون بنایا ہے کہ جن کے پاس ۷۵/ بیگہ سے زائد زمین ہو ان سے لے لی جائے گی، اس قانون کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے گاؤں کے لوگوں نے ایک مسلمان زمیندار کی زمین پر اس شرط پر درخواست کی کہ فلاں فلاں آدمی پانچ چھ سال سے کاشتکاری کرتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے، اور کمیونسٹ پارٹی نے اس جھوٹ درخواست کرنے والوں کا ساتھ دیکر اس زمیندار کے کم سے کم ۱۰۰/ بیگہ کھیت (زمین) کو زبردستی لے لیا، تو کیا اس طرح پر جھوٹ درخواست دے کر کسی مسلمان کی زمین پر درخواست دیکر زبردستی قبضہ کر لینا دوسرے مسلمانوں کے لئے جائز ہے؟

(۲) مذکورہ زمیندار کی زمین جسے عام لوگوں نے قبضہ کرلیا، اسی طرح ایک عالم صاحب نے بھی لوگوں کا ساتھ دے کر ۶/۵ / بیگہ زمین جھوٹ طریقہ پر زبردستی قبضہ کرلیا، کیا ایک عالم کے لئے یہ جائز ہے کہ دوسرے مسلمان کی زمین پر زبردستی قبضہ کرلے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کرنا غصب ہے، جو کہ شرعاً حرام ہے، حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے، "**عن سعید بن زیدؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ شبراً من الارض ظلماً فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین متفق علیہ**" مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۴/[۱]

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۴/مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، کتاب الغصب والعاریۃ، الفصل الاول، بخاری شریف ص ۴۵۴/ج ۱/کتاب بدء الخلق، باب ماجاء (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(۲) عالم مسائل سے واقف ہوکر اور مقتدیٰ بن کر غصب کرتا ہے، تو اس کا گناہ زیادہ سخت ہے، ''عن ابی الدراء قال ان من اشر الناس عند اللہ منزلة یوم القیامة عالم لاینتفع بعلمه، رواه الدارمی، مشکوٰۃ شریف ج ۲/ص ۳۷/[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۹ھ

زمین غصب کرکے پڑوسی کا مکان بنوانا

سوال:- میری تھوڑی سی زمین کسی شخص نے جبراً غصب کرکے میرے پڑوسی کا مکان بنوادیا، مجھ سے اس بارے میں کچھ نہیں پوچھا اس پر میں راضی نہیں تھا، تو اس شخص کے بارے میں جس نے جبراً زمین غصب کرکے پڑوسی کے لئے مکان بنوادیا، ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زمین غصب کرنا کبیرہ گناہ ہے، غاصب کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا،[۲] پڑوسی کو لازم ہے کہ آپ کی زمین خالی کردے، مکان ہٹالے یا ملبہ کی قیمت

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی سبع ارضین، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ ج ۲/ قبیل کتاب الفرائض، مطبوعه رشیدیه دهلی.

ترجمہ: حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی زمین میں سے ایک بالشت کے بقدر ظلماً لے لے تو قیامت کے دن ساتوں زمین کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائیگا۔

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۳۷/ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) کتاب العلم، الفصل الثالث، سند الدارمی ص ۹۴/ ج ۱/ باب العمل بالعلم وحسن النية فيه، حديث ص ۲۶۲/ مطبوعه دار الريان القاهرة.

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے برا مرتبہ کے اعتبار سے وہ عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

[۲] عن سالم عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أخذ من الأرض شيئاً بغير حقه طوق له يوم القيامة الىٰ سبع ارضين، مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۶/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

آپ سے لے لے، اس طرح وہ مکان بھی آپ کا ہو جائے گا، یا آپ کی زمین آپ سے کرایہ پر لے لے اور کرایہ آپ کو دیتا رہے[1] اس طرح زمین آپ کی رہے گی، مکان اس کا رہے گا، یا زمین کی قیمت آپ کو دیدے اس طرح زمین بھی اس کی ہو جائے گی، غرض سمجھوتہ سے جس پر دونوں متفق ہو جائیں، وہ معاملہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۹/۹۵ھ

باپ کے مال کا استعمال بلا اجازت

سوال:- باپ کے مال میں سے بغیر باپ کی اجازت کے اور بغیر رضامندی کے بالغ لڑکوں کو باپ کا مال استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

باپ کو ناگوار گذرے تو اجازت نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) کتاب الغصب و العارية، الفصل الثالث، بخاری شريف ص ۴۵۳/ ج ۱/ کتاب بدء الخلق ماجاء فی سبع ارضين، مطبوعه رشيديه دهلی، مسلم شريف ص ۳۳/ ج ۲/ قبيل كتاب الفرائض، مطبوعه رشيديه دهلی.

[1] ومن بنى اوغرس فى ارض غيره بغير اذنه امربالقلع والرد وللمالک ان يضمن له قيمة بناء او شجر امران تقصت الارض به اى بالقلع، الدرالمختارعلى الشامی زكرياص ۲۸۳، ۲۸۴/ ج ۹/ كتاب الغصب، قبيل مطلب زرع فى ارض الغير، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۱۷/ ج ۸/ كتاب الغصب، مجمع الانهر ص ۸۶، ۸۷/ ج ۴/ كتاب الغصب، فصل ثانی، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه الحديث مشكوٰة شريف ص ۲۵۵/ (مطبوعه ياسر نديم ديوبند) باب الغصب، والعارية الفصل الثانی، شعب الايمان للبيهقی ص ۳۸۷/ ج ۴/ الثامن والثلاثون وهوباب اليدعن الاموال المحرمة، حديث ص ۵۴۹۳/ مطبوعه نزارمصطفی الباز مكه مكرمه، مرقاة شرح مشكوة ص ۳۵۰/ ج ۳/ مطبوعه بمبئی.

مطلقہ ماں کی مدد باپ کے مال سے

سوال: - ایک شخص جس کا نام خالد ہے اس نے ایک عورت سے شادی کرلی اور اس عورت کے پیٹ سے دولڑکے اور دوسری لڑکیاں پیدا ہوئیں، اس میں ایک کا نام زید اور دوسرے کا نام بکر ہے، پھر کسی وجہ سے خالد نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، طلاق دینے کے بعد خالد نے دوسری عورت سے شادی کی، دوسری عورت کے پیٹ سے تین لڑکے ہیں، ایک لڑکا اور دولڑکیاں، مگر طلاق دینے کے بعد زید اور بکر کی ماں پریشان اور غربت کی زندگی گزار رہی ہے، اب زید اور بکر جو کہ بالغ ہیں، وہ اپنی پریشان حال ماں کی مدد کرنا چاہتے ہیں، ماں کا حق اور ماں کی خدمت کس طرح کریں؟ کیا باپ کی جائیداد میں سے بغیر باپ کی رضامندی اور بغیر پوچھے اس میں سے کچھ لیکر ماں کی مدد کرنا کیسا ہے؟ اور اس طرح لے کر ماں کو دینا ثواب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بغیر باپ کی اجازت کے اس کے مال میں سے والدہ کو کچھ نہ دیں[۱]، البتہ خود کما کر جس قدر ہوسکے خدمت کرتے رہیں، حق تعالیٰ فلاحِ دارین نصیب فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۸/۹۱ھ

شجرۂ مغصوبہ کا پھل

سوال: - ایک درخت ایک شخص کا ہے، دوسرے نے اس زمین کو اپنی کاشتکاری

---

[۱] لایجوز التصرف فی مال غیره بلااذنه ولا ولایته الخ، درمختار علی الشامی زکریا ج ۹/ ص ۲۹۱/باب الغصب مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر الخ،الاشباه والنظائر ص۱۵۷/الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی،قواعدالفقه ص ۱۱۰/ القواعدالفقهیة، مطبوعه اشرفی دیوبند.

بنوالیا، وہ درخت بھی گورنمنٹ کے قانون سے کاشتکار کا ہوگیا، اور درخت کا لگانے والا بالکل محروم ہوگیا، تو کیا کاشتکار غاصب کو درخت یا درخت کا پھل کھانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ وہ زمین اس کاشتکار کی نہیں ہے، تو زمین بھی غصب ہے، اور درخت بھی غصب ہے، دونوں سے انتفاع ناجائز ہے[1]، غلط کارروائی سے ملک ثابت نہیں ہوتی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

دوسرے کی زمین کو غصب کرنا

سوال:- زید، عمر، بکر تین آدمی ہیں، بکر نے کچھ زمین عمر کی اور کچھ زید کی زبردستی اپنے قبضے میں رکھی تھی، پٹواری نے بکر کی کچھ زمین زید کے نام درج کردی، جس سے قانونی طور پر بکر کی زمین کا مالک ہوگیا، زید کی جس زمین پر بکر کا زبردستی قبضہ تھا، وہ اور تھی اور بکر کی جو زمین زید کے نام دیدی گئی وہ اور ہے، مگر قیمت میں دونوں برابر ہیں، بکر کی زمین جو قانونی طور پر زید کے نام دیدی گئی، اس میں کچھ پیڑ ہیں، جس کی وجہ سے بکر کی زمین کی قیمت زیادہ

---

[1] یا حلال باشد اما بسبب تعلق حق غیر پاک نباشد مانند ملک غیر بدون پروانگی او مثل بزی و گوسفند کہ از کسے غصب کردہ باشد یا طعام کہ بطریق رشوت گرفتہ باشد خوردنش جائز نیست الخ، تفسیر عزیزی، ج ۱/ص ۶۷۷/ سورۃ البقرہ تحت قولہ تعالیٰ ولاتتبعوا خطوات الشیطان الایۃ.

ویجب رد عین المغصوب لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لایحل لاحدکم ان یاخذ مال اخیہ لاعبا ولاجادا وان اخذہ فلیردہ علیہ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۶۶/ج ۹/ کتاب الغصب، مطلب فی ردالعین المغصوب، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۰۹/ج ۸/ کتاب الغصب، مجمع الانہر ص ۷۸/ج ۴/ کتاب الغصب، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

بن گئی، عمر نے بکر سے تنگ آکر اپنی زمین عطیہ کے طور پر زید کو دیدی، زید نے عمر والی اور بکر والی دونوں زمین بذریعہ مقدمہ حاصل کرلی، زید کی کچھ زمین مذکورہ بالا بکر کے قبضہ میں ہے، اب زید آخرت کے مواخذہ کے ڈر سے بکر کی زمین کو واپس کرنا چاہتا ہے، مگر بکر کہتا ہے کہ عمر والی عطیہ زمین بھی جس پر غیر شرعی قبضہ بکر کا تھا وہ بھی واپس کرو، اس صورت میں بکر والی زمین کا زید کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی کی زمین کو غصب کرنا گناہ کبیرہ اور سخت جرم ہے[1]، غاصب سے اپنا حق وصول کرنا شرعاً درست ہے، خواہ قیمت کی صورت میں ہو[2]، جس کی زمین ناحق قبضہ میں ہے اس کو واپس کرنا ضروری ہے[3]، یا پھر رضامندی سے اس کی قیمت دیدی جائے، اگر حقدار کو اس کا حق دیا جائے تو اس کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ فلاں شخص کا بھی حق واپس کرو، یعنی اپنا حق قبول کرنے کے لئے یہ شرط نہ لگائے، ہاں نصیحت وعہد کے طور پر کلمۂ خیر کہہ دے ترغیب دیدے تو درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲/۹۲ھ

---

[1] عن سعید بن زید قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین، مشکوۃ ص ۲۵۴/کتاب الغصب،الفصل الاول،مطبوعہ دار الکتاب دیوبند،بخاری شریف ص ۴۵۴/ج ۱/کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعہ اشرفی دیوبند،مسلم شریف ص ۳۳/ج ۲/قبیل کتاب الفرائض ،مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[2] الفتویٰ الیوم علی جواز الاخذ عندالقدرۃ من ای مال کان لاسیما فی دیارنا لمدواتھم العقوق (شامی کراچی ج ۶/ص ۱۵۱/کتاب الحجر،تبیین الحقائق ص ۱۹۹/ج ۵/کتاب الحجر،مطبوعہ امدادیہ ملتان،البحر الرائق کوئٹہ ص ۸۳/ج ۸/کتاب الحجر.

[3] وحکمہ (ای الغصب)الاثم لمن علم انہ مال الغیر ورد العین قائمۃ والغرم ھالکۃ (درمختار مع الشامی کراچی ج ۶/ص ۱۷۹/اول کتاب الغصب)البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۹/ج ۸/کتاب الغصب، تبیین الحقائق ص ۲۲۲/ج ۵/کتاب الغصب،مطبوعہ امدادیہ ملتان.

مخدوم کے مال میں خادم کا تصرف

سوال:-(۱) زیداور عمر میں سے زید مرید ہے اور عمر پیر ہے، اور زید طالب علم ہے، اور عمر فالج کا مریض ہے، اور زید کے معاشی اخراجات کا کوئی وسیلہ اور ذریعہ نہیں ہے، اور عمر بزرگ شخص ہے، اس وجہ سے اس کا ذریعہ ہے، اور وہ یہ کہ عمر تعویذ کے پیسے لیتا ہے، اور اس کے مریدین بھیجتے ہیں، اور ملنے والے نذرانہ دیتے ہیں، اور وہ ضرورت کے وقت مانگ بھی لیتا ہے، باوجود ان سب وجوہات کے عمر کے خرچ میں اتنی گنجائش ہے کہ وہ خود کھاتا ہے، اور زید جو کہ طالب علم ہے وہ عمر کی خدمت بھی کرتا ہے، تو اگر زید اس کا پیسہ اور کھانا بغیر اس کی اجازت کے لیکر کھائے اور اس کو معلوم ہو جائے، تو طعن وملامت نہ کرے، اور ایسا کرنے میں عمر کو پتہ نہ چلے تو کیا حکم ہے یا اگر معلوم ہو گیا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(۲) عمر نے زید کو پیسہ دے کر کوئی سودا منگایا، سودا لیکر جو بقیہ پیسہ بچے وہ زید نے لے لئے، اور سودا عمر کو دیدیا اور بقیہ پیسے نہیں دئے، اور نہ عمر نے مانگے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) عمر نے زید سے سودا منگایا اور اس میں سے جو پیسے بچے وہ زید نے لے لئے پھر اس کے بعد ایسا موقع آیا کہ عمر کے پاس پیسے نہیں تھے، اور پھر کوئی سودا منگایا تو زید نے اپنے پیسے سے لا دیا خواہ وہ پیسے بچے ہوئے سودے کے ہوں یا زید کے ذاتی پیسے ہوں، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) عمر کا کھانا زید کسی ہوٹل سے لاتا ہے، عمر کی پہچان کی وجہ سے صاحب ہوٹل پیسہ نہیں لیتا ہے، اور وہ کھانا اتنا ہوتا ہے کہ اس کے آدھے کھانے میں عمر کا پیٹ بھر جاتا ہے، اور آدھا بچتا ہے، تو اگر زید آدھے کھانے کو پہلے ہی نکال لے اور آدھا عمر کو دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۵) عمر کے نام سے زید کسی دوکان سے سودا مفت لاتا ہے اور عمر کبھی کبھی منگواتا ہے

اور زید اس دوکان سے روزانہ لیجاتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۶) کسی دوکان سے عمر کا کھانا مفت میں زید لاتا ہے، اتفاق سے کسی وقت کھانا تیار نہیں تھا، تو دوسری دوکان سے عمر سے پیسہ لیکر لایا، پھراسی دوکان سے جہاں کھانا مفت ملتا ہے، زید کھانا لے آیا، تو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اپنے پیر صاحب کی خدمت کرنا عینِ سعادت ہے، اور وہ بھی جبکہ وہ مریض ہوں تو بہت ضروری اور ثواب کی بات ہے[۱]، لیکن ان کی چیز، پیسہ اور کھانا وغیرہ کو بغیر ان کی رضامندی کے ہرگز استعمال نہ کرے، خاموش رہنا بھی کافی نہ سمجھے بلکہ وقت ضرورت ان سے مانگ لے جب وہ خوشی کے ساتھ اجازت دے دیں، تب استعمال کرے "لایحل مال امرء مسلم الابطیب نفس منه (الحدیث) رواہ الطحاوی[۲]۔

(۲) زید کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے بلکہ خیانت ہے، جو پیسے بچے ہیں، اس کو واپس کرنا لازم ہے[۳]۔

(۳) زید کے لئے یہ بھی درست نہیں ہے، اگر چہ اس کے ذریعہ سے اتنے پیسوں

---

[۱] آداب المریدین ص۲۴/ فصل ان کے آداب کے بیان میں، مطبوعہ ہاشمی۔

[۲] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵/ باب الغصب والعارية الفصل الثانی، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، شعب الایمان للبیهقی ص ۲۶۹/ ج۲/ الثامن والثلاثون وهو باب قبض الیدعن الاموال المحرمة مطبوعه نزارمصطفی البازمكه مكرمه، مسنداحمدص ۷۲/ ج۵/ حدیث عم ابی حرة الرقاشی، مطبوعه دارالفکربیروت.

[۳] وحق الامانة ان تؤدیٰ الی اهلها فالخیانة مخالفة لهاواخلاف الوعدظاهر الخ مرقاة شرح مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۶/ ج ۱/ باب الکبائروعلامات النفاق، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، التعلیق الصبیح ص ۵۴/ ج ۱/ مطبوعه المکتبة الفخریة دیوبند، شرح الطیبی ص ۲۰۳/ ج ۱/ مطبوعه زکریادیوبند.

کا باراس کے سر سے اُتر جائے[۱]۔

(۴) ہوٹل والا یہ کھانا عمر کے لئے دیتا ہے زید کے لئے نہیں، زید امین ہے، اس کے ذمہ لازم ہے کہ پہلے کھانا عمر کے پاس پہنچادے پھر اگر زید کو ضرورت ہو تو عمر سے اجازت لے لے[۲]۔

(۵) یہ بھی جائز نہیں ہے، یہ دھوکا اور جھوٹ ہے[۳]۔

(۶) اس کی بھی عمر کو اطلاع کر کے اجازت لیلے، بلا اجازت ورضامندی ان تمام صورتوں میں نہ خود استعمال کرے نہ دوسروں کو شریک کرے[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/۸۸ھ

دوسرے کی زمین کاشت کرنے سے کیا مالک بن جائے گا

سوال:- ایک شخص مرزا عاقل حسین صاحب کو کچھ اراضی مزروعہ ترکہ میں ملی اس کا

۱؎ اویجب ردمثلہ ان ھلک وھو مثلي وان انقطع المثل،الدر المختار علی ھامش ردالمحتار زکریا ج ۹/ص ۲۶۷/ باب الغصب،مطلب فی رد المغصوب الخ،مجمع الانھر ص ۷۸/ج ۴/ کتاب الغصب،مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت،تبیین الحقائق ص ۲۲۲/ج ۵/کتاب الغصب مطبوعہ امدادیہ ملتان.

۲؎ وحق الامانة ان تؤدیٰ الی اھلھا فالخیانة مخالفة لھا واخلاف الوعدظاھر الخ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۶/ج ۱/باب الکبائر وعلامات النفاق،مطبوعہ اصح المطابع بمبئی.

۳؎ من غش فلیس منا، ترمذی شریف ص ۲۴۵/ج ۱/کتاب البیوع باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع،مطبوعہ یاسرندیم دیوبند،مسلم شریف ص ۷۰/ج ۱/کتاب الایمان،باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من غشنافلیس منا،مطبوعہ رشیدیہ دھلی،مسنداحمدص ۲۴۲/ج ۲/ مسند ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ،مطبوعہ دار الفکر بیروت.

۴؎ لایجوزالتصرف فی مال غیرہ بلااذنہ ولاولایتہ الخ، درمختارعلی الشامی زکریا ج ۹/ ص ۲۹۱/باب الغصب مطلب فیما یجوز التصرف بمال الغیر،الاشباہ والنظائرص ۱۵۷/الفن الثانی،کتاب الغصب،مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی،قواعد الفقہ ص ۱۱۰/ القواعد الفقھیة، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

مورث کاشت کیا کرتا تھا، آراضی بالا قصبہ سردھنہ میرٹھ میں واقع ہے، مرزا عاقل حسین میرٹھ میں سکونت رکھتا ہے، گاہ گاہ میرٹھ سے آتا جاتا ہے، کچھ مدت تک آراضی کاشت نہیں ہوئی، اُفتادہ رہی، ایک شخص معین الدین شاہ نے آراضی پر غاصبانہ قبضہ کر کے کاشت شروع کردی، اور کاغذات میں بلا تصفیہ لگان کا شتکار درج ہوگیا، قانون خاتمۂ زمینداری کے بموجب ہر کاشتکار خواہ اس کی نوعیت کچھ ہو وہ کاشتکار، سیردار حکومت نے تسلیم کرلیا، اگر وہ دوگنا لگان داخلِ خزانۂ حکومت کردے، تو اس کو حکومت وقت مالک تسلیم کرلے گی، قانون دین محمدی کے بموجب عاقل حسین کی موجودگی میں کیا شرع محمد معین الدین کو مالک تسلیم کرلے گی، اگر شرع میں معین الدین کو مالک تسلیم نہیں کیا گیا، تو آیت قرآنی نمبر ۱۸۸/سورہ بقرۂ رکوع ۲۲/ ”ولاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل وتدلوابها الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموالِ الناس بالاثم وانتم تعلمون “(الایۃ) جس کا اردو ترجمہ امام المحدثین حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا، اورنہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق، اورنہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کاٹ کرلوگوں کے مال سے ماری گناہ اورتم کو معلوم ہے، آیت بالا کا اطلاق معین الدین پر ہوتا ہے، یانہیں؟ اگر ہوتا ہے تو وہ کس گناہ کا مرتکب ہے، صغیرہ کا یا کبیرہ کا؟ اگر وہ ضد کرے اور گناہ پر جمار ہے تو کفر عائد ہوگا یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین غصب کرے گا، ساتوں زمین کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالدیا جائے گا، یہ حدیث شریف میں موجود ہے[۱] اس لئے غصب کرنا کبیرہ گنا ہے۔

---

[۱] عن سعید ابن زید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من الارض ظلما یطوقه یوم الاقیامة من سبع ارضین، مشکوۃ شریف ص ۲۵۴/باب الغصب، الفصل الاول مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۴۵۴/ج ۲/کتاب البدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ج ۲/قبیل کتاب الفرائض، مطبوعه رشیدیه دهلی.

حرام قطعی لعینہٖ کو حلال قطعی اعتقاد کرنا کفر ہے[1]، گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے جو شخص گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے، اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند

کسی کی بوئی ہوئی کھیتی کو کاٹ لینا

سوال:- اگر کسی کی بوئی ہوئی زمین کو بغیر اس کی اجازت کے کاٹ لیا تو کیا اس میں گناہ ہوگا؟ کیونکہ اس نے ۷۵/ بیگہ زمین سے زائد خرید رکھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص نے اپنی مملوکہ زمین میں جو کچھ بویا ہے، وہ بونے والے کی ملک ہے، بغیر مالک کی اجازت کسی کو اس کے کاٹنے کا حق نہیں، بلکہ ایسا کرنا غصب اور ظلم ہے، قانون کا حاصل بھی یہ نہیں ہے کہ ۷۵/ بیگہ سے زائد کسی کے پاس ہو تو اس کو کاٹ لیا جائے، یہ بلا قیمت زبردستی قبضہ کرنا ظلم ہے، اس کو کسی کو حق نہیں۔

"عن سالم عن ابيه قال قال رسو ل الله صلّى الله عليه وسلم من أخذمن

---

[1] اذااعتقدالحرام حلالاً فان كان حرمته لعينه وقدثبت بدليل قطعي يكفرالخ شرح فقه اكبر ص ١٨٦/ مطبوعه رحيميه ديوبندبحث الاستحلال كفر،مجمع الانهرص ٥١١/ج٢/ان الفاظ الكفرانواع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،عالمگيرى كوئٹه ص ٢٧٢/ج٢/الباب السابع فى احكام المرتدين،منها مايتعلق بالحلال والحرام.

[2] ولانكفر مسلما بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اذالم يستحلهاولانزيل عنه اسم الايمان الخ، شرح فقه اكبرص ٨٦/مطبوعه مجتبائى دهلى،عقيدة الطحاوى ص٨٨/لانكفراهل القبلة بذنب،مطبوعه دارالكتاب ديوبند،شرح عقائدص ١١٤/قبيل الاستحلال كفر،مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

الارض شیئاً بغیر حقہٖ طوق له یوم القیامة الیٰ سبع ارضین ''(رواه البخاری[۱])

''عن یعلیٰ بن مرة قال سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلم یقول من أخذ ارضاً بغیر حقها کلف ان یحمل ترابها المحشر''رواه احمد[۲]

وعنه قال سمعت رسو ل اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلم ایما رجل ظلم شبراً من الارض کلفه اللّٰه عز وجل ان یحفره حتی یبلغ اٰخر سبع ارضین ثم یطوقه الی یوم القیامة حتی یقضی الله بین الناس. رواه احمد مشکوٰة شریف، ۲۵۶/[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۹ھ

---

[۱] بخاری شریف ص ۴۵۳/ ج ۱/ کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین، مشکوٰة شریف ص ۲۵۶/ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، باب الغصب والعاریة الفصل الثالث،

ترجمہ: حضرت سالمؓ اپنے ابا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی بغیر حق کے لے لی، تو اس کو قیامت کے دن ساتوں زمین کا طوق بنا کر گلے میں ڈالا جائیگا۔

[۲] مسند احمد ص ۱۷۲/ ج ۴/ حدیث یعلی بن مرة الثقفی، مطبوعه دار الفکر بیروت، مشکوة ص ۲۵۶/ باب الغصب الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: حضرت یعلیٰؓ بن مرہؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی زمین بغیر کسی حق کے لے لی، تو قیامت کے دن اس کو اس بات کا مکلّف بنایا جائیگا کہ اس زمین کی مٹی اُٹھا کر محشر تک لے جائے۔

[۳] مسند احمد ص ۱۷۳/ ج ۴/ حدیث یعلی بن مرة الثقفی ،مطبوعه دار الفکر بیروت، مشکوة ص ۲۵۶/ باب الغصب، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ: حضرت یعلیٰ ابن مرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بھی کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا مکلّف بنائے گا کہ اس کو کھودے، یہاں تک کہ ساتوں زمین تک پہنچ جائے، پھر اس کو قیامت تک طوق بنا کر گلے میں ڈال دیا جائیگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

مملوک کنویں کو مندر بنانا

سوال:- ایک تکیہ قبرستان مسجد اور کنواں بنام ''نکوشاہ'' قدوس شاہ، سے موسوم ہے، تکیہ مسجد اور کنواں تقریباً ۵۰۰ر سوسال پرانا ہے جو ہمارے آباء واجداد کی ملکیت رہا ہے، اور اب ہم اس پر قابض ہیں، تکیہ ہذا مسجد میں کنواں اس لئے تعمیر کرایا گیا تھا کہ یہاں مسجد کے نمازیوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، اب قدرتی طور پر اس کنویں کا پانی تقریباً ۲۵ر۲۶ر سال سے بند ہوگیا ہے، اور کنواں خشک ہوگیا، اور کنواں اپنی جگہ پر موجود ہے، جو کھنڈر ہو چکا ہے، تو جگہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے کچھ شر پسندوں نے اس کنویں کی جگہ کو اپنی ملکیت بتایا ہے، جس میں قصبہ کے کچھ جن سنگھی بھی شامل ہیں، یہ فریق اس کنویں کو مندر کی شکل دینا چاہتے ہیں، ہم لوگ بہت غریب ہیں، کیا اس کنویں کو مندر کی شکل دی جاسکتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو مسجد اور تکیہ کے بسنے والے حضرات کی زندگیاں خطرے میں رہیں گی، براہِ کرم آپ شرعی نقطۂ نگاہ سے فیصلہ دیں کہ یہ عمل ان کا جائز ہے یا ناجائز؟ مسلمانانِ کھتولی اس میں دامے درمے سخنے ہماری مدد فرماسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ کنواں آپ کے آباء واجداد کی ملک ہے، آپ اس پر بحیثیت وارث قابض ہیں، تو پھر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کنواں کسی اور کو مندر وغیرہ کے لئے دے، ایسا کرنا غصب اور ظلم ہے، جس کی ہرگز اجازت نہیں، ان لوگوں کو ایسا کرنے سے باز آنا ضروری ہے[۱] ان کو بھی سمجھا کر اپنے اثر سے کام لے کر ان غلط ارادوں سے روک دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۶ر۹ر۹۲ھ

---

[۱] عن سعید بن زید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ شبراً من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ من سبع ارضین، مشکوۃ شریف ص ۲۵۴ر کتاب الغصب، الفصل الاول مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، بخاری شریف ص ۴۵۴ر ج ۱ر (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ملازم کو بسکٹ فیکٹری میں بلا اجازتِ مالک بسکٹ کھانا

سوال:- میں ایک بسکٹ کمپنی میں کام کرتا ہوں، اس میں کام کرنے والے سبھی ملازم بغیر اجازت مالک ومنیجر بسکٹ کھاتے ہیں اور مالک ومنیجر کو بھی اس کا علم ہے، مالک غیر مسلم ہے، کیا کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کام کرنے والوں کی سرکشی کی وجہ سے مالک ہونے کے باوجود کوئی روک ٹوک نہیں کرتا، مگر رضامند ہے نہ اس نے اجازت دی ہے، تو اس طرح کھانا جائز نہیں [۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۵/۸۷ھ

دوست کی چیز کھالینا

سوال:- زید کی بکر سے زیادہ بے تکلفی ہے، ایک دوسرے کی چیز بغیر اجازت کھالیتے ہیں، تو شرعی نقطۂ نظر سے جائز ہے یا ناجائز؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ ج ۲/ قبیل کتاب الفرائض، مطبوعه رشیدیه دهلی، لایجوز التصرف فی مال غیر بلااذنه ولاولایته الخ، درمختار علی الشامی زکریا ج ۹/ ص ۲۹۱/کتاب الغصب مطلب فیما یجوزمن التصرف بمال الغیر، الاشباه والنظائر ص ۱۵۷/الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، قواعدالفقه ص ۱۱۰/القواعد الفقهیة، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۱] لایحل مال امرء الابطیب نفس منه الحدیث مشکوة شریف ص ۲۵۵/(مطبوعه یاسرندیم دیوبند) کتاب الغصب، الفصل الثانی، شعب الایمان للبیهقی ص ۲۹۷/ج ۲/الثامن والثلاثون وهو باب قبض الیدعن الاموال المحرمة، مطبوعه نزارمصطفی البازمکه مکرمه، مسنداحمد ص ۷۲/ج ۵/حدیث عم ابی حرة الرقاشی رضی اللّٰه تعالی عنه، مطبوعه دارالفکربیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایک کو دوسرے کی طرف سے اجازت ہے اور چیز کھا لینے سے آپس میں ناخوش نہیں ہوتے، بلکہ خوش ہوتے ہیں تو شرعاً بھی درست ہے، اگر ناخوش ہوتے ہوں تو بلا اجازت جائز نہیں، "لَایَحلُّ مَالِ امرأ مُسلم اِلا بِطِیْبِ نَفس مِنہُ"[۱] الحدیث.

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۵/۸/۸۹ھ

۷۵/ بیگہ سے زائد زمین رکھنا اور کسی اور کا اس پر قبضہ کرنا

سوال:- آج کل سرکاری قانون ہے کہ ۷۵/ بیگہ سے زائد کوئی زمین نہیں رکھ سکتا، حالانکہ قبل اس قانون کے اس نے اپنے پیسے سے ۷۵/ بیگہ سے زائد زمین خرید رکھی ہے، اس صورت میں زبردستی ۷۵/ بیگہ زمین کاٹ سکتا ہے کہ نہیں؟ یہ فعل عوام کے لئے حلال ہوگا کہ نہیں، اور قانون کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص نے اپنی مملوکہ زمین میں وہاں بویا ہے وہ بونے والے کی ملک ہے، بغیر مالک کی اجازت کے کسی اور کو کاٹنے کا حق نہیں، بلکہ ایسا کرنا غصب اور ظلم ہے، قانون کا حاصل بھی یہ نہیں کہ جس کے پاس ۷۵/ بیگہ زمین زائد ہو، اس کی بوئی ہوئی فصل جس کا دل چاہے کاٹ لے ۷۵/ بیگہ سے زائد زمین کو بلا قیمت زبردستی قبضہ کر لینا بھی ظلم ہے، اس کا کسی کو حق نہیں۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵/ کتاب الغصب والعاریۃ، الفصل الثانی، مطبوعہ یسرندیم دیوبند، مسند احمد ص ۷۲/ ج ۵/ مسند عم ابی حرۃ الرقاشی رضی اللہ تعالی عنہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، شعب الایمان للبیہقی ص ۲۶۹/ ج ۲/ الثامن والثلاثون وھو باب قبض الیدعن الاموال المحرمۃ، مطبوعہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ.

عن سالم عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اخذ من الارض شیئاً بغیر حقہ خسف لہ یوم القیامۃ الیٰ سبع ارضین رواہٗ البخاری[۱]،عن یعلیٰ بن مرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من اخذ ارضاً بغیر حقھا کلف ان یحمل ترابھا المحشر،رواہ احمد[۲]،وعنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ایمارجل ظلم شبراً من الارض کلفہ اللّٰہ عزوجل ان یحفرہ حتی یبلغ اٰخرسبع ارضین ثم یطوقہ الیٰ یوم القیامۃ حتی یقضی اللّٰہ بین الناس رواہ احمد اھ(مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۶)[۳]

”عن سعید بن زید عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال من احیی ارضاًمیتۃ فھی لہٗ ولیس لعرق ظالم حق رواہ احمد والترمذی[۴]وابوداؤد ورواہ مالک عن عروۃ مرسلاً وقال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب ،عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا لاتظلموا الا لایحل مال امرأ الا بطیب نفس منہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان والدارقطنی فی المجتبیٰ اھ مشکوٰۃ شریف، ص ۲۵۵“[۵] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] بخاری شریف ص ۴۵۳/ج ۱/کتاب بدء الخلق،باب ماجاء فی سبع ارضین،مطبوعہ اشرفی دیوبند،مشکوۃ ص ۲۵۶/باب الغصب،الفصل الثالث،مطبوعہ دارالکتاب دیوبند.

[۲] مسنداحمدص ۱۷۲/ج۴/حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی رضی اللّٰہ تعالی عنہ،مطبوعہ دارالفکر بیروت،مشکوۃ ص ۲۵۶/باب الغصب،الفصل الثالث.

[۳] مسند احمدص ۱۷۳/ج۴/حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی رضی اللّٰہ تعالی عنہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت،مشکوٰۃشریف ص ۲۵۶/(مطبوعہ یاسرندیم دیوبند)باب الغصب والعاریۃ الفصل الثالث.

[۴] ترمذی شریف ص ۱/۲۵۶، ابواب الاحکام،باب ماذکرفی احیاء ارض الموات،مطبوعہ اشرفی دیوبند، ابوداؤد شریف ص۲/۴۳۷، کتاب الخراج والفئی والامارۃ،باب احیاء الموات، سعد بکڈپو دیوبند، مشکوۃ ص ۲۵۵، باب الغصب، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کسی کی کتاب بلا اجازت استعمال کرنا

سوال:-ایک شخص کتب خانہ یا مدرسہ میں مطالعہ کے لئے گیا وہاں ایک ایسے مصنف کی کتاب بھی آئی جس سے بے حد اعتقاد بھی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ کتاب کا مطالعہ کرنے سے وہ کتاب مضمون کے اعتبار سے اُسے پسند بھی ہے، وہ شخص کتب خانہ سے بغیر مالک کتب خانہ کی اجازت کے اس کتاب کو خاموشی کے ساتھ لے آیا، ایا ایسی صورت میں یہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں، بظاہر گنہگار شرعی حیثیت سے معلوم ہوتا ہے، اگر فی الواقع گنہگار ہے تو کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ کتاب کی قیمت ادا کر کے گناہ سے بچ جائے، اور اگر ادا کریگا تو کیا کہہ کر ادا کریگا، اس لئے کہ اگر یوں ظاہر کرتا ہے کہ میں فلاں کتب خانہ سے لے آیا تھا، تو کتب خانہ والے اُسے چور ثابت کریں گے، اسکی عزت اور آبرو پر نظر ڈالیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا یہ فعل غصب میں داخل ہے، اور حرام ہے اس پر وہ گنہگار ہوگا اگر وہ کتاب موجود ہے تو قیمت ادا کرنا کافی نہیں، بلکہ بعینہٖ اس کتاب کا واپس کرنا لازم ہے، جس طرح لایا ہے، اسی طرح واپس بھی کر آئے، اگر وہ تلف ہوگئی تو اس کی قیمت کتب خانہ میں بعد خریداری کتب جمع کرادے، یا وہ کتاب خرید کر دیدے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۸۸ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۵؎ مسند احمد ص ۷۲/ج ۵/مسند عم ابی حرة الرقاشی رضی اللّٰہ تعالی عنه مطبوعه دارالفکر بیروت، شعب الایمان للبیهقی ص ۷۶۹/ج ۲/الباب الثامن والثلاثون فی قبض الید عن الاموال المحرمة، مطبوعه نزار مصطفی البازمکه مکرمه، مشکوٰة شریف ص ۲۵۵/(مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی.

۱؎ واما حکمه ای الغصب فالا ثم والمغرم عندالعلم الی قوله ویجب علی الغاصب ردعینه علی المالک وان عجز عن رد عینه بهلاکه فی یده بفعله اوبغیر فعلیه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

کفار کے کارخانہ میں خرد برد کرنا

سوال:- فی زمانہ ہندوستان میں فیکٹریوں اور کارخانوں پر مشرکین وکفار قابض ہیں اور مسلمان ان کارخانوں میں مال سپلائی کا کام کررہے ہیں، اور مالی حالت خراب ہوتے ہوتے پستی میں چلے جارہے ہیں، البتہ اگر مال کی سپلائی میں خرد برد سے کام لیں تو البتہ فائدہ ہے، لہٰذا ایسی صورت میں ہندوستان جیسے دارالحرب ملک میں کفار ومشرکین چالبازوں سے خرد برد کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) خرد برد (یعنی غلط طریقہ پر کسی کا مال لے لینا شرعاً درست نہیں[۱] چوری ہر جگہ ناجائز ہے،[۲] اگر دارالحرب قرار دیکر غیر مسلموں کی چوری کی عادت ہوجائے تو پھر خطرہ ہے کہ مسلمان کی چوری سے بھی احتیاط نہیں کرسکے گا، نیز خرد برد کرنے کی اگر خبر لگ جائے تو عزت

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مثلہ ان کان مثلیا کالمکیل والموزون فان لم یقدر علی مثلۂ لانقطاع فعلیہ قیمتہ الی قولہ وان غصب مالامثل لہٗ فعلیہ قیمتہ یوم الغصب بالاجماع (عالمگیری ج۵/ص ۱۱۹/) کتاب الغصب (مطبوعہ زکریادیوبند) الدرالمختار علی الشامی زکریاص ۲۶۳، ۲۶۷/ ج ۹/ کتاب الغصب، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۰۹، ۱۱۰/ ج ۸/ کتاب الغصب.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] لایجوز لاحدمن المسلمین اخذمال احدبسبب شرعی، شامی زکریاص ۱۰۶/ ۶/، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر باخذ المال، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۶۷/ ۲/، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، البحرالرائق کوئٹہ ص ۴۱/ ۵/، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر،

[۲] والسرقة کبیرة واخذالمال فی قطع الطریق فاحشة، الزواجرعن اقتراف الکبائرص ۷۹۳/ ج ۴/ الکبیرة التاسعة والستون بعدالثلاث مائة السرقة، مطبوعہ نزارمصطفی البازمکہ مکرمہ، روح البیان ص ۴۸۸/ ج ۹/ سورۂ الممتحنة تحت آیت ص ۱۲/ مطبوعہ دارالفکربیروت.

وہاں دونوں پرآفت آجائے گی ایسا کام کرنا کسی دانشور کا کام نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سرکاری زمین میں کھیتی کرنا

سوال:- گورنمنٹ نے چک بندی کے زمانہ میں کچھ راستے چھوڑے ان کی جوتائی وغیرہ کر کے غلہ حاصل کرنا کیسا ہے؟ جس کا لگان وغیرہ نہیں ہوتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جوزمین کسان کی نہیں، نہ کوئی معاملہ اجارہ یا بٹائی کا مالک سے کیا ہوا، اس کو جوتنا اور غلہ حاصل کرنا اس کے لئے جائز نہیں، وہ گورنمنٹ کی ملک ہے تو اس کی اجازت سے درست ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دوست سے روپیہ چوری کیا اس کی واپسی کا طریقہ

سوال:- میں نے اپنے ایک دوست کی جیب سے کچھ روپے نکال لئے تھے، اب مجھے خدا کا خوف دامن گیر ہوا۔ اس کو کس طرح واپس کروں۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔

---

[۱] لَایَنۡبَغِیۡ لِلۡمُؤۡمِنِ اَنۡ یُذِلَّ نَفۡسَهٗ الحدیث ترمذی شریف ج۲/ص۵۰/مطبوعه رشیدیه، دهلی ابواب الفتن، المعجم الکبیر للطبرانی ص۲۱۳/ج۱۲/مجاهدعن ابن عمررضی اللّٰه تعالی عنهماحدیث ص۱۳۵۰۷/مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت، کنزالعمال ص۲۹/ج۳/ الاقتصادوالرفق فی الاعمال بلاافراط وتفریط، حدیث ص۵۳۰۴/مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت.

[۲] لایجوزالتصرف فی مال غیره بلااذنه ولاولایته الخ، درمختار علی الشامی زکریا ص۲۹۱/ج۹/کتاب الغصب مطلب فیما یجوزمن التصرف بمال الغیر، شامی کراچی ص۲۰۰/ ج۶/ الاشباه والنظائرص۱۵۷/کتاب الغصب ،طبع دارالاشاعة دهلی ،قواعدالفقه ص۱۱۰/قاعده ص۲۷۰/الرسالة الثالثة، طبع دارالکتاب دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کی رقم جیب سے نکالی ہے اس کو کسی صورت میں پہنچادیں خواہ اس طرح سے کہ یہ رقم میری طرف سے آپ کو ہدیہ تحفہ ہے۔ یہ بتلانا ضروری نہیں کہ میں نے آپ کی جیب سے رقم نکالی تھی[1] لیکن اگر بتلادیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں تو یہ اعلیٰ بات ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کرایہ کے مکان پر قبضہ

سوال:- زید فریق اول نے عمر فریق ثانی کو اپنے مکان کی زمین جس میں گائے وغیرہ باندھی جاتی ہے، اس شرط پر دی کہ وہ اپنے لئے رہائشی مکان بنالے اور تعمیر میں جو کچھ خرچ ہو کرایہ کے حساب سے منہا کرلے اور کچھ رقم بھی دینے کا وعدہ کیا، چنانچہ تین سال کی مدت میں بارہ روپیہ ماہواری کرایہ کے حساب سے تعمیر کے حساب میں منہا بھی کرادیئے، حساب کرانے پر عمر فریقِ ثانی پر زید فریق اول کا کچھ روپیہ نکلتا ہے، جس کا عمر بھی اقرار کرتا ہے، فی الحال عمر بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے کرایہ برابر ادا کرتا ہے، لیکن اب عمر اس مکان پر مستقل طور پر قابض ودخیل ہونا چاہتا ہے، اور سرکاری کاغذات میں بھی اپنے نام کا اندراج کرانا چاہتا ہے، اور اسی کوشش میں مصروف ہے، چونکہ مالک مکان زید ایک سید تھے، اور نیک طبیعت کے انسان تھے، جو کہ مارچ ۶۴ء کے فساد میں شہید بھی ہوچکے ہیں، ان کے اہل وعیال کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے مکانِ مذکور کی خود ضرورت شدید ہے، لہٰذا ازروئے شریعتِ

---

[1] ولو اطعم الغاصب المغصوب مالكه برى وان لم يعلمه لو صول عين ماله اليد الخ، سكب الانهر ص ۱۰۰ / ج ۴ / مطبوعه دارالكتاب العلميه بيروت آخر كتاب الغصب، مجمع الانهر ص ۱۰۰ / ج ۴ / آخر كتاب الغصب، طبع بيروت، الدرمع الشامی كراچی ص ۱۸۲ / ج ۶ كتاب الغصب، مطلب فی ردالمغصوب وفيمالوابى المالک قبوله.

اسلامیہ عمر کا یہ فعل کہاں تک درست ہے، اور زید شہید مرحوم کے احسانات کا بدلہ عمر کو کس طرح ادا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ تو ظاہر ہے کہ زید نے جگہ نہ عمر کو ہبہ کی ہے، اور نہ بیع کی ہے، بلکہ کرایہ پر دی ہے، اور جو روپیہ تعمیر میں خرچ ہوا، اس کو بھی کرایہ میں محسوب کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ زید نے عمر کو اپنا وکیل بنایا کہ میری طرف سے اس کرایہ کو مجھے دینے کے بجائے، تعمیر میں خرچ کردیں تو اس لحاظ سے جو عمارت مکان بنے گی وہ بھی زید کی ملک ہوگی[۱]، اگر زید کے ورثہ خالی کرانا چاہتے ہیں، تو عمر کو اس جگہ پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں[۲]، بلکہ اس کو لازم ہے کہ اس غصب اور ظلم سے باز رہے، اور جو روپیہ کرایہ کا باقی ہے، وہ بھی ادا کردے، ورنہ خدا تعالیٰ کے یہاں سخت سزا کا مستحق ہوگا[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۸۸ھ

---

[۱] والملک یثبت للموکل ابتداء لان الموکل یخلف عن الوکیل فی حق الملک، مجمع الانهر ص ۲۱۱/ج۳/کتاب الوکالة مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۵۶/ ج۴/کتاب الوکالة، مطبوعه امدادیه ملتان، فتح القدیر ص ۱۷،۱۶/ج۸/کتاب الوکالة، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] وصح استئجار الارض للبناء والغرس واذاانقضت المدةلزمه ای المستاجران یقلعهما ای البناء والغرس ویسلمها ای الارض حال کونها فارغة الخ مجمع الانهر ص ۵۲۲/ج۳/باب مایجوزمن الاجارة مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۱/ج۸/باب مایجوزمن الاجارة، هدایه علی فتح القدیر ص ۸۲/ج۹/باب مایجوزمن الاجارة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۳] عن سعیدبن زید قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من اخذ شبراً من الارض ظلما فانه یطوقه یوم القیامة، من سبع ارضین، مشکوة ص ۲۵۴/باب الغصب، الفصل الاول، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، بخاری شریف ص ۴۵۴/ج۱/کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۳۳/ج۲/قبیل کتاب الفرائض ،مطبوعه رشیدیه دهلی.

یتیموں کے مال میں بے جا تصرف کرنے والا

سوال:-(۱) یتیموں کا مال کھانے والے پر یتیموں کو اُجاڑنے والے پر اوران یتیموں کو اپنا حق حاصل کرنے میں دقتیں پیدا کرنے والے پر خدا اوراس کے پیارے نبی ﷺ کا کیا حکم ہے؟ جب کہ یتیموں کو لا وطن کر دیا گیا ہے۔

(۲) جو لوگ یتیموں کا مال غصب کرنے والے کی مدد کریں یا خود اس آڑ میں کچھ حاصل کرنا چاہیں یا ناجائز دباؤ ان یتیموں پر ڈال کر ان کی ملکیت مسجد یا مدرسہ میں یا خود لینا چاہیں تو وہ کیسا مسلمان ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ان کو خدا کے قہر سے ڈرنا چاہئے۔

(۲) ایسا کرنے سے سب گنہگار ہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۶ھ

---

[۱] قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامیٰ ظُلْمًا اِنَّمَا یَاکُلُوْنَ فِی بُطُوْنِھِمْ نَاراً وَسَیَصْلُوْنَ سَعِیْراً. سورہ نساء آیت ۱۰/.

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں، اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں، اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

باب اول: ضمانت کے احکام

ضمان کے معنیٰ

سوال:۔ضمان کے کیا معنی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذمہ داری ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ضامن پر قسم کا حکم

سوال:۔اگر ایک مسلمان ہاتھ میں قرآن لیکر یہ اعلان صاف کرتا ہے کہ فلاں شخص نے حلفی ضمانت فلاں بات کی لی تھی، اور ضامن صاحب اپنا وعدہ پورا کریں یا ضامن صاحب قرآن ہاتھ میں لیکر ان سب باتوں سے صاف انکار کردیں تو اس صورت میں ضمانت درست سمجھی جائے گی، یا جھوٹی؟ اور اگر درست سمجھی جائے گی تو حق تلفی کا خسارہ ضامن کو ادا کرنا لازم ہے، یا نہیں؟ ایک بات کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ ضامن صاحب قسم یا حلف لینے سے ڈرتے ہیں، غرض اس پر راضی نہیں ہیں، اور نہ یہ کہنے کی ہمت رکھتے ہیں کہ کم ازکم زبانی کہ تم جھوٹ الزام مجھ پر لگاتے ہو بلکہ ’’یاد نہیں ہے‘‘ کے پردہ میں روپوش ہوجاتے ہیں، اللہ علیم وبصیر ہے۔

---

[۱] الضمان، الكفالة والالتزام ،المعجم الوسيط، ص ۵۴۴/ مطبوعه حسينيه ديوبند، وعرف الضمان أبو البقاء فقال : عبارة عن رد مغل الهالك إن كان مثليا أو قيمته إن كان قيميّاً، قال : والضمان أعم من الكفالة، لأن من الضمان مالا يكون كفالة، معجم المصطلحات والألفاظ الفقهية ص۴۱۵ ج۲ حرف الضاد، مطبوعه دار الفضيلة، قاهرة مصر، قواعد الفقه ص ۳۵۹، الرسالة الرابعة فى التعريفات الفقهية، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

قسم مدعی پرنہیں آتی بلکہ منکر پر آتی ہے[۱]، لہٰذا جو صاحب ضمانت کا وعدہ کرتے ہیں، ان کے ذمہ قسم نہیں، ان کا قسم کھانا بے معنی اور غلط ہے، جس پر ضمانت کا دعویٰ کیا جارہا ہے، اگر وہ ضمانت کے منکر ہیں تو قسم کھا کر کہدیں کہ میں نے ضمانت نہیں کی، ان کا قول معتبر ہوگا، اگر ان کو ضمانت کرنا یاد نہیں تو یہی قسم کھالیں کہ مجھ کو ضمانت کرنا یاد نہیں تو بھی ان کی قسم معتبر ہوگی، ''یاد نہیں'' کوئی پردہ نہیں، آدمی بھول بھی سکتا ہے، ایسی حالت میں یہ قسم لی جائے کہ ''مجھے ضمانت کرنا یاد نہیں'' یہ قسم نہ لی جائے کہ میں نے ضمانت نہیں کی'' یاد رکھتے ہوئے جھوٹی قسم کھانا سخت وبال کا موجب اور کبیرہ گناہ ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دفتری نے رقم دی، لینے والا کہتا ہے مجھے نہیں ملی

سوال:۔اگر دفتری آدمی جو اس دفتر کے متعلقین سے رقم مختلفہ لیتا دیتا رہتا ہے، کسی کی

---

۱ عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضی اللّٰه تعالٰی عنه، انَّ النَّبِیَ صَلّی اللّٰه عَلَیۡهِ وَسَلّم قَالَ فِیۡ خُطۡبَتِهٖ اَلۡبَیِّنَةُ عَلَی اَلۡمُدَّعِیۡ وَالۡیَمِیۡنُ عَلَی الۡمُدّعیٰ عَلَیۡهِ، ترمذی شریف ، ج ۱/ص ۱۶۰/ (ابواب الاحکام)، باب ما جاء فی أن البینة علی المدعی والیمین علی المدعٰی علیه، مطبوعه رشیدیه دهلی، مشکوٰة شریف ص۳۲۷ج۲ باب الأقضیة والشهادة، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:. حضرت نبی اکرم انے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کے مدعی کے ذمہ گواہ ہے اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم۔

۲ وهی أی الیمین باللّٰه تعالٰی إلی قوله غموس تغمسه فی الإثم ثم النار وهی کبیرة مطلقاً، لکن إثم الکبائر متفاوت إن حلف علی کاذب عمداً ...... فی ماض الخ، در مختار علی الشامی ص۷۰۶ج۳ کتاب الأیمان، مطبوعه دار الفکر بیروت، هدایة ص۴۷۸ج۲ کتاب الأیمان، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، سکب الأنهر علی هامش المجمع ص۲۶۱ج۲ کتاب الأیمان، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

رقوم مطلوبہ واجبہ اس کے پاس رکھدے کہ لواسے گن لواور کچھ باقی اپنی جیب سے نکالنے لگے، اوراُدھر سے توجہ ہٹ جائے، اور دوبارہ جب ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہے کہ رقم گن لیجائے، یہ باقی پیسہ ہے، تو وہ صاحب کہیں کہ وہ رقم تو آپ نے جیب میں دھر لی مجھے کہاں دی، جب دفتری صاحب نے جیب دیکھی تو وہ رقم نظر نہیں آئی، پھر جب ساری رقم شمار کی تو اتنی ہی رقم کم نکلی، لیکن وہ صاحب یہی کہتے ہیں کہ رقم ہم کو نہیں ملی، کسی اور کے چرانے وغیرہ کا احتمال نہیں ہے، ایسی صورت میں دفتری صاحب کو تاوان دینا پڑے گا، یا کوئی اور صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں دونوں پر قسم آئے گی [1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/۸۷ھ

حقوق العباد زکوٰۃ، قربانی وغیرہ پر مقدم ہیں

سوال: ۔کیا حلفی ضمانت کا جو شرع اسلامی کے عین مطابق ہو پورا کرنا زکوٰۃ، خیرات حج، قربانی پر مقدم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیا

زکوٰۃ، خیرات، حج، قربانی کی ادائیگی پر حقوق العباد مقدم ہیں [2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وان لم یرض واحد منهما بدعوی الآخر تحالفا الخ، الدرالمختارعلی الشامی زکریا ج۸/ ص۳۱۰/ کتاب الدعویٰ، باب التحالف، **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

ضامن کو حلفیہ وعدہ کا پورا کرنا لازم ہے

سوال: ۔کیا ضامن کو اس حلفی وعدہ مذکور کا پورا کرنا لازم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہر وعدہ جو شرع کے موافق ہو اس کا پورا کرنا حسب استطاعت لازم ہے[۱] جس کو یاد ہی نہ ہو وہ کیا پورا کریگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

حلفیہ وعدہ کا پورا نہ کرنا قرآن کریم کی توہین ہے

سوال: ۔کیا ضامن نے حلفی وعدہ سے عمداًانکار کر کے قرآن شریف کی توہین نہیں کی ہے؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ملتقی الأبحر علی هامش المجمع ص ۳۶۱ ج۴ کتاب الدعویٰ، باب التحالف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۱۹ ج۷ کتاب الدعویٰ، باب التحالف.

[۲] وحق العبد مقدم عندالتعارض لاحتياجه وغنى المولىٰ تعالىٰ؛ شامی زکریا ج۴/ص۶۴/ ومطبع کراچی ج۳/ص۶/ کتاب النكاح، قواعد الفقه ص۵۵ رقم القاعدة (۱۳) الرسالة الثالثة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، الأشباه والنظائر ص۲۱۳ الفن الثالث، فوائد شتى من ابواب متفرقة، فائدة إذ إجتمع الحقان الخ، مطبوعه مكتبه إشاعت الإسلام دهلي.

(صفحہ ہذا) [۱] أجمعوا على من وعد انساناً شيئاً ليس بمنهى عنه فينبغي أن يفئ بوعده، ثم اذا فهم مع ذٰلک الجزم فى الوعد فلابد من الوفاء الا ان يتعذر، مرقات شرح مشكوٰة ج۴/ ص۶۵۳/ مطبوعه اصح المطابع بمبئی، باب المزاح، كتاب الآداب، مطبوعه امداديه ملتان ص۱۷۷،۱۷۸، ج۹، الفصل الثانی.

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم کو ہاتھ میں لیکر اوراس کی قسم کھا کر وعدہ کرنا پھر یادرہنے کے باوجود وعدہ کا عمداً انکار کردینا یقیناً بڑا جرم ہے[1]، اور قرآن پاک کے احترام کے خلاف ہے جو کہ موجب توہین ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۲/۱۸ھ

ملزم کی ضمانت کرنا

سوال:۔ایک شخص کو عداوت میں مقدمہ قتل میں قید کرادیا، اوراس کے قاتل ہونے پر گواہ بھی قائم کردیئے، ایسے شخص کا ضامن ہونا اور ضمانت پر رہا کرانے کی کوشش کرنا اوراس کا تعاون کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعۃً ایسا شخص قاتل نہ ہو مگر عداوت کی وجہ سے اس پر قتل کا جھوٹا مقدمہ چلایا جائے تو اس کی ضمانت کرنا اور بچانے کی کوشش کرنا شرعاً درست اور موجب اجر ہے، اگر وہ واقعۃً قاتل وظالم ہو تو اس کو بری ثابت کرنے کے لئے ضمانت کرنا اور کوشش کرنا جائز نہیں[2]

[1] قال رسوال اللّٰہ ﷺ آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثٌ (وَفِیْہِ) اِذَاوَعَدَ اَخْلَفَ الحدیث ، مشکوٰۃ شریف، ص۱/۱۷ (مطبوعہ دارالکتاب دیوبند) (باب الکبائر وعلامات النفاق کتاب الایمان)، الفصل الأول.

[2] عن جابر أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال : ...... (وفیہ وما من إمرئ مسلم ینصر مسلماً فی موضع ینتقص من عرضہ وینتھک فیہ من حرمتہ إلا نصرہ اللّٰہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ رواہ أبوداؤد، مشکوٰۃ شریف ص۴۲۴ ج۲ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق الفصل الثانی، عن أوس بن شرحبیل أنہ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: من مشی مع ظالم لیقویہ وھو یعلم أنہ ظالم فقد خرج من الإسلام، مشکوٰۃ شریف ص۴۳۶ ج۲ باب الظلم، الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

بلکہ اعانت ظلم ہے، "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" [1] (الاية)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۲/۵ھ

نابالغ نے ڈھیلا مار کر گھوڑی کی آنکھ پھوڑ دی اس کا تاوان

سوال:۔زید کے پاس ایک گھوڑی تھی جس پر سوار ہو کر نماز جمعہ پڑھانے جاتا رہا تھا، ایک روز گھوڑی بکر کے دروازہ پر چلی گئی بکر موجود نہیں تھا، اس کا نابالغ لڑکا کھیل رہا تھا اس نے ایک ڈھیلا ماردیا جو اس کی آنکھ پر جالگا، اور آنکھ پھوٹ گئی، زید کہتا ہے کہ ہم کو تاوان دے، بکر کہتا ہے کہ طفل صغیر نے ماردیا ہے تاوان کیوں دوں، میرا کوئی اشارہ بھی نہیں تھا، اور نہ موجود ہی تھا پھر کس طرح ہم پر تاوان عائد ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نابالغ لڑکے نے ڈھیلا مار کر گھوڑی کی آنکھ پھوڑ دی ہے تو بھی اس کا ضمان لازم ہوگا، ضمان کی مقدار گھوڑی کی چوتھائی قیمت ہے، "**الصبی المحجور علیه مواخذ بافعاله فیضمن ماأتلفه من المال للحال (درمختار علی هامش الشامی نعمانیه، ج۵/ص ۹۲/ [2] کتاب الحجر وضمن فی فق عین حمار وبغل وفرس ربع**

[1] سورۂ مائدہ، پارہ ۶/آیت ۲/.

ترجمہ: . اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر۔(از ترجمہ شیخ الہند)

[2] درمختار علی الشامی کراچی ص۱۴۶ ج۶، کتاب الحجر، البحر الرائق کوئٹہ ص۷۹، ج۸، باب الحجر، سکب الأنهر علی هامش المجمع ص ۴۵۱ ج۴ کتاب الحجر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

القیمة (درمختار[1] علی الشامی، ج٥/ ص ٣٩١/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٠/١/٨٦ھ

الجواب صحیح سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ٢٠/١/٨٦ھ

انجمن کا روپیہ ڈاکوؤں نے لے لیا وہ کس کے ذمہ ہے

سوال:- ہمارے یہاں ایک انجمن ہے، جو ہمارے مفاد کے لئے بنائی گئی ہے مثلاً مطالعہ کے لئے کتب وغیرہ، اس انجمن میں کچھ نقد رقوم جمع ہیں اور یہ انجمن ہی کی ہے، اس رقم میں سے ہم ممبران انجمن بوقتِ اشد ضرورت -/٢٥ روپیہ بطور قرض اٹھا سکتے ہیں، اس انجمن کا ایک ممبر اپنی ذاتی کاروائی کی بناء پر جیل میں بند کر دیا گیا، اس قیدی ممبر نے جیل سے خط لکھا صدرِ انجمن کے پاس کہ اس جمع شدہ انجمن کی رقم میں سے سات سو روپے مجھے بطور قرض دیدو، صدرِ انجمن نے ممبران کو جمع کیا اور کہا کہ تم سب ممبران اس کی ذمہ داری اٹھاتے ہو کہ اگر یہ رقم ادا نہ کر سکا تو تم کو ادا کرنی ہوگی، سب ممبران نے ذمہ داری لے لی اور صدرِ انجمن، انجمن میں سے سات سو روپے لے کر اس قیدی کی رہائی کے لئے جاتا ہے، اس صدر نے یہ رقم کسی ذمہ دار ممبر کے ہاتھ نہیں دی، اور جب یہ بات ہوئی کہ رہائی کے لئے کون جائے گا، تو صدرِ انجمن نے کہا کہ میں ہی جاؤں گا، اور چونکہ وہ خود بھی ذمہ دار تھا اس لئے سب ممبران نے صدر سے دب کر سکوت اختیار کیا، نیز یہ صدر ممبران ذمہ داران سے خوش نہیں ہے، یہ صدر

---

[1] درمختار علی الشامی ملخصاً، مطبوعه زکریا ج١٠/ ص٢٨٢/ کتاب الدیات، باب جنایة البهیمة والجنایة علیها، البحرالرائق کوئٹه ص٣٦٣ ج٨ کتاب الدیات، باب جنایة البهیمة والجنایة علیها وغیر ذلک، سکب الأنهر علی هامش المجمع ص٨٠-٣٨١ ج٤ الدیات، باب جنایة البهیمة والجنایة علیها، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

یہ رقوم لے کر رہائی کے لئے رات کے وقت جاتا ہے، ریل سے سفر کرتا ہے، صدر کا بیان ہے کہ میں جارہا تھا تو میرے صندوق سے ڈاکوؤں نے مجھے غفلت میں ڈال کر وہ سات سو روپے نکال لئے، کچھ علامات بھی بتاتا ہے، جس پر ممبران کو کسی درجہ یقین نہیں آتا اور صدر اس پر باوجود شادی شدہ ہونے کے طلاقِ مغلظہ کی قسمیں کھاتا ہے، ممبران کے علاوہ دوسرے لوگ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے اب زیرِ بحث یہ مسئلہ ہے کہ انجمن کی رقم کن پر عائد ہوگی اور کون ذمہ دار ہوگا؟ وہ قیدی ممبر یا ذمہ داران ممبر یا خود صدر صاحب؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قیدی ممبر نے روپیہ قرض مانگا صدرِ انجمن نے دوسرے ممبروں سے ضمانت لی کہ اگر وہ قیدی ممبر روپیہ واپس نہ کرے تو آپ لوگوں کو دینا ہوگا، انہوں نے ذمہ داری لے لی، روپیہ قیدی کے ہاتھ میں نہیں پہنچا، نہ اس کے مشورہ سے اس کے کسی کام میں خرچ ہوا، لہٰذا قیدی ممبر کے ذمہ اس کی واپسی نہیں، ذمہ دار ممبروں نے قیدی کی طرف سے ضمانت لی تھی، جب اس کے ذمہ ہی واپسی ضروری نہیں، کیونکہ اس تک پہنچا ہی نہیں تو ذمہ داری اور ضمانت کی وجہ سے ان کے ذمہ بھی واپسی ضروری نہیں [۱] وہ صدرِ انجمن کے ذمہ دار وضامن نہیں تھے کہ اگر صدر سے ضائع ہوجائے تو ہم دیں گے، لہٰذا صدرِ انجمن کا دوسرے ضامن ممبران سے مطالبہ کرنا بے محل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۱۳۹۵ھ

---

[۱] وأما شرائطها فاقسام اربعة. القسم الرابع مایرجع الی المکفول به فمنه أن یکون مضمونا علی الاصیل بحیث یجبر الاصیل علی تسلیمه. (فتاویٰ عالمگیری کوئٹه ۳/۲۵۴، الباب الاول من کتاب الکفالة، البحر الرائق کوئٹه ص۲۰۶ ج۶ کتاب الکفالة، شامی زکریا ص۵۵۵ ج۷ کتاب الکفالة،

مسجد کے حجرہ سے چوری کا ضمان کس پر

سوال:۔ایک مسجد سے ایک کوئنٹل کے قریب وزن کے تانبہ کے برتن ایسی حالت میں چوری ہوگئے کہ نہ تو صدر دروازہ پر کسی قسم کا تالا لگا تھا اور نہ ہی کوئی محافظ مسجد کی حفاظت کے لئے مقرر تھا، البتہ جس گھر میں برتن تھے، اس پر تالا لگا تھا، جسے چوروں نے بآسانی توڑ کر برتن نکال لئے، ایسی صورت میں متولی مسجد برمعقول حفاظت نہ کرنے پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے یانہیں؟ اگر جرم عائد ہوتا ہے تو تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

مساجد کے صدر دروازہ پرعموماً تالانہیں لگایا جاتا، تاکہ جوشخص جب بھی دل چاہے مسجد میں آکر عبادت کرسکے، نیز ہر مسجد میں محافظ بھی مقررنہیں ہوتا، بلکہ اوقات نماز میں مؤذن آتا ہے، اورمسجد کی صفائی اورصف بچھانے کا کام کرتا ہے، اگر یہی صورت آپکے یہاں بھی ہے، توحجرہ پرقفل کا ہونا ہی حفاظت کیلئے کافی ہے[1] متولی پرکوئی ضمان لازم نہیں[2] ہاں اگروہ جگہ چوروں کی ہے، اورچوروں کے واقعات مسجد وغیرہ میں پیش آتے رہتے ہیں،

---

[1] کرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعہ بہ یفتی ھٰذا اولی من التقیید بزماننا لان المدار علی خوف الضرر فان ثبت فی زماننا فی جمیع الاوقات ثبت کذلک الا فی اوقات الصلاۃ اولا فلا او فی بعضھا ففی بعضھا، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۲۸ج۲ باب ما یفسد الصلاۃ، مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۳ج۲ باب ما یفسد الصلاۃ، فصل لما فرغ من بیان الکراھۃ، حلبی کبیر ص۶۱۵ فصل فی احکام المسجد مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

[2] لووضعھا فی بیتہ اوفیما یحرزفیہ مالہ عادۃ فضاعت لاضمان علیہ (بدائع کراچی ج۶/ص۲۰۹/ کتاب الودیعۃ) عالمگیری کوئٹہ ص۳۴۳ج۴ کتاب الودیعۃ الباب الرابع فیما یکون، تضییعا للودیعۃ،

اور صرف حجرۂ مسجد پر قفل کا ہونا حفاظت کے لئے کافی نہیں سمجھا جاتا، پھر حکم دوسرا ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مدرس کی تنخواہ سے ضمان کی صورت

سوال: ۔کسی دینی مدرسہ کے مدرس سے کوئی مالی نقصان ہوجائے جس میں اس کے قصد کو دخل نہ ہو تو اس کی تنخواہ سے نقصان کا وضع کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اسکو امین بنایا گیا تھا اور اس نے پوری احتیاط وحفاظت کی پھر بھی ناگہانی طریقہ پر وہ چیز ضائع ہوگئی تو اسپر ضمان لازم نہیں،[۲] اسکی تنخواہ سے وضع کرنا درست نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود حسن عفی عنہ

مہتمم کے پاس سے زکوٰۃ چوری ہوگئی تو ضمان کا حکم

سوال: ۔زید نے عمر کو پانچ روپیہ زکوٰۃ کے دے دیئے کہ وہ اپنے مدرسہ کے طلباء کو تقسیم

---

[۱] واما بيان مايغير حال المعقودعليه من الامانة الى الضمان فانواع منها ترک الحفظ لانه بالعقد التزم حفظ الوديعة على وجه لو ترک حفظها حتى هلكت يضمن بدلها (بدائع كراچی ج٦/ ص ١١ ٢/ كتاب الوديعة، يجب حفظ كل شيء فی حرز مثله الى قوله والمعتبر فی ضمان المودع التقصير فی الحفظ، شامی زكريا ص٤٦٩،٤٦٨ ج٨ كتاب الايداع، شرح المجلة، ص٣٣٤/ ١، رقم المادة: ٧٨٢، مطبوعه اتحاد بكڈپو ديوبند،

[۲] اذا ضاعت (الامانة) فی يد المودع بغير صنعه لا يضمن (بدائع كراچی ص ٢١١ ج٦ كتاب الوديعة)، مجمع الأنهر، وسكب الأنهر ص٤٦٨ ج٣ كتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کردے۔عمر مہتمم مدرسہ ہے۔اتفاق کی بات کہ وہ پانچ روپیہ عمر کے پاس سے اسی مدرسہ کے طلبہ نے چرالئے۔کیا اس طرح مالِ زکوٰۃ چوری ہونے سے زکوٰۃ ادا ہوگئی؟ اگر نہیں تو ان پانچ روپیہ مالِ مسروقہ کا دیندار کون ہے زید یا عمر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے، اباحت بھی کافی نہیں چہ جائیکہ مصرف کا چوری کرلینا۔ عمر مہتمم مدرسہ اگر صرف معطی زکوٰۃ کا وکیل ہے تو صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی[1] پھر اگر بغیر تعدی مہتمم یعنی باجود حفاظت تامہ کے چوری ہوگئی تو عمر پر ضمان لازم نہیں[2] زید دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے[3] اور امین کا یہی حکم ہے۔اگر عمر کی طرف سے تعدی ہوئی یعنی حفاظت میں کوتاہی کی تو عمر پر ضمان لازم ہے، عمر مہتمم مدرسہ اگر طلباء کا وکیل ہے تو اس کا قبضہ طلبا ہی کا قبضہ ہے[4] لہٰذا زکوٰۃ ادا ہوگئی۔کسی پر ضمان لازم نہیں۔ الزکوٰۃ ھی

---

[1] امداد الفاوی ص۵-۱۶۳ ج۳ کتاب الوکالۃ، عنوان ومھتمم مدرسہ معطیین چندہ کی طرف سے وکیل ہے الخ، مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند۔

[2] اذا ضاعت (الامانة) فی ید المودع بغیر صنعه لا یضمن (بدائع کراچی ص۲۱۱ ج۶ کتاب الودیعة)، شرح المجلة ص۳۲۶ ج۱، الکتاب السادس فی الأمانات، الباب الأول رقم المادة (۷۶۸) مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند.

[3] ان المقبوض فی ید الوکیل بجهة التوکیل بالبیع والشراء وقبض الدین والعین وقضاء الدین امانة بمنزلة الودیعة (بدائع کراچی ص۳۴ج۶ کتاب الوکالة)، المحیط البرهانی ص۱۷۷ ج۱۵ کتاب الوکالة، الفصل الثالث والعشرون فی الوکالة الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[4] ان الوکیل متصرف بطریق النیابة عن الموکل وتصرف النائب تصرف المنوب عنه (بدائع کراچی ص۳۳، ج۶ کتاب الوکالة، هدایة ص۱۷۹ ج۳، کتاب الوکالة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

تملیک خرج الاباحة فلو اطعم یتیماً ناویاً به الزکوٰة لا تجزیه الا اذا دفع الیه المطعوم کما لو کساه بشرط ان یعقل القبض اهـ در مختار[۱] ص۳ ج۳ نعمانیة (قوله خرج الاباحة) ای فلا تکفی فیها (قوله اذا دفع الخ) بقیدهما اذا لم یکن ابوه غنیاً لانه یعد غنیاً لغنی ابیه ومنه علم انه لا یشترط فی المدفوع الیه البلوغ بل ولا العلقل لان تملیک الصبی صحیح لکن ان لم یکن عاقلاً فانه یقبض عنه ولیه او ابوه او من یعوله قریباً او اجنباً او الملتقط وان کان عاقلاً فقبض من ذکر وکذا قبضه بنفسه اهـ طحطاوی[۲] ص۳۸۸ ج۱، فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح : سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبد اللطیف ۱۱ شعبان

مہتمم پر ضمان

سوال:۔ ایک صاحب بہت نیک اور باحیثیت مگر آنکھوں سے معذور عرصہ سے ایک عربی مدرسہ کے مہتمم اور مدرسہ کا جو کچھ چندہ وغیرہ کا روپیہ ہوتا تھا وہ بھی انہیں کے پاس رہتا تھا روپیہ کی آمد وخرچ کا حساب مہتمم بوجہ معذوری چشم نہیں کرتے تھے بلکہ ملازمین مدرسہ یا دیگر اراکین مدرسہ لکھتے تھے کچھ عرصہ کے لئے ایک اور صاحب مہتمم کر دیئے گئے مگر ان سابقہ

---

[۱] در مختار علی الشامی کراچی ص۲۵۷ ج۲ کتاب الزکوٰة، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۰۱ ج۲ کتاب الزکاة، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص۲۸۴ ج۱ کتاب الزکاة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] طحطاوی علی الدر المختار ص۳۸۸ ج۱ کتاب الزکوٰة، مطبوعه دار المعرفة بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۰۱ ج۲ کتاب الزکاة.

معذور چشم مہتمم کی تحویل میں روپیہ رکھا گیا کچھ عرصہ کے بعد یہ مہتمم بوجہ معذوری خود ہی سبکدوش ہوگئے۔ اور اہتمام مدرسہ مع زرامانت کے ایک جدید مہتمم صاحب کے سپرد کیا گیا اس وقت روپیہ کی جانچ جدید مہتمم صاحب نے کی کچھ روپیہ کی کمی اظہار کیا سابقہ مہتمم صاحب جس صندوق میں روپیہ مدرسہ کا رکھتے تھے اس میں سے نکالنے کے لئے یا رکھنے کے لئے اپنے علاوہ گھر کے چند دیگر افراد سے بھی کام لیتے تھے اور روپیہ مثل اپنے روپیہ کے محفوظ رکھا گیا اور اپنے روپے کی طرح اس کی حفاظت کی گئی، گھر کے جن افراد پر اعتماد تھا اور اپنا کام ان سے کراتے تھے انہیں سے مدرسہ کا روپیہ بھی رکھواتے نکلواتے تھے۔ کمی اگر واقعی ہے تو اس کا علم کہ کمی کیوں ہوئی ان مہتمم کو کچھ نہیں ہے یہ کمی بوجہ حکم شرع شریف امین کے ذمہ آتی ہے یا نہیں؟ صاف الفاظ میں جواب عطا فرمایا جاوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں حسب بیان سائل جبکہ معذور چشم مہتمم صاحب نے مدرسہ کی مثل اپنے روپے کے حفاظت کی اور کسی قسم کی خیانت نہیں کی تو ضائع شدہ روپیہ کی ضمان مہتمم صاحب کے ذمہ نہیں۔ بشرطیکہ جن افراد سے روپیہ نکلواتے اور رکھواتے تھے وہ بھی مہتمم صاحب کے نزدیک امین ہوں **وھی امانة فلا تضمن بالھلاک مطلقاً واشتراط الضمان علی الامین باطل به یفتی وللمودع حفظھا بنفسه وعیاله وھم من یسکن معه حقیقة او حکما لا من یمونه وشرط کونه امینا، تنویر**[1] ص۱۵۵ ج۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن غفی عنہ

---

[1] تنویر الابصار مع الدرالمختار کراچی ص۵/۶۶۴، کتاب الایداع، مجمع الانھر ص۴۶۸، ۳/۴۶۹، کتاب الودیعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، ھدایة ص۲۷۳ ج۳، کتاب الودیعة مطبوعه مکتبه تھانوی دیوبند.

جلدی میں ٹکٹ نہ لے سکا اور پیسے گارڈ کو دیدئے تو وہ کافی ہے یا نہیں

سوال:۔ مجھے ایک مرتبہ دیوبند سے سہارنپور جانا تھا، اسٹیشن پر پہنچا تو گاڑی چلدی اور میں چلتی گاڑی میں چڑھ گیا اور جلدی کی وجہ سے ٹکٹ نہ خرید سکا، ٹپری اسٹیشن پر گارڈ سے ملا اور اس نے پچھتر پیسے لیکر کہا کہ میں سہارنپور میں گیٹ سے پاس کرادونگا، چنانچہ اس نے مجھے گیٹ سے پاس کرادیا، نہ اس نے مجھے ٹکٹ دیا اور نہ ہی رسید دی، غالباً وہ پیسہ محکمہ ریلوے کو نہیں پہنچا، اب شریعت کی رو سے بندہ سبکدوش ہوگیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

جبکہ آپ نے سہارنپور تک سفر کیا اور عجلت کی وجہ سے ٹکٹ خرید نہیں سکے اور ٹپری اسٹیشن پر گارڈ سے مل کر ٹپری سے سہارنپور تک کا پیسہ بھی اس کو دیدیا، مگر اس نے نہ ٹکٹ دیا، نہ رسید دی، تو ظاہر ہے کہ وہ پیسے ریلوے کے ایک ملازم (گارڈ) نے خود رکھے، اور سہارنپور پہنچ کر اپنے اثر سے اس نے آپ کو پاس کرادیا، پس سہارنپور سے دیوبند تک کا ٹکٹ لے کر آپ پھاڑ دیں، تاکہ آپ کے ذمہ ریلوے کا مطالبہ باقی نہ رہے، اور بالیقین آپ بری الذمہ ہوجائیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۹۱ھ

---

[1] والظاهر أن هذا مبنى علىٰ قول المتقدمين بأن منافع الغصب غيرمضمونة مطلقاً اماعلىٰ مالافتىٰ به المتأخرون من ضمان المعد للاستغلال الخ .شامی زکریا، ج۹/ص ۱۰۳/کتاب الاجارة .باب ضمان الاجير، مبحث اختلاف المؤجر والمستأجر، مجمع الانهر ص۹۴، الدر المنتقىٰ مع مجمع الأنهر ص۹۵ كتاب الغصب، الفصل الثالث مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

مقروض کے اسٹامپ لکھ دینے کے بعد بھی کفیل کی ضمانت باقی رہے گی؟

سوال:۔ممتاز احمد اپنی ضمانت میں محمد حسن اور زین الحق صاحبان سے غلام محمد کو کچھ روپئے کا مال دلوایا کہ غلام محمد فروخت کر کے چکا دیگا، محمد حسن اور زین الحق کاروبار میں مشترک ہیں، مگر کچھ عرصہ گذرنے پر غلام محمد چند مجبوریوں کی وجہ سے ان کو روپیہ نہ دے سکا اس کے بعد محمد حسن وغیرہ نے ممتاز احمد کو پریشان کرنا شروع کر دیا کہ آپ ہماری بقایا رقم غلام محمد سے دلوادیں، ممتاز احمد نے ہر چند کوشش کی کہ غلام محمد روپیہ کی ادائیگی محمد حسن وغیرہ کو کر دے، مگر روپیہ کی ادائیگی نہیں ہوسکی، اور اسی طرح کئی ماہ گذر گئے اس کے بعد محمد حسن وغیرہ نے ممتاز احمد سے یہ کہا کہ آپ غلام محمد کو ہمارے پاس لے آئیں تاکہ ہم اس سے بقایا رقم کا اسٹامپ لکھوالیں، ممتاز احمد نے غلام محمد کو ان کے سامنے حاضر کر دیا اور غلام محمد نے ان کے روپیہ کا اقرار بھی کیا ساتھ ہی ہنسی خوشی اسٹامپ لکھنے پر راضی ہوگیا اور مزید کہا کہ کل بقایا رقم مبلغ ۳۲۰۰/ سو روپیہ دینے والا میں ہوں اور میں آپ کو ضرور دونگا، اور اس نے اپنے دستخط کر دیئے۔

(اسٹامپ کی نقل) غلام محمد ولد حاجی عبدالکریم حجام محلّہ اورنگ آباد قصبہ مئوناتھ ضلع اعظم گڈھ یوپی کا ہوں، چونکہ منمقر کو روپے کی سخت ضرورت تھی جو بدون قرض لئے رفع ضرورت غیر ممکن ہے اس لئے منمقر نے ماسٹر محمد حسن صاحب ولد چاند شاہ محلّہ بھکاری قصبہ موَناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ سے مبلغ ۳۲۰۰/ سو روپے سیکڑہ کے حساب سے مہاجن مذکورہ بالا کو ادا اور بے باق کر دوں، اگر منمقر روپیہ مذکورہ بالا مع سود ادا اور بے باق نہ کروں تو ماسٹر محمد حسن صاحب مذکورہ بالا کو اختیار کلی حاصل ہے، اور آئندہ ہوگا کہ چارہ جوئی عدالت مجاز منمقر کی

ذات وجائداد منقولہ وغیرہ سے جس طرح چاہیں وصول کرلیویں، اس میں منمقر خواہ ورثاء منمقر کو نہ کوئی عذر ہے اور نہ آئندہ ہوگا لہٰذا یہ چند کلمہ بطور خط کے لکھ دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت پر کام آوے۔

اب آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اسٹامپ کے لکھ جانے کے بعد بھی کیا ممتاز احمد کی ضمانت باقی رہ جاتی ہے یا ختم ہوجاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ضمانت کے وقت یہ شرط تھی کہ اسٹامپ لکھنے تک ضمانت ہے بعد میں نہیں یا اسٹامپ لکھ کر ضمانت ختم کردی اور لکھ دیا کہ اب میں ضامن نہیں رہا، تو ضمانت ختم ہوگئی، ورنہ ضمانت باقی ہے[1] اور اس ضمانت کا حاصل بھی صرف یہی ہے کہ غلام محمد سے روپیہ دلوانے کی کوشش کرتا رہے یہ نہیں کہ اپنے پاس سے روپیہ دے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۱/۹۵ھ

---

[1] اَلْمُسْلِمُوْنَ عَلیٰ شُرُوْطِهِمْ (ترمذی شریف ، ج ۱/ص ۲۵۱/ ابواب الاحکام،باب ماذکر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الصلح بین الناس، مکتبۂ اشرفیہ دیوبند، المعجم الکبیر للطبرانی ص۲۲ ج۱۷ رقم الحدیث ۳۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، کنز العمال ص۳۶۳ ج۴ رقم الحدیث ۱۰۹۱۷ الب الثالث فی احکام الجهاد، مطبوعه مؤسسة الرسالة.

ترجمہ:۔مسلمانوں پر اپنی شرائط کی پابندی لازم ہے۔

[2] الكفالة هى ذم ذمة إلى ذمة فى المطالبة لا فى الدين قوله فى المطالبة أى اشتراک كل من الكفيل والاصيل فى جواز طلب المكفول له نفسهما أو عينا واجبة التسليم كمغصوب وعارية ثم لا يلزم منه لزوم المطالبة الدين على الكفيل، الدر المنتقٰى مع مجمع الأنهر ص۱۷۳، ۱۷۲ ج۳ كتاب الكفالة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامى زكريا ص۵۵۳ ج۷ كتاب الكفالة، البحر الرائق كوئٹه ص۲۰۴ ج۶ كتاب الكفالة،

معزول پر ضمان نہیں

سوال:۔زید ایک مدرسہ کا مدرس ہے، ہیڈ ماسٹر نے زید کو اس کا ذمہ دار بنایا، اور کمرے کی کنجی بھی زید کے حوالہ کر دی، لیکن زید کی بعض کوتاہیوں کی وجہ سے کمرے کی کنجی ہیڈ ماسٹر نے اس سے لے کر اپنے پاس رکھ لی، زید سے کنجی لینے کے بعد اس کمرے میں مالی نقصان ہو گیا، اب زید سے کنجی لینے کے بعد کمرے کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اور نقصان کس کے ذمہ عائد ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب نقصان کنجی زید سے لینے کے بعد ہوا تو زید ذمہ دار نہیں،[1] جس کے پاس کنجی ہے وہ ذمہ دار ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۸۹ھ

بچپن کی چوری کا حکم

سوال:۔بچپن کی چوری کا محاسبہ ہوگا یا والدین پر اس کا گناہ ہوگا، اور اسی طرح جتنے بھی گناہ بچپن میں کئے؟

---

[1] لأن المسقط للضمان فی حق المودع رده الٰی من اخذه منه الخ، مبسوط للسرخسی ص ۱۳۰ ج۶ الجزء الحادی عشر، کتاب الودیعة، مطبوعه دار الفکر بیروت، فلو ردها الودیع برئ الخ، شرح المجلة ص ۴۴۰ ج ۱ رقم المادة ۷۹۴، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند.

غاب المودع وترک مفتاحه عند غیره فلما رجع لم یجد الودیعة فی مکانه لا یضمن لدفع المفتاح الٰی غیره، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۶ ج۴ کتاب الودیعة، الباب الرابع فیما یکون تضییعاً للودیعة الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً

بچوں پر گناہ نہیں،[1] البتہ چوری کی مقدار کا ضمان انکے مال میں لازم ہوگا۔[2] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

دوسرے کیلئے ٹکٹ خریدنے کی صورت میں ضمان

سوال:۔ زید، عمر، خالد، تینوں سفر کو جارہے تھے، راستہ میں احمد ملا کہا میں جاؤنگا، لیکن پیسے میرے پاس نہیں تم میں سے کوئی اگر ٹکٹ لیکر دیدے تو جاؤنگا، زید کے پاس پیسہ تھا لیکن وہ پہلے اندر چلا گیا تھا، عمر نے خالد سے کہا کہ تم جلدی اندر جاکر زید سے پیسہ لیکر احمد کے لئے ٹکٹ لے لو، لہٰذا خالد چلا احمد پیچھے دروازہ تک گیا تھا، اور خود کہتا ہے کہ میں نے خالد کو آواز دی، بولا نہیں، لہٰذا غصہ ہوکر وہاں سے چلا گیا۔

خالد کہتا ہے کہ میں نے نہیں سنا اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ خالد نے زید سے پیسہ لیکر جلدی سے احمد کے لئے ایک ٹکٹ لے لیا، لیکن احمد کا پتہ نہیں، بہت تلاش کیا، تو وہ ٹکٹ بیکار گیا اب پیسے کون دیگا؟ مخفی مباد کہ راستہ میں یہ بات ہوچکی تھی کہ خالد جاکر احمد کے لئے ٹکٹ لے لے، درمیان میں منسوخ بھی نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر احمد کے امر سے خالد نے زید سے پیسے قرض لیکر احمد کے لئے ٹکٹ خریدا ہے،

---

[1] ان القلم رفع عن المجنون حتی یفیق وعن الصبی حتی یدرک وعن النائم حتی یستیقظ، بخاری شریف، ج۲ص۱۰۰۶، (مطبوعہ اشرفی دیوبند) کتاب الحدود باب لا یرجم المجنون الخ.

[2] فخرج بالتکلیف الصبی والمجنون الیٰ قولہ لکنہما یضمنان المال الخ، البحر الرائق ص۵۰ ج۵، (مطبوعہ کوئٹہ) (اول کتاب السرقۃ) شامی زکریا ص۱۳۷ ج۶، کتاب السرقۃ،

تو ان پیسوں کا ذمہ دار احمد ہے، اگر احمد کے امر سے نہیں خریدا بلکہ ازخود خریدا ہے تو خالد ذمہ دار ہے[1]، اگر زید نے خود خریدا یا خریدنے کے لئے خالد کو امر کیا تو زید ذمہ دار ہے[2] اور اگر احمد کا یہ مطلب تھا کہ اگر تم میں سے کوئی تبرعاً وہبۃً ٹکٹ دے تو میں جاؤں گا، تو جس نے تبرع کیا ہے، وہی ذمہ دار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۹/۵۵ھ

الجواب صحیح:۔ سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۹/۵۵ھ

اگر مبیع ڈاک سے ضائع ہو جائے تو ضمان کس پر ہے

سوال:۔ زید نے عمر سے کچھ کتابیں بطور خرید بذریعہ ڈاک طلب کی عمر نے زید کے تحریر کردہ پتہ پر متعدد بار کتابیں ارسال کی جس میں چند بار پوری پوری کتابیں وصول ہو گئیں، لیکن بعض پیکٹ میں سے کچھ کتابیں ضائع ہو گئیں، اور وہ زید تک نہیں پہنچیں اس صورت میں اس ضائع شدہ کا ضامن ازروئے شریعت کون ہوگا؟

---

[1] بعث رجلاً ليستقرضه فاقرضه فضاع في يده فلو قال اقرض للمرسل ضمن مرسله ولو قال اقرضني للمرسل ضمن رسوله، شامی کراچی ج۵ ص۱۶۶، مطبوعه زکریا دیوبند ص۳۹۶، ج۷، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرض جر نفعاً الخ.

[2] وللوكيل بالشراء طلب الثمن من المؤكل اذا اشترى وقبض المبيع فان هلك قبل حبسه هلك على الآمر ولا يسقط ثمنه اى ثمن المبيع عن الموكل فيرجع الوكيل عليه، مجمع الأنهر ص۳۱۸، ۳۱۹، ج۳، البحر الرائق كوئٹه ص۱۵۶ باب الوكالة، بالشراء.

سكب الأنهر على المجمع الأنهر ص۳۱۸ ج۳ باب الوكالة بالشراء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عمر (بائع) نے زید (مشتری) کی ہدایت کے موافق کتابیں روانہ کی ہیں اور کوتاہی نہیں کو تو بائع پر ضمان لازم نہیں[۱] کیونکہ اس نے مشتری کے امر پر عمل کیا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۸۹ھ

دھوبی سے کپڑا کھو گیا اس کا ضمان

سوال: ۔اگر دھوبی نے کپڑا گم کر دیا تو کیا اس سے تاوان لیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دھوبی کی بے پرواہی سے کپڑا گم ہو گیا تو اسکا ضمان لینا درست ہے، لیکن اگر دھوبی بے اختیار تھا، اور ایک دم پانی زیادہ آ گیا، اور کوشش کے باوجود حفاظت نہ کر سکا، تو اس پر ضمان نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۸/۸۹ھ

---

[۱] وان هلک المشتری فی ید الوکیل قبل الحبس هلک علی الموکل من غیر ضمان علی الوکیل، المحیط البرهانی ص۵۸ ج۱۵ کتاب الوکالة، قبیل نوع آخر فی هلاک الثمن فی ید الوکیل، مطبوعه ڈابھیل، عالمگیری کوئٹه ص۵۸۷ کتاب الوکالة، فصل فی التوکیل بشراء شیء بغیر عینه، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۲۵۰ باب الوکالة بالبیع والشراء، تبیین الحقائق ص ۲۶۱ ج باب الوکالة بالبیع والشراء، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] ومن استاجر رجلاً علیٰ خیاطة ثوبه اوعلیٰ قصارة ثوبه فقبضه فتلف فی یده بغیر فعله وبغیر تعدمنه فلا ضمان علیه .عالمگیری، ج۴/ص ۵۰۱/ کتاب الاجارة، الباب الثامن والعشرون الخ، بزازیة علی الهندیة ص۸۸ ج۵ نوع فی الراعی والبقاء، کتاب الإجارة، البحر کوئٹه ص۲۷، ج۸، باب ضمان الأجیر کتاب الإجارة.

کرایہ کی سائیکل چوری ہوجائے تو ضمان کا حکم

سوال:۔ایک شخص میری دوکان سے سائیکل کرایہ پر لے گیا تھا،اس کا بیان ہے کہ میں نے سائیکل کارخانہ کے دروازے پر رکھی تھی،لیکن جب میں واپس آیا،تو سائیکل وہاں پر نہیں تھی،کسی شخص نے اٹھالی،اب دوکاندار کواس سائیکل کی قیمت لینا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

وہ سائیکل امانت تھی،اس کی حفاظت لازم تھی،اگر وہ جگہ جہاں سائیکل رکھی تھی،محفوظ جگہ نہیں ہے،وہاں سے کسی کے اٹھالینے کا اندیشہ تھا،پھر بھی بغیر حفاظت کے انتظام کئے وہاں رکھدی اور کسی نے اٹھالی تو حفاظت میں کوتاہی کی،جس کی وجہ سے دوکاندار کو ضمان وصول کرنے کا حق حاصل ہے، ورنہ نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۲۳/۸/۸۸ھ

بندوق سے کوئی زخمی ہوگیا تو قصوروار کون؟

چلانیوالا یامالک

سوال:۔ایک شخص نے دوسرے سے بندوق شکار کے لئے مانگی،اورکہا آپ بھی شکار

---

[1] استاجر حماراً فوقفه ليصلى الفجر فذهب الحمار اوانتهبه انسان فان راٰه ينتهب اويذهب ولم يقطع الصلوٰة ضمن الخ عالمگیری ،ج۴/ص۴۹۷/ كتاب الاجارة ،الباب السابع والعشرون، العين المستاجرة امانة فى يد المستاجر لانه قبضها ليستوفى منها منفعة يستحقها فاذا هلكت لايضمن الا بالتعدى اوالتقصير فى الحفظ، فقه السنة،ج۳/ص۱۹۵/كتاب الاجارة (مطبوعه بيروت)، البحر كوئٹه ص۲۷ج۸ باب ضمان الأجير، كتاب الإجارة، شرح المجلة ص۳۲۲ج۱ الفصل الثانى فى ضمان المستأجر، رقم المادة ۶۰۰، اتحاد بكڈپو ديوبند.

کو چلیں، گاؤں سے نکل کر بندوق والے نے بندوق زید کو دیدی، زید نے چڑیوں پر فائر کیا، چھرّا ایک آدمی کے لگ گیا، بندوق والے نے مصیبت میں پڑ کر چار سو روپیہ بطور رشوت دیکر اپنی جان بچائی، دونوں آدمی صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں، کیا وہ روپیہ بندوق والے پر پڑنا چاہئے یا زید پر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس نے بندوق چلائی ہے وہ قصور وار ہے[1]، لیکن اپنی بندوق دوسروں کو دینا بھی جرم ہے، لہٰذا دونوں ہی قصوروار ہوئے، آپس میں سمجھوتہ کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۲/۹۵ھ

[1] الا لا یجنی جان الا علی نفسہ الحدیث، ترمذی شریف ص ۲/۳۸، ابواب الفتن باب ماجاء فی تحریم الدماء والاموال، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، اذا اجتمع المباشرو المتسبب یضاف الحکم الی المباشر، قواعد الفقہ ص ۵۶، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

باب دوم: امانت کا بیان

امانتِ مسجد چوری ہوجائے تو ضمان کا حکم

سوال:۔ایک شخص کے پاس مسجد کی امانت رکھی ہوئی تھی، جو چوری ہوگئی، کچھ چوری واپس آگئی اس نے مسجد کی امانت کچھ دیدی کچھ نہیں دی، جو امانت باقی رہ گئی تھی، اس کو دینا لازم ہے، یا نہیں، یہ آدمی شریعت کا پابند نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امانت کو اپنے مال میں مخلوط کر کے رکھا تھا تو پوری امانت کو اس سے لینا چاہئے [۱] اگر الگ رکھا تھا اور باوجود پوری حفاظت کے وہ چوری ہوگئی، تو اس سے پوری لینے کا حق نہیں، جتنی واپس آگئی وہ لے لی جائے۔[۲]

تنبیہ:۔جو شخص شریعت کا پابند نہ ہو اس کے پاس مسجد کی امانت رکھنا درست نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۱/۸۵ھ

---

[۱] وكذا المودع اذا خلط الوديعة بماله خلطا لايتميز يضمن (بدائع كراچى ص٢١٣/ج٦/ كتاب الوديعة، در مختار على الشامى كراچى ص٦٦٨، ج٥، كتاب الايداع، عالمگيرى كوئٹه ص٣٤٨، ج٤، كتاب الوديعة، الباب الرابع الخ،

[۲] لووضعها فى بيته اوفيما يحرز فيه ماله عادة فضاعت لاضمان عليه (بدائع كراچى ،ص ٢٠٩/ج٦/ كتاب الوديعة، وحكمها كون المال امانة عنده مع وجوب الحفظ عليه الخ بحر كوئٹه ص٢٧٣ ج٧ كتاب الوديعة، زيلعى ص٧٦ ج٥ كتاب الوديعة، مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] كمايستفاد:وينزع وجوبا لوغير مامون اوعاجزاً اوظهر به فسق (شامى كراچى، ص٣٨٠/ج٤/ كتاب الوقف،مطلب ياثم بتولية الخائن)، يوليها القاضى من يثق بامانته، البحر الرائق ص٢٤٦ ج٥ كتاب الوقف، مطبوعه الماجديه كوئٹه، النهر الفائق ص٣٢٧ ج٣ كتاب الوقف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

غیر مسلم کے پاس مسجد کا پیسہ امانت تھا وہ ضائع ہو گیا

سوال:۔متولی مسجد کو اپنے پاس مسجد کے پیسے رکھنے میں حفاظت کا یقین نہیں تھا اور کوئی دوسرا مسلمان بھی امانت رکھنا قبول نہیں کرتا تھا تو اس وقت شرعی حاکم نہ ہونے کی وجہ سے بامر جماعت محلّہ متولی نے مسجد کے پیسے کافر کے پاس رکھے اور وہ کافر اس وقت مالدار تھا اور امانت رکھنے میں مرجع خاص وعام تھا، اب کافر مفلس ہو گیا، اور مسجد کے پیسے اس کے پاس سے ہلاک ہو گئے اب اس کے پاس کوئی مال وجائیداد نہیں ہے کہ جس سے مسجد کے پیسے وصول ہو سکیں تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسجد کے پیسہ کا ضمان لازم ہوگا یا نہیں، اگر لازم ہو تو متولی پر یا اہل محلّہ پر، اگر صورت مذکورہ میں مسجد کے پیسے کافر کو قرض دئے ہوں اور پھر ہلاک ہو جائے تو اس وقت کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قال فی القنية طالب القيم اهل المحلة ان يقرض من مال المسجد للامام فابىٰ فأمره القاضی به فاقرضه ثم مات الامام مفلسا لايضمن القيم اھ مع ان القيم ليس له اقراض مال المسجد قال فی جامع الفصولين ليس للمتولی ايداع مال الوقف والمسجد الامن فی عياله ولااقراضه فلو اقرضه ضمن وكذاالمستقرض وذكر ان القيم لواقرض مال المسجد ليأخذه عند الحاجة وهواحرزمن امساكه فلاباس به وفی العدة يسع المتولی اقراض مافضل من غلة الوقف لواحرز اھ بحر شرح کنز، ص۲۳۹ / ج۵ / [1]

اس سے معلوم ہوا کہ متولی کو اگر مسجد کے پیسے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اور کوئی دوسری

---

[1] البحر الرائق ص ۲۳۹ / ج۵ / كتاب الوقف، مطبوعه مكتبه ماجديه پاکستان، شامی کراچی ص۴۱۷، ج۵، كتاب القضاء، مطلب للقاضی اقراض مال اليتيم ونحوه.

صورت بھی حفاظت کی نہیں تھی، اور اہل محلّہ کے امر سے متولی نے وہ پیسے کافر کے پاس رکھدئے اور اس کافر سے وصولیابی کی کافی توقع تھی تو پھر متولی پر ضمان لازم نہیں اور نہ اہل محلّہ پر لازم ہے، یہی حکم صورت مذکورہ قرض کا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا ۶۱/۲/۷ ۵ھ

مؤذن سے روپیہ ضائع ہوگیا ضمان کس پر ہے؟ اور مدرسہ کا روپیہ پھولوں کے ہار میں خرچ کرنا

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں افریقہ سے ایک آدمی آیا تو مسجد اور مدرسہ کے اراکین نے جلسہ کیا، اور اس کی مہمان نوازی کے لئے پھولوں کا ہار اور دوسری چیزیں لانے کے لئے متولی نے مدرسہ کے مؤذن صاحب کو سو روپے دیئے وہ روپے مؤذن سے گم ہوگئے، اب وہ روپے کس کے ذمہ ہیں، مؤذن صاحب دیں یا متولی صاحب؟

واضح رہے کہ مؤذن صاحب ہی بینک سے روپے لانے اور لیجانے کا کام کرتے ہیں، اور یہ کام دیانت داری کے ساتھ کرتے ہیں، اور یہ بات یقینی ہے کہ روپے گم ہوگئے، خیانت نہیں ہوئی ہے، گاؤں میں اعلان بھی کرایا گیا مگر نہیں ملے۔

الجواب حامداً ومصلیا

اگر پوری حفاظت کے باوجود مؤذن سے روپے گم ہوگئے تو مؤذن پر ضمان لازم نہیں[1]،

---

[1] ومنها أنه اذا ضاعت في يد المودع بغير صنعه لايضمن (الیٰ قوله) لان يده يد المالک فالهلاک في يده كالهلاک في يد المالکبدائع کراچی ص ۲۱۱/ ج۶/ کتاب الوديعة، البحر کوئٹه ص۲۷۳ ج۷، کتاب الوديعة، مجمع الأنهر ص۴۶۸ ج۳، کتاب الوديعة، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

بلکہ جنکے روپے تھے ان کے گئے، البتہ مسجد یا مدرسہ کے روپیہ کو پھولوں کے ہار میں خرچ کرنا جائز نہیں، ایسا کرنے سے ضمان لازم ہے، پس جتنا روپیہ بے محل خرچ کرنے کے واسطے دیا گیا تھا اس کا ضمان اراکین دیں، اور وہ مدرسہ یا مسجد میں جس کا روپیہ تھا داخل کردیں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۱/ ۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ ۶/۲۲/ ۹۰ھ

امانت کے نوٹ کو بدل دینا

سوال:۔ زید کے پاس امانتاً دس روپیہ کا نوٹ ۴۰ء کا بکر رکھ دیتا ہے، اور جس وقت بکر اپنی امانت زید سے مانگتا ہے، تو زید اس کے بجائے ۴۰ء کے اس نوٹ کے جو کہ امانت میں دیا تھا، ۴۷ء کا نوٹ دس روپیہ کا واپس کرتا ہے، زید خیانت کا مجرم ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو امانت کسی کے پاس رکھی جائے، اس میں تغیر وتصرف جائز نہیں[2] اس لئے کہ یہ

---

[1] مستفاد ولابأس بنقشه خلامحرابه بجص وماء ذهب لوبماله الحلال لامن مال الوقف فانه حرام وضمن متوليه (قال الشامی) فلا شک انه لايجوز للمتولی فعله مطلقاً لعدم الفائدة فيه (درمختار مع الشامی کراچی ص۶۵۸/ ج ۱/ مکروهاة الصلوٰة مطب کلمة لابأس دليل أن المستحب غيره لان البأس الشدة، البحر کوئٹه ص۳۲-۳۱ ج۲، باب ما يفسد الصلوة وما يکره فيها تحت فصل الخ، عالمگيری ص۱۰۹، ج ۱، کتاب الصلوة، الباب السابع الخ، الفصل الثانی فيما يکره فی الصلوة الخ، تحت فصل مطبوعه کوئٹه.

[2] والوديعة لاتودع ولاتعار ولا توأجر ولاترهن وان فعل شيأ منها ضمن، عالمگيری ج۴/ ص۳۳۸/ مطبوعه کویٹه، کتاب الوديعة، الباب الاول، البحر الرائق کوئٹه ص۲۷۵، ج۷، کتاب الوديعة، الاشباه والنظائر ص ۱۵۰، الفن الثانی، کتاب الامانات، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امانت کے تحفظ کے خلاف ہے، **کذافی الکتب المتداولۃمن مرأۃ المجلۃ وغیرھا۔**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/شوال ۶۷ھ

امانت کا ادا نہ کرنا

سوال:۔ایک شخص زید کو ایک چیز اس لئے دیتا ہے کہ وہ عمر کے پاس پہنچا دے، اور زید ایک مجمع میں باوثوق وعدہ کرتا ہے، کہ میں ضرور پہنچا دونگا، اور پھر باوجود سخت تقاضہ کرنے کے وہ انکار کرتا ہے، اور دینے والے کو بھی واپس نہیں کرتا، تو کیا زید شرعاً متدین وامین کہلانے کا مستحق ہے، اور اسے قومی، ملی پیشوا یا کارکن بنایا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

سوال بہت مجمل ہے، بہتر تھا کہ زید کا بیان بھی ہمراہ ہوتا تا کہ معلوم ہوتا کہ اس کے وہ امانت نہ پہنچانے اور نہ واپس کرنے کی کیا وجہ ہے، کہیں وہ شئی زید کی ملک تو نہیں، جو کسی طرح عمر یا حوالہ کرنے والے کے پاس پہنچ گئی تھی، اب جبکہ زید کے قبضہ میں آ گئی، تو دینے سے انکار کر دیا[1]، بلکہ جس قدر سوال ہے اس کا جواب ظاہر ہے[2] اس میں کیا تردد ہے، جس کو دریافت کرنا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/رجب ۶۳ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی، " ولیس للمودع حق التصرف والا ستر باح فی الودیعۃ الخ، المبسوط للسرخسی ج۶/ الجزء الحادی عشر ص۱۲۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت، کتاب الودیعۃ" العنایۃ مع فتح القدیر ص۴۹۰، ج۸، کتاب الودیعۃ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، (صفحہ ہذا کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

امانت کی واپسی کے لئے شرط

سوال:۔ زید نے جو ضلع رائے بریلی کا رہنے والا ہے، پرتاب گڑھ میں ایک مسجد بنانے کے لئے روپے عمرو کے پاس جو معتبر شخص ہے، اور پرتاب گڑھ کا رہنے والا ہے، امانت رکھے، مسجد کے لئے جو زمین زید نے خریدی وہ بوجہ لگان قائم رہنے کے، مسجد کے لئے ناجائز قرار دی گئی، اس لئے زید نے رائے بریلی کے ضلع میں ایک مسجد اس نیت سے تعمیر کرائی جو ہنوز زیر تعمیر ہے، اس مسجد کی تعمیر کے لئے اس وعدہ پر کچھ روپیہ قرض لیا کہ پرتاب گڑھ سے روپیہ لاکر ادا کردیگا، عمرو یہ کہتا ہے کہ پرتاب گڑھ ہی میں تمھیں کسی دوسری جگہ مسجد بنانی چاہئے ،ورنہ روپیہ واپس نہ ملے گا، سوال یہ ہے کہ زید کو اپنا روپیہ عمرو سے واپس لیکر اس مسجد میں جو رائے بریلی میں بنوائی ہے، لگانے کا اختیار ہے یا نہیں، نیز یہ کہ عمرو کو زید کی امانت واپس دینے میں کسی قسم کی شرط لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عمرو کا مطالبہ کہ پرتاب گڑھ ہی میں مسجد بناؤ یا اسی جگہ کسی دوسرے کام میں روپیہ

گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۱؎ واذا جحد المستودع ماعنده من الوديعة ثم اودع من ماله عندالمودع مثل ذلک وسعه امساکه قصاصاً بماذهب به من وديعته وكذالک ان كان المال ديناً عليه وانكره الخ، عالمگیری ج۴/ ص ۳۵۹/ مطبوعه کوئٹہ، الباب العاشر فی المتفرقات ،کتاب الوديعة، مبسوط سرخسی ص۱۲۸ ج۶، الجزء الحادی عشر کتاب الوديعة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

۲؎ امانت صاحبِ حق کو نہ لوٹانا خیانت ظلم اور غصب ہے، مطالبہ کے وقت لوٹانا واجب، ووجوب أدائه عند طلب مالكه وشرعية الايداع، "قوله تعالیٰ ان الله يامركم أن تؤدوا الامانات الى اهلها" مجمع الأنهر ص۴۶۷ ج۳ کتاب الوديعة، فحبسها وهو قادر على تسليمها صار غاصباً لانه ظلم، الدر المنتقیٰ مع مجمع الأنهر ص۴۷۰ ج۳ کتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

خرچ کرو تو امانت کا روپیہ واپس ملے گا ورنہ نہیں ناجائز اور ظلم ہے،[۱] اصل مالک کو اختیار ہے کہ اپنا روپیہ جس جائز کام میں چاہے صرف کرے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۷/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا، صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۶/۷/۵۷ھ

ودیعت کا روپیہ وفات مودع کے بعد اس کی مرضی کے خلاف صرف کرنا

سوال:۔ زید نے اپنی ضرورت کیلئے اپنے ایک عزیز مثلاً جمال سے کچھ قرض مانگا، جمال نے کہا کہ میری والدہ کا روپیہ ایک صاحب کے پاس رکھا ہوا ہے، جو میری معرفت ہی امانت رکھوایا تھا، وہ میں تم کو دلائے دیتا ہوں، اس کو تم خرچ کرلو، جب ضرورت ہوگی، تم ادا کردینا، اس طرح جمال اور جمال کے بھائی کمال نے وہ روپیہ زید کو دیدیا، اور زید نے اس کو اپنی ضرورت میں خرچ کرلیا، اس کے کچھ عرصہ بعد جمال وکمال کی والدہ نے اور جمال کے بڑے بھائی عقیل نے زید سے یہ کہا کہ جو رروپیہ جمال نے تم کو دیا ہے، وہ تم اپنے پاس رکھنا

---

[۱] متی ارادالمودع أخذ ودیعته لزم المستودع ردها الخ اعلاء السنن، ج۱۶/ ص۶۲/ مطبع المکة المکرمه کتاب الودیعة باب لاضمان علی المؤتمن، وفی البحر لانه ظالم بالمنع، ج۷/ص ۲۷۵/ مطبع کویٹه کتاب الودیعة، الدر المنتقیٰ مع مجمع الأنهر ص۴۷۰ ج۳ کتاب الودیعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة، کیف شاء. بیضاوی شریف، ج۱/ص۷/. سورة الفاتحة، مطبوعه رشیدیه دهلی، شرح المجلة ص۶۵۴ ج۱ رقم المادة ۱۱۹۲ مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، شامی زکریا ص۱۰ ج۷ کتاب البیوع مطلب فی تعریف المال والملک ایضا ص۲۳۵ ج۷ باب البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال.

اور جب ہماری پوتی و بھتیجی (ہندہ) جو یتیم ہے، اس کا عقد ہو جائے تو اس بھتیجی کو دیدینا، ہم میں سے کسی کو نہ دینا، اس گفتگو کے بعد جمال کی والدہ کا انتقال ہو گیا، (جن کا روپیہ تھا) اور عقیل صاحب پاکستان چلے گئے، ان سے زید کی کوئی خط و کتابت بھی نہیں رہی، اور عقیل صاحب بہت بیمار وغیرہ سنے گئے، جمال کے چھوٹے بھائی کمال سے زید کی سخت مخالفت ہوگئی، یہاں تک کہ کمال نے زید سے ملنا اور گفتگو کرنا بھی پسند نہیں کیا، اور سخت ناراض ہو گیا اب جمال اور کمال اور عقیل کی بھتیجی کا نکاح ہونے لگا تو اس ہندہ لڑکی کی والدہ جمال اور کمال کی بھاوج کا خط زید کے پاس ایک عزیز کی معرفت آیا کہ جو روپیہ تمہارے پاس ہندہ کی دادی نے رکھوایا تھا، وہ اس وقت دیدو تاکہ ہندہ کا نکاح کر دیا جائے، اور ضروری کاموں میں خرچ ہو سکے، زید نے ان عزیز کو یہ جواب دیا کہ ہندہ کی والدہ سے کہنا کہ مجھ سے تو یہ کہا گیا تھا، کہ نکاح کے بعد دینا، ہندہ کے چچا جمال نے جنہوں نے یہ روپیہ ابتداء زید کو دیا تھا، زید سے کہا کہ وہ روپیہ اس وقت دیدو، میں ہی ہندہ کا نکاح کر رہا ہوں، زید نے یہ سوچ کر کہ جمال ہی کی معرفت یہ روپیہ میرے پاس آیا تھا، اور جمال ہی اس لڑکی کا ولی بھی ہے، روپیہ کی اصل مالکہ والدۂ جمال کا انتقال ہو چکا، ان کے دوسرے بیٹوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، جو ان سے معلوم کر سکوں، ادھر لڑکی کی والدہ بھی اس وقت روپیہ لینا چاہتی ہے، اور چچا بھی کہہ رہے ہیں، اس لئے زید نے وہ روپیہ جمال کو واپس کر دیا، اب ہندہ کا شوہر زید کو پریشان کرتا ہے، کہ تم نے وہ روپیہ جمال کو کیوں واپس کیا، وہ تو بعد نکاح ہندہ کو دینا چاہیے تھا، تم ذمہ دار تھے تم روپیہ مجھے دیدو، زید نے کہا کہ جن لوگوں نے میرے پاس روپیہ رکھا تھا، ان کے مانگنے پر میں نے واپس کر دیا، ہندہ کا شوہر کہنے لگا کہ ہندہ کی والدہ نے کوئی پرچہ نہیں لکھا تھا، کہ تم روپیہ واپس کر دو، لڑکی کے چچا جمال نے دھوکہ سے ان کی طرف سے پرچہ لکھ کر بھجوایا تھا، زید نے کہا کہ مجھے یہ پتہ بھی نہیں تھا کہ یہ پرچہ جعلی بنا کر بھیجا گیا ہے، لڑکی کی والدہ اور اس کے چچا جمال جب دونوں اسی وقت روپیہ واپس لینا چاہتے ہیں تو مجھے کیا حق ہے، اصل مالک روپیہ

کا زندہ نہیں ہے جوان سے رائے لیتا ان کے دولڑکوں سے معلوم نہیں کر سکتا تھا، اس نے جمال ہی کے کہنے پر اورلڑکی کی والدہ کی رضا مندی سمجھ کر روپیہ واپس کر دیا، ہندہ کے شوہر نے اوراس کے ہمدردوں نے زید کے ساتھ زیادہ سختی کی، اس کی ایک کافی قیمتی چیز چرا کر لے گئے، اور کہا کہ جب تم روپیہ دیدوگے تو یہ چیز ملے گی، تم پر ذمہ داری یہ تھی کہ بعد نکاح لڑکی کو روپیہ دیتے، جمال کو روپیہ کیوں دیدیا؟ اگر ایسی حالت میں میرے اوپر اس رقم کی لڑکی ہندہ کو دوبارہ ادائیگی ضروری ہوگی، تو میں وہ رقم ادا کرونگا، اس وقت میری چیز واپس کردو۔

دریافت طلب یہ ہے کہ ان حالات میں کیا زید پر یہ واجب ہے کہ وہ رقم جو جمال وغیرہ نے زید کو دی تھی، اور زید نے جمال کو واپس کردی، اب زید وہ رقم اپنے پاس سے دوبارہ ہندہ کو ادا کرے، جو حکم ہو مطلع کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندہ کا شوہر اس روپیہ سے بالکل بے تعلق ہے، اس کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں، اس نے زید کی جو چیز چوری کر کے رکھ لی ہے، اسکا واپس کرنا ضروری ہے[1]، اگر ہندہ اس پر رضامند تھی کہ اس کے چچا نے وہ روپیہ اس کی شادی کی ضروریات میں صرف کر دیا تو اب زید کے ذمہ دوبارہ وہ روپیہ ہندہ کو دینا لازم نہیں، زید نے بھی غلطی کی کہ اصل مالک ہندہ کی دادی کی ہدایت پر عمل نہیں کیا، اور شادی سے قبل روپیہ ہندہ کے چچا کو دیدیا، اس کو چاہئے تھا کہ نہ چچا کو دیتا نہ والدہ کو، بلکہ شادی کے بعد براہِ راست ہندہ کو دیتا، اب اگر ہندہ اس

[1] صرح الفقهاء بأن من اكتسب مالاً بغير حق الىٰ قوله ففى جميع الاحوال المال الحاصل له حرام عليه ولكن ان أخذ ه من غير عقد لم يملكه ويجب عليه أن يرده علىٰ مالكه الخ، بذل المجهود ج ۱/ص۳۷/ مطبوعه سهارنپور، باب الوضو، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۴۹، ج۵، كتاب الكراهية الباب الخامس عشر فى الكسب، شامى زكريا ص ۳۰۱ ج۷ كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً الخ.

پر رضا مند نہیں کہ جو روپیہ اس کی دادی نے اس کے لئے تجویز کیا تھا، وہ اس کی شادی میں صرف ہوگیا، اور وہ مطالبہ کرتی ہے، تو زید ہندہ کو روپیہ دیدے[1]، اور جو روپیہ اس کے چچا اور والدہ کو دیا تھا، وہ ان سے واپس لیلے، یہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ ہندہ کی دادی نے اس روپیہ سے اپنی ملک ختم کر کے ہندہ کو اس کا مالک بنا کر زید کے پاس بطور امانت رکھا، اور زید کو امین قرار دیا ہو، لیکن سورت واقعہ میں ایسا نہیں معلوم ہوتا، بلکہ زید مقروض ہے، ہندہ کی دادی کا، اور قرض کی ادائیگی کی یہ صورت تجویز کی ہے کہ ہندہ کی شادی کے بعد اس کو دیدیا جائے، پھر دادی کا انتقال ہوگیا، تو وہ روپیہ سب دادی کا ترکہ بن گیا، جس میں شرعی وراثت جاری ہوگی[2] اور ورثہ میں جب لڑکا موجود ہے، تو پوتی کا کوئی حق نہیں[3] وہ جمال اور اس کے بھائی بہن کا حق ہے، ہندہ کا اس میں کوئی حصہ نہیں نہ ہندہ کی والدہ کا نہ ہندہ کے شوہر کا، اگر جمال کی کوئی بہن نہیں تو سب بھائیوں کو برابر ملے گا۔[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/ ۸۸ھ

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولا ولایته الخ در مختار علی الشامی زکریا ص ۲۹۱ ج۹ کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف الخ الاشباه والنظائر ص۱۵۷ الفن الثانی کتاب الغصب مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، فی شرح المجلة لسلیم رستم باز وإن فعل کان ضامنا الخ ص ۶۱ ج ۱ رقم المادة ۹۶ مطبوعه اتحاد دیوبند.

[2] کما ان أعیان المتوفی المتروکة عنه مشترکة بین الورثة علیٰ حسب حصصهم کذلک یکون الدین الذی له فی ذمة آخر مشترکا بینهم علیٰ قدر حصصهم الخ شرح المجلة لسلیم رستم باز ص ۶۱۰ ج ۱ رقم المادة ۱۰۹۲ کتاب الشرکة الفصل الثالث، مطبوعه اتحاد دیوبند.

[3] فان اجتمع أو لاد الصلب واولاد الابن فان کان فی اولاد الصلب ذکر فلا شئی لاولادالابن ذکوراً کانوا اواناثاً اومختلطین الخ عالمگیری، ج۶/ص ۴۴۸/مطبوعه کوئٹه) کتاب الفرائض فی الباب الثانی)، زیلعی ص ۲۳۴ ج۶ کتاب الفرائض، مطبوعه امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص ۴۹۴ ج۸ کتاب الفرائض،

[4] اذا اجتمع جماعة من العصبة فی درجة یقسم المال علیهم باعتبار ابدانهم، عالمگیری کوئٹه ص ۶/۴۵۱، کتاب الفرائض، الباب الثالث فی العصبات،

کبوتر مکان میں رہنے لگا کئی بچے بھی ہو گئے اس کا اور بچوں کا حکم

سوال:۔ایک کبوتر زید کے گھر میں باہر سے آکر رہ گیا، اور مدت تک رہا، جس کو زید نے بھگایا مگر وہ آکر پھر بالاخانہ میں رہنے لگا، اس طرح سے کئی بار کیا گیا، اب اس کے دو بچے بھی ہو چکے ہیں، اور مزید سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے، غالباً یہ کبوتر محلّہ ہی کے کسی ہندو کا ہے

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ کبوتر جنگلی نہیں بلکہ پلا ہوا ہے تو مالک کو تلاش کر کے اس کو واپس کر دیا جائے، پھر اگر وہ مادہ ہے تو اس کے بچے بھی اسی کے مالک کے ہونگے، جو بچے ذبح کر کے کھائے ہیں، ان کی قیمت مالک کو دیں، اور جو بچے موجود ہیں، وہ بھی مالک کو دیں، یا اس سے خرید لیں، اگر وہ نر ہے تو صرف وہی مالک کو دیں اور اس کی وجہ سے جو بچے پیدا ہوئے ہیں وہ اسکے نہیں نہ قیمت ادا کرنے کی ضرورت ہے نہ واپس کرنے کی۔ کذافی الدرالمختار[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۸/۸۹ھ

---

[1] محضنةای برج حمام اختلط بها اهلی لغیره لاینبغی له أن یاخذه وان أخذ طلب صاحبه لیرده علیه لانه کاللقطة .فان فرخ عنده فان کانت الام غریبة لایتعرض لفرخها لانه ملک الغیر وان الام لصاحب المحضنة والغریب ذکر فالفرخ له، الدرالمختار مع الشامی ج۶/ ص ۴۴۵/ مطبع زکریا ،مطبع کراچی، ج۴/ص ۲۸۴/کتاب اللقطة، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۵۸ ج۵ کتاب اللقطة خانیة علی هامش الهندیة کوئٹه ص ۳۹۵ ج۳ کتاب اللقطة، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۴ ج۲ کتاب اللقطة.

فسادزدگان کیلئے چندہ کیا گیا کچھ بچ گیا اس کو کیا کیا جائے

سوال:۔خلاصۂ سوال یہ ہے کہ رانچی کے فسادات میں جومسلمانوں کوعظیم نقصان پہنچا ان کی امداد کے لئے مسلم ریلیف کمیٹی بنائی گئی تھی، جس میں کافی چندہ جمع ہوا، اور کافی تقسیم ہوا اور کچھ بچ گیا، بہرحال اب یہ فیصلہ کیا جارہا ہے کہ اس کودوسرے کاموں میں صرف کردیا جائے، حالانکہ بہت بیوہ عورتیں موجود ہیں، تو کیا مسلم ریلیف کمیٹی کو یہ حق ہے کہ جوصرف مظلومین فساد کے لئے چندہ کیا گیا ہے، اپنی مرضی سے کسی دوسری جگہ خرچ کردے؟ آخر مسلم ریلیف کمیٹی کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ ممبران اس روپیہ کے مالک ہیں یا امین ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن کاموں کے لئے چندہ کیا گیا ہے، چندہ کی رقم کو ان ہی کاموں میں صرف کیا جائے، دوسرے کاموں میں رقم خرچ کرنا بلا اجازت چندہ دہندگان درست نہیں، چندہ دہندگان بقیہ رقم کو جن کاموں میں خرچ کرائیں، رقم کو ان کاموں میں خرچ کیا جائے گا، مسلم ریلیف کمیٹی کی حیثیت محض امین اور وکیل کی ہے، فتاویٰ عالمگیری، مصری، ج۳/ص ۱۴۱/۴[۱] کتاب الوکالۃ میں ہے "**واماحکمها فمنه قیام الوکیل مقام المؤکل فیما وکله به**، اور ج۳/ص ۳۴۳/۴[۲] پر ہے "**واما صفتها فانها الی قوله ومنه انه امین فیما فی یده کالمودع**"۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۱۴ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۱۴ھ

---

[۱] عالمگیری ج۳/ ص۵۶۶/ مطبع کویٹہ، کتاب الوکالة، الباب الاول، بدائع الصنائع زکریا ص۱۶، ۱۵/ ج۵، کتاب الوکالة، مجمع الانھر ص۳۰۶ ج۳، کتاب الوکالة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

امانت میں تصرف جبکہ مالک لا پتہ ہو جائے

سوال:۔ میرے پاس ایک شخص نے ۲۶۰/ روپیہ امانت رکھا اور آج پندرہ برس ہو گئے، کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں گیا، تو کیا وہ امانت ہم کسی نیک کام میں لگا سکتے ہیں؟ بیت المال، مدرسہ یا کسی اور نیک کام میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ ضرورت مندوں کو دوسروں کی ذمہ داری پر قرض دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس امانت کو اسی طرح محفوظ رکھنا ضروری ہے، نہ مدرسہ میں دیں، نہ دوسرے ضرورتمند کو دیں، نہ قرض دیں، نہ صدقہ کریں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۳/ ۹۴ھ

کیا سزا کے عوض امانت کی رقم کاٹ لی جائے؟

سوال:۔ زید نے اپنے بھائی بکر کے پاس ۲۷/ ہزار روپیہ امانت رکھا بکر کے دل میں فتور آ گیا، اس نے چند آدمیوں کو بلا کر مار پیٹ کر کے رات کے وقت ایک فائر کیا محلّہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] عالمگیری ج۳/ ص۵۶۷/ مطبوعہ کویٹہ، کتاب الوکالۃ ، الباب الاول، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۴۱ ج۷ کتاب الوکالۃ.

(صفحہ ہذا) [1] غاب المودع ولایدریٰ حیاتہ ولامماتہ یحفظھا ابداً حتی یعلم بموتہ وورثتہ ولایتصدق بھا الخ، عالمگیری ج۴/ ص۳۵۴/ مطبوعہ کوئٹہ، کتاب الودیعۃ، الباب السابع فی ردالودیعۃ، مبسوط سرخسی ص۱۲۹ ج۶ الجزء الحادی عشر مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الودیعۃ لا تودع ولا تعار ولا تؤاجر ولا ترھن وان فعل شیئاً منھا ضمن، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۷۵ ج۷ عالمگیری کوئٹہ ص۳۳۸ ج۴ کتاب الودیعۃ الباب الاول اشباہ والنظائر ص۱۵۰ ج الفن الثانی کتاب الامانات مطبوعہ اشاعۃ الاسلام دھلی.

والوں کو بتلایا کہ ڈکیتی پڑ گئی ہے، اور پولس میں بھی رپورٹ ڈکیتی درج کرائی، اور پولس نے آکر فوراً انکواری کی اور معلوم کیا یہ رقم کس کی تھی؟ تو بکر نے خود جواب دیا کہ میرے بھائی زید کی تھی، اس پر پولس نے سختی کی تو اس نے پولس کے سامنے کہا کہ یہ کام میں نے ہی کرایا ہے، اس پر کیس چلا، بکر کے اوپر سوا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوا، ۲۷/ہزار میں سے ۲۱/ہزار زید کو ملا، جب بکر چھوٹ کر آیا تو زید نے چھ ہزار روپیہ طلب کئے، بکر کہتا ہے کہ ہم نے سزا کاٹی اور روپیہ بھی دیں، وہ چھ ہزار روپیہ ہم نہیں دیں گے، اب سوال یہ ہے کہ زید اپنے چھ ہزار روپیہ کا حقدار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بکر نے کمینہ حرکت کی اور بھائی کی امانت ضائع کرنے کی کوشش کی، ڈکیتی دکھلائی پولس نے گرفتار کیا، سزا کاٹی، اب لازم ہے کہ بقیہ چھ ہزار کی رقم زید کو ادا کردے، سزا کے عوض اس رقم کے رکھنے کا اختیار نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لایحل مال امرئ مسلم الابطیب نفس منه الحدیث، شعب الایمان للبیهقی ص ۲۹۷ ج۲ الباب الثامن والثلاثون فی قبض الید عن الاموال المحرمة، مطبوعه مکتبه نزار مصطفٰی الباز، مشکوٰۃ شریف، ص ۲۵۵/ (مطبوعه یاسرندیم کمپنی دیوبند) کتاب البیوع ،باب الغصب.

ترجمه:. کسی مسلمان شخص کا مال حلال نہیں ہے مگر اس کی رضامندی اور خوش دلی سے ۔ لا یجوز لاحد من المسلمین أخذ مال احد بغیر سبب شرعی، البحر الرائق کوئٹه ص ۴۱ ج۵ کتاب الحدود فصل فی التعزیر شامی زکریا ص ۱۰۶ ج۶ باب التعزیر، عالمگیر کوئٹه ص۱۶۷ ج۲ کتاب الحدود فصل فی التعزیر.

کسٹوڈین کا قبضہ

سوال:۔آج کل گورنمنٹ کی جانب سے یہ تحریک اٹھائی جارہی ہے کہ جو ہندوستانی باشندے ملک سے باہر تجارت یا نوکری کی غرض سے فورین میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں، ان کی جو جائیداد بھارت میں جس کے قبضہ میں ہے ان کو مالک بنا کر ان کے حوالہ کردیتی ہے، اوراگر یہ آدمی ان کو لینا نہ چاہے تو گورنمنٹ خوداس پرقابض ہوکر وہ زمین آدیباسی ہریجن کودے دیتی ہے۔

تو پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے رشتہ داروں کی زمین کم وبیش ۲۰-۲۵/سال سے میرے قبضہ میں ہے، اوروہ سب ساؤتھ افریقہ میں ہیں سرکار مجھے مالک بنانا چاہتی ہے، میں نہیں چاہتا کہ ان کی جائیداد کو قانون کا سہارا لے کر اپنے ناموں پر کرلوں اور مالک بن جاؤں، میرا دل یہ کہتا ہے کہ یہ شرعاً جائز نہیں تو ایسا کام مجھے نہ کرنا چاہئے ،اوراگر میں وہ زمین اپنے نام پر لے کر مالک نہ بنوں تو سرکاراپنے قبضہ میں لے کر غیر مسلم کو دیدیگی،تو آپ سے گذارش ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے ،صحیح راستہ آپ کے نزدیک کیا ہے، مطلع فرمائیں ، گورنمنٹ میں ۱۵-۲۰/دن میں جواب دینا ہے اس لئے جواب جلدی بھیج دیں ،تو نوازش ہوگی حکم شرعی آپ کی طرف سے جوبھی جواب ملے گا،اس پر بندہ عمل کریگا تو دعامیں ضروریادفرماویں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جس طرح اب تک اتنی مدت سے وہ زمین آپ کے قبضہ میں ہے، آئندہ تحفظ کی نیت سے اس کو اپنے قبضہ میں رکھیں اوراصل مالک کو اطلاع کردیں کہ سرکاری کاغذات میں بحیثیت مالک میرا نام درج ہوگیا،لیکن حقیقۃً مالک آپ ہیں،اور میں اس کا محافظ ہوں، اگرآپ اس کی قیمت مجھ سے لینا چاہیں تو لے لیں، یاہبہ کردیں، بہر جو کچھ معاملہ کریں اس

کے موافق عمل کریں۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰؍۷؍۹۴ھ

امین کی وفات کے بعد امانت کا مطالبہ اس کے ورثہ سے

سوال:۔ایک شخص نے بڑی رقم ایک شخص کو امانت رکھنے کے لئے دی امین صاحب کا اچانک انتقال ہوگیا، اس رقم کا علم دینے والے کو اور امین صاحب کو تھا، بعد میں امین صاحب کے لڑکے سے اس رقم کا مطالبہ کررہے ہیں، اور یہ رقم گھر میں یا باہر کہیں بھی معلوم نہیں ہورہی ہے، معلوم کرنا ہے کہ ان کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ اوران کے لڑکے کا کیا فریضہ ہے، وہ اس میں کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مالک رقم کو مرحوم کے ورثہ سے مطالبہ کا پورا حق ہے،[2] وارثوں کو اگر معلوم ہے کہ رقم موجود ہے فلاں جگہ ہے تو ان کے ذمہ اس کا دیدینا لازم ہے، اگر وہ اقرار نہ کریں، بلکہ یہ کہیں کہ مالک رقم جھوٹ بولتا ہے، کہ اس نے ہمارے والد صاحب کے پاس کوئی رقم امانت

---

[1] الایداع تسلیط المالک غیرہ علی حفظ مالہ والودیعة ما یترک عند الامین للحفظ الی قولہ وحکمها وجوب الحفظ وصیرورة المال امانة فی یدہ ووجوب أدائه عند طلب مالکه وشرعیة الایداع بقوله تعالیٰ "ان اللّٰه یأمرکم أن تؤدوالأمانات إلی أهلها" ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر ص۴۶۷ج۳ کتاب الودیعة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۷۶ج۵ کتاب الودیعة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] المودع اوالمضارب اوالمستعیر اوالمستبضع وکل من کان المال بیدہ امانة اذا مات قبل البیان ولم تعرف الامانة بعینهافانه یکون دینا علیه فی ترکته لانه صار مستهلکا للودیعة بالتجهیل ردالمحتار ،ج۸/ ص۴۵۸/ مطبوعه زکریا کتاب الایداع، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۹ج۴ کتاب الودیعة الباب الخامس فی تجهیل الودیعة.

رکھی اور مالک کے پاس گواہ موجود نہیں تو وارثوں کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا[1] وہ قسم کھا کر کہدیں کہ ہمارے والد صاحب کے پاس ہمارے علم کی حد تک کوئی انہوں نے امانت نہیں رکھی[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۱۴۰۰ھ

بیٹی کو چوڑیاں دیکر واپس لینا

سوال:۔ ایک عورت اپنی بیماری میں بے ہوش وحواس اپنی سونے کی چوڑیاں اپنی لڑکی کو دیدیتی ہے، اپنے شوہر اور اپنے بڑے لڑکے کی موجودگی میں عورت کی اس بات پر ہر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، عورت کا اسی بیماری میں انتقال ہوجاتا ہے، عورت کے سونے کی بٹن والد کے پاس رکھے ہوئے ہیں، عورت کے انتقال کے بعد باپ سونے کے بٹن اپنی مرضی سے بیٹی کو دے کر یہ مشورہ دیتا ہے کہ وہ چوڑیاں جو ماں کی تمہارے پاس ہیں اس میں یہ بٹن اور کچھ سونا اپنے پاس سے ڈلوا کر تم اپنی چوڑیاں بنوالو، باپ چوڑیاں بٹن اور بیٹی کا کچھ سونا لے کر بیٹی کو نئی چوڑیاں بنوا کر دے دیتا ہے، اب ماں کے انتقال کو عرصہ ساڑھے ۱۵/ سال ہوا تو وہی باپ لڑکی سے یہ کہتا ہے کہ چوڑیاں میرے حوالہ کی جائیں، باپ کا یہ سوال جائز ہے یا ناجائز حکم شرع سے خبردار کیجئے؟

---

[1] البينة على المدعي واليمين على من انكر، هداية ص۲۰۳ ج۳ كتاب الدعوى باب اليمين مطبوعه مكتبۂ تهانوی ديوبند، مجمع الأنهر ص۳۵۰ ج۳ كتاب الدعوى مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] والتحليف على فعل غيره يكون على العلم اى انه لايعلم انه كذالک لعدم علمه بما فعل غيره ظاهراً درمختار على الشامی زكريا، ج۸/ص ۳۰۰/ كتاب الدعوى، البحر الرائق كوئٹه ص۲۱۷ ج۷ كتاب الدعوى، مجمع الأنهر ص۳۵۹ ج۳، كتاب الدعوى مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

ماں نے بیماری کی حالت میں سونے کی چوڑیاں اپنی بیٹی کو دی ہیں، پھر ماں کا اس بیماری میں انتقال ہوگیا، تو یہ بحکم وصیت ہے[۱]، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تمام ورثاء بالغ ہیں اور وہ اس پر رضامند ہیں تو بیٹی ان چوڑیوں کی مالک ہوگئی[۲] اور ان چوڑیوں میں وراثت جاری نہیں ہوگی، ماں کے سونے کے بٹن جو والد کے پاس رکھے ہوئے تھے، وہ ترکہ میں داخل ہیں ان میں جملہ ورثاء کا حصہ ہے[۳]، اگر تقسیم سے وہ بٹن والد کے حصہ میں آئے، یا دیگر ورثاء نے وہ والد کو دے دیئے تو وہ والد کی ملک ہوگئی، بشرطیکہ سب ورثاء بالغ ہوں، پھر والد نے جب وہ اپنی بیٹی کو دیدیئے تو وہ بیٹی کی ملک ہوگئے، اب والد کو بیٹی سے جبراً واپس لینے کا حق نہیں رہا[۴] خاص کر جب کہ وہ بٹن اپنی اصلی حالت میں نہیں رہے، بلکہ ان کا سونا چوڑیوں میں شامل کرلیا گیا۔[۵] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۳؍۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱؍۳؍۸۶ھ

---

[۱] والهبة من المريض للوارث فى هذا نظير الوصية لانها وصية حكما هدايه ، ج۴/ص۶۵۷/ كتاب الوصايا،باب فى صفة الوصية، مطبوعه مكتبۂ تهانوى ديوبند، زيلعى ص ۱۸۲ ج۶ كتاب الوصايا، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] ولالوارثه وقاتله مباشرة اِلَّابالاجازة ورثته وهم كبار درمختار على الشامى، زكريا ج۱۰/ص۳۴۶/، مجمع الأنهر ص۴۱۹ ج۴ كتاب الوصايا، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص۶۵۷ ج۴ كتاب الوصايا، مطبوعه مكتبۂ تهانوى ديوبند.

[۳] يقسم الباقى بين ورثته ويستحق الارث برحم ونكاح الخ ،درمختار على هامش الشامى ج۱۰/ص۴۹۷.

[۴] فلووهب لذى رحم محرم منه نسباً ولو ذميا اومستأمناً لايرجع شمنى درمختار على هامش ردالمحتار ،ج۸/ ص۵۱۲/ كتاب الهبة باب الرجوع فى الهبة، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صاف لفظوں میں امانت کہنا اور معاملہ گروی کا کرنا

سوال:۔(۱) ایک شخص مسمیٰ حسن بھائی فاضل بھائی نے اپنی حیات میں چند مکانات مسمیٰ عبدالرسول محمد عمر کے پاس رکھے، اور لکھا کہ یہ مکانات تمہارے پاس امانت رکھتا ہوں اور عبدالرسول کا قرضہ حسن بھائی کے ذمہ تھا، اول حسن بھائی نے انتقال کیا، اس وقت ان کے حقیقی بھائی یٰسین بھائی کا لڑکا عمر بھائی اور بیوی عظیم بو چھوڑے بعد میں عظیم بو نے انتقال کیا ،انہوں نے ایک ابن ابی العم عمر بھائی مذکور الصدر اور دو علاتی بہن کی لڑکیاں بنت الاخت لاب عابدہ ،زاہدہ چھوڑ دیں، بعد میں عابدہ نے انتقال کیا ، اس نے ایک لڑکا غلام نبی اور دو لڑکیاں مسماۃ سلطان بو اور مریم چھوڑے، بعد میں زاہدہ نے انتقال کیا اس نے بھی ایک لڑکا محمد صدیق اور دو لڑکیاں مریم اور غفور بو چھوڑی، بعد میں سلطان بو بنت عابدہ نے انتقال کیا، ایک بھائی غلام نبی اور بہن مریم چھوڑے بعد میں غلام نبی نے انتقال کیا ،بہن مریم چھوڑے، مریم نے انتقال کیا، دو لڑکے غلام رسول اور افضل بھائی چھوڑے بعد میں غلام رسول نے انتقال کیا، ایک بیوی سلطان بو اور دو لڑکے علی میاں اور نبی میاں چھوڑے، مریم کے دوسرے لڑکے افضل بھائی نے انتقال کیا ،بیوی عائشہ اور چار لڑکے حسن اور عبدالقادر عبدالرحمٰن، فاضل اور ایک لڑکی مریم چھوڑے، زاہدہ جو میت ثانی عظیم بو کی بنت الاخت تھی، انتقال کیا ،ایک لڑکا محمد صدیق اور دو لڑکیاں مریم اور غفور بو، چھوڑے، مریم نے انتقال

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) البحر الرائق کوئٹہ ص۲۹۴ ج۷ کتاب الهبة باب الرجوع فی الهبة، مجمع الأنهر ص۵۰۳ ج۳ باب الرجوع فی الهبة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

۵ ويمنع الرجوع فيها دمع خزقه فالدال الزيادة فی نفس العين الموجبة لزيادة القيمة المتصله الخ درمختار علی الشامی زکریا، ج۸/ص۵۰۴/۵۰۵ کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۹۱ ج۷ کتاب الهبة، باب الرجوع فی الهبة، ملتقی الابحر مجمع الأنهر ص۴۹۹ ج۳ باب الرجوع فی الهبة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کیا، ایک لڑکی حلیم بو اور دولڑکے فاضل بھائی اور رحیم بھائی چھوڑے، بعد میں فاضل بھائی نے انتقال کیا بیوی وزیر بو اور لڑکا غلام حسین اور عبدالرحمٰن چھوڑے، محمد صدیق نے انتقال کیا اس وقت ایک لڑکی زینت بی اور بہن غفور بو تھے، بعد میں غفور بو گذری دولڑکے محمد عمر اور چاند بھائی اور تین لڑکیاں آمنہ، بی سلام، بی مریم، چھوڑیں، بی مریم گزری، شوہر عبدالنبی دو بھائی محمد عمر اور چاند بھائی اور دو بہنیں آمنہ، بی سلام چھوڑے، عبدالنبی شوہر بی مریم نے انتقال کیا، دو بھتیجے اور دو بھتیجی اور دو نواسی چھوڑے، بی سلام گذری لڑکا رسول میاں اور لڑکی مریم چھوڑے، عمر بھائی اور یٰسن بھائی جو میت اول کا ابن الاخ ہے، اور میت ثانی عظیم بوزوجہ میت اول کا ابن ابوالعم ہے، جس نے عظیم بو جو میت ثانی ہے ان کی بھانجیاں عابدہ اور زاہدہ اور ان کی اولاد عابدہ کی اولاد سلطان بو، مریم غلام نبی اور زاہدہ کی اولاد مریم اور محمد صدیق کے بعد انتقال کیا سوائے زاہدہ کی لڑکی غفور بو کے وہ حیات تھی عمر بھائی نے انتقال کیا اس وقت ان کی دولڑکیاں آمنہ اور خدیجہ اور ایک ابن الاخ عثمان عرف نور محمد حیات تھے، اول آمنہ نے انتقال کیا، اس نے شوہر محمد طاہر اور علاتی بہن خدیجہ چھوڑے بعد میں خدیجہ گذری اس نے تین لڑکے عبداللہ اور عبدالقادر اور محمد جو دیوانہ ہے، چھوڑے بعد میں خدیجہ کے لڑکے عبدالقادر نے انتقال کیا، بیوی ایک حقیقی بھائی عبداللہ بعد اخیافی محمد چھوڑے، اس کے بعد عمر بھائی کا ابن الاخ عثمان عرف نور محمد نے انتقال کیا، اس نے عورت قمر النساء ماں حفیظہ اور چار لڑکے جن میں تین نابالغ ہیں، اور چار لڑکیاں جن میں دو نابالغ ہیں چھوڑے، اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ مکانات حسن بھائی مرحوم کے جو عبدالرسول اور بعد میں ان کی اولاد کے قبضہ میں امانت پر ہیں، یا رہن گروی اور قانون سرکاری جو ایک مدت بعد مالک یا ورثاء مالک کو رہن والی چیز واپس نہیں ملتی، یا رہن رکھنے والا واپس نہیں کرتا یہ شرعاً کیسا ہے، ان مکانات کی آمدنی اور مرمت کا کیا حکم ہے؟

(۲) ورثاء عبدالرسول کو یہ مکانات ہبہ یا فروخت کا حق ہے؟

(۳) ورثاء عبدالرسول مرحوم کو مکانات کی تخمیناً قیمت ورثاء حسن بھائی کو دینی چاہئے یا مکانات واپس کرنے چاہئیں، کیونکہ ورثاء حسن بھائی ہے، نابالغ اور دیوانہ بھی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) صاف صاف لفظوں میں تو امانت کہا ہے، لیکن قرضہ ذمہ میں ہونا رہن کا قرینہ ہے، اس کے باوجود واپس نہ دینے کا اختیار نہیں، قرضہ کل ادائیگی اور مکانات کی واپسی لازم ہے[۱] قانونی آڑ لے کر گروی مکانات کی واپسی سے مدت متعینہ گزرجانے پر آدمی سبکدوش نہیں ہوجاتا۔

(۲) آمدنی بھی مالک کی ہے مرمت بھی مالک کے ذمہ ہے، جس کے پاس کہہ کر گروی رکھا ہے، نہ اس کو انتفاع کا حق ہے نہ آمدنی کا نہ اس کے ذمہ مرمت لازم ہے[۲]

(۳) ان کو حق نہیں اس لئے کہ وہ مالک ہی نہیں[۳]

(۴) اپنے مورث کا دیا ہوا قرضہ وصول کرلینا چاہئے اور مکانات واپس کردیں، اس مسئلہ میں نابالغ اور دیوانہ اور عقلمند بالغ سب کا یہی حکم ہے۔[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۶ھ

---

[۱] وللمرتهن ان يطالب الراهن بدينه ويحبسه به واذا طلب المرتهن دينه يؤمر باحضار الرهن هدايه، ص ۵۲۰/ ج۴/ كتاب الرهن، مطبوعه مكتبه تهانوى ديوبند، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۸۲،۸۸ ج۱۰، كتاب الرهن، زيلعى ص ۶۶ ج ۶ كتاب الرهن، مطبوعه امداديه ملتان، بحر كوئٹه ص ۲۳۷ ج ۸ كتاب الرهن.

[۲] لاانتفاع به مطلقاً لاباستخدام ولاسكنى ولالبس واجارة فلواجر المرتهن بلااذن فالاجرة له، درمختار مع الشامى زكريا ج ۱۰/ ص ۸۲/ كتاب الرهن، مجمع الأنهر ص ۲۷۳ ج ۴ كتاب الرهن، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۸ ج ۸، كتاب الرهن. (بقيه اگلے صفحه پر)

امین نے عیدگاہ کا روپیہ کاروبار میں لگالیا

سوال:۔زاہد علی نے چار ہزار روپیہ عیدگاہ کے لئے چندہ کیا تھا، ابھی یہ روپیہ ان کے پاس تھا کہ انہوں نے اس کو کاروبار میں لگا دیا، عیدگاہ کا کچھ کام شروع ہوا تھا، کچھ بند ہوا کچھ ہوا، اب لوگوں نے ان کو کہا کہ تم حساب دو، مگر انہوں نے حساب نہیں دیا، ایسی صورت میں اب شرعاً کیا حکم ہے، کہ ان کا بائیکاٹ کرنا کیسا ہے؟ اگر ان کے پاس فوری طور پر روپیہ نہ ہو تو کیا کچھ حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عیدگاہ کے لئے جو روپیہ بطور چندہ جمع کر کے ایک شخص کے حوالہ کیا گیا تھا، وہ روپیہ امانت تھا، اور وہ شخص امین تھا، اس کو وہ روپیہ کاروبار میں لگانا جائز نہیں تھا[1] یہ خیانت ہے، اور ایسا کرنے سے وہ شخص خائن ہوا، اس کے ذمہ روپیہ اور اس کا حساب دینا ضروری ہے[2] اگر

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [3] ومنها ان یکون مملوکا للواهب فلاتجوزهبة مال الغیر بغیر اذنه هندیه ، ج۴/ص ۳۷۴/کتاب الهبه، الباب الاول، بدائع الصنائع زکریا ص۱۶۹ ج۵ ما یرجع الی الموهوب، بحر کوئٹه ص ۲۸۴ ج۷ کتاب الهبة، الدر المختار زکریا ص۴۸۸ ج۸ کتاب الهبة.

[4] وللمرتهن ان یطالب الراهن بدینه ویحبسه به واذا طلب المرتهن دینه یؤمر باحضار الرهن هدایه، ص ۵۲۰/ کتاب الرهن، مطبوعه مکتبه تهانوی دیوبند،

(**صفحہ ہذا**) [1] ولیس للمودع حق التصرف والاسترباح فی الودیعة الخ مبسوط للسرخسی، ج٦/ الجزء الحادی عشر ص ۱۲۲/ مطبع دارالفکربیروت، کتاب الودیعة، العنایة مع فتح القدیر ص ۴۹۰ ج۸ کتاب الودیعة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] والودیعة لاتودع ولاتعار ولاتواجر الیٰ قوله ان فعل شیاً منها ضمن، عالمگیری ج۴/ ص۳۳۸/ مطبوعه کوئٹه، کتاب الودیعة، الباب الاول، البحر الرائق کوئٹه ص۲۷۵ ج۷ کتاب الودیعة، الاشباه والنظائر ص۱۵۰ الفن الثانی کتاب الامانات، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

ترک تعلقات (حقہ پانی بند) کرنے سے وصول کرسکتا ہو تو اس کی اجازت ہے[1] لیکن اگر وہ غریب ہے یکدم سب روپیہ نہیں دے سکتا تو حسب مصالح اس کو کچھ مہلت دی جائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۶/۸۸ھ

غیر مسلم نے امانت رکھی پھر وہ مرگیا وارث کوئی نہیں

سوال:۔ زید کے پاس ایک غیر مسلم کی امانت رکھی تھی غیر مسلم مرگیا کوئی وارث بھی نہیں، اب اس امانت کا مصرف کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب امانت رکھنے والا مرگیا کوئی وارث بھی نہیں، تو اس امانت کی رقم کو غریبوں پر صدقہ کردیا جائے، دینی مدرسہ کے طالب علم بھی اسکا مصرف ہیں[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] هو دليل على وجوب هجر ان من ظهرت معصيته الخ، المفهم شرح المسلم ج۷/ ص۹۸/ مطبع دارابن كثير بيروت، كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته، مرقاة شرح مشكوٰة ص۷۱۶، ج۴، كتاب الاداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، مطبع اصح المطابع بمبئى، طيبى شرح مشكوٰة ص۲۴۳ ج۹ المصدر السابق، مطبوعه زكريا ديوبند.

[2] وإنْ كانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إلىٰ مَيْسَرَةَ الاية، سورة البقرة رقم الاية ۲۸۰، **ترجمه** : اگر تنگ دست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک (بیان القرآن) عن ابى قتادة قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول من انظر معسراً أو وضع عنه انجاه اللّٰه من كرب يوم القيامة، مشكوٰة شريف ص ۲۵۱ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[3] غريب مات فى داررجل وليس له وارث معروف وخلف شيئاً يسيراً يساوى خمسة دراهم ونحو ها وصاحب الدار فقير فله ان ياخذها لنفسه. (عالمگيرى كوئٹه، ج۴/ص۳۶۲) كتاب الوديعة، الباب العاشرفى المتفرقات، الجوهة النيرة ص۲/۳۴، كتاب الوديعة، نعمانيه ديوبند،

مستعار کا عوض ادا کر چکنے کے بعد وہ ملی تو کیا کرے

سوال:۔ شئی مستعار اگر باوجود پوری حفاظت کے غائب ہوگئی، غائب ہوجانے کی وجہ سے غائب شدہ چیز کا عوض دیدیا گیا، لیکن عوض دینے کے بعد اصل چیز دستیاب ہوگئی، اب اصل چیز کو دے کر عوض واپس لینا چاہئے کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہی ہے کہ عوض لے کر وہ چیز واپس دیدی جائے[1][2]، اگر اس پر سمجھوتہ نہ ہوسکے تو عوض کے مقابلہ میں شئی مستعار پر مستعیر کی ملک ہوجائے گی۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۱/۹۴ھ

یتیموں کے بالغ ہونے پر انکی امانت انکی شادی میں خرچ کرنا

سوال:۔ یتیم پوتے پوتیوں یا بھتیجے وبھتیجیوں کی شادی کرانا بھی دادا یا تایا وچچا کے ذمہ ہے، بعد از بلوغ دادا یا تایا وچچا نے اپنی یتیم پوتیوں یا بھتیجوں کی شادی میں انہیں یتیم

---

[1] العارية مؤداة الحديث (مشكوٰة شريف، ص٢٥٦/باب الغصب والعارية)، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، ترمذى شريف ٢٣٩ ج١ ابواب البيوع باب ما جاء ان العارية مؤداة مطبوعه اشرفى ديوبند، ابوداؤد شريف ص٥٠٢ ج٢ كتاب البيوع باب فى تضمين العارية، مطبوعه مكتبهء سعد ديوبند.

ترجمہ:۔ عاریت پر لی ہوئی چیز کا ادا کرنا ضروری ہے۔

[2] تسليم العوض كتسليم المعوّض ص٢٦ ج٣ كتاب البيوع، مطبوعه مكتبه تهانوى ديوبند، زيلعى ص١١ ج٤ كتاب البيوع، مطبوعه امداديه ملتان، فتح القدير ص٢٨٤ ج٦ كتاب البيوع، مطبوعه دار الفكر بيروت.

بچوں کا مال خرچ کیا ہے، بعد میں مطالبہ پر اس خرچ کا حوالہ دیدیا، جب کہ اس خرچ کے وقت ان یتیم بچوں کی اجازت بھی نہیں لی تھی تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بالغ ہونے پر ان کا مال بغیر ان کی اجازت شادی وغیرہ میں دادا خرچ کرے نہ تایا وچچا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٧/٦/١٤٠٠ھ

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنه ولاولایتة الخ درمختار علی الشامی زکریا ، ج٩/ص ٢٩١/ کتاب الغصب مطلب فیما یجوز التصرف بمال الغیر الخ، شرح المجلة ص ٦١ ج ١ رقم المادة ٩٦ مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، قواعد الفقه ص ١١٠ الرسالة الثالثة رقم القاعدة ٢٧٠، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، الاشباه والنظائر ص١٥٧ الفن الثانی کتاب الغصب مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

باب سوم: امانت کے ضائع ہونے پر ضمان

امانت کو دفن کر دینے کی شکل میں ضائع ہونے پر ضمان

سوال:۔ پچیس سال ہوئے میری بھانجی میری بیوی کے پاس کچھ چاندی کا زیور بغرض حفاظت رکھنے کو آئی، میرے منع کرنے پر بھی بیوی کی خوشامد کر کے رکھ گئی، بیوی نے وہ زیور ڈبیہ میں رکھ کر ایک جگہ مکان میں گاڑ دیا، کچھ عرصہ کے بعد برسات میں مکان گرا تو ملبہ اٹھوا کر مکان دوبارہ بنوایا گیا، بہر کیف اب بھانجی نے زیور مانگا تو کھودا گیا، زیور نہ ملا، اب میری بیوی اور میں دونوں بہت شرمندہ ہیں، ادھر بھانجی زیور بڑھا چڑھا کر بیان کر رہی ہے، اب اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ امانت کی چیز ڈبیہ میں رکھ کر محفوظ مکان میں زمین کھود کر گاڑ دی، تو اپنی طرف سے حفاظت کا پورا انتظام کر دیا، اس کے بعد جب وہ گرا، اور دوبارہ اس کی تعمیر ہوئی، تو وہ امانت یاد بھی نہیں تھی، اس بات کو ۲۵/سال گذر چکے، اس جگہ کو کھود کر دیکھا گیا تو وہ امانت محفوظ نہیں، ایسی حالت میں اس کا ضمان واجب نہیں ”**هكذا يفهم مما في الهندية اذا قال دفنت في داري اوكرمي اونسيت مكانها لم يضمن اذا كان للدار والكرم باب ولوقال دفنت في موضع اٰخر ونسيت مكانها يضمن كذافي الخلاصة وكذالك لوم يبين مكان الدفن لكنهٗ قال سرقت الوديعة من المكان المدفون فيه ،فان كان للدار والكرم باب لايضمن وان لم يكن**

لهما باب يضمن كذافي المحيط اھ عالمگیری ، ج ۳/ص ۳۶۶/‘‘[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۴/۹۴ھ

ضمان مرہون میں کونسی قیمت معتبر ہوگی اور امانت کو رہن رکھنا

سوال:۔ زید کی بیوی کو طلاق ہوئی، زید کے سالے کو لڑکے کے والد نے کچھ قرضہ اپنی معرفت سے دلوایا تھا، انہوں نے کہا یہ روپیہ ادا کرو، تو فیصلہ ہوگا، اس کے بعد یہ بات قرار پائی کہ اس کے عوض میں کچھ زیور کسی کے پاس جمع کر دیا جائے، روپیہ جمع ہونے پر زیور واپس لے لیا جائے، لہٰذا ایک پان طلائی ایک تولہ ایک گلوبن طلائی، دونوں چیزیں ایک صاحب کے پاس جمع کر دی گئیں، تقریباً تین سال کے بعد وہ روپیہ زید کے سالے نے ادا کر دیا اسی دوران جن صاحب کے پاس وہ امانت رکھا تھا، کچھ پریشانیاں آئیں، اور انہوں نے اپنے زیور کے ساتھ امانت کی وہ چیزیں بھی گروی رکھدیں پھر ان کی حالت خراب ہوگئی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زیور بنیا کے یہاں ڈوب گیا، اب تقریباً بارہ سال کا عرصہ ہو گیا، اس وقت سونے کا بھاؤ تقریباً ایک روپیہ تھا، اس دوران جن صاحب کے پاس روپیہ جمع تھا، ان کے لڑکوں نے زید کے داماد کے پاس کام کیا، اس کے ۱۲۲/روپئے ان کے داماد پر باقی رہ گئے، جب ان سے مانگے گئے تو زید نے کہا ہمارا زیور آپ کے پاس ہے، اسکے حساب میں مجرا کر لینا اس کو بھی تقریباً پانچ برس ہو گئے، اب زید اپنا زیور لینا چاہتا ہے، امانت دار کہتا ہے کہ زیور جس وقت دیا تھا،

---

[۱] عالمگیری ، ج ۴/ص ۳۴۳/ (مطبوعه کوئٹه) کتاب الوديعة ،الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة، مجمع الأنهر ص ۴۶۸،۴۷۸ ج ۳ کتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية، خانية على هامش الهندية ۳۷۷، ۳۷۱/۳۷۰ کتاب الوديعة فصل فيما يضمن المودع مطبوعه کوئٹه.

اس وقت جو سونے کا بھاؤ تھا، وہ میں دونگا، زید کہتا ہے کہ اس وقت سونے کا جو بھاؤ ہے، اس حساب سے میں لونگا، اس بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس وقت روپیہ رہن کا معاملہ ختم کیا جارہا ہے، اس وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا، امانت دار کو حق نہیں تھا، کہ وہ امانت کو اپنی ضرورت کیلئے رہن رکھدے، ایسی صورت میں اسکے ذمہ ضمان لازم ہے[1] اگر زیور ڈوب گیا، اور رہن میں ختم ہوگیا، تو اس کی موجودہ قیمت لازم ہوگی، امانت دار موجودہ قیمت دیکر بری الذمہ ہوجائیگا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹؍۵؍۹۴ھ

ہوٹل کے برتن اپنے کمرہ سے گم ہونے پر ضمان

سوال: ۔ ہمارے ہوٹل سے ایک صاحب چائے لے گئے، اور چائے کا دور چلنے کے بعد پیالیاں اور پرچیں کمرہ کے باہر رکھ دیا، اور اس کو کوئی شخص اٹھالے گیا، کیا اس طرح غیر ذمہ دار جگہ رکھنے سے چائے پینے والوں پر ضمان لازم آئے گا یا نہیں، براہِ کرم جواب سے مطلع فرمائیں؟

---

[1] والودیعة لاتودع ولاتعار ولاتؤاجر ولا ترهن وان فعل شیئاً منهاضمن الخ، عالمگیری ج۴/ ص۳۳۸/ مطبوعه کوئٹه، کتاب الودیعة، الباب الاول الخ، البحر الرائق کوئٹه ص۲۷۵، ج۷، کتاب الودیعة، الاشباه والنظائر ص۱۵۰، الفن الثانی، کتاب الامانات، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، شرح المجلة ص۴۳۹، ج۱، رقم المادة ۴۳۹، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند،

[2] الودیعة متی وجب ضمانها فان کانت من المثلیات تضمن بمثلها وان کانت من القیمیات تضمن بقیمتها یوم لزوم الضمان، شرح المجلة ص۴۴۶ ج۱ رقم المادة ۸۰۳، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر چائے اپنے کمرہ پر ہوٹل سے کہیں الگ منگا کر پی اور پھر اپنے کمرہ کے باہر پیالیاں رکھدیں جو کہ غائب ہوگئیں، تو ان صاحب پر ضمان لازم ہوگا[۱] اگر ہوٹل میں ہی پی ہے، اور ایسی جگہ رکھدیں کہ ہوٹل کے ملازم اٹھالیں، اور اطلاع کردے پھر غائب ہوگئیں تو ان پر ضمان لازم نہیں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۶/۹۵ھ

بے احتیاطی سے سامان ضائع ہوگیا

سوال:۔ فریق اول کا ایک جگہ سامان رکھا ہوا ہے، فریق دوم نے اس سے آکر دریافت کیا کہ تمہارا سامان کہاں رکھا ہے میں بھی وہیں آکر اپنا سامان رکھدوں، فریق اول نے بتایا، فریق دوم نے اپنا سامان بھی وہیں رکھدیا، اور فریق اول کو اپنا سامان دکھلا دیا، پھر اس سے اجازت چاہی کہ میں کھانا کھانے جارہا ہوں، تم اپنے سامان کے ساتھ میرے سامان کی بھی حفاظت کرنا کہیں چھوڑ کر مت جانا، فریق اول نے اجازت دیدی، کہ جاؤ ہم

---

[۱] لوتركه فى بيته الذى فيه ودائع الناس وذهب فضاعت ضمن (شامى كراچى، ج۵/ص۶۶۴/ كتاب الايداع شامى زكريا، ج۸/ص ۴۵۶/، مجمع الأنهر ص ۴۶۹ ج۳ كتاب الوديعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، والمعتبر فى ضمان المودع التقصير فى الحفظ، شامى زكريا ص ۴۶۹ ج۸ كتاب الايداع، شرح المجلة ص ۴۳۳ ج ۱ رقم المداة ۷۸۲، مطبوعه اتحاد بكڈپو ديوبند.

[۲] والوديعة امانة فاذا تلفت بغير تفريط من المودع فليس عليه ضمان، اعلاء السنن ص ۲۶ ج ۱۶ كتاب الوديعة باب لا ضمان على المؤتمن، مطبوعه امداديه مكة المكرمة، شرح المجلة ص ۲۳۱ ج ۱ رقم المادة ۷۷۷، مطبوعه اتحاد بكڈپو ديوبند، شامى زكريا ص ۴۶۹ ج۸ كتاب الايداع.

سامان دیکھیں گے، اس کے بعد فریق دوم چلا گیا، آ کر دیکھا کہ فریق اول سامان سے کچھ فاصلہ پر بیٹھا ہوا ہے، کہ جہاں سے سامان نظر نہیں آتا تھا، پھر سامان کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فریق دوم کا سامان غائب ہے، اور فریق اول کا سامان موجود ہے، اس صورت میں کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

جب کہ اپنے سامان کی طرح فریق اول نے باوجود وعدہ کرنے اور ذمہ داری لینے کے حفاظت نہیں، اور سامان ضائع ہو گیا تو ضمان لازم ہوگا[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۱۰/۲۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۱۰/۲۷ھ

امانت کا ضمان حفاظت میں کوتاہی کی بناء پر

سوال:۔ احقر کے پاس ذی الحجہ میں پھوپھی زاد بھائی نے تین حصوں کے لئے مبلغ ۷۰/روپیہ اور ایک حصہ کے لئے پڑوس کی ایک بیوہ کی طرف سے ۲۵/روپے بھیجے پوسٹ مین نے جب منی آرڈر لا کر دیا تو دس دس کے تین نوٹ دیئے اور پانچ واپس مانگے، احقر کے پاس جیب میں ۷۰/پہلی امانت کے ساتھ مبلغ ۱۵/جو کہ احقر کی بہو کی جانب سے ہردوئی سے

---

[1] لو تركه فى بيته الذى فيه ودائع الناس وذهب فضاعت ضمن (شامى كراچى، ج۵/ص ۶۶۴/شامى زكريا ،ج۸/ص ۴۵۶/.كتاب الايداع، مجمع الأنهر ص ۴۶۹ ج۳ كتاب الوديعة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ۲۷۴ ج۷ كتاب الوديعة، والمعتبر فى ضمان المودع التقصير فى الحفظ ألا ترى أنه لو وضعها فى داره الحصينة وخرج وكانت زوجته غير أمينة يضمن، شامى زكريا ص ۴۶۹ ج۸، كتاب الايداع.

مباحت سلمہٗ نے بھیجے تھے، رکھے تھے، وہ روپئے واپس کردیئے، اس میں دو دو کے دونوٹ اور ایک روپے والا ایک نوٹ رہا، ۱۰/روالا نوٹ پوسٹ مین نے پھر واپس دیکر کہا کہ ریز گاری دیدو، اس درمیان میں احقر نے ریز گاری دینے سے پہلے کل ۱۱۰/ گھٹنے کے نیچے رکھ لئے، پس اڈہ پر ایک شخص کا تخت پڑا تھا، اسی کے کونے پر پیر لٹکائے بیٹھا تھا، اتنے میں ہردوئی جانے کے لئے بس آ گئی، احقر کے پاس دو تین اخبار رکھے تھے، وہ روپئے کوٹ الجھنے سے یا تو تخت کے پاس نیچے گر گئے، یا تخت پر گھٹنہ کے نیچے وہیں، چھوٹ گئے، بس تک جانے پر فوراً یاد آیا اور بری طرح سے بھاگا، مگر نہ ملے، احقر نے قرض روپیہ لیکر قربانی کردی، اور اطلاع کردی ،اب دریافت طلب یہ ہے کہ اسی صورت میں احقر پر تاوان واجب ہے، یا ان لوگوں کی امانت تھی، اور وہ اس طرح ضائع ہوئی، ان سے اب فی حصہ ۲۰/روپئے طلب کروں جو کہ خرچ ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بس اڈہ پر جہاں بکثرت ہر قسم کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، گھٹنے کے نیچے نوٹ رکھ کر اخبار پڑھنا اور پھر اخبار فروخت کرنے کے لئے چلے جانا، اور نوٹوں کو اٹھا کر جیب میں نہ رکھنا یقیناً حفاظت میں کوتاہی ہے، ایسی صورت میں نوٹ ضائع ہونے سے ضمان لازم ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۲/۸۹ھ

---

[1] قال المؤفق فاما ان تعدی المستودع اوفرط فی حفظها فتلفت ضمن بغیر خلاف الخ، اعلاء السنن ،ج۱۶/ ص ۶۲/ (مطبع المكة المكرمه)كتاب الوديعة باب لاضمان علیٰ المؤتمن، والمعتبر فی ضمان المودع التقصير فی الحفظ الخ شامی زکریا ص ۴۶۹ ج۸ كتاب الايداع، يلزم حفظ الوديعة فی حرز مثلها **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

امانت کا ضمان

سوال:۔ ایک شخص ملازم بحیثیت کارندہ کی تحویل میں سے کچھ روپیہ چوری ہوگیا، مالک نے ملازم سے حلف اٹھوایا اور یہ کہلوایا کہ یوں کہہ کہ اگر میں نے تمہارا روپیہ اپنے کام میں لگایا ہو، یا کسی کو دیا ہو، یا اپنے آئندہ خرچ کے لئے اپنے یا کسی اور کے پاس رکھا ہو تو اندھا ہو جاؤں، اور بھیک مانگتا پھروں، ایمان نصیب نہ ہو، ایسی قسم لینے کے بعد مالک کو ملازم سے ڈنڈ لینا جائز ہے یا نہیں، یعنی گم شدہ روپیہ لینا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ملازم کے پاس وہ روپیہ امانت تھا، اور کافی حفاظت کے باوجود پھر چوری ہوگیا، تو ملازم پر ضمان نہیں، اگر ملازم کی بے توجہی اور غفلت سے ایسا ہوا ہے، تو ملازم پر ضمان لازم ہے، "**الا یداع هو تسلیط الغیر علی حفظ ماله والودیعة مایترک عند الامین وهی امانة فلا تضمن بالهلاک. زیلعی ج۵/ص۷۶**"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ عفا اللہ عنہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱/۵۷ھ

صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱/۵۷ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فوضع مثل النقود والمجوهرات فی اصطبل الدواب او التبن تقصیر فی الحفظ وبهذه الحال اذا ضاعت الودیعة او هلکت لزم الضمان، شرح المجلة ص۴۳۳ ج۱ رقم المادة ۷۸۲ مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۳/۳۴۲ ج۴ کتاب الودیعة الباب الرابع فیما یکون تضییعاً للودیعة.

(صفحہ ہذا) [1] زیلعی، ج۵/ص ۷۶ (مطبع امدادیه ملتان) کتاب الودیعة، والودیعة امانة فإذا تلفت بغیر تفریط من المودع فلیس علیه ضمان الی قوله، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امانت چوری ہونے پر ضمان کا حکم

سوال:۔ انتظام آمد وخرچ کی پنچائت ذمہ دار ہوتی ہے، لہٰذا ایک فنڈ پنچائتی ہے، اور دوسرا فنڈ خاص ملکیت مسجد ہے، دونوں فنڈ امین کے پاس تھے، جو چوری ہوگئے، ایک عرصہ تک مشورہ ہوتا رہا تحقیق سے ثابت ہوگیا کہ واقعی چوری چلے گئے، امین کو اس کے بار کا متحمل نہ سمجھا پنچایت نے معاف کردیا، مگر امین کو فکر ہے کہ شرعاً یہ دونوں جمع معاف ہیں یا شرعاً فرق ہے، اس سے مفصل بندہ کو مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امین نے ہر دو فنڈ کو علیحدہ علیحدہ رکھا اور پوری حفاظت کی اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی، پھر بھی وہ چوری ہوگئے تو اب شرعاً امین پر مواخذہ نہیں [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٣/٤/ ٥٧ھ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ ہذا، الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ١٤/ ربیع الثانی، ٥٧ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فاما ان تعدى المستودع فيها أو فرط في حفظها فتلفت ضمن اعلاء السنن ص٦٢ ج١٦ كتاب الوديعة باب لا ضمان على المؤتمن، طبع مكة المكرمة، شرح المجلة ص١٣٤ ج١ رقم المادة ٧٧٧، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، شامی زکریا ص٤٦٩ ج٨ كتاب الايداع.

(صفحه هذا) [1] وان سرقت الوديعة عند المودع ولم يسرق معهامال آخر للمودع لم يضمن. عالمگیری، ج٤/ص ٣٤٦/ (مطبع كوئٹه) كتاب الوديعة، الباب الرابع، فيما يكون تضييعاً للوديعة، والمعتبر في ضمان المودع التقصير في الحفظ، شامی زکریا ص٤٦٩ ج٨ كتاب الايداع، اعلاء السنن ص٦٢ ج١٦ كتاب الوديعة، باب لا ضمان على المؤتمن.

مسجد کے حجرہ سے چوری کا ضمان کس پر

سوال:۔ایک مسجد سے ایک کوئنٹل کے قریب وزن کے تانبہ کے برتن ایسی حالت میں چوری ہوگئے کہ نہ تو صدر دروازہ پرکسی قسم کا تالا لگا تھا اور نہ ہی کوئی محافظ مسجد کی حفاظت کے لئے مقرر تھا، البتہ جس گھر میں برتن تھے،اس پرتالا لگا تھا، جسے چوروں نے بآسانی توڑ کر برتن نکال لئے، ایسی صورت میں متولی مسجد برمعقول حفاظت نہ کرنے پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے یانہیں؟ اگر جرم عائد ہوتا ہے تو تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

مساجد کے صدر دروازہ پرعموماً تالانہیں لگایا جاتا، تاکہ جوشخص جب بھی دل چاہے مسجد میں آکر عبادت کرسکے، نیز ہر مسجد میں محافظ بھی مقررنہیں ہوتا ، بلکہ اوقات نماز میں مؤذن آتا ہے، اور مسجد کی صفائی اور صف بچھانے کا کام کرتا ہے، اگر یہی صورت آپکے یہاں بھی ہے، تو حجرہ پرقفل کا ہونا ہی حفاظت کیلئے کافی ہے، متولی پرکوئی ضمان لازم نہیں[1] ہاں اگر وہ جگہ چوروں کی ہے، اور چوروں کے واقعات مسجد وغیرہ میں پیش آتے رہتے ہیں، اورصرف حجرۂ مسجد پرقفل کا ہونا حفاظت کے لئے کافی نہیں سمجھا جاتا، پھرحکم دوسرا ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لووضعها في بيته اوفيما يحرزفيه ماله عادة فضاعت لاضمان عليه (بدائع کراچی ج۶/ص ۲۰۹/ کتاب الوديعة)

[2] واما بيان مايغير حال المعقودعليه من الامانة الى الضمان فانواع منها ترک الحفظ لانه بالعقد التزم حفظ الوديعة على وجه لو ترک حفظها حتى هلکت يضمن بدلها (بدائع کراچی، ج۶/ص ۲۱۱/ کتاب الوديعة)

امانت کے ہلاک کرنے پر ضمان

سوال:۔ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے مسلمان کے پاس اپنی امانت رکھی مثلاً غلہ، سونا، چاندوغیرہ اوراس نے بغیر اجازت کے وہ اپنے کام میں لے لی، اب امین سے وہ شخص اپنی امانت طلب کرتا ہے، مگر امین کہتا ہے کہ خرچ ہوگئی، اپنی امانت کی قیمت لے لو، اس وقت قیمت اس چیز کی چارروپے من ہے، اور جب وہ امانت رکھی تھی، تو دوروپے من کا بھاؤ تھا، تو اب امین سے امانت رکھوانیوالا چارروپے من کے بھاؤ یعنی موجودہ بھاؤ کے حساب سے دام وصول کرتا ہے، یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

دوسری صورت یہ ہے کہ امانت رکھنے والا یوں کہتا ہے کہ موجودہ بھاؤ سے مجھے کچھ غرض نہیں، اپنی امانت کی جنس لیتا ہوں، وہ دے یا جتنی قیمت میں آئے اتنی دے، مجھے موجودہ بھاؤ سے کوئی تعلق نہیں، اوراس صورت میں وہ اپنی امانت کی قیمت اپنی طبیعت کے موافق وصول کرلیتا ہے، یعنی چارروپے کے بھاؤ کے بجائے یا موجودہ بھاؤ کے بجائے وہ دوگنی تین گنی قیمت لیتا ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداًومصلیاً

امین مالِ امانت میں بلاضرورت تصرف کرنے کی وجہ سے بمنزلہ غاصب کے ہوگیا، اورغاصب اگرشئی مغصوب کو ہلاک کردے، تو اسکے ذمہ مغصوب کا بدل واجب ہوتا ہے، مثلی میں مثل اورقیمتی میں قیمت اورصورت مسئولہ میں مال امانت مثلی ہے لہٰذا مثل واجب ہوگا خواہ اس کی قیمت کچھ بھی ہو ”**والضمان لوهلكت ففى كالمثلى الكيلى والوزنى والعددى المتقارب يجب مثله اھ سكب الانهر ،ج ٢/ص ٤٥٦**“[1] **قال**

[1] ملتقیٰ الابحر علی مجمع الانھر ،ج۴/ص ۷۸/ (مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت) كتاب الغصب، عالمگیری كوئٹه ص ۱۱۹ ج۵ كتاب الغصب الباب الاول، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۱۰ ج۸ كتاب الغصب.

والوالجی فی فتاواہ وان کانت الودیعة دراھم اودنانیر اوشیئاً من المکیل والموزون فانفق طائفة منها فی حاجته کان ضامناً لماانفق منها لانه اتلف بالانفاق[1] اھ، ج۵/ص۷۸'' فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۲۴/۱/۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح بعد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۲۴/۱/۶۱ھ

امانت کا روپیہ جل گیا اس کا تاوان

سوال:۔(۱) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کے پاس کچھ روپیہ امانت رکھا ہوا تھا، اس روپیہ میں سے کچھ روپیہ کی مشین بھی خریدی، اور کچھ روپیہ مشین والے کا باقی رہ گیا تھا، اب جس کے پاس روپیہ رکھا تھا، اس کی دوکان میں آگ لگ گئی، تو کیا جس کا روپیہ تھا اس کو دینا لازم ہے یا نہیں؟ اور مشین والے کا جو روپیہ باقی ہے وہ کون دے گا؟

(۲) مثلاً ایک آدمی نے دودھ کی مشین خریدی اور اس نے وعدہ پر روپیہ نہیں دیا، اسلئے وہ مشین والا اپنی مشین اٹھالایا، اور تیسرے آدمی کے پاس رکھدی، کہ بقایا روپیہ لے کر اس کو دیدینا، لہٰذا ایک سو روپیہ کی قسط مشین والے کو دیدی اور دوسری مرتبہ ۱۷۸/روپیہ اس کی طرف سے مشین والے کو ایک تیسرے آدمی نے دیدیا، مگر مشین والے نے روپیہ واپس کردیا، اور کہا کہ قیمت شام کو دیکر لے جانا، مگر اس کی دوکان میں آگ لگ گئی، جس سے اسکا کافی نقصان ہوگیا، وہ کہتا ہے کہ اس نے مجھے روپیہ واپس نہیں کیا، اس صورت میں کیا مسئلہ ہے؟

---

[1] حاشية الشلبی علی الزیلعی ص۷۸ج۵ کتاب الودیعة، مطبوعه امدادیه ملتان، المحیط البرهانی ص۳۰۸ج۸ کتاب الودیعة الفصل السابع فی رد الودیعة مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۸ج۴ کتاب الودیعة الباب الرابع فیما یکون تضییعاً للودیعة.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\04-Amanat Ke Zae Hone par Zima...

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جس کے پاس روپیہ رکھا تھا، اوراس کی دوکان میں آگ لگ گئی، اس کے ذمہ اس روپیہ کا تاوان نہیں ہے[۱]، جس نے مشین خریدی تھی اوراس کا روپیہ باقی تھا، تو وہ روپیہ دینا ضروری ہے، جس نے خریدی ہے، وہ روپیہ دے، پھر جس سے شرکت کا معاملہ تھا، اس کے موافق عمل کیا جائے۔

(۲) اگر وہ روپیہ جل گیا ہے، تو اس کا تاوان لازم نہیں[۲] کیونکہ وہ امانت تھا، اگر اس کو آگ لگنے سے پہلے واپس کردیا تھا، اوروہ انکار کرتا ہے کہ مجھے نہیں دیا تو جس کے پاس روپیہ رکھا تھا، اس کے ذمہ قسم آئے گی[۳] وہ قسم کھا کر کہدے کہ میں واپس کر چکا ہوں، میرے ذمہ نہیں تو اس کی قسم معتبر ہوگی، اورتاوان لازم نہیں آئے گا[۴] اگر قسم نہ کھائی تو روپیہ دیدے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۵/۹۱ھ

---

[۱] الوديعة امانة فى يد الوديع فاذا هلكت بلا تعد منه وبدون صنعه وتقصيره فى الحفظ لا يضمن، شرح المجلة ص ۴۳۱ ج ۱ رقم المادة ۷۷۷، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند، اعلاء السنن ص ۶۲ ج ۱۶ كتاب الوديعة، باب لا ضمان على المؤتمن طبع مكة المكرمة، شامى زكريا ص ۴۶۹ ج ۸، كتاب الايداع.

[۲] والوديعة امانة فاذا تلفت بغير تفريط من المودع فليس عليه ضمان اعلاء السنن، ج ۱۶/ ص ۶۲/ مطبوعه مكة المكرمة، كتاب الوديعة، باب لاضمان علىٰ المؤتمن، نیز ملاحظه هو حواله بالا،

[۳] البينة على المدعى واليمين على المدعىٰ عليه الحديث، ترمذى شريف ص ۱۶۰ ج ۱ ابواب الاحكام باب ما جاء فى ان البينة على المدعى واليمين على المدعىٰ عليه، مطبوعه رشيديه دهلى، مشكوٰة شريف بص ۳۲۷ باب الاقضية والشهادات، كتاب الامارة الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۴] واذا طلب المودع الوديعة فقال المستودع قدر دتها عليك فالقول قوله مع يمينه، المبسوط للسرخسى ج ۶، الجزء الحادى عشر، مطبع دارالفكر، كتاب الوديعة، (حاشیہ ۴ اگلے صفحہ پر)

امانت غسل خانہ میں رکھ کر بھول گیا اس کا ضمان

سوال:۔ امسال حضرت کی دعاؤں کے صدقہ میں حج بیت اللہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، چلتے وقت ایک محسن نے مجھے دو ہزار روپیہ دیئے، اور گھڑی، کمبل، قالین کی فرمائش کی، اور تین افراد کی قربانی کرنے کی فرمائش کی، میں نے کہا کہ اگر آپ کی رقم خیریت سے پہنچ گئی، تو انشاء اللہ تعالیٰ فرمائش کا سامان ہمراہ لے کر آؤں گا، بمبئی پہنچ کر اس میں سے ۲۶۰۰/روپیہ کی رقم جمع کرنے کی نیت سے الگ کر لی، غسل کی حاجت ہوئی، اور میں غسل کی خانہ گیا، کپڑے اتار کر اس رقم کو طاق میں رکھ کر بھول گیا، اس طرح یہ رقم ضائع ہوگئی، جو رقم علیحدہ تھی، میں نے اس رقم سے سفر پورا کیا، از روئے شریعت اب مجھے کیا کرنا چاہئے، یا رقم کا کچھ حصہ واپس کرنا چاہئے یا بالکل واپس نہیں کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امانت کا روپیہ غسل خانہ میں غسل کرتے وقت طاق میں رکھدیا پھر بعدِ غسل اٹھانا یاد نہیں رہا، وہیں چھوڑ کر چلے آئے، اور روپیہ ضائع ہوگیا، تو وہ تمام روپیہ واپس کرنا ہوگا۔

" ولوقال المودع وضعت الوديعة بين يدى فقمت ونسيتها فضاعت ضمن وبه يفتىٰ اھ عالمگیری "۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۳/۹۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) الدر المختار زكريا ص ۴۷۰، ج۸، كتاب الايداع، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۸، ج ۴، كتاب الوديعة، الباب التاسع، فى الاختلاف الواقع فى الوديعة.

(صفحہ ہٰذا) [۱] عالمگیری ج ۴/ص ۳۴۲/ مطبوعہ کوئٹہ، كتاب الوديعة الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة، بزازية على هامش الهندية كوئٹہ ص ۲۰۰، ج۶، كتاب الوديعة، الفصل الثانى فيما يكون اضاعة، شامى زكريا ص ۴۶۸، ج۸، كتاب الايداع،

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

باب اول: شکار کا بیان

کیا شکار کرنا مباح ہے

سوال:- "الصید مباح الا للتلهی"، شامی جلد خامس میں تلہی سے کیا مراد ہے، اگر کوئی شخص گاہے گاہے تفریحاً شکار کھیلتا ہے، اور ترک واجبات نہیں کرتا تو بالکل جائز ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تلہی سے یہ مراد ہے کہ وہ محض لہو ولعب کے لئے شکار کھیلتا ہے، جس سے وقت ضائع ہوتا ہے، حیوانات کو اذیت پہنچتی ہے نہ یہ ان جانوروں کا گوشت کھاتا ہے، نہ ہڈی، سینگ وغیرہ کام میں لاتا ہے، نہ کھیت وغیرہ کی حفاظت کے لئے ان کو مارتا ہے، بلکہ محض تفریح کے لئے ان کو مارتا ہے، ایسا شکار کھیلنا حرام ہے، نیز وہ شکار کھیلنا بھی حرام ہے جس سے فرائض، واجبات ترک ہوتے ہوں[1]، اگر فرائض واجبات ترک نہ ہوں، نیز ان جانوروں کو شکار کر کے کام میں لائے یا ان کے شکار سے حفاظت مقصود ہو تو ممنوع نہیں بلکہ مباح ہے۔

---

[1] کل لهو باطل اذا شغله ای شغل اللاهی به عن طاعة اللّٰه ای کمن التهی بشئی من الاشیاء مطلقا سواء کان ماذونا فی فعله او منهیا عنه کمل اشتغل بصلاة نافلة او بتلاوة او ذکر اوتفکر فی معانی مثلاحتی خرج وقت الصلاة المفروضة عمداً فانه یدخل تحت هٰذا الضابط و اذا کان هذا فی الاشیاء المرغب فیها المطلوب فعلها فکیف حال مادونها فتح الباری ص ۳۶۶/ج ۱۲/ کتاب الاستئذان ،باب کل لهو باطل اذاشغله عن طاعة اللّٰه ،مطبوعه نزار مصطفی البازمکه مکرمه، ارشاد الساری ص ۳۵۰/ج ۱۳/ باب ایضا، مطبوعه دار الفکر بیروت،احکام القرآن للتهانوی ص ۲۰۰، ۲۰۱/ج ۳/سورة لقمان،اختلاف الفقهاء فی بعض الملاهی،مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

"الصید ھو الاصطیاد وسمی به المصید فصارا سماًلکل حیوانٍ متوحش ممتنع عن الاٰدمی ماکولاً کان اوغیر ماکولٍ والا صطیاد مباح فی غیر الحرم لغیر المحرم وکذا المصید ان کان ماکولاً بقولہٖ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا ولقولہٖ وحرم علیکم صید البر مادمتم حرماً ولقوله علیه الصلوٰة والسلام الصید لمن اخذ ولقوله علیه السلام لعدیؓ بن حاتم اذا ارسلت کلبک فاذکر اسم الله علیه فان امسک علیک فادرکته حیاً فاذبحه وان أدرکته قدقتل ولم یاکل منه فکله فان اخذ الکلب ذکاۃ رواہ البخاری ومسلم[1] واحمد ولانه نوع اکتساب وانتفاع بما ھومخلوق لذٰلک فکان مباحاً کالاحتطاب لیتمکن المکلف من اقامة التکلیف اھ زیلعی ص ۵۰ / ج ۶[2] والاصطیاد مباح فیما یحل اکله ومالا یحل فما حل اکله فصیده للاکل ومالا یحل فصیده لغرض اٰخر اماالانتفاع بجلده اوشعره اولدفع اذیته اھ"[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/ صفر ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تفریح کے لئے شکار کھیلنا

سوال:- ایک شخص ایک بندوق کا لائسنس صرف اس مقصد کے لئے بنوانا چاہتا ہے

---

[1] مسلم شریف ص ۱۴۶ / ج ۲ / کتاب الصیدو الذبائح، باب الصیدبالکلاب المعلمة، مطبوعه رشیدیه دهلی، بخاری شریف ص ۸۲۳ / ج ۲ / کتاب الصیدوالذبائح، باب صید المعراض، مطبوعه اشرفی دیوبند، مشکوٰة کتاب الصید والذبائح، مطبوعه دارالکتاب دیوبند.

[2] زیلعی ص ۶/۵۰، مطبوعه امدادیه ملتان پاکستان، اول کتاب الصید،

[3] حاشیة الشبلی علیٰ الزیلعی ص ۵۰ / ج ۶ / مطبوعه امدادیه ملتان، اول کتاب الصید، مجمع الانهر ص ۲۵۵ / ج ۴ / کتاب الصید، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۶۴ / ج ۱۰ / کتاب الصید،

کہ حلال وحرام جانور کا شکار کھیلے اور تفریح طبع حاصل کرے، شکار کی عادت بغرض تفریح مثل اور مشاغل کے ہوتی ہے، جن کی تعریف لہو ولعب سے کیجاتی ہے، اس لئے کارتوس وغیرہ کا صرفہ بعض اوقات عادتاً بڑھتا ہی رہتا ہے، آیا بندوق اس غرض سے حاصل کرنا کہ اس کو مشغلہ تفریح بنایا جائے، اور ہر قسم کے جانوروں کا شکار تفریح طبع اور احباب کی دلچسپی اور ذاتی مشغلہ کے طور پر کیا جائے، از روئے شرع شریف جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شکار کرنا خواہ حلال جانور کا ہو خواہ حرام جانور کا شرعاً مباح اور درست ہے، جبکہ اس سے شکاری کی کوئی مشروع غرض حاصل ہوتی ہو مثلاً حلال جانور کا گوشت حاصل کرنا مقصود ہو یا کسی جانور کے پر یا بال، یا کھال، یا سینگ یا ہڈی وغیرہ کوئی چیز مطلوب ہو یا مثلاً دفع اذیت ہی مقصود ہو، جیسے بعض اوقات بعض آدمی بندر یا بھیڑیئے کا شکار کرتے ہیں اگر محض لہو ولعب اور اضاعت وقت مقصود ہو تو ناجائز ہے: "**وحل اصطیاد مایو کل لحمه ومالایو کل لقوله تعالیٰ "واذا حللتم فاصطادو" مطلقاً من غیر قید بالماکول اذا الصید لایختص بالماکول ولان اصطیاده سبب الانتفاع بجلده اوریشه اؤ شعره أو الاستدفاع بشره وکل مشروع ۱ھ زیلعی**[۱] **ج۶/ ۶۱ /الصید مباح، الاشباه ص**[۲]**۲۵/ والبسط فی فتح الباری**[۳] **ج۹/ص ۵۲۱/.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۶/شعبان ۵۶ھ

---

[۱] زیلعی ص: ۶۱-۶۲، ج: ۶، مطبوعه امدادیه ملتان، الدرالمختار علی الشامی ص: ۴۶۲/ ج: ۱۰/ مطبع زکریادیوبند، اول کتاب الصید، خلاصة الفتاوی ص: ۳۰۰/ ج: ۴/ کتاب الصید، مطبوعه لاهور، مجمع الانهر ص ۲۵۵/۴، کتاب الصید، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بلاضرورت شکار میں وقت ضائع کرنا

سوال:- بلاضرورت شکار کرنا یا وقت ٹلانے کو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض تفریح یا وقت ٹلانے کے لئے کسی جان کا ضائع کرنا یا اس کو اذیت پہنچانا جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شکار میں نماز قضا کرنا

سوال:- اور شکار میں اکثر نماز قضا کرنا اور تنگ وقت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حرام ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) [3] الاشباه ص ۱۵۸/الفن الثانی، كتاب الصيد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، تبيين الحقائق ص ۵۰/ج ۶/كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان، هدايه على فتح القدير ص ۱۱۰/ج ۱۰/كتاب الصيد، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[4] فتح البارى ص ۲۴/ج ۱۱/كتاب الذبائح والصيد، باب التسمية على الصيد، مطبوعه نزار مصطفى البازمكه مكرمه.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] وفى التاتر خانية قال ابويوسف[ج] اذطلب الصيد لهواً ولعباً فلاخير فيه واكرهه الخ شامى زكريا ديوبند ص ۴۷/ج ۱۰/اول كتاب الصيد، الاشباه والنظائر ص ۱۵۸/الفن الثانى، كتاب الصيد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى، خلاصة الفتاوى ص ۳۰۰/ج ۴/كتاب الصيد، مطبوعه لاهور.

[2] التأخير عن الوقت بلاعذر كبيرة الخ الدر المنتقىٰ على مجمع (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

بے نمازی کا شکار اور اس کے ساتھ اختلاط

سوال:- بے نمازی کا شکار کیا ہوا کھانا یا اس کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شریعت کے موافق شکار کیا ہے تو وہ حلال ہے، اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور دوستی و محبت کے تعلقات رکھنا اس نیت سے کہ اس کی اصلاح ہو جائے، اور اس کو نصیحت کرتے رہنا اور نماز کے فضائل نیز اس کے ترک کے عذاب کو بتاتے اور سمجھاتے رہنا بہتر ہے، اگر اس کی اصلاح کی توقع نہ ہو یا اپنے اوپر اس کا برا اثر پڑتا ہو تو تعلق نہ رکھے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

بندوق سے شکار کیا ہوا مرغا

سوال:- ایک شخص نے مرغ کا شکار کیا اور شکار کیا بندوق سے اور بغیر تکبیر کے مرغ پر بندوق چلائی اور مرغ ایک فائر سے مرگیا بندوق سے گولی لگنے کے بعد کچھ دیر کے لئے مرغا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) الانھر ص ۲۱۴/ج ۱/باب قضاء الفوائت، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، النھر الفائق ص ۳۱۶/ج ۱/ باب قضاء الفوائت، مطبوعہ دار الکتب العلمیةبیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۷۹/ج ۲، باب قضاء الفوائت،

[1] واجمع العلماء علیٰ ان من خاف من مکالمة احدو صلته مایفسد علیه دینه اویدخل مضرة فی دنیا ہ یجوز له مجانبته، مرقات ص ۶۱۷/ ج ۴/ مطبع اصح المطابع بمبئی، باب ماینھیٰ من التھاجر الخ، الفصل الاول، شرح الطیبی ص ۲۴۳/ج ۹/ باب ایضا، مطبوعہ زکریادیوبند، المفھم شرح مسلم ص ۹۸/ ج ۷/ کتاب الرقاق، باب یجھر من ظھرت معصیته، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت،

گم ہوگیا تلاش کرنے کے بعد مرغا مرا ہوا ملا اس مرے ہوئے مرغے کو ذبح کیا اور کچھ لوگوں نے کھایا ذبح کے وقت مرغ میں سے قدرے کچھ گرم گرم خون بھی نکلا ہے، بغیر تکبیر کے بندوق چلانا اور مرغ کا مرا ہوا ملنا پھر ذبح کرنا کیا یہ مرغا حرام ہے؟

کیا بندوق تیر کے حکم میں ہے، یا بندوق اور تیر آپس میں شرعی اعتبار سے مغائر ہیں قرآن میں تیر سے شکار کیا ہوا اگر مرا مل جائے تو حلال ہے کیا یہ صحیح ہے اور کیا بندوق کا بھی یہی حکم ہے جب کہ بندوق سے ہڈی ٹوٹ جاتی ہے، جن لوگوں نے یہ مرغا کھایا ہے، حلال کھایا یا حرام اور "حرمت علیکم المیتة" کے حکم میں یہ مرغا ہے یا نہیں اگر یہ حرام ہے تو پھر جن لوگوں نے کھایا اس کا کفارہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بندوق میں جو گولی ہوتی ہے، یا چھرے ہوتے ہیں وہ چاقو یا تیر کی طرح دھار دار نہیں ہوتا وہ تیر کے حکم میں نہیں، اگر بسم اللہ پڑھ کر بندوق چلائی اور اس سے جانور مر جائے ذبح کی نوبت نہ آئے تو وہ جانور حلال نہیں اگر اس کو زندہ پالیا اور شرعی طریقہ پر ذبح کرلیا، تو وہ حلال ہوگا[1] اگر وہ مر چکا تھا پھر ملا تو ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا، اس صورت میں اس کے غائب ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ذبح کرنے سے پہلے اگر اس کی موت وحیات مشکوک ہو اور ذبح کرنے پر اس میں کوئی حرکت نہ ہو جیسے زندہ جانور کو ذبح کرتے وقت حرکت ہوتی ہے اور نہ اس طرح اس میں سے خون نکلے تو وہ حلال نہیں محض خون نکلنا علامت حیات نہیں، مگر خون اگر اس طرح جوش کے ساتھ نکلے جس طرح زندہ سے نکلتا ہے تو وہ علامت حیات ہے "قال فی البزازیه وفی شرح الطحطاوی خروج الدم لایدل علی الحیاة الا

---

[1] وان علمت حیاتها وقت الذبح حلت مطلقامجمع الانهر ص ۱۶۴/ ج ۴/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۶۷/ ج ۳/ کتاب الصید والذبائح، باب فی الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۷۳/ ج ۸/ کتاب الذبائح.

اذا کان یخرج کما یخرج من الحی عند الامام وھو ظاھر الروایة اھ[۱] شامی ص ۱۹۶/ ج ۵/قلت وفی الصید بالبندقة مذکورة فیھاشامی ص ۳۰۴/ ج ۵[۲]، نعمانیہ اس تفصیل پر آپ اپنے مرغے کا مسئلہ منطبق کرلیں اگر دیدہ ودانستہ حرام جانور کا گوشت کھائے تو توبہ لازم ہے، کوئی مالی کفارہ لازم نہیں ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بندوق کا شکار

سوال:- بندوق سے شکار کیا ہوا جانور کتنی دیر میں مردہ قرار دیا جاتا ہے اگر شکاری بسم اللہ کہہ کر گولی چلائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شکاری بسم اللہ پڑھ کر گولی چلائے اور اس سے جانور (چرند پرند) مرجائے تو وہ مردار ہوجائے گا،[۳] اگر اس کے مرنے سے پہلے ذبح کرلیا جائے تو حلال ہوجائیگا[۴] بے حس و

۱؎ شامی کراچی ص ۳۰۸/ ۶/ کتاب الذبائح،بزازیة علی الھندیة کوئٹہ ص ۳۰۵/ ج ۶/ کتاب الذبائح،الفصل الاول فی مسائلہ.

۲؎ قال قاضی خان لایحل صید البندقة والحجر والمعراض والعصا وماشبہ ذلک وان جرح لانہ لایخرق الاان یکون شی من ذلک قد حددہ وطولہ کالسھم وأمکن ان یرمی بہ فان کان کذلک وخرقہ بحدة حل اکلہ(شامی نعمانیہ ص ۳۰۴/ ج ۵/ کتاب الصید، شامی کراچی ص ۴۷۱/ ج ۶/ کتاب الصید، سکب الانھرمع مجمع الانھرص ۲۶۳/ ج ۴/ کتاب الصید،مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت،قاضیخاں علی الھندیة کوئٹہ ص ۳۶۰/ ج ۳/ کتاب الصیدوالذبائح، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۲۹/ ج ۸/ کتاب الصید.

۳؎ اوبندقة ثقیلة ذات حدة لقتلھا بالثقل لابالحد قال الشامی لایحل صید البندقة الخ، شامی زکریا ص ۵۹/ ج ۱۰/ وکراچی ص ۴۷۱/ ج ۶/ نعمانیہ ص ۳۰۴/ ج ۵/ کتاب الصید، سکب الانھرمع مجمع الانھرص ۲۶۳/ ج ۴/ کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، قاضی خان علی الھندیہ کوئٹہ ص ۳۶۰/ ج ۳/ کتاب الصیدوالذبائح، (باقی حواشی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

ساکت جانور کو ذبح کرنے سے اگر خون نکلا جیسا کہ زندہ کو ذبح کرنے سے نکلتا ہے تو وہ حلال ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۸۸ھ

بندوق کی گولی سے شکار

سوال: - اگر کوئی شخص شکار کھیلنے گیا اور تکبیر کہہ کر شکار پر بندوق چلائی اور اس کی گولی سے شکار مر گیا شکاری کے شکار تک پہنچنے کے قبل، تو اس کا کیا حکم ہے، شکار کا گوشت کھایا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا کھانا درست نہیں "**او بندقة ثقيلة ذات حدة لقتلها بالثقل لا بالحد اھ قال الشامي ولا يخفى ان الجرح بالرصاص انما هو بالاحراق والثقل وبواسطة اندفاعه العنيف اذ ليس لهٗ حد فلا يحل وبه افتیٰ ابن نجيم اھ درمختار ص ۴۱۷/ ج۵**/[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۲۹/ ج۸/ کتاب الصید۔

[۲] واما الحنفية فالجمهور في ديارنا على عدم حل المصيد بالرصاص مالم يدرك حيا فيذبح بطريق مشروع، تكملة فتح الملهم ص ۴۹۱/ ج۳/ كتاب الصيد والذبائح، حكم الصيد ببندقة الرصاص، مطبوعه دارالعلوم کراچی، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۲۶/ ج۸/ کتاب الصید۔

[۱] خروج الدم لا يدل على الحيوة الا اذا كان يخرج كما يخرج من الحي عند الامام وهو ظاهر الرواية، شامی زکریا ص ۴۴۷/۹، کراچی ص ۳۰۸/۶، نعمانیہ ص ۱۹۶/۵، کتاب الذبائح، بزازیہ علی الهندیہ کوئٹہ ص ۳۰۵/۶/ کتاب الذبائح، الفصل الاول فی مسائلہ،

[۲] شامی نعمانیہ ص ۳۰۴/۵، کراچی ص ۴۷۱/۶/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

زندہ چیز کو کانٹے میں پھنسا کر شکار کرنا

سوال:- زندہ چیز کو کانٹے وغیرہ میں پھنسا کر شکار کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زندہ چیز کانٹے میں پھنسا کر شکار کرنا ناجائز ہے، اس لئے کہ اس میں ایلام وتعذیب حیوان ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲/۸۸ھ

کیچوے کے ذریعہ شکار

سوال:- مچھلی کا شکار مرے ہوئے کیچوے کے ذریعہ کیسا ہے؟ اور زندہ مینڈک سے شکار کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زندہ جانور کو کانٹے میں لگا کر شکار کرنا ممنوع ہے[2]، اس کو مار کر لگانا اور پھر شکار کھیلنا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) زکریا ص ۱۰/۵۹، کتاب الصید، سکب الانھر مع مجمع الانھر ص ۴/۲۶۳، کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، قاضی خان علی الھندیہ کوئٹہ ص ۳/۳۶۰، کتاب الصید والذبائح، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸/۲۲۹، کتاب الصید،

[1] وکرہ الصید بالخراطین وکذا بکل شئی فیہ الروح لما فیہ من تعذیب الحیوان الخ، اعلاء السنن ص ۱۷/۲۰۱، مطبوعہ کراچی، کتاب الذبائح فی فوائد شتیٰ، تکملۃ فتح الملھم ص ۳/۵۴۰، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان الذبح، مطبوعہ دارالعلوم کراچی، فتح الباری ص ۷۶/ ج ۱۱/ کتاب الذبائح والصید، باب مایکرہ من المثلۃ والمصبورۃ، مطبوعہ نزار مصطفی البازمکہ مکرمہ، شامی کراچی ص ۶/۲۹۶، کتاب الذبائح، مطبوعہ زکریا ص ۹/۴۲۷، زیلعی ص ۲۹۲، ج۵، کتاب الذبائح، مطبوعہ امدادیہ ملتان، مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۴/۳۲۶، کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی، (حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیچوے کے ذریعہ مچھلی کا شکار

سوال:- کیچوا کانٹے میں لگا کر مچھلی کا شکار کرنا شرعاً کیسا ہے، اور ایسی شکار کی ہوئی مچھلی بھی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مچھلی درست ہے، کیچوا اگر مار کر کانٹے میں لگا کر شکار کیا جائے تو یہ فعل بھی درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مچھلی پکڑنے کے بعد، یا لاٹھی سے مرگئی اس کا کھانا

سوال:- (۱) مچھلی پانی سے زندہ پکڑی اور پکڑنے کے بعد پانی سے باہر مرگئی تو

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] وکرہ کل تعذیب بلا فائدة، درمختارمع الشامی زکریا ص۴۲۷/ ج۹، کتاب الذبائح، تبیین الحقائق ص۲۹۲/ ج۵/ کتاب الذبائح،م طبوعہ امدادیہ ملتان، مرقاة شرح مشکوة ص۳۲۶/ ج۴/ کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] وکرہ الصید بالخراطین حیةً وکذابکل شی فیه الروح لمافیه من تعذیب الحیوان فان اصطادہ فالصید مباح اعلاء السنن ص۱۲۰/۱۷، مطبوعہ کراچی، کتاب الذبائح فی فوائد شتیٰ، تکملة فتح الملهم ص۵۴۰/ ج۳/ کتاب الصیدوالذبائح، باب الامرباحسان الذبح، مطبوعہ دارالعلوم کراچی، فتح الباری ص۷۶/ ج۱۱/ کتاب الذبائح والصید، باب مایکرہ من المثلة والمصبورة،مطبوعہ نزارمصطفی البازمکه مکرمه.

اس کا کھانا کیسا ہے؟

(۲) مچھلی کا شکار پانی میں لاٹھی سے کیا، لاٹھی لگ کر مچھلی مرگئی، پھر مچھلی پکڑی تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) پانی سے زندہ مچھلی پکڑنے کے بعد اگر مرجائے تو وہ مردہ نہیں ہوگی، اس کا کھانا شرعاً درست ہے[۱]۔

(۲) زندہ مچھلی کے پانی میں لاٹھی مارنے سے اگر وہ مرجائے تو وہ مردار نہیں ہوگی اس کا کھانا درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۸/۱۳ھ

کانٹے میں مچھلی پکڑنا درست ہے

سوال:- بعض جگہ اپنے ذاتی تالاب میں سے شوق سے مچھلی پکڑتا ہے اور جب بڑی مچھلی کانٹے میں لگ جاتی ہے تو اس کو فوراً پانی سے اوپر اُٹھانا مشکل ہے، اس لئے جب وہ مچھلی بھاگتی ہے، تو وہ ڈور کو ڈھیل دینا پڑتا ہے، بعدہ اس کو آہستہ آہستہ کھینچنا پڑتا ہے، اس

---

[۱] الاصل فی اباحة السمک أن ماما ت بآفة یؤکل الخ شامی ص ۴۴۵/ج۹، مطبوعه زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۷۲/ج۸/کتاب الذبائح، فصل فیمایحل اکله وما لایحل، هدایه علی فتح القدیر ص۵۰۳/ج۹/کتاب الذبائح، فصل فیما یحل اکله، مطبوعه دار الفکر بیروت، حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص۲۹۷/ج۵/کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان،

[۲] وکذا لک کل ماما ت بسبب یحل بأن ضربه بخشب اونحوه الخ، عالمگیری ص ۴۲۹/ج۵، مطبوعه کوئٹه، کتاب الصید، الباب السادس فی صید السمک، مجمع الانهر ص ۱۶۴/ج۴/ کتاب الذبائح، فصل مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۳۵۷/ ج۳/ کتاب الصیدو الذبائح،

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

طرح کافی دیر تک ہوتا رہتا ہے، جب وہ مچھلی تھک جاتی ہے تو اس کو پانی سے اُٹھانا پڑتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں، وہ لوگ علت بیان کرتے ہیں کہ اس کو تکلیف ہوتی ہے، اس لئے تحریر فرمائیں، کہ کیا اس طرح مچھلی پکڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ بڑی مچھلی کانٹے میں پھنستی ہے تو فوراً اسکو ڈور سے کھینچنا دشوار ہے، اس لئے ڈھیل دیتے ہیں، جب وہ تھک جاتی ہے تو اس کو کھینچ لیتے ہیں، شرعاً اس میں مضائقہ نہیں، یہ ایسا ہے جیسا کہ خشکی کے جانور کو بھگاتے ہیں، جب وہ بھاگتے بھاگتے تھک جاتا ہے اور گر جاتا ہے، تو اس کو پکڑ لیتے ہیں، ہاں بلا وجہ تکلیف دینا غلط ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۶/۹۸ھ

مچھلی طافی ممنوع ہے

سوال:۔ اختری بہشتی زیور میں جو یہ مسئلہ مذکور ہے، جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر اُلٹی تیرنے لگے اس کا کھانا درست نہیں، اس کے حاشیہ پر ”ولا یحل حیوان مائی الا السمک غیر الطافی (درمختار[2] ج۵/ص۲۹۲/)

(۲) طافی کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ طافی کا اطلاق کب ہوگا کیا وہ مچھلی جس کو کسی انسان نے پکڑ کر کسی مصلحت کی بنیاد پر دو چار دن پانی میں رکھ دیا، اور انہیں ایام میں وہ مچھلی مر گئی اُلٹی تیری نہیں تو کیا حکم ہے؟

---

[1] کرہ کل تعذیب بلا فائدۃ (درمختار مع الشامی کراچی ج۲/ ص۲۹۶/ کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۸/ ج۵/ کتاب الذبائح، الباب الاول، ھدایہ علی فتح القدیر ص۴۹۷/ ج۹/ کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[2] الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۴۴/ ج۹/ کتاب الذبائح.

(۳) ہماری طرف رواج ہے کہ پانی کو روک کر چک کی شکل میں بن کر جس کو ہماری اصطلاح میں چھنسیٹا کہتے ہیں، پانی اس میں تو نکل جاتا ہے، اور مچھلیاں مجتمع ہوجاتی ہیں، جس میں سے مر بھی جاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۴) اسی طرح مچھیارے مچھلیوں کو پکڑ کر کسی کوئر میں رکھ دیتے ہیں، اور اس میں پانی ڈالدیتے ہیں، تاکہ کچھ عرصے تک زندہ رہے کچھ مچھلیاں مر کر اُلٹی پڑنے لگتی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

(۵) نیز اس طرح اگر دوائی کی مدد سے مچھلیاں ماری گئیں اور مر کر پانی پر اُلٹی پڑنے لگی تو اس کا کیا حکم ہے؟ بہرحال طافی غیر طافی کا حکم کیسے پانی میں لگایا جائیگا، اور کیا مقدار ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو مچھلی خود بخود موت سے مر کر پانی کی سطح پر آجائے وہ طافی ہے، جس کا کھانا ممنوع ہے، اگر مچھلی پانی کی قلت یا گرمی یا سردی یا دوایا اور کسی آفت سے مر جائے اس کا کھانا ممنوع نہیں، "ولایحل حیوان مائی الاالسمک غیر الطافی علی وجه الماء الذی مات حتف انفه وهو مابطنه من فوق فلوظهره من فوق فلیس بطاف فیؤکل کمایؤکل مافی بطن ومامات بحرالماء اوبرده اوبربطه فیه اوالقاء شئی فموته بآفة،درمختار ج۵/ ص ۱۹۵/[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/ ۷/ ۹۴ھ

---

[۱] درمختار علی الشامی زکریا ج۹/ ص ۴۴۴/ کتاب الذبائح،مجمع الانهر ص ۱۶۲، ۱۶۳/ ج۴/ کتاب الذبائح، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷۲/ ج۸/ کتاب الذبائح،فصل فیمایحل وفیمالایحل.

لب دریا حظیرہ بنایا اس میں مچھلیاں آ گئیں ان کا دوسرے کو پکڑنا (عالم کو چور کہنا یا گالی دینا)

سوال:-تقریباً عرصہ ۲۵؍سال سے زید نے کچھ سرکار سے بندوبستی شدہ زمین جو لب دریا پر واقع ہے دریا کے پانی کے طغیان سے حفاظت کی غرض سے سرکار نے اس زمین کے دریائی کنارہ پر ایک اونچی آڑ بنادی ہے، زید نے سرکار سے اجازت لیکر اس آڑ میں ایک نالی اپنی زمین کی محاذات میں بنائی ہے تاکہ حسب ضرورت اندرونی پانی نکل جائے، یعنی زید عمر و بکر کی مشرقی زمین کا پانی نکل جائے، پانی زیادہ جمع ہونے سے زراعت کو ضرر رسانی نہ ہو اور اس نالی کے منہ پر ایک حظیرہ بنایا ہے، اور اس میں درخت کی شاخیں وغیرہ ڈالی ہیں، تاکہ مچھلیاں جمع ہوں، چنانچہ عرصہ سے زید اس حظیرہ سے مچھلیاں پکڑتا ہے، کبھی اس نالی کی بند کھل کر دریا کا پانی داخل ہونے سے قرب وجوار کی زراعت کا کچھ نقصان ہوتا ہے، مگر شاذ ونادر اب عمر و جو زید کے جار میں سے ہے کہتا ہے کہ اس نالی کو بند کردو ورنہ مجھے بھی مچھلیوں میں شریک کرو، یا اپنی زمین کی آڑ اونچی کردو ورنہ تمہارے لئے یہ مچھلیاں کھانا حرام ہوگا، اب یہ چند امور قابل استفسار ہیں:-

(الف) کیا زید کو وہ پانی بند کرنا پڑے گا؟

(ب) کیا اس حظیرہ سے زید کو مچھلیاں کھانا حرام ہوگا؟

(ج) کیا عمرو کو حقیقۃً اس حظیرہ سے مچھلیاں پکڑنا جائز ہوگا؟

(د) کیا زید کو اپنی آڑ اونچا کرنا پڑے گا؟

(ہ) اگر زید کی بے خبری میں وہ نالی دریا کے تموج سے خود بخود کھل کر نمناک پانی داخل ہو کے قرب وجوار کو کچھ نقصان پہنچے کیا زید پر اس کا ضمان آوے گا یا نہیں۔ بینوا توجروا

(۲) نیز دریافت طلب یہ ہے کہ ایک رات عمرو مذکورہ کا بھائی اور ایک دوسرا آدمی ساتھ لیکر زید کے حظیرہ سے مچھلیاں پکڑنے کے لئے جا کر وہاں سے کتنی مچھلیاں پکڑ کر لائے اور وہ عمرو مولوی صاحب تھے ان کے بھائی نے مولوی صاحب کے پاس دیدیا تا کہ مولوی صاحب مچھلیوں کی حفاظت کریں، اور مولوی صاحب کو یہ معلوم ہے کہ یہ مچھلیاں زید کے حظیرہ کی مچھلیاں ہیں، زید نے مولوی موصوف کے بھائی کو مچھلیاں لیجانے کے وقت دیکھا لیکن خوف لڑائی سے زید نے کچھ بات چیت نہیں کی، پھر صبح زید نے دوسرا آدمی یعنی قریب والے لوگوں کو کہا کہ مولوی صاحب کے بھائی میرے حظیرہ سے مچھلیاں پکڑ کر لے گئے، لیکن اس واقعہ کی تصدیق میں دو تین آدمی کو بلا کر اس حظیرہ میں گئے انہوں نے علامت اور قرینہ سے معلوم کرلیا کہ واقعی مچھلیاں پکڑی گئی ہیں، پھر لوگ کہنے لگے کہ حقیقۃً جا کر دیکھو کہ عمرو کے گھر میں مسروقہ مچھلیاں ہیں یا نہیں، زید نے دیکھا عمرو کے مکان کے باہر ساری مچھلیاں بکھری ہوئی ہیں، مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ زید نے جواب دیا کہ گذشتہ رات تمہارے بھائی میرے حظیرہ سے مچھلیاں پکڑ کر لائے ہیں، مولوی صاحب نے جواب دیا کہ میں بھی مچھلیاں پکڑنے میں شریک تھا، زید نے جواب دیا اتنا بڑا عالم ہو کر مچھلیاں چوری کی اگر یونہی مانگ لیتے تو دیدیا جاتا کیونکہ تم کو پہلے بھی دیا ہے، زید کہنے لگا کیا یہ مچھلیاں تمہارے لئے کھانا جائز ہے، مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ مچھلیاں کھانا جائز ہے اس لئے کہ جو شئی کسب کے ذریعہ سے ہو اس کا کھانا جائز ہوتا ہے، وہ بھی اسی شی میں سے ہے یعنی میرے ہاتھ کی پکڑی ہوئی ہے، زید نے کہا کہ یہ مچھلیاں میرے حظیرہ کی ہیں، اب یہ چوری ہوئی، مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تو نے مجھ کو چور کیوں کہا تو نے میری اہانت کی اور عالم کی اہانت موجب کفر ہے، نیز مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تیری بیوی کو طلاق ہوگئی، نیز داہ بھی لازم آیا مولوی صاحب نے اس طرح فتویٰ جاری کیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ واقعی بیوی کو طلاق پڑ گئی اور وہ بھی کافر ہوگیا، اور وہ داہ آوے گا یا نہیں، نیز مولوی صاحب کو حقیقۃً مچھلیاں

پکڑنا جائز ہوایانہیں، اگر وہ واقعی کافرنہیں ہوااور بیوی کوطلاق نہیں ہوئی،توشرعاً ایسے مفتی پرکیا حکم عائد ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

(الف) محض اس وجہ سے اس نالی کاپانی بندکرنازیدکے ذمہ ضروری نہیں۔

(ب) نہیں بلکہ مباح ہوگا"لانه مباح الاصل[۱]".

(ج) ناجائز ہوگا "ولایجوز بیع سمک لم یصد اوصید والقی فی حظیرۃ لایؤخذ منها بلاحیلة اودخل الیها بنفسه ولم یسد مدخله فانه لایجوز وفی الزاهدی اذااجتمعت بنفسها فبیعها باطل کیف ماکان لعدم الملکاھ مجمع الانهر ص ۵۵/ج ۲/[۲]. واذا دخل السمک الحظیرۃ باحتیالهٔ ملکه وکان لهٔ بیعه علی التفصیل وقیل لامطلقا لعدم الاحراز والخلاف فیما اذالم یهیئها له فان هیئهاله ملکه اجماعافان اجتمع بغیر صنعه لم یملکه سواء اخذه من غیر حیلة اولا اھ بحر[۳]ص ۷۲/ج ۶/"

---

[۱] احل لکم صیدالبحروطعامه متاعالکم وللسیارۃ سورۂ مائده آیت ص ۹۶/فان کانت لهحظیرۃ فدخلهاالسمک فاما ان یکون اعدها لذالک اولافان کان اعدها لذالک فمادخلها ملکه ولیس لاحدان یاخذه،فتح القدیر ص ۴۰۹/ج ۶/باب البیع الفاسد،مطبوعه دارالفکر بیروت،شامی زکریاص ۲۴۹/ج۷/باب البیع الفاسد،قبیل مطلب فی حکم ایجارالبرک، عالمگیری کوئٹه ص ۱۱۳/ ج۳/ کتاب البیوع، الفصل الرابع،فی بیع الحیوانات،

[۲] مجمع الانهر ص ۸۰/ ج۳/ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، النهر الفائق ص ۴۱۹/ج۳/ باب البیع الفاسد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، الدر المختارمع الشامی زکریا ص ۲۴۸/ ج۷/ باب البیع الفاسد،قبیل مطلب فی حکم ایجار البرک للاصطیاد،

[۳] البحرالرائق ص ۷۲/ج ۶، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، تبیین الحقائق ص ۴۵/ج ۴/باب البیع الفاسد،مطبوعه امدادیه ملتان،عنایة علی فتح القدیر ص ۴۰۹، ۴۱۰/ج ۶/باب البیع الفاسد،مطبوعه دارالفکربیروت.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

(د) محض مچھلیوں کی اجازت نہ دینے پر تو آڑ کا اونچا کرنے کا مطالبہ ناحق ہے، اگر اس سے زراعت کو نقصان پہنچتا ہے، تو پھر مطالبہ درست ہے، اور چونکہ آڑ سرکار نے بنائی ہے، اس لئے اونچا کرنے کا مطالبہ سرکار ہی سے کیا جائے [1]۔

(ہ) چونکہ یہ نالی زید نے سرکار کی اجازت سے کھولی ہے، اس لئے اگر قریب والوں کو نقصان کا قوی اندیشہ ہو تو باقاعدہ سرکار سے درخواست دیکر بند کرادیں اگر باوجود درخواست دینے اور بندش کا حکم سرکار کی طرف سے صادر ہونے کے زید نے نالی کو بند نہ کیا تو پھر نقصان کا زید ضامن ہوگا [2]۔

(۲) جواب سوال نمبرا: (ج) کی نقل کردہ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر مچھلیوں کے لئے کسی شخص نے حظیرہ بنالیا اور اس میں مچھلیاں داخل ہوگئیں تو وہ حظیرہ والے کی ملک ہیں، اور صورت مسئولہ میں زید نے مچھلیوں کے لئے حظیرہ بنایا ہے، پس اس کی مچھلیاں زید کی ملک ہیں، عمرو وغیرہ کو ان کا پکڑنا اور کھانا بغیر زید کی اجازت کے ناجائز ہے، عمر کا استدلال صورتِ مذکورہ پر منطبق نہیں، بلکہ اگر کوئی شخص غیر مملوک مباح الاصل مچھلی وغیرہ کو پکڑے اس وقت اس کو یہ استدلال درست ہوگا، اور صورت مسئولہ میں چونکہ وہ مچھلیاں زید کی مملوک ہوچکی ہیں اس لئے یہ استدلال درست نہیں، واقعہ مذکورہ کی بنا پر زید کو کافر اور اس کی بیوی کو

---

[1] مستفاد: اذاارادان یبنی کنیفا اوظلة علی طریق العامة فانی امنعه عن ذٰلک وان بنی ثم اختصموا نظرت فی ذٰلک فان کان فیه ضرر امرته ان یقلع الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۱/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب التاسع والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة، المحیط البرهانی ص ۱۲۱/ ج۸/ کتاب الکراهیة، الفصل الحادی والعشرون فی الانتفاع بالاشیاء المشترکة، مطبوعه ڈابھیل.

[2] رجل سقی ارضه فتعدی الماء الی ارض جاره ان اجری الماء اجراء لایستقرفی ارضه بل یستقرفی ارض جاره یضمن وان کان یستقرفی ارضة ثم یتعدی الی ارض جاره بعدذٰلک ان کان جاره قدتقدم الیه بالاحکام والسدّفلم یسدیضمن استحسانا، عالمگیری کوئٹه ص ۳۹۸/ ج۵/ کتاب الشرب، الباب الثالث فیمایحدثه الانسان.

مطلقہ کہنا اور زید کو مستحق داہ قرار دینا ہرگز درست نہیں، کفر بہت بڑی چیز ہے، کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے سخت ترین احتیاط کی ضرورت ہے، ان مولوی صاحب کے ذمہ اپنے فتوے سے رجوع کرنا واجب ہے اور ایسے شخص کو بغیر تحقیق کے فتویٰ دینا قطعاً ناجائز ہے، اہانت عالم کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دینا قطعاً ناجائز ہے، جبکہ وہ اہانت کسی اور سبب سے نہ ہو، بلکہ علم دین کی وجہ سے ہو، یعنی کسی نے علم دین کی اہانت کی ہو تو چونکہ علم صفت خداوندی ہے اس لئے اس کی اہانت کیوجہ سے اہانت کرنے والے کی تکفیر کی جاتی ہے، اور یہاں تو ظاہر ہے کہ جو کچھ مولوی صاحب کو کہا ہے ان کے اس فعل کی بناء پر کہا ہے علم کی اہانت کے لئے نہیں کہا۔

”ویخاف علیه الکفر اذاشتم عالماً اوفقیها من غیر سبباھ بحر ص ۱۲۳ / ج۵ [۱] الاستخفاف بالعلماء لکونهم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة اللّٰه تعالیٰ منحه فضلا علی خیار عباده لیدلوا خلقه علی شریعتهٖ نیابة عن رسله فاستخفافه بهذا یعلم انه الیٰ من یعود قال للفقیه دانشمندک اولعلوی علویک یکفران قصدبه الاستخفاف بالدین وان لم یرد به الاستخفاف بالدین لایکفر وشتم العالم اوالعلوی لامر غیرصالح فی ذاته وعداوته بخلافه الشرع لایکون کفرا اھ فتاویٰ بزازیه ،ص ۳۳۶/ ج۶ [۲] وفی فتاویٰ الصغری الکفر شئی عظیم فلا اجعل المومن کافراً متی وجدت روایة انه لایکفراھ اذاکان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن

[۱] البحرالرائق ص ۱۲۳ / ج۵، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، مجمع الانهرص ۵۰۹ / ج۲ /باب المرتد،ثم ان الفاظ الکفرانواع،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۷۰ / ج۲ /الباب التاسع فی احکام المرتدین،منهامایتعلق بالعلم والعلماء.

[۲] بزازیه علی الهندیة ص ۶/۳۳۶، مطبوعه کوئٹه، کتاب السیر الثانی فیما یکون کفراً من المسلم ومالایکون الخ،مجمع الانهرص ۵۰۹ / ج۲ /باب المرتد،ثم ان الفاظ الکفرانواع، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،المحیط البرهانی ص ۴۲۰ /ج۷/الفصل الثانی والاربعون فی مسائل المرتدین،نوع آخرفی العلم والعلماء، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

بالمسلم اھ بحر ص ۱۲۴ / ج ۵ / ۔[1]

(۳) بغیر دلیل شرعی کے کسی کو چور کہنا اور بائیکاٹ وغیرہ کی سزا دینا ناجائز ہے، اگر مولوی صاحب کو شبہ ہے تو ان کو چاہئے کہ باقاعدہ حاکم کی عدالت میں دعویٰ کر کے اپنے دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں اور زید کو حکومت سے سزا دلوائیں بغیر ثبوت کے خود بائیکاٹ وغیرہ کا حکم کر دینا ناجائز ہے اور ظلم ہے "من قذف مسلما بیافاسق وھو لیس بفاسق اویاسارق وھو لیس بسارق عزر اھ ھندیہ، مختصر، ص ۱۶۸ / ج ۲ /"۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۲/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مملوک حوض سے مچھلی پکڑنا

سوال:- بہت سے لوگ اس علاقہ میں اپنی زمین میں حوض کھدواتے ہیں، اور اس میں چھوٹی بڑی ہر قسم کی مچھلی پالتے ہیں، بوقت ضرورت نکال کر فروخت کرتے اور کھاتے ہیں، زید ایک رات چپ چاپ گیا اور بغیر اجازت مچھلی لے آیا، لوگوں نے اعتراض کیا، کہ مچھلی لانا جائز نہیں بغیر مالک کی اجازت کے وہ کہتا ہے کہ جو مچھلی پکڑے اس کی ملک ہے، میرا پکڑنا

---

[1] البحر الرائق ج ۵ / ص ۱۲۴، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، شامی زکریا ص ۳۵۸ / ج ۶ / باب المرتد، مطلب مایشک انہ ردۃ لایحکم بھا، المحیط البرھانی ص ۳۹۷ / ج ۷ / الفصل الثانی والاربعون فی مسائل المرتدین، النوع الاول فی اجراء کلمۃ الکفر، مطبوعہ المجلس العلمی ڈابھیل.

[2] ھندیہ ج ۲ / ص ۱۶۸، مطبوعہ کوئٹہ، کتاب الحدود، فصل فی التعزیز، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۱۷، ۱۱۸ / ۶ / کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطلب فی الجرح المجرد، مجمع الانھر ص ۳۷۲ / ج ۲ / کتاب الحدود، فی التعزیر، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت،

اور لانا جائز ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی زمین میں حوض کھدوا کر اس میں مچھلی لا کر ڈالنے اور پالنے سے وہ مچھلی مالک کی ہو جاتی ہے، بغیر مالک کی اجازت کے اس کے پکڑنے کا کسی کو حق نہیں[1]، البتہ خود پیدا شدہ مچھلی جیسے عام طور پر دریا اور تالاب میں ہوتی ہے، اس کے پکڑنے کا ہر ایک کو حق ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۹/۵/۸۸ھ

عضوِ شکار ذبح سے پہلے جدا ہو گیا

سوال:- ایک نیل گائے پر شکاری نے بندوق سے فائر کیا ایک ران شکار سے جدا ہو گئی، شکار آگے نکل گیا، زید نے دوڑ کر شکار کو پکڑا اور اسے شرع کے مطابق ذبح کیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو ران کٹ کر پہلے ہی گر گئی تھی، اس کا کیا حکم ہے، اسے کھایا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ ران مردار ہے اس کا کھانا جائز نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

[1] اذادخل السمک فی حظیرة فاما أن یعدها لذالک اولا ففی الاول یملک ولیس لاحد أخذه شامی ص ۲۴۹/ ج۷/ مطبع زکریا دیوبند، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، قبیل مطلب فی حکم ایجار البرک صحیح للاصطیاد، تبیین الحقائق ص ۴۵/ ج۴/ کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطبوعه امدادیه، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۸۰/ ج۳/ کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، (حاشیہ نمبر۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کتے کے ذریعہ شکار

سوال:- شکاری کتے کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر چھوڑا، جب تک کتے نے شکار مالک کو لا کر دیا، شکار مر چکا تھا، اب اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شکار پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر تعلیم یافتہ کتے کو چھوڑا اور کتے نے شکار کو پکڑ لیا، شکاری ابھی وہاں تک نہیں پہنچ سکا تھا کہ شکار مر گیا تو وہ شکار حلال ہے، بشرطیکہ کتے نے اس کو زخمی کر دیا ہو جس سے کچھ خون بھی نکلا ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳۰/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۴/ ۸۸ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] وعن ابی واقد الليثی عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال ما يقطع من البهيمة وهو حية فهی ميتة لاتؤكل ،مشكوة شريف ص ۳۵۹/ كتاب الصيد والذبائح، الفصل الثانی، مطبوعه دارالكتاب، ترمذی شريف ص ۲۷۳/ ج ۱/ابوب الصيد، باب ماجاء ماقطع من الحی فهوميت،مطبوعه اشرفی ديوبند، مسنداحمد ص ۲۱۸/ ج۵/ مسند ابی واقد الليثی،مطبوعه دارالفكربيروت، العضو المنفصل من الحی كميتة الخ،درمختار علی الشامی ص ۴۵۰/۹، مطبوعه زكرياديوبند، كتاب الذبائح، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۹/ج۸/ كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۹/ ج ۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان،

[۱] عن عدی بن حاتم قال:قلت يارسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم انانرسل الكلاب المعلمة قال كل ما امسكن عليك قلت وان قتلن؟ قال وان قتلن مشكوة شريف ص۳۵۷/كتاب الصيد والذبائح، الفصل اول،بخاری شريف ص ۸۲۳/ج ۲/كتاب الذبائح والصيد، باب مااصاب المعراض بعرضه، مطبوعه اشرفی، مسلم شريف ص ۱۴۵/ج ۲/ كتاب الصيد والذبائح، باب ومايؤكل من الحيوان، مطبوعه اشرفی ديوبند، ويحل الصيد بكل ذی ناب ومخلب من كلب وباز ونحوهما بشرط قابلية التعليم وبشرط علمهما وبشرط جرحهما فی ای موضع منه وبشرط ارسال مسلم اوكتابی وبشرط التسمية عند الارسال الخ، الدرالمختار علی الشامی مختصراًص ۴۸/ج ۱۰، مطبوعه زكريا، كراچی ص ۴۶۳/ ج ۶/ كتاب الصيد، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۰/ج۸، كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۰/ ج ۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان،

صید کلب

سوال:- کتا شکار کو پکڑ لیتا ہے، اور پھر شکاری ذبح کر لیتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[1] ہکذا فی کتب الفقہ ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱۲/۵۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱۲/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/محرم الحرام ۵۳ھ

کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ہرن پر چھوڑا، اس نے اول خنزیر کو پکڑا، پھر ہرن کو

سوال:- شکاری نے کتا شکار کے پیچھے چھوڑا اچانک اس نے ایک خنزیر کو پکڑ لیا، اور اس کے خون میں دانت آلودہ کرنے کے بعد ہرن کو پکڑ لیا اور وہ ہرن مر گیا، اب اس کا کھانا

---

[1] عن عدی بن حاتم قال: قلت یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا نرسل الکلاب المعلمة قال کل ماامسکن علیک قلت وان قتلن؟ قال وان قتلن مشکوۃ شریف ص۳۵۷/کتاب الصید والذبائح، الفصل اول، بخاری شریف ص۸۲۳/ج۲/کتاب الذبائح والصید، باب ماأصاب المعراض بعرضه، مطبوعه اشرفی، مسلم شریف ص۱۴۵/ج۲/ کتاب الصید والذبائح، باب ومایؤکل من الحیوان، مطبوعه اشرفی دیوبند، ویحل الصید بکل ذی ناب ومخلب من کلب وباز ونحوهما بشرط قابلیة التعلیم وبشرط علمهما وبشرط جرحهما فی ای موضع منه وبشرط ارسال مسلم او کتابی وبشرط التسمیة عند الارسال الخ الدرالمختار علی الشامی مختصراً ص۴۸/ ج۱۰/ مطبوعه زکریا، کراچی ص۴۶۳/ج۶/کتاب الصید، البحرالرائق کوئٹه ص۲۲۰/ج۸/کتاب الصید، تبیین الحقائق ص۵۰/ج۶/کتاب الصید، مطبوعه امدادیه ملتان.

جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو جس نے کھایا ہے، اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے، اور اگر اس کتے نے ہرن کو نہیں مارا بلکہ وہ ذبح کیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کتے نے ہرن کو گلا گھونٹ کر مارا ہے، زخمی نہیں کیا ہے یا وہ کلب معلم نہیں یا اس کتے کو بغیر بسم اللہ پڑھے چھوڑا ہے تو وہ ہرن حرام ہو گیا، اس کا کھانا حرام ہے، جس نے کھایا وہ گنہگار ہے توبہ لازم ہے، اور اگر وہ کلب معلم ہے اور اس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا ہے اور اس نے ہرن کو زخمی کر دیا، نیز درمیان میں محض خنزیر کو بطور شکار پکڑنے کے لئے ٹھہرا اور پھر فوراً ہرن پر دوڑ گیا تاخیر نہیں کی اور نہ کسی اور طرف متوجہ ہوا تو ہرن کا کھانا درست ہے، اگر کتے نے نہیں مارا بلکہ ذبح کر دیا گیا تو بہر حال درست ہے[1]۔

البتہ جس جگہ کتے کے دانت لگے ہوں اس جگہ کو پاک کر لیا جائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] فان ادركه الرامی اوالمرسل حياً ذكاه وجوباً فلو تركه حرم. درمختار علىٰ الشامی ص ۵۵/ ج۱۰، مطبع زكريا ديوبند، كتاب الصيد، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۲۳/ ج۸/ كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص۵۷/ ج۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان، ويحل الصيد بكل ذی ناب ومخلب من كلب وباز بشرط علمهما وجرحهما وارسال مسلم اوكتابی وبشرط التسمية عند الارسال وبشرط أن لاتطول وقفته بعد ارسال وان ادرک الصيد حياً ذكاه الخ، الدرمختار على الشامی مختصراً ص۴۸/ ج۱۰، مطبوعه زكريا ديوبند، كتاب الصيد، البحر الرائق ص ۲۲۰/ ج۸/ كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۰/ ج۶/ كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] الكلب اذااكل بعض عنقودالعنب يغسل مااصاب فمه ثلاثا لتنجسه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

E:\F.M.Fainal\Jild-26\05-Shikar Ka bayan

کتے کے منہ سے گوشت چھین کر خود کھانا

سوال:- ایک شکاری آدمی نے اپنا شکاری کتا ہرن کے پیچھے چھوڑا اور شکاری کتے نے ہرن کو پکڑ لیا اس کے مالک نے پہنچ کر ہرن کو ذبح کر لیا اور پھر کتا داؤ لگا کر گوشت کا ٹکڑا اٹھا کر بھاگ گیا، کتے کا مالک بھی پیچھے بھاگا اور وہ ٹکڑا چھڑا لیا اور اس کو دھو کر کھا لیا کیا شرعاً ایسا گوشت جو کتے کے منہ سے چھڑایا ہو پاک ہے، اور حلال ہوسکتا ہے، اور کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ گوشت پاک کر لیا گیا تو شرعاً اس کا کھانا درست ہے[1]، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، پاک کرنے سے گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۶/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۲۲/ج ۲/۵۹ھ

معلم کتے کا شکار کھانا درست ہے

سوال:- معلوم ہوا ہے کہ معلم کتا جو شکار پر چھوڑے جانے کے باوجود مالک کے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بلعابه کما یغسل الاناء من ولوغه ثلاثا حلبی کبیر ص ۱۹۴/فصل فی الآسار، الشرط الثانی، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۰۳/ج ۱/کتاب الطهارة، المحیط البرهانی ص ۲۸۹/ج ۱/کتاب الطهارات، ممایتصل بفصل سؤر الهرة، مطبوعه ڈابهیل.

[1] وأما اذا أكل (ای الکلب) من شئی یغسل ثلاثاً ویؤکل البحر الرائق ص ۱۰۳/ج ۱، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، کتاب الطهارة، حلبی کبیر ۱۹۴/فصل فی الآسار، الشرط الثانی، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، المحیط البرهانی ص ۲۸۹/ج ۱/کتاب الطهارات، ممایتصل بفصل سؤر الهرة، مطبوعه ڈابهیل.

واپس بلانے پر لوٹ آئے اور شکار کو نہ کھائے، بلکہ مالک کو لاکر دے، ایسا سدھا ہوا کتا اگر شکار پکڑ لاوے، مثلاً خرگوش اور اس کتے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو اور کتے کے پکڑنے سے خرگوش زخمی ہو جائے، اور خون بہنے لگے اللہ دے صاحب کہتے ہیں اگر وہ خرگوش زندہ ہے تو مالک کو ذبح کرنا چاہئے اور اگر مر گیا ہے، تب بھی وہ حلال ہے اس کا کھانا جائز ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ دے صاحب کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے اور قرآن کی کونسی آیت سے یہ ثابت ہے اس کا حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ دے صاحب نے اس مسئلہ میں جو کچھ کہا وہ صحیح ہے سورہ مائدہ میں ہے "يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَاعَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ اِلٰى قَوْلِه فَكُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ. الاية ۴[۱]"، اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہے احکام القرآن[۲] نیز کتب فقہ شامی[۳] میں وغیرہ میں بصراحت یہ مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۳/۱۳۹۹ھ

---

[۱] سورۂ مائدہ آیت ۴ / ۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا جانور ان کے لئے حلال کئے گئے ہیں، آپؐ فرمادیجئے کہ تمہارے لئے کل حلال جانور حلال رکھے گئے ہیں، اور جن شکاری جانوروں کو تم تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑو بھی اور ان کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو۔ (بیان القرآن)

[۲] احکام القرآن للجصاص ص ۳۱۴، ۳۲۰ / ج ۲ / بیروت، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت، تفسير مظهرى ص ۲۶، ۲۹ / ص ۳ / مطبوعه رشيديه دهلى، روح المعانى ص ۶۳ / ج ۶ / مطبوعه مصطفائيه ديوبند.

[۳] ويحل الصيد بكل ذى ناب ومخلب وبازونحوهمابشرط قابلية التعليم (الى قوله) بشرط علمهما وذابترك الاكل ثلاثا فى الكلب وبالرجوع اذادعوته فى الباز وبشرط جرحهما فى اى موضع منه وبشرط ارسال مسلم او كتابى وبشرط التسمية عند الارسال، درمختار مع الشامى كراچى ج ۶ / ص ۴۶۳ / اول كتاب الصيد، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۰ / ج ۸ / كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۰ / ج ۸ / كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان،

برچھی پر سور کا خون لگا ہوا ہونے کی وجہ سے پاک کر کے کھانا چاہئے

سوال:- ایک پہاڑ اشکاری کا زخمی کیا ہوا جا رہا تھا، راستہ میں سور کی برچھی سے (جس میں کہ سور کا خون لگا ہوا تھا) اس پر وار کر دیا پھر اس کو ذبح کر دیا گیا وہ گوشت کھانے کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر وہ ماکول اللحم جانور ہے اور اس کو بحالتِ حیات شرعی طریق سے ذبح کر لیا ہے، تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے[1]، پاک کر کے کھانا چاہئے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فان ادركه الرامي اوالمرسل حياً ذكاه وجوباً فلو تركها حرم الخ الدرالمختار علىٰ الشامي ص ۱۰/۵۵، مطبوعه زكريا ديوبند، كتاب الصيد، مجمع الانهر ص ۴/۲۶۵، كتاب الصيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۳/ ج۸/ كتاب الصيد،

[2] لوصبت الخمرة فى قدرفيهالحم ان كان قبل الغليان، يطهر اللحم بالغسل ثلاثا، شامي ص ۱/۵۴۴، مطبع زكريا ديوبند، كتاب الطهارة باب الانجاس، قبيل فصل فى الاستنجاء، البحرالرائق كوئٹه ص ۱/۱۰۳، كتاب الطهارة، حلبى كبير ص ۱۹۴، فصل فى الآسار، الشرط الثانى، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور،

بابِ دوم: ذبح کے احکام

وقت ذبح اللہ کا کونسا نام لیا جائے

سوال:- ذبح کے وقت بجائے بسم اللہ، اللہ اکبر کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا کیسا ہے؟ اور لفظ رحمٰن ورحیم سے جانور حرام یا مکروہ تو نہیں ہوتا، شرعی حکم سے آگاہ فرماویں'' وَلَاتَأْ كُلُوْا مِمَّالَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الاية'' کتاب الصید والذبائح میں جہاں کہیں بھی ''اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ '' کے الفاظ آئے ہیں، تو وہاں اسم اللہ سے مراد آیا اسم ذات باری تعالیٰ میں اللہ مراد ہے، یا اسم اللہ کی اضافت کے مدنظر خدا کے ۹۹/ناموں میں سے کسی ایک نام کا ذکر بوقت صید وذبح واکل وشرب مشروع ومباح ہوسکتا ہے، ترکیباً لفظ اللہ مضاف الیہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے کسی ایک نام کے ذکر کا بوقت ذبح ہونا ضروری ہے، اگر اس کا بدل ہو تو شبہ جاتا رہے، مگر ایسا نہیں ہے، یہ ایک خلجان ہے اسے بالتشریح دور فرماویں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ پاک کے جس نام سے ذبح کردے گا ذبیحہ درست ہوگا، ''والشرط فی التسمیة هو الذکر الخالص عن شوب الدعاء و غیره فلایحل بقوله اللّٰهم اغفرلی لانه دعاء وسؤال بخلاف الحمدللّٰه اوسبحان اللّٰه مریداً به التسمیة فانه یحل اھ درمختار (قوله والشرط فی التسمیة هوالذکر الخالص)بای اسم کان مقروناً بصفة کاللّٰه اکبر او اجل اواعظم اولا کاللّٰه والرحمن وبالتهلیل والتسبیح جهل التسمیة اولا اھ شامی ص ۲۱۱/ج۵/[1] امید ہے کہ اس تصریح کے بعد خلجان نہ رہے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم جمادی الاولیٰ ۶۳ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریاص ۴۳۷/۹/ کراچی ص ۳۰۱/ج۶/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ذبیحہ پر کسی بھی زبان میں اللہ کا نام لینا

سوال:-ذبح کرتے وقت کونسے الفاظ کہنا ضروری ہیں؟ کیا عربی زبان میں کہنا ضروری ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

" بِسْمِ اللّٰہ " کہنا بھی کافی ہے خواہ کسی زبان میں کہے "قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لَاتَأْکُلُوْا مِمَّالَمْ یَذْکُرِاسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ حَالَۃَ الذبح لِقَوْلِہٖ تَعَالیٰ فَاذْکُرُ وْا سْمُ اللّٰہِ عَلَیْھَا صَواف وَھِیَ حَالَۃَ النَحر وَیَدل عَلَیْہِ قَوْلہ تَعالیٰ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبَھَا فَکُلُوْا مِنْھَا[1]"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہنامستحب ہے،"المستحب أن یقول باسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر (زیلعی ص ۲۸۹ / ج۵)[2].

رجل سمی علیٰ ذبیحۃ اوالرمیۃ بالفارسیۃ وھویحسن العربیۃ اولا یحسنھا (اجزأہ)ذٰلک من التسمیۃ (کذا فی الشلبی ص ۲۸۹ / ج۲)[3].

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹہ ص۱۶۸ / ج۸/ کتاب الذبائح،مجمع الانھرص ۱۵۶ / ج۴/ کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

[1] زیلعی ص۲۸۸ / ج۵/ مطبوعہ امدادیہ ملتان، کتاب الذبائح،

[2] زیلعی ص ۲۸۹ / ج۵، مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۸ / ج۵/ کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ، سکب الانھر علی مجمع الانھر ص۱۵۷ / ج۴/ کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،

[3] شلبی علی تبیین الحقائق ص ۲۸۹ / ج۵/مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۵ / ج۵/ کتاب الذبائح،الباب الاول فی رکنہ،الدرالمختارمع الشامی زکریاص۴۳۷ / ج۹/ کتاب الذبائح.

قربانی کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہنا

سوال: - ایک شخص کہتا ہے کہ قربانی کیلئے بسم اللہ واللہ اکبر کہنا چاہئے، اگر کسی نے بوقت قربانی واؤ نہیں کہا تو وہ قربانی نہیں ہوئی، بلکہ ذبح حرام ہوگیا، تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر یا بسم اللہ واللہ اکبر کہے، دونوں طرح درست ہو جائے گا، اور قربانی بھی درست ہو جائے گی۔ کذا فی رد المحتار، ج ۵[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۷ھ

کیا قربانی کے ہر شریک پر تکبیر واجب ہے

سوال: - الجوہرۃ النیرۃ اور مالابدمنہ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قربانی کے وقت جو معاونین اس میں شریک ہوتے ہیں، سب پر بیک وقت تکبیر کہنا واجب ہے، اگر کوئی ایک بھی ترک کردے گا، جانور کے پکڑنے میں تو قربانی حرام ہوجائے گی، کیا یہ قول مفتیٰ بہ ہے، اور ایسا کرلیا گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسئلہ یہ ہے کہ ذابح پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، اسی طرح معین ذابح پر بھی

---

[1] والمستحب أن يقول بسم الله الله اكبر بلاواو وكره بهاوالمتداول المنقول عن النبى صلى الله عليه وسلم بالواو وما تداولته الالسن عند الذبح وهو بسم الله والله اكبرمنقول عن النبى صلى الله عليه وسلم،الدرالمختار على الشامى زكريا ص۴۳۷/ ج۹، كراچى ص ۳۰۱/ ج۶، نعمانيه ص ۱۹۱/ ج۵، كتاب الذبائح، عالمگيرى كوئٹه ص۲۸۸/ ج۵/كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه،تبيين الحقائق ص ۲۸۹/ ج۵/كتاب الذبائح،مطبوعه امداديه ملتان.

واجب ہے[۱]، اور معین ذابح حقیقۃً وہ ہے جو چھری چلانے میں مدد دے، مثلاً ایک شخص کمزور ہے اس میں چھری چلانے کی پوری قوت نہیں، تو دوسرا آدمی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قوت سے چھری چلادے تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا لازم ہے، اور جو آدمی جانور کے پیر وغیرہ پکڑے وہ حقیقۃً معین ذابح نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۱۶ھ

شاۃ مسروقہ کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا

سوال: - ایک شخص نے ایک بھیڑ چوری کی اور گھر لایا جس شخص نے چوری کی اس نے اس بھیڑ کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت شخص مذکورہ نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا، اس پڑھنے سے شخص مذکورہ کافر ہو جائے گا یا گنہگار؟ اگر اس نے تکبیر نہیں پڑھی تو مذبوحہ حلال ہے یا مردار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چوری کی بھیڑ کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے سے وہ شخص کافر نہیں ہوا لیکن ادائے ضمان سے پہلے یا اذن مالک سے پہلے اس کا کھانا ملک غیر ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، چوری حرام ہے اس کی وجہ سے سارق مرتکب کبیرہ ہوا، "فعل معصیت پر بسم اللہ پڑھنا جرم ہے، کفر نہیں حرام قطعی بعینہ کو حلال اعتقاد کرنا کفر ہے" **وتارة يكون الاتيان بها حراماً كماعند الزنا والحائض وشرب الخمر واكل المغصوب اومسروق قبل الاستحلال اواداء الضمان والصحيح انه ان استحل ذالک عندفعل المعصية كفر والا لا وتلزمة التوبة**

[۱] وتشترط التسمية من الذابح حال الذبح وشمل مااذاكان الذابح اثنين الخ، شامی ص۴۳۸/ ج۹/ مطبع زكريا ديوبند، كتاب الذبائح.

ارادالتضحية فوضع يده مع يدالقصاب فى الذبح ليعينه يسمى كل وجوبافلوتركهااحدهما حرمت سكب الانهرعلى مجمع الانهر ص۱۷۶/ ج۴/ كتاب الاضحية، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص۳۵۵/ ج۳/ كتاب الاضيحة، فصل فى مسائل متفرقة.

الا اذاکان علیٰ وجہ الاستخفاف فیکفر ایضاً وممافرع علیٰ القول الضعیف مافی اخر کتاب الصید من الدر المختار ان السارق لوذبح الشاة المسروقة ووجدها صاحبها لا توکل لکفر السارق بتسمیته علی المحرم القطعی بلاتملک ولااذن شرعی واعلم ان المستحل لایکفرالااذاکان المحرم حرامالعینه وثبت حرمته بدلیل قطعی والا فلاصرح به فی الدرعن الفتاویٰ فی آخر کتاب الحظر فینبغی ان تؤکل هذه الشاة ویؤیده قولهم تصح التضحیة بشا ة الغصب لکنه لایحل لهٗ التناول والانتفاع علیٰ المفتی به وان ملکها قبل اداء الضمان اورضامالکهابادائه اوابرائہٖ او تضمین القاضی لان الحل قضیة اخریٰ غیر الملک[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٣/٨/٩١ھ

معین ذابح پر تسمیہ

سوال:- زید اس قدر کمزور ہے کہ قربانی کے لئے پوری طرح جانور کے گلے پر چھری نہیں چلاسکتا اور جانور کے اُٹھنے اور چلے جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے قصاب بھی زید کے ساتھ چھری پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے اس طرح قربانی میں تو نقصان نہیں آتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی اس طرح بھی ادا ہو جاتی ہے البتہ جس طرح زید کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنا لازم ہے اسی طرح اس قصاب کے ذمہ بھی چھری پر ہاتھ رکھ کر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ شامی ص٢١٣/ج٥/[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] طحطاوی علی المراقی ص٤، مطبوعه مصری، تحت بسم الله الرحمن الرحیم، الدر المختار، مع الشامی زکریا ص٦٧/ ج١٠/ کتاب الصید،

[2] وفیها أراد التضحیة فوضع یده مع ید القصاب فی الذبح واعانه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

دو شخصوں کا ذبح کرنا

سوال:- کیا ایک جانور کو دو شخص ذبح کر سکتے ہیں؟ یعنی ایک شخص نصف ذبح کر کے چھوڑ دے اور مابقی دوسرا شخص ذبح کرے، کیا یہ صورت شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کو دو شخص مل کر ذبح کریں یا کچھ حصہ ایک نے ذبح کیا پھر باقی حصہ دوسرے نے ذبح کر دیا، اور دونوں نے بسم اللہ پڑھی ہے تو ذبح درست ہو گیا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۱۳۹۶ھ

ذبح کے وقت جانور کس کروٹ پر ہو

سوال:- ذبیحہ جانور کو کس رخ پر لٹانا چاہئے یعنی سر جانب شمال ہو یا جانب جنوب چونکہ دونوں صورتوں میں جانور کا منہ قبلہ کی جانب ہوتا ہے، اور اکثر جانور دونوں ہی رخوں پر ذبح کئے جاتے ہیں، ان میں سے کونسی صورت جائز و درست ہے۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) علی الذبح سمی کل وجوباً فلو ترکہا احدهما اوظن أن تسمية احدهما تكفى حرمت الخ الدرالمختار علیٰ الشامی ص ۴۸۲/ج۹، مطبوعه زكريا ديوبند، كراچی ص ۳۳۴/ج۶/كتاب الاضحية،شامی زكرياص ۴۳۸/ج۹، كراچی ص ۳۰۲/ ج۶، كتاب الذبائح، سكب الانهرعلی مجمع الانهرص ۱۷۶/ج۴، كتاب الاضحية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، قاضيخاں علی الهندية كوئٹه ص ۳۵۵/ج۳/كتاب الاضحية،فصل فی المتفرقات.

[1] وتشترط التسمية من الذابح حال الذبح قال الشامی وشمل مااذا كان الذابح اثنين فلو سمى احدهما وترک الثانی عمداً حرم أكله الخ، شامی زكريا ص؟؟؟؟؟/؟، كتاب الذبائح، قاضی خان علی الهندية كوئٹه ص ۳۵۵/ج۳/ كتاب الاضحية،فصل فی المتفرقات،سكب الانهر علی مجمع الانهرص ۱۷۶/ج۴/كتاب الاضحية،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

منہ قبلہ کی جانب ہونا چاہئے [۱] اور کوئی تخصیص نہیں جس طرح سہولت ہو ذبح کردیا جائے، سرجنوب کی طرف ہونے سے زیادہ سہولت ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۵۵ھ

صحیح، عبداللطیف ۱۶/ذی قعدہ ۵۵ھ

جانور کو ذبح کرتے وقت بائیں پہلو پر لٹانا چاہئے کیونکہ اس صورت میں ذبح میں سہولت ہے اور جب بائیں پہلو پر لٹایا جائے گا تو سرجنوب کی طرف ہوگا۔ فی البدل [۲] ص ۷۰/ ج ۴/ فی بیان ذبح اضحیته صلی اللّٰه علیه وسلم واخذالکبش فاضجعه علی الیسار وهو الظاهر لانه الیسر فی الذبح. فقط سعید احمد غفرلہٗ

ذبح کرتے وقت جانور کا قبلہ رو ہونا

سوال:- جانور کو قبلہ رو کر کے ذبح کرنا ضروری ہے، کبھی جلد بازی میں اس کا خیال نہیں رہتا، ایسا ذبیحہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبلہ رو نہ ہونے سے سنت ترک ہوتی ہے، ذبیحہ مردار نہیں ہوتا [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۸۸ھ

---

۱ ویستحب التوجیه الیٰ القبلة الخ بزازیه علی الهندیة ص ۳۰۵/ ج ۶، کتاب الذبائح فی الفصل الاول، مطبع کوئٹہ، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۷/ ج ۵/ کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۲۷/ ج ۹/ کتاب الذبائح.

۲ بذل المجهود ص ۴/۷۰، کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، تکملة فتح الملهم ص ۳/۵۶۳، کتاب الاضاحی، باب استحباب الضحیة، مطبوعه کراچی، مجمع الانهر ص ۴/۱۵۹، کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ذبح فوق العقدہ

سوال:-مایقول الحکماء الحنفیة رجل ذبح شاة فبقیت العقدة ممایلی الصدر هل هی حلال ام حرام ام بینهما بون فی نصف العقدة اوالاکثر وایضاً هل یبتدئ المرئ من المعدة وینتهی الی الرأس اویبتدی من المعدة وینتهی الی الحلق ای العقدة فاذا لم یقطع العقدة لم یقطع المرئ وایضاً العقدة فبقی الودجان للقطع لاغیر وهواقل من الاکثر بل لابدبقطع الاکثر من الاوداج فی مذهب امامنا الاعظم رحمه اللّٰه تعالیٰ .

(۱) روایة المبسوط تقتضی الحل فیمااذا وقع الذبح قبل العقدة لانه بین اللبة واللحیین.

(۲) وروایة الجامع تقتضی عدمه لانه اذا وقع قبلها لم یکن الحلق محل الذبح.

(۳) وقدصرح فی الذخیرة بان الذبح اذاوقع اعلیٰ من الحلقوم لایحل لان المذبح هوالحلقوم.

(۴) ولکن روایة الامام الر ستغفنی تخالف هذه حیث قال هذا قول العوام ولیس بمعتبرفتحل سواء بقیت العقدة ممایلی الرأس او الصدرلان المعتبرعند نا قطع اکثر الاوداج وقدوجد.

(۵) قال فی النقایة والمواهب والاصلاح لابدان تکون العقدة مما یلی الرأس والیه مال الزیلعی الخ اذالم یبق شئی من العقدة ممایلی الراس لم یحصل قطع

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ نمبر۳/)۳؎ وکرہ ترک التوجه الی القبلة لمخالفته السنة.درمختار علیٰ الشامی زکریا ص۴۲۷/۹، ونعمانیه ص۱۸۸/۵، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۸/۵، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه،البحرالرائق کوئٹه ص۱۷۰/ج۸/کتاب الذبائح.

واحد منهما فلايوكل بالاجماع.

(٦) ايضاً قال الشامی ان كان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة من العروق فالحق ماقاله الامام الرستغفنی والا فالحق خلافه ويظهر هذا بالمشاهدة اوسوال اهل الخبرة.

(٧) وايضاً قال وكان شيخی يفتی برواية الامام الرستغفنی.

(٨) ذكره فی الواقعات لوذبح اعلیٰ من الحلقوم اواسفل منه يحرم لانه ذبح فی غير المذبح.

(٩) يجوز الاكتفاء بثلاث من الاربع اياًكانت ويجوز ترک الحلقوم اصلاً فبالاولیٰ اذا قطع من اعلاه اواسفل ذكره فی المنح عن البزازية. وبه جزم صاحب الدرروالملتقیٰ والعينی وغيرهم.

(١٠) فی فتاویٰ سمر قندقصاب ذبح شاة فی ليلة مظلمة فقطع اعلیٰ من الحلقوم اواسفل منه يحرم اكلها هذا كله من ردالمحتار علیٰ در المختار وكنز الدقائق من تغير وتبدل اوادنیٰ تقديم وتاخيرص ۱۹۳[1]/ج۵/ شامی وعينی علی الكنز[2]ص ۳۴۵.

نحن نسئلكم حله بدليل بين اوحرمته بثبوت بين ام حرام للاغنياء وحلال للفقراء سمعت من استاذی الكل مولانا انورشاه صاحب مرحوم(نوراللّٰه مرقدهٗ وجعل الجنة مثواه) من غير حوالة الكتاب حرام للاغنياء وحلال للفقراء هل جربتم بالذبح بان ينتهی المری الی الراس ام يختم الی العقدة وايضاً موافقاً لقول الشامیؒ سوال اهل الخبرة وايضاً عام قولهٖ تعالیٰ فاسئلوااهل الذكر ان كنتم لاتعلمون بينوابحوالة الكتب

[1] شامی زكرياص ۴۲۴،۴۲۵/ج۹/كتاب الذبائح.

[2] شرح عينی علی الكنزص ۱۳۶/ج۲/كتاب الذبائح،مطبوعه كراچی.

المتداولة والمعتبرة عندالناس بالصواب توجروا باعلیٰ مراتب العلية.

الجواب حامداً ومصلياً

اختلف العلماء فی حکم المذبوح فوق العقدة فذهب البعض الیٰ حله والبعض الیٰ عدمه، والحق ان لاخلاف فی اصل المسئلة بل فی الرای ای هل یحصل قطع اکثر العروق بالذبح فوق العقدة ام لا کما قال الشامی ونقله السائل فی العبارة السادسة[1] واختار شیخ مشائخنا شیخ الفقه والحدیث مولانا خلیل احمد السهارنفوری انهٗ یحل اذبالذبح فوق العقدة یحصل قطع اکثر العروق وقال شاهدتهٗ فوجدته کذالک[2] قال الاتقانی بعد حکایة قول الرستغفنی ویجوز اکلها سواء بقیت العقدة ممایلی الرأس اوممایلی الصدر وانما المعتبر عندناقطع اکثر الاوداج مانصه وهذا صحیح لانه لااعتبار لکون العقدة من فوق اومن تحت الاتریٰ الیٰ قول محمد بن الحسنؒ فی الجامع الصغیر لابأس بالذبح فی الحلق کله اسفل الحلق اووسطه اواعلاه فاذا ذبح فی الاعلیٰ لابدان تبقیٰ العقدة من تحت ولم یلتفت الی العقدةلافی کلام اللّٰه ولافی کلام رسولهٖ بل الزکاة بین اللبة واللحیین بالحدیث وقد حصلت لاسیما علیٰ مذهب ابی حنیفةؓ فانه یکتفی بالثلاث من الاربع ای ثلاث کانت ویجوز ترک الحلقوم اصلاً فبالطریق الاولیٰ ان یحل الذبیح اذا قطع الحلقوم وبقیت العقدة الیٰ اسفل الحلقوم وبلغنا ان واحداً ممن یتسمی فقیهاً فی زعم العوام وقد کان

---

[1] والتحریر للمقام ان یقال ان کان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة من العروق فالحق ماقاله شراح الهداية تبعاللرستغفنی والا فالحق خلافه اذلم یوجدشرط الحل باتفاق اهل المذهب، شامی زکریاص ۴۲۵/ج ۹/کتاب الذبائح، عناية علی فتح القدیرص ۴۹۳/ج ۹/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالفکربیروت.

[2] فتاوی مظاهرعلوم المعروف به فتاوی خلیلیه ص ۲۱۲، ۲۱۴/ج ۱/کتاب الذبائح، تحقیق وحکم ذبح العقدة، مطبوعہ جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

مشتھراً بینھم امر برمی الذبیح الی الکلاب حیث بقیت العقدۃ الی الصدر لاالیٰ مایلی الرأس فیالیت شعری ممن اخذھذا من کتاب اللّٰہ ولااثر لہ فیہ اومن حدیث رسول اللّٰہ(صلی اللّٰہ علیہ وسلّم) ولم یسمع لہٗ فیہ نبأ اومن اجماع الامۃ ولم یقل بہ احدمن الصحابۃ والتابعین اومن امامہ الذی ھوابوحنیفۃؒ ولم ینقل عنہ ذٰلک اصلاً بل المنقول عنہ وعن اصحابہٖ ماذکرنا اوارتکب الرجل ھواہ فضلّ واضلّ قال تعالیٰ ولاتتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللّٰہ اواستحی عن الرجوع عن الباطل الیٰ الحق وخجل من العوام کی لایفسد اعتقادھم فیہ اذاعمل بخلافماافتیٰ اولاً فالرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل اھ ماقالہٗ الاتقان اھ شلبیؒ[1] ھامش شرح الکنز ص ٢٩٠ / ج٥ / قال محمد بن زکریا فی اقصیٰ الفم منفذان احدھما منفذ النفس الی الرئۃ وھو قصبتھا وثانی منفذ الطعام والشراب الی المعدۃ وھو المریٔ اھ طحطاویؒ[2] ص ١٥١ / ج٤ / . فقط واللّٰہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ٨/شعبان ٦٦ھ

الجواب صحیح: سعیداحمدغفرلہٗ مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور٩/شعبان ٦٦ھ

---

[1] (حاشیۃ الشلبی علی الکنزج٥/ص٢٩٠/مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان، کتاب الذبائح، الفقہ الحنفی وادلتہ ص١٨٢/ج٢/کتاب الذبائح، الذکاۃ، مطبوعہ دارالفیحاء بیروت، بزازیۃ علی الھندیۃ کوئٹہ ص٣٠٦/ج٦/کتاب الذبائح،الفصل الاول فی مسائلہ.

[2] (طحطاوی علی الدرج٤/ص١٥١/مطبوعہ کراچی، کتاب الذبائح، مجمع الانھر ص١٥٨/٤، کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص١٧٠/٨، کتاب الذبائح.

ترجمہ سوال وجواب:

سوال: -علماءِ حنفیہ کیا کہتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بکری کو ذبح کیا تو عقدہ سینے کے متصل باقی رہ گیا کیا وہ بکری حلال ہے؟ یا حرام یا ان دونوں میں کچھ فرق ہے، نصف عقدہ یا اکثر عقدہ میں اور کیا مری کی ابتداء معدہ سے ہوتی ہے اور سر پر منتہی ہوتی ہے، یا معدہ سے ابتداء ہوکر حلق یعنی عقدہ پر انتہا ہوجاتی ہے، (باقی حصہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

ذبح فوق العقدہ

سوال:- بکر نے ایک مرغ کو ذبح کیا اور اس کا حلقوم منہ کی جانب نہ رہا بلکہ پیچھے

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) پس جبکہ عقدہ نہیں کٹے گا تو مری بھی قطع نہ ہوگی، فقط دو جان قطع ہوئے اور وہ اکثر میں سے اقل ہیں، اور قطع کے لئے ہمارے امام اعظمؒ کے یہاں اکثر رگوں کا کٹنا ضروری ہے۔

(۱) مبسوط کی روایت حلت کا تقاضہ کرتی ہے، اس صورت میں جبکہ ذبح عقدہ سے پہلے واقع ہوجائے، اس لئے کہ وہ لبہ (جائے نحر) اور دونوں جبڑوں کے درمیان ہے۔

(۲) اور جامع صغیر کی روایت عدم حلت کا تقاضا کرتی ہے اس لئے کہ جب ذبح عقدہ سے پہلے ہوجائے گا تو حلق محل ذبح میں نہ ہوگا۔

(۳) اور ذخیرہ میں تصریح کی ہے کہ ذبح جب حلقوم کے اوپر کی جانب ہو تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ جائے ذبح حلقوم ہی ہے۔

(۴) لیکن امام رستغفنی کی روایت اس کے خلاف ہے، اس واسطے کہ انہوں نے کہا ہے، کہ یہ عوام کا قول ہے، جو معتبر نہیں، پس ذبیحہ حلال ہے، خواہ عقدہ سر کی طرف رہے خواہ سینے کی طرف، اس واسطے کہ معتبر ہمارے نزدیک اکثر رگوں کا قطع ہے، اور وہ پایا گیا۔

(۵) نقایہ، مواہب اور اصلاح میں کہا ہے کہ عقدہ کا سر کی طرف ہونا ضروری ہے،

اور اسی کی طرف علامہ زیلعیؒ کا میلان ہے، اس لئے کہ جب عقدہ سر کی طرف نہ رہا تو دونوں (حلقوم اور مری) میں سے کسی کا بھی قطع نہ ہوا، لہٰذا ذبیحہ بالا جماع کھایا نہ جائے گا۔

(۶) نیز شامی نے کہا ہے کہ اگر ذبح فوق العقدہ سے تین رگوں کا کٹنا متحقق ہوجائے، تب تو حق وہ ہے جو امام رستغفنی نے کہا ہے ورنہ حق اسکے خلاف ہے اور یہ مشاہدہ یا اہل تجربہ سے معلوم کرنے پر ظاہر ہوگا۔

(۷) نیز کہا ہے کہ میرے شیخ امام رستغفنی کی روایت پر فتویٰ دیتے تھے۔

(۸) واقعات میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر حلقوم سے اوپر یا اس سے نیچے ذبح کیا تو ذبیحہ حرام ہے، اس لئے کہ وہ ذبح جائے ذبح کے غیر پر ہے۔

(۹) اور چار میں سے تین (رگوں پر) اکتفاء جائز ہے، خواہ وہ کوئی سی بھی تین ہوں اور حلقوم کا ترک اصل ہی سے جائز ہے، تو جبکہ اعلیٰ یا اسفل حلقوم سے قطع ہو تو بدرجۂ اولیٰ ذبح درست ہوگا، اس کو منحہ میں بزازیہ سے نقل کیا ہے، اور اسی پر اعتماد کیا ہے، صاحب دررؒ اور صاحب ملتقیٰ اور عینیؒ وغیرہم نے۔ (باقی حصہ اگلے صفحہ ملاحظہ فرمائیں)

ہٹ گیا، تو اس کا کیا حکم ہے، کیا یہ مرغی حلال ہے، یا مکروہ ہے، یا حرام ہے اس کو کھانا جائز ہے،

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) (۱۰) اور فتاویٰ سمرقند میں ہے کہ قصاب نے تاریک رات میں بکری ذبح کی اور اعلیٰ یا اسفل حلقوم سے قطع کیا تو اس کا کھانا حرام ہے، یہ سب عبارات ردالمحتار علیٰ درالمختار، ص۱۹۳/ عینی شرح کنز، ص ۳۴۵/ سے ماخوذ ہیں۔

ہم آپ سے اس کی حلت واضح دلیل کے ساتھ یا حرمت واضح ثبوت کے ساتھ یا حرمت للاغنیاء، حلت للفقراء کو پوچھتے ہیں، میں نے اپنے استاذ الکل مولانا انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ کو بغیر حوالہ کتب کے یہ کہتے ہیں ہوئے سنا کہ اغنیا کے لئے ایسا ذبیحہ حرام ہے، فقراء کے لئے حلال ہے، کیا آپ نے ذبح پر اس بات کا تجربہ کیا ہے، کہ مری رأس تک منتہی ہوتی ہے، یا عقدہ پر ختم ہوجاتی ہے، نیز شامی کے قول باخبر لوگوں سے سوال کرنا'' کے موافق ہے نیز حق تعالیٰ کا قول ''فاسئلو اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون'' عام ہے، متداول اور معتبر عندالناس کتب کے حوالہ سے صحیح جواب دیجئے تا کہ مراتب عالیہ کے ساتھ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مذبوح فوق العقدہ کے حکم میں اختلاف ہے، بعض اس کی حلت کی طرف گئے ہیں، اور بعض اس کے عدم کی طرف، اور حق بات یہ ہے کہ اصل مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ رائے میں ہے، یعنی اکثر رگوں کا قطع ذبح فوق العقدہ سے حاصل ہوجاتا ہے، یا نہیں جیسا کہ شامی نے کہا اور سائل نے اس کو عبارت نمبر ۶/ میں نقل کیا ہے، اور ہمارے مشائخ کے شیخ، شیخ الفقہ والحدیث مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ وہ حلال ہے، اس لئے کہ ذبح فوق العقدہ سے اکثر رگوں کا قطع حاصل ہوجاتا ہے، اور فرمایا کہ میں نے خود اس کا مشاہدہ کیا تو ایسا ہی پایا اور اتقانی نے رستغفنی کا قول نقل کرنے کے بعد کہا ہے اور جائز ہے اس کا کھانا برابر ہے، کہ عقدہ باقی ہو سر کی طرف یا سینہ کی طرف، اور ہمارے یہاں صرف اکثر رگوں کا قطع ہے، جس کی تصریح موجود ہے، اور یہ صحیح ہے، اس لئے کہ عقدہ کے فوق یا تحت میں ہونے کا اعتبار نہیں ہے، کیا امام محمد بن الحسنؒ کا قول نہیں دیکھا جو جامع صغیر میں مذکور ہے کہ پورے حلق میں ذبح کرنے میں کچھ حرج نہیں خواہ اسفل حلق میں ہو خواہ اوسط حلق میں خواہ اعلیٰ حلق میں، پس جبکہ ذبح اعلیٰ حلق میں ہوگا، تو عقدہ کا تحت میں باقی رہنا ضروری ہے، اور عقدہ کی طرف التفات نہیں کیا گیا، نہ کلام اللہ میں نہ کلام رسول اللہ ﷺ میں بلکہ ذبح سینہ اور دونوں جبڑوں کے درمیان حدیث سے ثابت ہے، اور وہ حاصل ہو چکا، خصوصاً امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر چار (رگوں) میں سے تین پر اکتفاء درست ہے، خواہ کوئی سی بھی تین ہوں اور حلقوم کا ترک بالکل جائز ہے، تو ذبیحہ بطریق اولیٰ حلال ہوگا جبکہ حلقوم کٹ جائے، اور عقدہ اسفل حلقوم کیطرف رہ جائے، اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مشہور فقیہ عندالعوام نے ایسے ذبیحہ کو کتوں کی طرف پھینک دینے کا حکم دیا، اس واسطے کہ عقدہ سینہ کی طرف باقی رہ گیا تھا، نہ کہ سر کی طرف، پس کاش مجھے معلوم ہوجاتا کہ انہوں نے یہ کہاں سے لیا، (باقی اگلے صفحہ پر)

یانہیں، اور حلقوم کے آگے کٹ جانے پیچھے کو کٹ جانے کی کیا وجہ ہیں، کہ اس کا اعتبار کیا جاتا ہے، نیز ذبح کے شرائط واجبات بھی تحریر فرمادیں، اور مسئلہ کو مدلل تحریر کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حلقوم مری ودجان اگر کٹ جائے اور ذابح اہل دین ہو اور عمداً بسم اللہ ترک نہ کرے توشرعاً ذبیحہ درست ہوتا ہے، اگر حلقوم نہ کٹے تو درست نہیں[۱] اگر ذبیحہ فوق العقدہ ماتحت العقدہ ہو اور مذکورہ رگیں کٹ جائیں، تو ذبح میں کوئی اشکال نہیں[۲] بعض فقہاء کی رائے ہے کہ کٹ جاتی ہیں بعض کی رائے ہے کہ نہیں کٹتیں، زیلعی[۳] کے حاشیہ میں غایۃ التحقیق شرح ہدایہ سے اس کے

(پچھلے صفحہ کا باقی حصہ) آیا کتاب اللہ سے حالانکہ اس میں اس کے متعلق کچھ نہیں یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ آپ سے اس سلسلے میں کوئی خبر نہیں سنی گئی، یا اجماع امت سے حالانکہ صحابہ وتابعین میں سے کوئی اس کا قائل نہیں، یا اپنے امام ابوحنیفہؒ سے حالانکہ یہ ان سے بالکل منقول نہیں، بلکہ آپ سے اور آپؐ کے اصحاب سے وہ منقول ہے جو ہم نے ذکر کیا، یا پھر وہ شخص اپنی خواہش نفس کا مرتکب ہوا، پس خود بھی گمراہ ہوا دوسروں کو بھی گمراہ کیا، حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا ہے، اور تو خواہش نفس کا اتباع نہ کر ورنہ تو وہ تجھ کو اللہ کے راستے سے گمراہ کردے گی، یا اس نے باطل سے حق کی طرف رجوع کرنے سے حیا کی اور عوام سے شرمندہ ہوا تا کہ ان کا اعتقاد اس کے بارے میں خراب نہ ہو، جبکہ وہ اپنے سابق فتویٰ کے خلاف عمل کرے، پس حق کی طرف رجوع کرنا باطل میں جمے رہنے سے بہتر ہے جیسا کہ اتقان نے کہا، شلبی حاشیہ شرح کنز (زیلعی) ص ۲۹۰ ج ۵ محمد بن زکریا نے کہا ہے کہ منہ کے اخیر حصہ میں دوسوراخ ہیں، ایک سانس لینے کا جو پھیپھڑوں تک ہے، دوسرا کھانے اور پانی کا جو معدہ تک ہے، اور وہ مری ہے۔ طحطاوی ص ۱۵۱ ج ۴۔　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

[۱] وحل المذبوح بقطع ای ثلاث منها واذاقطع الحلقوم والمرئ والاكثرمن كل ودجين يوكل ومالافلا، الدرالمختارمع الشامي زكريا ص ۴۲۵، ۴۲۶ ج ۹ كتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۰ ج ۸ كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۸ ج ۴ كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] قول الرستغفنى ويجوز اكلها سواء بقيت العقدة ممايلى الرأس أوممايلى الصدروانما المعتبر عندنا قطع اكثر الادوج مانصه وهذاصحيح (شبلى حاشيه زيلعى، ص ۲۹۰ ج ۵ كتاب الذبائح)

[۳] حاشيه شلبى على تبيين الحقائق ص ۲۹۰ ج ۵ كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\06-Zibah ke Ahkam

متعلق بحث منقول ہے، علامہ شامیؒ[1] نے اختلاف نقل کر کے فیصلہ ارباب بصیرت کی رائے پر چھوڑ دیا ہے، کہ وہ اگر کہیں کہ کٹ جاتی ہیں، تو ذبیحہ درست ہے، ورنہ نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گردن کی طرف سے ذبح کرنا

سوال:-زید نے ایک ہرن کا شکار کیا اور بالمصلحت بجائے حلق کے پاس سے ذبح کرنے کے گردن کے آخری حصے جو کہ سینہ اور دست کی طرف ہے ذبح کیا اور جو شرائط ذبح کے ہیں، ان کی با قاعدہ ادائیگی کی گئی، وہ جانور از روئے شرع حلال ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عروق ذبح چار ہیں، حلقوم، مری ودجان، اگر اس طرح ذبح کرنے سے چاروں عرق قطع ہوگئی ہیں تو ذبح درست ہوگیا، جیسا کہ جامع صغیر[2] فتاویٰ بزازیہ[3] شامی[4] وغیرہ سے معلوم ہے مگر فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ اہل سمرقند سے نقل کیا ہے، کہ اس طرح ذبح درست نہیں ہوتا

"وفی الجامع الصغیر ولا باس بالذبح فی الحلق کله اسفله واوسطه واعلاه وفی

---

[1] والتحریر للمقام ان یقال ان کان بالذبح فوق العقدة حصل قطع ثلاثة من العروق فالحق ماقاله شراح الهداية تبعاللرستعفنی والافالحق خلافه اذلم یوجد شرط الحل باتفاق اهل المذهب ویظهر ذلک بالمشاهدة اوسؤال اهل الخبرة شامی زکریا ص ۴۲۵/ ج ۹/ کتاب الذبائح.

[2] الجامع الصغیر ص ۳۷۸/ کتاب الذبائح، مطبوعه کراچی.

[3] وان قطع الاکثرمن الحلقوم والمری والاوداج تؤکل الخ بزازیه علی الهندية ص ۳۰۵/ ج ۶، مطبوعه کوئٹه، کتاب الذبائح،

[4] شامی ص ۹/۴۲۵، مطبوعه زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷۰/ ج ۸/ کتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۸/ ج ۴/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت،

فتاویٰ اهل سمرقند قصاب ذبح الشاة فی لیلة مظلمة فقطع اعلیٰ من الحلقوم او اسفل منه یحرم اکلها لانه ذبح فی غیر المذبح وهو الحلقوم اھ فتاویٰ عالمگیری[1]۔

بعض علماء حضرات نے مشاہدہ اور تجربہ کے بعد بتایا کہ اس طرح عروق ذبح قطع نہیں ہوتیں اس بناء پر عدم جواز کو ترجیح دی ہے، امداد الفتاویٰ[2] فتاویٰ دار العلوم[3] تذکرۃ الخلیل[4] میں اس پر بحث موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ذبیحہ کی گردن جدا ہو جانا

سوال:- زید نے قربانی کا جانور اس طرح ذبح کیا کہ تمام گردن جدا ہوگئی اس سے قربانی حلال ہوگئی یا حرام رہی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی تو حرام نہیں ہوئی حلال ہی رہی ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ شامی ص ۱۸۸/ ج ۵/[5] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] عالمگیری ص ۲۸۵/ ج۵، مطبوعه کوئٹه، کتاب الذبائح الباب الاول، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۷۰/ ج۸/ کتاب الذبائح، عنایة علی فتح القدیر ص ۴۹۳/ ج ۹/ کتاب الذبائح، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] امدادالفتاویٰ ص ۵۳۷/ ج۳، مطبوعه افغانی دارالکتب دیوبند، کتاب الذبائح والاضحیة الخ،

[3] امدادالمفتیین کامل کراچی ص ۹۴۲/ کتاب الصید والذبائح، وعزیز الفتاویٰ مکمل کراچی ص ۷۰۸/ کتاب الصید والذبائح.

[4] تذکرة الخلیل ص ۲۹۱، مطبوعه اشاعت العلوم سهارنپور، وفتاویٰ خلیلیه ص ۲۰۴، کتاب الذبائح، مطبوعه شعبهٔ نشر و اشاعت مظاهرعلوم سهارنپور،

[5] وکره قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد الخ الدرالمختار مع الشامی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بائیں ہاتھ سے ذبح

سوال:- ایک عالم ہیں کہ وہ داہنے ہاتھ میں چھری پکڑ کر ذبح نہیں کر سکتے بائیں ہاتھ سے ذبح کرتے ہیں، کیا ایسا ذبیحہ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

داہنے ہاتھ سے ذبح کرنا واجب نہیں صرف بہتر ہے[1]، بائیں ہاتھ سے ذبح کیا ہوا بھی حلال ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۸۳ھ

جس چھری سے قربانی کی جائے کیا اس میں تین سوراخ کا ہونا ضروری ہے

سوال:- جس چھری میں تین سوراخ نہیں ہیں اس سے قربانی جائز نہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) نعمانیہ ص ۱۸۸/ ج۵/ وزکریا دیوبند ص ۴۲۷/ ج ۹/ کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۶/ ج۵/ کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۷۰/ ج۸/ کتاب الذبائح.

[1] کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحب التیمن یاخذ بیمینہ ویحب التیمن فی جمیع امورہ جامع الاصول ص ص ۲۶/ ج۱۲/ النوع الثامن فی شیٔ من اضلاقہ، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، بخاری شریف ص ۸۱۰/ ج۲/ کتاب الاطعمۃ، باب التیمن فی الاکل وغیرہ، مطبوعہ اشرفی دیوبند، نووی علی مسلم ص۱۹۷/ ج۲/ کتاب اللباس، باب استحباب لبس النعال، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بات کہ جس چھری میں تین سوراخ نہ ہوں اس سے قربانی نہیں ہوتی شرعاً بے اصل ہے غلط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بکری کو ذبح کرتے وقت خون کو وہیں بند کردینا

سوال:- قصاب بکری اور خصی ذبح کرتے وقت خون باہر نکلنے نہیں دیتا بلکہ اس کے اندر پیوست کردیتا ہے، اور دبلے جانور کو گاہک کو فربہ دکھانے کے لئے اس جانور کی نالیوں میں انجکشن کے ذریعہ ایسی دوا بھر دیتا ہے جس سے جانور فربہ دکھائی دے، اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟ اور قصاب کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے وہ سب گوشت نجس ہو جائیگا، جس میں دم مسفوح پیوست ہو جائے گا[1]، دبلے جانور کو اس طرح فربہ دکھانا دھوکہ ہے، حدیث میں ہے "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" الحدیث[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۳/۲۸ھ

---

[1] مالزق من الدم السائل باللحم فهونجس، كبيری ص ۱۹۵/ كتاب الطهارة، فصل فی الآسار، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، والدم المسفوح ای السائل من ای حيوان والمراد ان يكون من شانه فلوجمد المسفوح ولوعلی اللحم فهونجس وكذا مابقی فی المذبح لانه دم مسفوح طحطاوی علی المراقی مصری ص ۱۲۲/باب الانجاس والطهارة عنها، قوله دم مسفوح ای ذاته فلوحمد المسفوح ولوعلی اللحم بقی نجسا طحطاوی علی الدر ص ۱۶۰/۴، كتاب الخنثی، مسائل شتی، عالمگيری كوئٹه ص ۴۶/ج ۱/ كتاب الطهارة، الفصل الثانی فی الاعيان.

[2] ترمذی شريف ص ۱۵۷، مطبوعه رشيديه دهلی، "باب ماجاء فی كراهية الغش فی البيوع، كتاب البيوع"

ترجمہ: جو شخص دھوکہ دہی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

ذبح سے پہلے جانور کو بھوکا رکھنا

سوال: -اکثر قصاب بھینس وغیرہ خریدتے ہیں اور سات دن تک بھوکا پیاسا باندھتے ہیں، کھانے والوں کو اس کا علم بھی ہے یہ بے رحمی ہے ایسوں کو عذاب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ بے رحمی ہے، اور ظلم ہے، اس سے جہنم کا عذاب ہوگا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا

سوال: -قربانی کرتے وقت ایک جانور کو ذبح کیا جاتا ہے، اور دوسرا جانور قریب ہی بندھا رہتا ہے، ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا ہے ایسا کرنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا کرنا منع ہے ایک جانور دوسرے کے سامنے ذبح نہ کیا جائے، حدیث شریف میں

---

[1] عن عبداللّٰہ بن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال عذبت امرأۃ فی هرۃ حبستها حتی ماتت جوعافدخلت فیها النار قال فقال واللّٰہ اعلم لاانت اطعمتیها ولاسقیتها حین حبستیها ولاانت ارسلتیها فاکلت من خشاش الارض، بخاری شریف ص ۳۱۸/ج ۱/ کتاب المساقاۃ باب فضل سقی الماء، مطبوعه اشرفیه دیوبند، مسلم شریف ص ۲۳۶/ ج ۲/ کتاب قتل الحیات، باب قتل الهرۃ، مطبوعه رشیدیه دهلی، مشکوۃ ص ۱۶۸/ باب فضل الصدقۃ، الفصل الاول، وکره کل تعذیب بلافائدۃ الخ الدرالمختارعلیٰ ردالمحتار ص ۴۲۷/ج ۹/مطبوعه زکریا دیوبند، مطبوعه کراچی ص ۶/۲۹۶، کتاب الذبائح، عمدۃ القاری ص ۶/۲۰۹، الجزء الثانی عشر، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء،مطبوعه دارالفکر بیروت،

اس کی ممانعت ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذبح سے قبل بجلی کا شاٹ لگانا

سوال:-بمبئ میں بکرے اور بھیڑ کو ذبح کرنے سے پہلے بجلی کا شاٹ لگایا جاتا ہے، شاٹ لگتے ہی جانور بے ہوش ہوکر گر جاتا ہے، اس کے ہاتھ پیر اینٹھ جاتے ہیں، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ جانور زندہ ہے یا مر گیا، جانور کے گرتے ہی فوراً ذبح کردیا جاتا ہے، بعض جانور ذبح ہونے سے پہلے تڑپتے ہیں اور بعض بالکل نہیں، ذبح کرنے کے فوراً بعد اس کو بغیر ٹھنڈا کئے کرین پر ٹانگ دیا جاتا ہے، اور کھال اتارنے کا کام شروع کردیا جاتا ہے، ایسی صورت میں ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس تدبیر کے ذریعہ سے جانور کو موت سے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دینا ہے، جس سے اس کا خون بھی بڑی مقدار میں خشک ہوجاتا ہے، گوشت بھی لذیذ نہیں رہتا، گوشت کی قوت بھی ختم ہوجاتی ہے، یہ طریقہ سنت متوارثہ اور طریقہ شرع کے خلاف ہے مکروہ تحریمی ہے، جانور کو ایسی اذیت دینے کی اجازت نہیں[۲]۔

---

[۱] كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْهىٰ أنْ تُذْبَحَ الشَّاةعندالشاة،مصنف عبدالرزاق ص ۴۹۴ / ج ۴ /رقم الحديث ۸۶۱۰ /باب الصيد وذبحه،مطبوعه المجلس العلمي سملک،اعلاء السنن ص ۱۳۸ / ج ۱۷ / کتاب الذبائح،باب الامور التي يستحب مراعاتها،مطبوعه مکه مکرمه، تكملة فتح الملهم ص ۵۴۰ / ج ۳ / کتاب الذبائح،باب الامر باحسان الذبح، مطبوعه کراچی،

ترجمہ:-حضرت عمر بن الخطابؓ بکری، بکری کے پاس ذبح کئے جانے کی ممانعت فرمایا کرتے تھے۔

[۲] کره كل تعذيب بلافائدة الخ درمختار على الشامي ص ۴۲۷ / ۹ ، مکتبه زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۸ / ج ۵ / کتاب الذبائح،الباب الاول فی رکنه، هدايه على فتح القدير ص ۴۹۷ / ج ۹ / کتاب الذبائح،مطبوعه دارالفکر بیروت.

تاہم اگر جانور میں زندگی باقی تھی، ایسی حالت میں اس کو ذبح کیا گیا جس سے خون جوش کیساتھ نکلا، جانور تڑپا تو وہ گوشت حرام نہیں ہوگا، ورنہ وہ ذبیحہ بھی حرام ومردار ہوجائیگا[1] ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال نہ کھینچیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۶/۹۴ھ

متوحش جانور کو ذبح کرنے کے لئے سر پر لوہا مارنا

سوال: - ایک مذبح میں بہت سے بیل ہیں سب کو ذبح کرنا ہے، بعض بیل وحشی کے حکم میں داخل ہیں، کسی کو قریب نہیں ہونے دیتے اور بہت سے ایسے ہیں کہ وحشی نہیں ہیں، بلکہ سیدھے ہیں ان کو آسانی سے ذبح کر دیا جاتا ہے، لیکن جو متوحش ہیں کسی کو قریب پھٹکنے نہیں دیتے، لوگ مجبور ہوکر ان کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں کہ ذابحین میں سے ایک آدمی چند انچ کا لمبا لوہا لیکر کسی حکمت سے اس کے سر پر مارتا ہے، تاکہ وہ اپنی اس تکلیف میں پریشان ہوکر غافل ہوجائے، اور وہ چوٹ ایسی نہیں ہوتی کہ وہ جانور مرجائے، بلکہ اتنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے درد میں غافل ہوجاتا ہے، اور ذابحین اس کی ٹانگ میں رسی وغیرہ لگا کر گرا دیتے ہیں، پھر اس کو باقاعدہ ذبح کر دیتے ہیں، یہ صورت مسئولہ ہے اس پر کئی سوال ہیں جو ذیل میں مذکور ہوتے ہیں:

---

[1] ذبح شاة مريضة فتحركت اوخرج الدم كما يخرج من الحى حلت والالاان لم تدر حياته عند الذبح وان علم حياته حلت مطلقا وان لم تتحرك ولم يخرج الدم الدر المختار مع الشامى زكريا ص۴۴۷/ج۹/ كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۶۵/ ج۴/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۲۸۶/ج۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه، درمختار مع الشامى ص ۴۲۶/ج۹/ مكتبه زكريا ديوبند، كتاب الذبائح،

[2] وكره قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد الخ درمختار علىٰ الشامى ص۴۲۷/ج۹، مطبوعه زكريا، كتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۱/ج۸/ كتاب الذبائح، هدايه على فتح القدير ص۴۹۷/ ج۹/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالفكر بيروت،

(۱) مذکورہ متوحش بیل کو اس خاص ضرورت کی وجہ سے لوہا مارنا محض غافل کرنے کے لئے تعذیب حیوان میں داخل ہے یا نہیں، اگر تعذیب نہیں تو اس کی کیا دلیل اور اگر ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔

(۲) لوہا مارنے کی دلیل جواز ابوداؤد شریف ص۳۳/ج۲/ کی حدیث پیش کی جاسکتی ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ان لھٰذہ البھائم اوابد کاوابد الوحش ومافعل منھا ھذا فافعلو ابہ مثل ھذا۔

اور حدیث باقی صحاح ستہ میں بھی ہے اور ترمذی شریف ۱۸۰/ کے حاشیہ میں طیبی کے کلام سے جواز نکل سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) کیا امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اونٹ، گائے، بھینس جو شہر میں یا صحراء میں ہوں اور اپنے نفس سے روکتے ہوں جب وحشی ہوجائیں تو ان کو شکار کی طرح زخمی کیا جائے کیا ردالمحتار، ص۱۹۹/ میں یہ عبارت ہے۔

(۴) صورت مذکورہ میں عجز حقیقی ذبح اختیاری سے متحقق ہے یا نہیں؟ ہدایہ کتاب الذبائح، ص۲۷۳/ج۳/ کی عبارت " الایصال کالند" سے عجز ثابت کیا جاسکتا ہے، یا نہیں، اسی طرح "البقر والبعیر لانھمایدفعان عن انفسھما فلا یقدر علی اخذھما وان ندافی المصر فیتحقق العجز " کی عبارت سے عجز ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۵) صورت مذکورہ میں متوحش بیل کسی حکمت سے مکان میں لایا جائے، رسّہ وغیرہ ڈالکر مگر پھر بھی نہ آسکے یہ عجز حقیقی ہے یا نہیں؟

(۶) "زیادۃ الالم من غیر حاجۃ، ھدایۃ" کتاب الذبائح ص۲۷۳" سے اس خاص صورت میں مفہوم مخالف لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) حقیقۃً عجز ذبح اختیاری یہ بھی کچھ ہے، کہ صورت مذکورہ میں خاص بیل روکتا ہو اور اپنے اوپر قابو نہ دے یا یہ حقیقۃً عجز خاص صورت میں نہیں۔

(۸) کسی حاجت کی وجہ سے ایلام درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو نوویؒ کے حاشیہ مسلم، ۱۵۳ رج ۲ر سے صورت مذکورہ پر استدلال کرتے ہوئے، اس خاص بیل کو لوہار مانا ذبح سے پہلے درست ہے یا نہیں؟

(۹) اگر حاجت کے ماتحت ایلام دیکر یا بلا حاجت ایلام دیکر ذبح کریں تو اس کا اثر گوشت کی حلت یا حرمت پر پڑتا ہے یا نہیں؟

(۱۰) صورت مذکورہ میں خاص بیل جب کہ قابو نہ دے تو اس کو صید کے حکم میں قرار دے سکتے ہیں یا نہیں "والصيد وهو الممتنع المتوحش فى اصل الخلقة هداية کتاب الحج ص ۲۵۷ رج ۲ر" اور بخاری شریف، ص ۸۲۸ رج ۲ر "مااعجزک من البهائم ممافی یدیک فهو كالصيد فذكه من حيث قدرت عليه" سے استدلال کر کے حکماً صید بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۱) اگر مذکورہ بیل بہت سے ہوں اور اپنے اوپر قابو نہ دیں تو سب کو فرداً فرداً لوہا مار سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۲) مذکورہ خاص بیل کے لئے یہ اضطراری چوٹ لوہے کی خاص موقع محل کے لئے دستور بن سکتی ہے یا نہیں؟

(۱۳) اگر کوئی شخص اس خاص بیل کو لوہا مارنے کی اجازت کی وجہ سے متوحش غیر متوحش سب کو مارنے لگے تو کیا اس ناجائز فعل کی وجہ سے "غیر باغ ولا عاد" کے تحت میں اس شخص سے متوحش بیل کی اجازت بھی از روئے شرع سلب ہو سکتی ہے یا نہیں، اور استدلال درست ہے یا نہیں؟

(۱۴) صیال یا بھاگنے والے جانور حیوان متوحش کو پہلے زمانہ میں تیر مارا کرتے تھے، اب اس زمانہ میں تیر مارنے کا رواج نہیں رہا تو کوئی لوہا یا ڈنڈا یا گولی مار سکتے ہیں اس غرض سے کہ وہ قابو میں آجائے یا نہیں، اگر نہیں تو کیا صورت ہو۔

(۱۵) سینگ میں یا گلے میں رسّہ یا کسی طرف گھیر کر ٹھہرایا ہو لیکن پھر بھی متوحش بیل

اپنے نزدیک نہیں آنے دیتا تو کیا اس وقت عجز متحقق ہے اور ابوداؤد ص ۳۴ / ج ۲ / کے حاشیہ میں "وان تحقق العجزفی الحال جاز رمیه" سے عجز حقیقی کا استدلال درست ہے یا نہیں؟

(۱۶) "لاتتخذ و اشیًا فیه الروح غرضاً" والی حدیث صحاح ستہ کے تمام مقامات سے تلاش کر کے اور سب کو سامنے رکھ کر یہ مطلب نکالنا درست ہے، کہ مرغی یا پرندہ وغیرہ اور کوئی جانور ایک جگہ باندھ لیا جائے پھر تیراندازی شروع کر دی جائے، حتی کہ وہ مرجائے، اور مرجانے کے بعد کھالی جائے یا نہ، ایسا کرنے والے پر لعنت ہے، اس مطلب کی صحت کا استدلال ترمذی، ص ۱۷۸ / ج ۲ / "تنصب وترمی حتی تقتل" اور ابوداؤد شریف، حاشیہ، ص ۳۴ / ج ۲ / "یمسک الحیوان ویجعل هدفا ویرمی الیه حتی یموت" ان ہر دو حوالوں سے کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۱۷) صورت مذکورہ اس حدیث کی زد میں آتی ہے، جبکہ صورت مذکورہ میں ان باتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(۱) رسّہ سے متعارف طریقہ سے نہیں باندھا جاتا کہ نشانہ لگایا جائے۔

(۲) اس پر تیراندازی سے یا کسی اور چیز سے بہت نشانے نہیں لگائے جاتے ہیں۔

(۳) نشانہ کی غرض سے نہیں روکا جاتا۔

(۴) نشانے اس قدر نہیں لگائے جاتے کہ وہ مرجائے۔

(۵) تفریح طبع کے لئے نہیں مارا جاتا۔

(۶) مارنیوالا ایک ہی ہوتا ہے۔

(۷) اس مار سے فقط اس کو کمزور کرنا ہے نہ کہ جان سے ماردینا۔

(۸) ذبح اختیاری کے لئے اس چوٹ کو سبب بنایا جاتا ہے۔

(۹) ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً ہی ذبح کر دیا جاتا۔

(۱۰) بلاضرورت چوٹ نہیں لگائی جاتی، حتی الوسع اس چوٹ لگانے سے بچایا جاتا

ہے۔

(١٢) خاص متوحش بیل کو مارا جاتا ہے۔

(١٣) جانور بہر صورت صیال ہی رہتا ہے۔

(١٤) جانور مکان کے اندر ہونے کی حالت میں بھی متوحش ہونے کی وجہ سے ذبح اختیاری نہیں کر سکتے۔

(١٥) لوہا مارنے والوں کا خیال جانور کو ایذا بلاضرورت دینے کا قطعاً نہیں ہے، اس لئے ہر بیل کو ایسی چوٹ نہیں لگاتے ان باتوں کا اہتمام کرتے ہوئے پھر بھی اس حدیث کی زد میں لوہا مارنے والے آتے ہیں یا نہیں۔

(١٨) خاص مذکورہ صورت میں لوہا مارنے کا جواز مسلمانوں کو کفر تک پہنچاتا ہے یا نہیں۔

(١٩) خاص مذکورہ صورت جواز ضرب حدید کا حکم دینا شارع صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور سمجھنے کے مرادف ہے یا نہیں۔

(٢٠) خاص صورت مذکورہ میں لوہا مارنے سے کسی نص کے خلاف ہوتا ہے۔

(٢١) خاص صورت مذکورہ میں متوحش بیل کی طاقت اس طرح کمزور کریں کہ بلا اکل وشرب کسی مکان میں کسی حکمت سے روک رکھیں اور پھر جب کمزور ہو جائیں تو ذبح کریں یا ایسا نہ کریں اور ذبح سے پہلے ثقل یا جرح یا عقر کریں کونسی بات پر عمل کریں ذبح اختیاری تو ممکن نہیں۔

(٢٢) مدار حلت گوشت جو یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ دو چیزیں ہیں (١) خون نجس نکالنا (٢) اللہ تعالیٰ کا نام لینا، کیا یہ قانون مذکورہ صورت میں ٹوٹ جاتا ہے، اور گوشت حرام ہو جاتا ہے، جبکہ ان دو چیزوں کو بھی سرانجام کیا جائے۔

(٢٣) ''ماتوحش من النعم فذکاته العقر والجرح، کتاب الذبائح'' سے یہ

ثابت ہوتا ہے کہ متوحش بیل کو عقر کیا جائے یا جرح لیکن ذبح اختیاری حاصل کرنے کے لئے لوہا مار سکتے ہیں تا کہ قابو میں آجائے، پھر ذبح کیا جائے۔

(۲۴) قوی جسیم متوحش بیل کسی حکمت سے مذبح میں لائے جائیں، اور پھر اپنے قریب نہ ہونے دیں تو کیا متوحش ہو جاتے ہیں۔

(۲۵) اگر لوہا مارنے کو اس خاص مذکورہ کے اندر جائز قرار دیا جائے تو یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ شارع علیہ السلام کو معلومات ذبح نہ تھیں، اور اس جائز قرار دینے والے کو ہیں۔

(۲۶) کیا لوہا مارنے کو اس خاص مذکورہ صورت کے اندر جائز قرار دینے والا ایسا حکم دے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ شارع علیہ السلام سے مفتی کو زیادہ عقل ہے۔

(۲۷) ایسی کوئی دلیل ہے جس سے ایلام بالحاجۃ حرام، ہو یعنی وہ ایلام جو محتاج الیہ ہے، اور خاص طاقتور بیل کو دی جارہی ہے یہ کس دلیل شرعی سے حرام ہے۔

(۲۸) "یخلق اللّٰہ مایشاء" کے تحت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ خاص مذکورہ صورت میں جن بیلوں کا ذکر ہے وہ ان بیلوں سے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھے، بڑے ہوں اگر یہ کہہ دیں تو شرعی نقصان تو کوئی نہیں۔

(۲۹) حیوان انسی متوحش ہوں مثلاً صورت مذکورہ میں خاص بیل ہیں، ان کو کس طرح ذبح کیا جائے ذبح اختیاری تو ہو نہیں سکتا تو کیا ذبح اختیاری کے لئے کوئی تدبیر ہے جانور کی طاقت کو کم کرنے کے لئے لوہا وغیرہ۔

(۳۰) متوحش اور صیال وہ جانور ہوسکتا ہے، جو مذبح میں بھی کسی کو قریب آنے نہ دے یا نہیں۔

(۳۱) متوحش جانور کو ذبح کرنے سے پہلے جو چوٹ لگائی جاتی ہے، اس سے دم مسفوح کے نکلنے میں کوئی شرعی نقصان ہے کیا اس چوٹ کے لگنے سے دم مسفوح اندر رہ

جاتا ہے، کیا چوٹ لگتے وقت جو دم جانور کے اندر یا چوٹ لگنے کے بعد اندر ہے یہ دم مسفوح کہلاتا ہے، یا اس وقت یہ دم مسفوح کہلاتا ہے، جس وقت ذبح کیا جائے، اور جو خون نکلے وہ دم مسفوح ہوتا ہے۔

(۳۲) اضطراری حالت کی کیا یہی تعریف ہے کہ اختیاری حالت پر پوری قدرت نہ ہو یا اور کوئی۔

(۳۳) اضطراری حالت کا حکم صرف اسی اضطراری حالت کے لئے ہے یا عام ہے دوسری بار بھی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳۴) متوحش بیل کو لوہا مارنے کے بعد ذبح کر کے جب تولا جاوے تو غیر متوحش کے وزن کم نکلے تو یہ کم ہونا کچھ شرعی نقصان ہے۔

(۳۵) متوحش جانور کو لوہا مارنے والا غیر مسلم یا اہل کتاب ہے اور ذبح اختیاری چوٹ کے بعد ہوتی ہے، یہ ذبح کرنے والا مسلم ہے تو اس ضارب حدید کا غیر مسلم یا اہل کتاب ہونا شرعاً کچھ حرج ہے یا نہیں؟

(۳۶) ''الضرورات تبیح المحظورات'' شرعی مسئلہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ محل ضرورت کس کس سبب سے متحقق ہوتا ہے، کیا جان و مال و وقت تجارتی کاروبار یا اور قسم کے نقصانات بھی اسباب ضرورت بن سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳۷) متوحش بیل کو لوہا مارنے والے کے لئے ذبح سے پہلے تکبیر پڑھنا ضروری ہے؟

(۳۸) صورت مذکورہ میں اضطرار شرعی ہے یا نہیں اگر ہے تو کس چیز کو اس جانور کو کمزور کرنے کا سبب بنایا جائے، جرح کو یا عقر کو یا ثقل کو؟

(۳۹) لوہا مارنا ذبح سے پہلے صرف متوحش بیل کو اگر فی نفسہ حرام نہیں ہے تو کیا لغیرہ حرام ہے یا نہیں (لغیرہ کا یہ مطلب کہ اس کی اجازت کیوجہ سے غیر متوحش کو بھی مارنے لگیں؟

(۴۰) متوحش صیال بیل کسی حکمت سے رسّے کی لپیٹ وغیرہ میں لادیں پھر بھی قابو نہ دیوے تو ایسی حالت میں کمزور کرنے کیلئے لوہا سر میں مارنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴۱) متوحش کی تعریف یہ صحیح ہے کہ کسی کو قریب نہ آنے دے چاہے بھاگے یا نہیں، اگر یہ تعریف صحیح نہیں تو پھر کیا تعریف ہے، صیال کی تعریف یہ صحیح ہے کہ ٹانگوں، سینگوں سے قریب نہ آنے دے، حملہ کرے خواہ کسی مکان میں ہو یا باہر اگر یہ تعریف نہیں تو پھر کیا ہے۔

(۴۲) جس بیل کی ٹانگیں اور سینگ آزاد ہوں اور رسّہ بدن کے کسی حصہ پر ٹھہرا ہو وہ جانور اپنے اعضاء سے حملہ ور ہو حکماً وحشی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴۳) حلال گوشت کی فروختگی بڑھانے کے لئے یا اس کا سبب بنانے کے لئے خنزیر کا گوشت بھی ساتھ فروخت کیا جائے اور حساب علیحدہ رکھا جائے کیا جائز ہے تو ایسے شخص کی دعوت کسی کو قبول کرنا کیسا ہے، جبکہ وہ کہے کہ میرا حساب خنزیر اور شراب کا علیحدہ ہے۔ بینواوتوجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حنفی مقلد کے لئے جبکہ جزیہ صریحہ فقہ میں موجود ہے کسی حدیث سے ازخود مسائل کا استنباط کرنا خلاف منصب تقلید ہے، مقلد کا منصب یہ ہے کہ اس کے امام نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر یا اجماع وقیاس سے جو کچھ مسائل تخریج کئے ہیں، اور اپنا مذہب مدون کردیا اس پر عمل کرلے خود تخریج واستنباط کی جرأت نہ کرے ورنہ وہ مقلد نہ رہے گا اجتہاد کا مدعی ہوگا، اور پھر اس کو ہر مسئلہ کے لئے آیت قرآنی یا حدیث نبوی یا اجماع امت یا قیاس سے خود ہی استنباط کرنا ہوگا، کسی اور سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں اور اس امر کا متعسر بلکہ متعذر ہونا ظاہر بلکہ اظہر ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ رسالہ اصول مذہب حنفیہ میں فرماتے ہیں "السابعة قال بعض اصحاب الفتاویٰ اذا كان فی المسئلة قول لابی حنیفةؒ وصاحبیہؒ وخالفہ وحدیث یحکمون بصحتہ وجب اتباع قولھم دون

الحدیث"[۱]

اس مختصر سی تمہید کے بعد سنئے کہ امام محمدؒ کتاب الآثار[۲] میں وہ روایت جس کو آپ نے سوال نمبر۲ رمیں ابوداؤد شریف سے نقل کیا ہے، لکھ کر فرماتے ہیں "وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃؒ اھ" اس تصریح کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں، ہر چند کہ تمام سوالات کا جواب نمبروار ضروری نہیں کیونکہ تمہید مذکورہ سے بہت سوالات حل ہوگئے، تاہم ترتیب استفتاء کی رعایت سے نمبروار جوابات بھی درج ہیں:

(۱) یہ تعذیب ممنوع نہیں کیونکہ ایسا جانور شکار کے حکم میں ہے اور شکار کی حلت منصوص ہے ابوبکر رازیؒ نے احکام القرآن[۳] ص۳۷۹ رج۲ رسورۂ مائدہ میں ایسے جانور کو شکار کا حکم دینے کے لئے روایت مذکورہ فی السوال سے استدلال کیا ہے، بذل المجہود[۴] ص۸۰ ر ج۴ رشرح ابوداؤد میں روایت مذکورہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فافعلوا به مثل هذااى الجرح والقتل والظاهران السهم اصاب المقتل فمعنى

---

[۱] فتاویٰ عزیزی ص۷۰/ ۱، مکتبه رحیمیه دیوبند، رساله اصول مذهب حنفیه ازمعقول ومنقول،

[۲] کتاب الآثار ص۱۳۷ رکتاب الذبائح،مطبوعه کراچی.

[۳] واماالبعيرونحوه اذاتوحش اوتردى فى بئر فان الذى يدل على انه بمنزلة الصيدفى ذكاته ماحدثنا الى قوله عن رافع بن خديج قال ندعلينا بعيرفرميناه بالنبل ثم سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان لهذا الابل اوابدكاوابدالوحش فاذاندمنها شئ فاصنعوا به ذلک وكلوه قال سفيان وزاداسماعيل بن مسلم فرميناه بالنبل حتى رهصناه فهٰذايدل على اباحة اكله اذاقتله النبل لاباحة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم من غيرشرط ذكاة غيره احكام القرآن للجصاص الرازى ص۳۰۹ رج۲ رباب فى شرط الزكاة،فصل ثانى،مطبوعه دارالكتاب العربى بيروت.

[۴] بذل المجهود ج۴ر ص۸۰، مطبوعه رشيديه سهارنپور، كتاب الضحايا، باب الذبيحة بالمروة،مرقاة شرح مشكوة ص۳۲۵،۳۲۶ رج۴ ركتاب الصيدوالذبائح،مطبوعه بمبئى، التعليق الصبيح،ص۳۳۰ رج۴ رباب ايضا،مطبوعه فخريه ديوبند،شرح الطيبى ص۹۹ رج۸ر باب ايضا،مطبوعه زكريادیوبند

حبسه ای قتله ویحتمل انه لم یصب المقتل فحینئذ معنی قولهٗ حبسه کفه عن الشرود فحینئذ ذبحوه بعد الاخذ لانه لم یبق حینئذ فی حکم الصید فان المتوحش اذا انذ یکون فی حکم الصید فاذا اخذ وفیه الحیات المستقرة لم یبق فی حکم الصید فلایحل بالذکوة الاضطراریة بل یلزم ذبحه والاحرم اکلهاھ"

(۲) مجتہدین نے اس روایت سے استدلال کیا ہے۔کذا فی احکام القرآن[۱]۔

(۳) صاحب ردالمحتار[۲] وغیرہ نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

(۴) صورت مسئولہ میں عجز ہے عبارت مسئولہ سے استدلال درست ہے[۳]۔

(۵) درست ہوسکتا ہے[۴]۔

(۶) مفہوم مخالف لے سکتے ہیں مگر اس کی ضرورت کیا ہے جبکہ مفہوم موافق سے استدلال درست ہے[۵]۔

---

[۱] احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۳۰۹/ج ۲/سورۂ مائدہ ،باب فی شرط الزکاة،فصل ثانی،مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

[۲] وکفیٰ جرح نعم کبقروغنم توحش فیجرح کالصید والمصر وغیرہ سواء فی البقر والبعیر الخ در مختارمع ردالمحتارص ۴۴۰/ ج۹، مطبوعه زکریادیوبند، کتاب الذبائح، هدایه ص ۴۳۹/ج۴/ مطبوعه یاسرندیم، کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷۱/ج۸/کتاب الذبائح.

[۳] المصروغیرہ سواء فی البقروالبعیر لانهما یدفعان عن انفسهما فلا یقدرعلیٰ اخذهماوان ندا فی المصر فیتحقق العجز الخ، هدایه ص ۴/۴۳۹، مطبوعه یاسراینڈ کمپنی دیوبند، کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹه ص ۸/۱۷۱، کتاب الذبائح، مجمع الانهرص ۱۶۰/ج۴/ کتاب الذبائح،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[۴] ملاحظہ ہوحوالہ بالا۔

[۵] اعلم ان المفهوم قسمان مفهوم موافقة وهودلالة اللفظ علی ثبوت حکم المنطوق لمسکوت بمجرد فهم اللغة ای بلاتوقف علی رأی واجتهاد کدلالة لاتقل لهما اُفّ علی تحریم الضرب واعتبارقسم الاول من القسمین متفق علیه رسم المفتی ص۱۶۶ ،۱۶۷/ بحث المفهوم ، مطبوعه زکریا دیوبند.شامی کراچی ص ۱۱۰/ج ۱/کتاب الطهارة،مطلب فی دلالة المفهوم.

(۷) ہے[۱]۔

(۸) محض ایلام بلا وجہ تو جائز نہیں البتہ اگر کسی غرض مشروع کی تحصیل ایلام پر موقوف ہو تو اس کے لئے بقدر حاجت ایلام جائز ہے، مثلاً شکار کرنا ذبح کرنا خصی کرنا شرعاً درست ہے[۲]، بلا وجہ جانور کو ستانا نشانہ بنانا درست نہیں[۳]، امام نوویؒ شافعی المذہب ہیں ان کی عبارت سے مسائل فقہیہ جزئیہ میں حنفی المذہب کو استدلال کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو ہر مسئلہ میں اپنے مذہب کو مبرہن کریں گے، خواہ اس سے حنفیہ کی موافقت ہو یا مخالفت، گو اس خاص مسئلہ میں مخالف نہیں بلکہ موافق ہیں[۴]۔

(۹) نفس ذبح خود ایلام ہے مگر حاجت کے تحت ہے اس لئے اس میں تو اشکال ہے ہی نہیں اسی طرح جس قدر ایلام بضرورت ہو لیکن ایلام بلا حاجت گو ممنوع ہے تاہم اس سے گوشت حرام نہیں ہوتا ہے ''وحل الذبح بکل ماافری الاوداج وانھر الدم ولو بلیطة او

---

[۱] وکفیٰ جرح نعم کبقر وغنم توحش فیجرح کالصید والمصر وغیرہ سواء فی البقر والبعیر الخ، درمختار مع ردالمحتار ص ۹/۴۴۰، مطبوعہ زکریادیوبند، کتاب الذبائح، ھدایہ ص ۴۳۹/ج ۴/ (مطبوعہ یاسرندیم) کتاب الذبائح، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۷۱/ج۸/ کتاب الذبائح.

[۲] ویجوز اخصاء البھائم، مجمع الانھر ص ۲۲۴/ج ۴/ کتاب الکراھیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، الدرالمختار علی الشامی زکریاص ۵۵۷/ج ۹/ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۰۴/ج۸/ کتاب الکراھیة، فصل فی البیع.

[۳] عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتتخذوا شیئا فیہ الرح غرضا مشکوة ص۳۵۷/ کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، مسلم شریف ص ۱۵۳/ج ۲/ کتاب الصید، باب النھی عن صبر البھائم، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، مسند احمد ص ۲۱۶/ج ۱/ مسند عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنھما، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[۴] قال ابوحنیفةؒ والشافعیؒ اذالم یقدرعلی ذکاة البعیر الشارد فانہ یقتل کا لصید، بدایة المجتھد ص ۱۳۴/ج ۴/ کتاب الصید، مااستوحش من الحیوان المستأنس، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، اعلاء السنن ص ۹۶، ۹۷/ج ۱۷/ کتاب الذبائح، باب ذکاة المتوحش من الابل وغیرہ، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

مروة الاسناوظفرا قائمين ولو كانا منزوعين حل مع الكراهة لما فيه من الضرر بالحيوان كذبحه بشفرة كليلة وكره كل تعذيب بلافائدة اه قوله مع الكراهة اى كراهة الذبح بهاواما اكل الذبيح بهالابأس بهاه درمختاروشامی[1]مختصراً۔

(۱۰) وہ صید کے حکم میں ہے کذافی الدرالمختار[2]،روایت بخاری[3] سے بھی تائید ہوتی ہے، ہدایہ کتاب الحج میں مخطورات الاحرام والحرام کا ذکر ہے، اورسوال میں طریق ذبح کا استفسار ہے۔

(۱۱) مارسکتے ہیں۔

(۱۲) بن سکتی ہے۔

(۱۳) بلاضرورت ایلام ممنوع ہے کمامر لیکن اس جرم کی سزا میں بضرورت ایلام کی اجازت سلب نہ ہوگی، اورآیت مذکورہ سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس میں بصورت تعدی اصل اجازت کوسلب نہیں کیا گیا، بلکہ صرف تعدی کی ممانعت کی گئی ہے[4]۔

(۱۴) ایسی ضرورت کے وقت ان چیزوں کا مارنا درست ہے،(اس جانورکوقابو میں لانے کے لئے۔

---

[1] درمختار على الشامى ص۴۲۶/ ج۹/ مطبوعه زكريا ديوبند، كتاب الذبائح، البحرالرائق كوئٹه ص۱۷۰/ج۸/كتاب الذبائح،مجمع الانهر ص۱۵۸/ج۴/كتاب الذبائح،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] فانه يقتل كالصيد،درمختار على الشامى زكرياص۴۴۰/ج۹/ كتاب الذبائح.

[3] قال ابن عباسؓ مااعجزك من البهائم ممافى يديك فهو كالصيدوفى بعيرتردى فى بئر فذكه من حيث قدرت عليه ورأى ذلك على وابن عمر وعائشةرضى الله عنهم،بخارى شريف ص۸۲۸/ج۳/كتاب الذبائح والصيد،باب ماندمن البهائم،مطبوعه اشرفى ديوبند.

[4] فالحاصل انه لايجوزللمضطر الاكل منه الاقدر سد الرمق، تفسير مظهرى ص۱۷۱/ج۱/ سورة البقرة تحت آيت ۱۷۳/مطبوعه رشيديه كوئٹه، روح المعانى ص۶۴/ج۲/مطبوعه دار الفكربيروت.

(۱۵) یہ عجز کی صورت ہے کما مر۔

(۱۶) یہ صورت ناجائز ہے اور لاتتخذوا کی ممانعت میں داخل ہے۔

(۱۷) نہیں۔

(۱۸) لوہا مارنا صورت مسئولہ میں درست ہے گناہ بھی نہیں ہے۔

(۱۹) نہیں۔

(۲۰) نہیں۔

(۲۱) دوسری بات اختیار کرلیں عقر وجرح روایات سے بھی ثابت ہے[1]۔

(۲۲) ایسی صورت میں یہ قانون نہیں ٹوٹتا۔

(۲۳) لوہا اگر دھاردار ہے تو اس کا مارنا جرح ہے بندوق سے شکار جائز ہے تاکہ اس کو کمزور کرکے ذبح کیا جائے۔

(۲۴) ایسے بیل متوحش کے حکم میں ہیں۔

(۲۵) یہ کیسے سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ اس کی ممانعت نہیں کی بلکہ دوسرے طرق ذکر کئے ہیں، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس طریق کا علم نہ تھا دوسرے آپ نے ایسے طرق عموماً فرمائے ہیں، کہ وہ خود ذبح کے حکم میں آتا ہے، اورسوال صرف کمزور کرنے سے ہے، اگرکوئی

---

[1] عن غضبان بن یزید البجلی عن ابیه قال اعرس رجل من الحی فاشتری جزوراً فندت فعرقبهاوذکر اسم اللّٰه فامرهم عبداللّٰه یعنی ابن مسعود ان یاکلوا فما طابت انفسهم حتی جعلوا له منهابضعة ثم اتوه بها فاکل،عن ابی راشد السلمانی قال کنت ارعی منائح لاهلی بظهر الکوفة فتردی منها بعیر فخشیت ان یسبقنی بذکاته فاخذت حدیدةفوجأت بها فی جنبه اوسنامه ثم قطعته اعضاء وفرقته علی اهلی الحدیث فتح الباری ص۶۸۰/ج ۱۱/ کتاب الذبائح والصید،باب ماند من البهائم، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، اعلاء السنن ص۹۷،۹۸/ج۱۷/کتاب الذبائح،باب ذکاة المتوحش من الابل،مطبوعه امدادیه مکه مکرمه.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\06-Zibah ke Ahkam

سمجھ بھی لے تو آپ کے کمالات میں اس سے کیا نقصان لازم آتا ہے، کیونکہ دنیوی حرفت وصنعت اور پیشوں کا علم آپ کے لئے باعث کمال نہیں بلکہ ذات وصفات خداوندی اور شریعت کے ظاہری و باطنی کا علم آپ کے لئے باعث کمال ہے، اس علم میں کوئی شخص بلکہ تمام عالم بھی ملکر آپ کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(۲۶) یہ سمجھنا ایسے سمجھنے والے کی بے عقلی ہے۔

(۲۷) نہیں بلکہ یہ حلال ہے دیکھئے جواب نمبر ۸/ونمبر ۹/۔

(۲۸) اس میں کیا نقصان ہے ایسا ہونا ممکن ہے بلکہ ہوتا ہے کسی جگہ کے بیل بڑے ہیں کسی جگہ کے چھوٹے۔

(۲۹) تیر یا دھاردار لوہا مار کر زخمی کرلیں۔

(۳۰) ہوسکتا ہے۔

(۳۱) نہیں بلکہ اگر تکبیر پڑھ کر دھار دار لوہا مار کر دم مسفوح نکالا اور وہ فوراً ذبح کرنے والے کے وہاں پہنچنے سے پہلے مرگیا تو وہ حلال ہے۔[1]

(۳۲) یہی ہے۔

(۳۳) پہلی بار کی خصوصیت نہیں حدیث شریف میں عام اجازت ہے۔[2]

---

[1] وفیه اشارة الی انه لومات قبل وصول الذابح اومع وصوله اوبعدوصوله بلافصل اکل وبه ناخذ مجمع الانهر ص ۲۶۵/ج ۴/کتاب الصید، مطبوعه دارالکتب العلمیةبیروت، البحرالرائق کوئٹه ص ۲۲۳/ج ۸/کتاب الصید.

[2] واماالبعیرونحوه اذاتوحش اوتردی فی بئر فان الذی یدل علی انه بمنزلة الصیدفی ذکاته ماحدثنا الی قوله عن رافع بن خدیج قال ندعلینا بعیرفرمیناه بالنبل ثم سألنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال ان لهذا الابل اوابدکاوابدالوحش فاذاندمنها شئ فاصنعوا به ذلک وکلوه قال سفیان وزاداسماعیل بن مسلم فرمیناه بالنبل حتی رهصناه فهذایدل علی اباحة اکله اذاقتله النبل لاباحة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من غیرشرط ذکاة غیره، احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۳۰۹/ج ۲/باب فی شرط الزکاة،فصل ثانی،مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت.

(۳۴) نہیں۔

(۳۵) نہیں۔

(۳۶) کس شئ کی ضرورت کا سوال ہے خاص ذبح کی یا عام ہر شئ کی، اول کے متعلق عبارات فقہ وحدیث، سوال وجواب میں آچکیں ثانی کے متعلق یہ ہے کہ اشخاص واوقات و احوال کے اعتبار سے ضرورت متفاوت ہوتی ہے، اشباہ[1] وغیرہ میں جزئیات بالتفصیل موجود ہیں، کلیہ بیان کرنا جو ہر شخص کے لئے ہر زبان میں ہر حال میں ہر امر میں جاری ہو دشوار ہے۔

(۳۷) محض کمزور کرنے کی ضرورت نہیں، ذبح کرنے کے لئے ضروری ہے اوراس کا مسلم ہونا بھی ضروری ہے[2]۔

(۳۸) یہ اضطرار ہے جرح یا عقر کو سبب بنالیا جائے۔

(۳۹) متوحش کا مارنا جائز ہے، غیر متوحش کے لئے ذریعہ بنانا اور مارنا ناجائز ہے۔

(۴۰) مار سکتے ہیں۔

(۴۱) ایسے جانور کا حکم بھی اس جانور کا ہے جو بھڑک جائے، کما ہو مصرح فی الدرالمختار[3]

(۴۲) کہہ سکتے ہیں۔

---

[1] الضرورات تبیح المحظورات ومن ثم جاز اکل المیتة عند المخمصة واساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بکلمة الکفر للاکراہ الخ، الاشباہ والنظائر ص ۱۴۰/القاعدة الخامسة الضرر یزال، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند، قواعدالفقہ ص ۸۹/الرسالة الثالثة القواعد الفقهیة، مطبوعہ اشرفی دیوبند، القواعدالفقهیة المحمودة ص ۵۸/الضرورات تبیح المحظورات، مطبوعہ مکتبہ المظاہر سیلم.

[2] واما شرائط الذکاة فانواع منها ان یکون مسلماً ومنها التسمیة حالة الزکاة عندنا عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۵/ج۵/کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه، البحرالرائق ص ۱۶۸/ ج۸/کتاب الذبائح، الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۴۲۷، ۴۳۱/ج ۹/کتاب الذبائح.

[3] اوتعذرذبحه کان تردی فی بئر اوندّاوصال حتی لوقتله المصول علیه مریدا ذکاته حل الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص ۳۰۳/ج ۶/کتاب الذبائح.

(۴۳) خنزیر اور شراب کی بیع حرام ہے[1]، حلال گوشت کی فروختگی بڑھانے کا ذریعہ بنانا بھی ہے، اس لئے جائز نہیں خنزیر اور شراب کی بیع سے جو مال حاصل ہوا ہے، وہ بھی حرام ہے، اس کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں، اس کے حلال مال سے دعوت قبول کرنا درست ہے، مگر علماء کے لئے اس سے بھی اجتناب واحتیاط چاہئے کہ عوام کے لئے مظنۂ تہمت ہے "اهدى الى رجل شيئا او اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلاباس الا ان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هو الحرام ينبغي ان لايقبل الهدية ولاياكل الطعام الا ان يخبر بانه حلال ورثه او استقرضه من رجل اھ هنديه ص[2] ۲۴۱ / ج ۴ / دارالحرب میں مسلم مستامن کو کفار کے ہاتھ شراب کی بیع کرنا درست ہے،" کذافی ردالمحتار[3] جلد رابع اٰخر باب الربوا"

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳ / ۷ / ۵۸ھ

سائل کی تسلی اور اطمینان کے لئے مفتی صاحب نے جو کچھ جوابات تحریر فرمائے ہیں اس کے بیان کردہ سوالات اور حالات کے پیش نظر کافی ہیں، لیکن چونکہ یہ سوال قانون بنانے کا ہے، اور حکومت اس کو عام طور پر لازم کرنا چاہتی ہے، اس لئے جب تک قانون کے الفاظ نہ دیکھے جائیں سائل کو ان جوابات سے اس قانون کے جواز اپر استدلال کرنا جائز نہیں، مناسب

---

[1] وكذا يبطل بيع مال غير متقوم كالخمر والخنزير بالثمن، مجمع الانهر ص ۱۷۸ / ۳، باب البيع الفاسد، دارالكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۷۱ / ۶، باب البيع الفاسد، الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۵۵ / ۵، باب البيع الفاسد،

[2] عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۲ / ۵، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، بزازية على الهندية كوئٹه ص ۳۶۰ / ۶، كتاب الكراهية، الرابع فى الهدية والميراث، المحيط البرهانى ص ۷۳ / ۸، كتاب الكراهية، الفصل السابع عشر فى الهدايا والضيافات، مطبوعه ڈابھیل،

[3] مستأمن من اهل ديارنا مسلماً كان اوذمياً فى دارهم أومن اسلم هناك باشرمعهم من العقود التى لاتجوز فيمابيننا كالربويات وبيع الميتة جازشامى زكرياص ۴۲۲ / ج ۷ / كتاب البيوع، آخر باب الربا، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۵، ۱۳۶ / ج ۶ / قبيل باب الحقوق، النهر الفائق ص ۴۸۰ / ج ۳ / قبيل باب الحقوق، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

یہ تھا کہ قانون کی نقل بھیجی جاتی، ذکاۃ اضطراری کے لئے کسی خاص محل کی شرعاً تعیین نہیں اس لئے نمبر۱۲/ کا جواب بلا قانون کے الفاظ دیکھے نہیں دیا جا سکتا۔

دوسری بات یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ تضعیف حیوان للذبح اور ذکوٰۃ اضطراری کے فرق کو ملحوظ رکھا جائے، دونوں کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں اور جواب نمبر ۳۵/ اور ۳۷/ کا مدار اسی پر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

ٹھنڈا ہونے سے پہلے ذبیحہ کی کھال اتارنا

سوال:- جانور کو ذبح کرتے ہی فوراً ٹھنڈا ہونے سے پیشتر تو کھال کھینچتے ہیں فوراً اور ذبیحہ کے سامنے چھری تیز کرتے ہیں، ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے[1]، یہ جانوروں پر ظلم ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

[1] عن ابن عمران النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم امران تحدالشفاروان تواری عن البھائم، وقال اذا ذبح احدکم فلیجھز، ابن ماجہ ص ۲۲۹/ابواب الذبائح، باب اذاذبحتم واحسنوا الذبح، مطبوعہ اشرفی دیوبند، اعلاء السنن ص۱۳۷/۱۷، کتاب الذبائح، باب الامور التی یستحب مراعاتھا، مطبوعہ امدادیہ مکہ مکرمہ، وعن صفوان بن سلیم قال کان (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

گائے کو ذبح کرنے سے پہلے کھال چیرنا

سوال:- اگر ذبح کرتے وقت گائے کے پہلے حلق میں سے چمڑے کو چیر دیا پھر اندر سے ذبح کیا تو یہ ذبیحہ کیسا ہے، چوں کہ ہمارے ملک ہندوستان میں گائے ممنوع ہے اس وجہ سے ایسا نہ کیا جائے، تو چمڑا دیکھ کر اور پکڑ کر مقدمہ چل سکتا ہے، اور اگر چیر دیا تو پھر زیادہ خطرہ نہیں ہے، نیز اس طریقہ سے گائے کو قربانی کے واسطے ذبح کرنا کیسا ہے، کیا وہ قربانی قبول ہوگی یا نہیں مفصل جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ذبیحہ درست ہے مگر یہ فعل مکروہ ہے اس طریقہ میں جانور کو قدر ضرورت سے زیادہ اپنی غرض سے تکلیف دیجاتی ہے[١]، جس جانور کے ذبح پر پابندی اور قانونی خطرہ ہے اس خطرہ کو رکھنا دانشمندی نہیں قربانی حلال ہو ہی جائے گی۔

شعائر وہ احکام ہیں جن کو علی الاعلان اظہار شوکت کے طور پر کیا جائے نہ مقدمہ کے

(پچھلے صفحہ کے حواشی) عمر بن الخطابؓ ينهى ان تذبح الشاة عند الشاة، مصنف عبدالرزاق ص ٤٩٤/ ج٤/ باب الصيد و ذبحه، مطبوعه المجلس العلمي سملك، اعلاء السنن ص ١٣٨/ ج١٧/ كتاب الذبائح، باب الامور التي يستحب مراعاتها، مطبوعه امداديه مكه مكرمه.

٢ وكره كل تعذيب بلافائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد الخ الدر المختار على الشامي ص ٤٢٧/ ٩، مطبوعه زكريا ديوبند، كراچی ص ٢٩٦/ ج٦/ كتاب الذبائح، ملتقى الابحر على مجمع الانهر ص ١٥٩/ ج٤/ كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، فتاوى عالمگيرى ص ٢٨٨/ ج٥/ كتاب الذبائح، الباب الاول في ركنه الخ، مطبوعه بلوچستان بكڈپو.

١ والحاصل ان كل مافيه زيادة ألم لايحتاج اليه في الذكاة مكروه كذافي الكافي (عالمگيرى ص ٢٨٨/ ٥، كتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ١٧٠/ ج٨/ كتاب الذبائح، تبيين الحقائق ص ٢٩٢/ ج٥/ كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان.

ڈر سے چھپ کر غلط طریقہ پر[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۸۹ھ

ذبح کرنے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے

سوال:- ہم ایک جانور کو ذبح کرتے ہیں پھر اس کو کھاتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ اس کو کھاؤ، تمہارے لئے جائز ہے، لیکن یہ ایک جانور کو تکلیف دینا کیوں ہے، ہمیں امید ہے کہ اطمینان بخش جواب سے نوازیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جانور کو ہل میں جوتتے ہیں ایک کی ناک میں سوراخ کرتے ہیں اس سے بھی اس کو تکلیف ہوتی ہے، ایسا کیوں کرتے ہیں، بچہ پیدا ہونے سے بھی عورت کو تکلیف ہوتی ہے، اس کے اسباب سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، اور بھی ہزار قسم کی چیزیں زندگی میں پھیلی ہوئی ہیں، جن سے تکلیف ہوتی ہے، ان سب کو بھی ترک کر دینا چاہئے، ایک ذبح کر دینے ہی سے کیوں جذبۂ رحم جوش میں آتا ہے؟ حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ بسم اللہ اکبر پڑھ کر تیز چھری سے جانور کو ذبح کرنے سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے، جھٹکہ کرنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/۹۴ھ

---

[۱] الشعائر جمع شعیرة والمراد بها مایؤدی علی سبیل الاشتهار کصلاة الجمعة والعیدین والخطبة وجمع عرفات والمزدلفة معجم المصطلحات والالفاظ الفقهیة ص۳۳۷/ ج ۲/ الشعائر، مطبوعه دار الفضیلة بیروت، تفسیر المنار ص ۴۳، ۴۴/ ج ۲/ سورة البقرة تحت آیت ص ۱۵۸/ مطبوعه دار الفکر بیروت، تفسیر قاسمی ص ۲/ ج ۲/ الجزء الثالث، سورة البقرة آیت ص ۱۵۸/ مطبوعه دار الفکر بیروت.

(حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ذبیحہ حلال جھٹکا حرام کیوں؟

سوال:- غیر مسلم کا فرکا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ اہل اسلام جھٹکے کا گوشت نہیں کھاتے اورحرام سمجھتے ہیں اور جھٹکے کی صورت میں جانورکوکم تکلیف ہوتی ہے، بلکہ ایک وار میں اس کوختم ہوجانا پڑتا ہے،اور ذبح کی صورت میں جانوراپنی جان تڑپ تڑپ کرکھودیتا ہے،اس صورت مذکورہ میں اور جھٹکے میں اگر تقابل کیا جائے تو ذبح میں تکلیف ایذارسانی اورظلم زیادہ ہوتا ہے، اس طرح سے کیوں ہے اس کا جواب بھی عقل کی رہنمائی میں دندان شکن جوان دیا جائے ،اس قسم کے اعتراض سے مقصود اسلام کا مذاق اڑانا ہوتا ہے،لہٰذا غورکرکے جواب دیا جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس جانورکوبسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کرذبح کیا جاتا ہےاس کوتکلیف نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا پاک نام سن کراس بات سے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے نام پرذبح کیا جارہا ہے، اتنا مسرورومست ہوجاتا ہے کہ ذبح کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا،اس کے خلاف جس طرح سے بھی اس کو ماراجائے اس میں بہت اذیت وتکلیف اس کومحسوس ہوتی ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[2] والذبح والنحر سنة الانبياء عليهم السلام وفيهما مصالح منهاا راحة الذبيحة فانه اقرب طريق لازهاق الروح، حجة الله البالغه ج ۲ /ص ۱۶۷ /من ابواب المعيشة، الحيوانات التى لاتوكل، مطبوعه مصر.

[1] والذبح والنحرسنة الانبياء عليهم السلام وفيها مصالح منها اراحة الذبيحة فانه اقرب طريق لازهاق الروح، حجة الله البالغة ص ۱۶۷ /ج ۲ /من ابواب المعيشة،الحيوانات التى لاتوكل،مطبوعه مصر.
ملاحظہ ہواشرف الجواب ج ۱/حصہ اول ص ۳۷/،مسلمانوں کا جانورذبح کرنا رحم کے خلاف ہے،مطبوعہ نوریہ دیوبند۔

باب سوم: ذبح کرنے والے کا حکم

نشہ باز قصاب کا ذبیحہ

سوال:- جاہل قصاب نشہ باز اگر مویشی ذبح کرے اور خریدار انجان گوشت خرید لے تو ذبیحہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نشہ بازی گناہ ہے[1] تاہم اگر ہوش وحواس درست رہتے ہوئے شریعت کے مطابق ذبح کیا ہو تو وہ جانور حلال ہے اس کا گوشت لینا اور کھانا درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ

کسی ایسے شخص کا ذبیحہ جبکہ اس کا اسلام معلوم نہ ہو

سوال:- اگر کسی مسلمان شخص کی بکری کوئی آدمی ذبح کرتا ہو وہ مسلمان اس کو دیکھ لے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ ذبح کرنے والا مسلمان تھا یا نہیں یا کہ کسی اور مذہب سے تعلق

---

[1] عن ابن عمر قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام، مشکوۃ ص۳۱۷/ باب بیان الخمر ووعید شار بها، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، مسلم شریف ص۱۶۷/۲، کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر، مطبوعه اشرفی دیوبند، ترمذی شریف ص۲/۸، کتاب الاشربة،باب ماجاء فی شارب الخمر،مطبوعه اشرفی دیوبند.

[2] فتحل ذبیحتهما ولو الذابح مجنونا اوامرأة اوصبیاً یعقل التسمیة والذبح ویقدر الی قوله، لاتؤکل ذبیحة الصبی الذی لایعقل والمجنون والسکران الذی لایعقل.(شامی کراچی ص۲۹۷/۶، کتاب الذبائح، الجوهرة النیرة ص۲۲۷/ ج۲/ کتاب الصیدوالذبائح،مطبوعه نعمانیه دیوبند.

رکھتا تھا، اور وہ ذبح کرتے ہی بھاگ گیا تھا آیا اس آدمی کا ذبیحہ اس کے لئے کھانا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دل گواہی دے کہ وہ مسلمان تھا اور شریعت کے مطابق ذبح کیا ہے، تو کھانا درست ہے[۱] (غیر مسلم عام طور پر ذبح نہیں کرتے ہیں) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۸۵ھ

شیعہ کا ذبیحہ

سوال:- روافض کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن روافض کا عقیدہ نصوص کے خلاف ہو مثلاً قرآن پاک میں تحریف کے قائل ہوں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی آخر الزماں مانتے ہوں، اور جبرئیل علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ ان سے وحی پہنچانے میں غلطی ہوگئی، یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگاتے ہوں، وہ اسلام سے خارج ہیں[۲] ان کا ذبیحہ حلال نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۸۸ھ

---

[۱] من اشتریٰ لحما وعلم انه ذبیحة مجوسی واراد الرد فقال البائع الذابح مسلم لایردویحل اکله مع الکراهیة، البحر الرائق ص ۱۶۹/۸، کتاب الذبائح،

[۲] ان الرافض ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکر صحبة الصدیق اویقذف السیدةالصدیقة فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة شامی زکریا ص ۱۳۵/۴، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص ۳۱۸/۶، کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفرا، نوع فیما یتصل بهامما یجب اکفاره من اهل البدع، عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۴/۲، الباب التاسع فی احکام المرتدین، منهامایتعلق بالانبیاء، (حاشیہ:۳/اگلے صفحہ پر)

دیوبندیوں کو خارج از اسلام کہنے والے کا ذبیحہ وقربانی

سوال:- ایک بریلوی عقائد کا آدمی جو کہ دیوبندیوں کو خارج از اسلام سمجھتا ہے، اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے کہ ناجائز؟ اوراس کو قربانی کے حصوں میں شریک کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

علمائے دیوبند کو جو شخص خارج از اسلام سمجھتا ہے نہ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا جائے نہ اس کو قربانی کے حصوں میں شریک کیا جائے، ورنہ خود اس کی قربانی تو خراب ومردار ہو ہی جائے گی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۱۰/۲۶ھ

ذبیحۂ صبی

سوال:-اگر نابالغ لڑکا قربانی کا جانور ذبح کردے؟ تو کوئی حرج ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] لاتحل ذبیحة غیر کتابی من وثنی ومجوسی ومرتد الخ درمختار علی الشامی زکریا ج۹/ ص ۴۳۱/کتاب الذبائح،البحر الرائق کوئٹہ ص۱۶۸ /ج۸/کتاب الذبائح،مجمع الانہر ص۱۵۴ /ج۴/کتاب الذبائح،مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

[۱] عن انسؓ انہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمة اللّٰہ وذمة رسولہ فلاتخفروا اللّٰہ فی ذمتہ مشکوۃ شریف ص۱۲ /کتاب الایمان،الفصل الاول،مطبوعہ دارالکتاب دیوبند،عن ابی ذرؓ انہ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیہ بالکفر الاارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک بخاری شریف ص۸۹۳/ج۲/کتاب الادب،باب ماینھی عن السباب واللعن، مطبوعہ اشرفی دیوبند،مسلم شریف ص۵۷/ج۱/کتاب الایمان،باب بیان حال من قال لاخیہ المسلم یاکافر،مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ جانتا ہو تو درست ہے۔ عالمگیری، ص۹۴ر ج ۴ ر[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

دیوبندی کا ذبیحہ

سوال:- بقرعید یعنی عیدالاضحیٰ کے موقع پر میں نے چند بکرے اور چند بھینس اپنے ہاتھ سے ذبح کیا جو کہ حدیث وغیرہ میں دعائیں ہیں ان کو بھی پڑھا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا اور میں مسلمان ہوں قریب قریب نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں، اللہ پاک اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر بھی عقیدہ دل سے رکھتا ہوں، میری غلطی اتنی ضرور ہے کہ میں علمائے دیوبند کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں اس وجہ سے میرے وہاں کے جیٹ طیارے جو کہ تازہ تازہ بریلی سے گالی بکنا سیکھ کر آئے ہیں، انہوں نے زبانی فتویٰ دیدیا کہ میرے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو مسلمان بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرے اس کی ذبح کی ہوئی بھینس بکری سب حلال ہے[2]، علمائے دیوبند کا مسلک بفضلہٖ تعالیٰ قرآن پاک حدیث شریف فقہ حنفی اولیاء کرام

---

[1] فان كان الصبي يعقل الذبح ويقدر عليه تؤكل ذبيحته الخ، عالمگيری ص۲۸۵/ ج۵/ مطبوعه كوئٹه، كتاب الذبائح، الباب الاول، البحر الرائق كوئٹه ص۱۶۸/۸، كتاب الذبائح، الدر المختار مع الشامي زكرياص ۴۳۰/۹، كتاب الذبائح،

[2] حل ذبيحة مسلم وكتابي وصبي وامرأة الخ، كنز الدقائق ص۴۱۶، مطبع دار الاشاعة الاسلامية كولكته، كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۵۴/۴، كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيری كوئٹه ص۲۸۵/۵، كتاب الذبائح، الباب الاول في ركنه،

کے عین مطابق ہے، اس مسلک کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے ذبیحہ کو حرام قرار دینا غلط اور عناد ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ ۱۵/۸/۹۱ھ

کلمۂ کفر کہنے والے کا ذبیحہ

سوال:- جولوگ کفریہ کلام زبان سے نکالتے ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

مسلمان کی زبان سے اگر کوئی کلمہ ایسا نکلے جس سے کفر لازم آتا ہو، اور اس کے اندر تاویل کر کے کفر سے بچایا جاسکتا ہو تو کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائیگا[1] اور ایسے شخص کا ذبیحہ ناجائز نہیں ہوتا[2] البتہ ایسا کلمہ کہنے سے اس کو پوری قوت کے ساتھ روکا جائے گا[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۸۸ھ

---

[1] والذی تحرر انه لایفتیٰ بتکفیر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن الخ البحر الرائق ص۱۲۵/۵، مکتبه الماجدیه کوئٹه، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۳۶۷/۶، باب المرتد، قبیل مطلب فی حکم من ختم دین مسلم، المحیط البرهانی ص۳۹۷/۷، الفصل الثانی والاربعون فی مسائل المرتدین، النوع الاول، مطبوعه ڈابھیل،

[2] وتحل ذبیحة مسلم وکتاب ذمی اوحربی الخ مجمع الانهر ص۱۵۴/ج۴/مکتبه دار الکتب العلمیة، اول کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص۱۶۸/۸، کتاب الذبائح، تبیین الحقائق ص۲۸۷/۵، کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان،

[3] والاصل ان کل من ارتکب منکراً اواذی مسلما بغیر حق بقول اوفعل وجب علیه التعزیر، النهر الفائق ص۱۷۰/۳، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مجمع الانهر ص۳۷۴/۴، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۳۷۴/۴، باب ایضا، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

عورت کا ذبیحہ

سوال:-عورت کا ذبیحہ کیسا ہے؟ اپنی قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت خود اپنے جانور کی قربانی کرسکتی ہے، ذبیحہ درست ہے۔ "**وحل ذبیحة مسلم وكتابی وصبی وامرأة** اھ" (کنز)[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حائضہ، نفساء، جنب کا ذبیحہ

سوال:- حائضہ اور نفساء اور جنبی کا ذبیحہ شرعاً حلال ہے یا حرام؟ بحوالہ کتب وصفحہ و مطبع تحریر ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"**وتحل ذبیحة مسلم ولو امرأة حائضاً او نفساء او جنباً** اھ" (سکب الانہر ص۵۰۷/ج۲/)[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] كنز ص۴۱۶، مطبع دار لاشاعة الاسلاميه كولكته، كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۵۴/ ج۴/ كتاب الذبائح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار على الشامى زكريا ص۴۳۰/ج۹/ كتاب الذبائح،

[2] سكب الانهر علىٰ مجمع الانهر ص۱۵۴/ج۴، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، كتاب الذبائح، حاشية الطحطاوى على الدر المختار ص۱۵۲/ج۴/كتاب الذبائح، مطبوعه دار المعرفة بيروت، اعلاء السنن ص۲۰۲/ج۱۷/كتاب الذبائح، فوائد شتى تتعلق بابواب الذبائح، مطبوعه امداديه مكه مكرمه،

بے وضوانڈرویر پہن کر ذبح کرنا

سوال:- ایک شخص بلا وضو ہے انڈرویر پہنے ہوئے ہے ایک بکری کو ذبح کرتا ہے، جب کہ وضو کے لئے پانی، پہننے کے لئے پاجامہ موجود ہے، ذبح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک مسلمان جب بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر بکری کو ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ مذکورہ سوالی حالت کے ساتھ بھی حلال ہے حرام نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بے نمازی اور نشہ کرنے والے کا ذبیحہ

سوال:- قصبہ نظام آباد میں قصائی جو بھینس وغیرہ ذبح کرتے ہیں نماز بالکل ہی نہیں پڑھتے ہیں، حتی کہ نماز جمعہ بھی کبھی نہیں ادا کرتے ہیں، تمام نشہ آور اشیاء (تاڑی، شراب، گانجہ افیم وغیرہ) کا استعمال بلا روک ٹوک کرتے ہیں، اکثر بازار کی گندی نالیوں اور سڑکوں پر نشہ کی حالت میں گرے ہوئے دکھائے دیتے ہیں، اور یہی بے نمازی اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنے والے قصائی ہی بھینس ذبح کر کے گوشت بیچتے ہیں، اور عوام اسے کھاتے بھی ہیں، فحش کلامی اور جھوٹ ان کی عام زبان روزمرہ کی زندگی میں شامل ہے، ان قصائیوں کے یہاں کا گوشت کھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ اَنْ لَا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ (القرآن) سورہ انعام آیت نمبر ۱۱۸.

ترجمہ: سوجس جانور پر اللہ کا نام لیا جاوے اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو اور تم کو کون امر اس کا باعث ہوسکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

(نوٹ) کبھی اپنے ہاتھ سے ہی ذبح کرتے ہیں، اور کبھی کسی دوسرے سے بھی ذبح کرا لیتے ہیں مگر بوٹی اپنے ہاتھ سے ہی بناتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حالت نہایت افسوس ناک اور موجب اذیت ہے، ان میں دینی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اہل دین حضرات پوری توجہ فرمائیں، جب تک کوئی بات ایسی معلوم نہ ہو کہ یہ ذبیحہ غیر مسلم کا ذبیحہ ہے، یا مسلم نے ذبح کرتے وقت قصداً بسم اللہ ترک کردی ہے، یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ان کے ذبیحہ کو بھی حرام نہیں کہا جائیگا[۱]، ذبح کے بعد بوٹی بنانے والا مسلم ہو یا مسلم کے سامنے غیر مسلم نے بوٹی بنائی ہو اس کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا[۲]، اگر با اثر اہل اسلام ان کی اصلاح کے لئے ان سے گوشت کھانا بند کردیں کہ جب تک تم نشہ نہیں چھوڑو گے اور نماز نہیں پڑھو گے ہم تم سے گوشت نہیں خریدینگے، تاکہ وہ لوگ نشہ چھوڑ دیں اور نماز پڑھنے لگیں تو درست ہے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۴/۱۴۰۱ھ

---

۱ تحل ذبيحة مسلم وكتابي ذمي اوحربي لاذبيحة وثني اومجوسي اومرتدا وتارك التسمية عامداً الخ ملتقى الابحر على مجمع الانهر ص ۱۵۳/ج ۴/كتاب الذبائح، مطبع دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۵/ج ۵/كتاب الذبائح، الباب الاول فی ركنه، تبيين الحقائق ص ۲۸۷/ج ۵/كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان.

۲ ذابح کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے ذبح کے بعد بوٹی بنانا ایک زائد چیز ہے، جس کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں۔ واما شرائط الذكاة فانواع منهاان يكون مسلماً اوكتابياً، عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۵/ ج ۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول في ركنه، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۶۸/ج ۸/كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۴/ ج ۴/كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

۳ هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهر توبته المفهم شرح المسلم ص ۹۸/ج ۷/مكتبه دار ابن كثير دمشق، كتاب الرقاق، باب يجهر من ظهرت معصيته، مرقاة شرح مشكوة ص ۱۶۷/ج ۴/باب ماينهى من التهاجر، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی، طيبی شرح مشكوة ص ۲۴۳/ج ۹/باب ايضا، مطبوعه زكريا ديوبند.

کیا تارکِ صوم کا ذبیحہ حرام ہے

سوال:- ہمارے یہاں یہ مشہور ہے کہ جو شخص رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتا اگر وہ کوئی جانور ذبح کرے گا، تو اس کا ذبیحہ حرام ہوگا، یہ مسئلہ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا، بعض علماء سے معلوم کیا، انہوں نے کہا کہ روزہ نہ رکھنے سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے، اور فاسق کا ذبیحہ حرام ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

روزۂ رمضان فرض قطعی ہے[1] بلا عذر شرعی اس کو ترک کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اس کے باوجود اس کا ذبیحہ حرام نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۶/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۹۲ھ

مشین اور یہودی کا ذبیحہ

سوال:- امریکہ میں میرے ایک بھائی زیرِ تعلیم ہیں وہ وہاں ذبیحہ کے گوشت کے شرعاً ہونے میں مشکوک ہیں، وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر دو قسم کا گوشت ملتا ہے، پہلی یہ کہ مشین

---

[1] وصوم رمضان فريضة لقوله تعالىٰ كتب عليكم الصيام على كل مسلم مكلف وعلىٰ فرضيته انعقد الاجماع الخ مجمع الانهر ص ۳۴۲/ ج ۱، مكتبه دارالكتب العلمية، اول كتاب الصوم، تبيين الحقائق ص ۳۱۳/ كتاب الصوم، مطبوعه امداديه ملتان، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۵۹/ ج ۲/ كتاب الصوم،

[2] وتحل ذبيحة مسلم وكتابى ذمى اوحربى الخ مجمع الانهر ص ۱۵۴/ ج ۴/ دارالكتب العلمية، اول كتاب الذبائح، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۶۸/ ج ۸/ كتاب الذبائح، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۵/ ج ۵/ كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه.

سے جانور کی گردن ایک دم کاٹ دی جاتی ہے، اور مشین سے ہی تھوڑی دیر میں گوشت کے ٹکڑے پیک ہوجاتے ہیں، دوسری قسم کا گوشت وہاں کے یہودی کاٹتے ہیں جسے کوشہ کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہودی جانور کے حلق میں چھری گھونپ کر ہلاک کرتے ہیں، نہ معلوم کچھ پڑھتے ہیں یا نہیں؟ ہندوستان اور دوسرے ملک کے زیادہ تر مسلمان بازار میں جو گوشت ملتا ہے، وہی کھاتے ہیں، صرف گنتی کے چند ہیں جو کوشہ کو حلال یا ذبیحہ کا بدل سمجھ کر کھاتے ہیں، امید ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مشین کا ذبیحہ تو ظاہر ہے کہ شرعی ذبیحہ نہیں[۱] یہودی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر اور تورات کو آسمانی کتاب مانتے ہیں، اور جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں کسی اور کا نام لے کر مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لے کر ذبح نہیں کرتے ہیں، تو اس میں شرعاً گنجائش ہے[۲]۔

تنبیہ : آج کل کثرت تو ایسے لوگوں کی ہے، جو صرف قومی حیثیت سے یہودی ہیں نہ وہ تورات کو خدا کی کتاب تسلیم کرتے ہیں، نہ پیغمبر پر ایمان رکھتے نہ مذہب کے قائل ہیں، نہ خدا

---

[۱] چونکہ مشینوں کے ذریعہ ذبح کرنے کے مختلف ملکوں اور مختلف شہروں میں مختلف طریقے رائج ہیں، اسلئے قاعدہ کلیہ کے طور پر اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ مشینی ذبیحہ میں اگر اسلامی ذبیحہ کے ارکان وشرائط پورے ہوجاتے ہوں، مثلاً تیز دھار چھری کے بٹن کو دبانے والا مسلمان ذبح کرنے کی نیت سے ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہو اور چاروں رگیں حلقوم مری اور ودجین کٹ جاتی ہوں وغیرہ تو اس صورت میں ذبیحہ حلال ہوگا، ورنہ حرام ہوگا ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ ص۴۱۵ ر ج ۲ ر اسلامی ذبیحہ، مشینی ذبیحہ، مطبوعہ مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند، منتخبات نظام الفتاویٰ ص۳۶۹ ر ج ۱ ر کتاب الحظر والاباحۃ، کیا مشینی ذبیحہ حلال ہے، مطبوعہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، نظام الفتاویٰ ص۳۴ ر ج ۱ ر ذبیحہ مشینی کا حکم، نظام الفتاوی ص۲۴۰ ر ج ۱ ر مشینی ذبیحہ کا حکم، مطبوعہ اصلاحی کتب خانہ دیوبند۔

[۲] وحل ذبیحۃ مسلم وکتابی ویشترط ان لایذکر فیہ غیر اللّٰہ تعالیٰ حتی لوذکر الکتابی المسیح اوعزیراً لایحل البحر الرائق کوئٹہ ص۱۶۸ / ۸، کتاب الذبائح، عنایۃ علی فتح القدیر ص۴۸۷ ر ج۹ ر کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالفکر بیروت، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۲۷، ۴۲۸ ر ج۹ ر کتاب الذبائح،

کو مانتے ہیں، بلکہ دہریئے ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۲/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۶/۸۵ھ

ذبیحۂ یہود

سوال:- یہودیوں کے مذبوح بچھڑے کی رینٹ سے بنی ہوئی پنیر مسلمان کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو قوم کسی نبی کی نبوت پر ایمان رکھے اور کسی کتاب سماوی کے تسلیم کرنے کی مقر و مدعی ہو اس کے ذبیحہ کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے جبکہ وہ ذبیحہ کے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے[1]، اگر ذبیحۂ مسلم میسر آجائے تو وہ بہر حال مقدم ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۸۹ھ

---

[1] جواهر الفقة ص ۳۹۴، ۳۹۵/ ج ۲/ اسلامی ذبیحه، صرف نام کے یہودی، نصرانی بحقیقت دہریئے اس میں داخل نہیں۔ مطبوعہ مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند۔

[1] وشرط كون الذابح مسلماً الىٰ قوله او كتابياً ذميا وحربياً الااذسمع منه عندالذبح ذكر المسيح وقال الشامی (تحت ذبيحة غير كتابی)والكتابی من يؤمن بنبی ويقر بكتاب، درمختار علىٰ الشامی ص ۴۲۸/ ج ۹، مطبع زكرياديوبند، كتاب الذبائح، سكب الانهرمع مجمع الانهر ص ۱۵۴/ ج ۴/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۲۸۷/ ج ۵/ كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان،

[2] والاولىٰ ان لايأكل ذبيحتهم ولايتزوج منهم الا للضرورة شامی ص ۴۳۰/ ج ۹، مطبع زكريا ديوبند، كتاب الذبائح، فتح القدير ص ۲۲۹/ ج ۳/ كتاب النكاح، فصل فی المحرمات، مطبوعه دارالفكربيروت، مجمع الانهر ص ۴۸۲/ ج ۱/ كتاب النكاح، باب المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

ذبیحۂ یہود

سوال:- لندن میں انگریزی دوکانوں پر بغیر ذبح کئے ہوئے گوشت بکتا ہے، میں نے سنا ہے کہ امریکہ اور خصوصاً شکاگو اور نیویارک میں یہودی اپنے طریقہ پر جانور ذبح کرتے ہیں، اور اسی قسم کے گوشت کو کوشہ میٹ کہتے ہیں، کیا یہ کوشہ میٹ مسلمان کے لئے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ میرا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہے براہِ کرم میرے لئے حکم صادر فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر صورت یہ ہے کہ آپ خود مرغ وغیرہ ذبح کر کے پکوالیا کریں، اگر یہ صورت ممکن نہ ہو اور تحقیق ہو جائے، یہودی ذبح کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام نہیں لیتے تو ان کا ذبیحہ بھی درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۸۹ھ

اہل عرب کا ذبیحہ

سوال:- سعودی عرب میں کھانے پینے کی زیادہ تر اشیاء باہر ملک سے آتی ہیں، جس میں مثلاً گوشت مچھلی مرغا وغیرہ لہٰذا ہم گوشت اور مرغا وغیرہ سے مطمئن نہیں کہ نہ معلوم یہ حلال کیا ہوا ہوتا ہے یا اسی طرح کاٹ کر پیکنگ کر دیتے ہیں، یہ بتائیے کہ یہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

[1] انما توکل ذبیحة الکتابی اذالم یشهدذبحه ولم یسمع منه شی اوشهدوسمع منه تسمية الله تعالیٰ وحده،(عالمگیری ص ۲۸۵ / ج۵ / کتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۴ / ج۴ / کتاب الذبائح،مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت،البحرالرائق کوئٹه ص ۱۶۸ / ج۸ / کتاب الذبائح،

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آپ مطمئن نہیں تو آپ نہ کھائیں[1]، کون آپ کو مجبور کرتا ہے جو لوگ مطمئن ہیں کہ یہ شرعی ذبیحہ ہے وہ کھاتے ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/۱۴۰۱ھ

اہل کتاب کا ذبیحہ

سوال:- اہل کتاب کے ذبیحہ کا کھانا مسلمان کے لئے مغرب ممالک میں جائز ہے بعض اس کو ناجائز سمجھتے ہیں، اس لئے کہ یہ اپنے ادیان صحیحہ پر نہیں ہیں، لیکن یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ادیان صحیح پر نہیں تھے، اوراسی وقت اس کے ذبیحہ کو جائز قرار دیا گیا تھا، بعض اس لئے ناجائز کہتے ہیں کہ ان کے ذبح کرنے کا طریقہ وہ نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا، لیکن قرآن میں اس کی کوئی تصریح نہیں کرتے ہیں، بعض اس لئے جائز سمجھتے ہیں کہ آجکل یہ لوگ اس طرح ذبح کرتے ہیں کہ اس سے خون نہیں بہنے دیتے ہیں، اس لئے یہ مخنوقہ یا موقوذہ ہے نہ کہ ذبیحہ۔

یورپ اورامریکہ میں بے شمار مسلمان ایسے ہیں جو گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں، ناجائز سمجھ کر یا احتیاط کے طور پر لیکن اکثریت ان لوگوں کی ہے جو ان علماء کے فتوؤں پر عمل کر کے کھاتے ہیں، جو اسے حلال سمجھتے ہیں، اوراس کو رخصت کا درجہ دیتے ہیں، بعض وہ ہیں جو یہود کا ذبح کیا ہوا گوشت کھاتے ہیں، اس لئے کہ وہ اب تک اپنے پرانے طریقے پر ذبح کررہے ہیں، لیکن ان کا گوشت ویسے بھی مہنگا ہوتا ہے، اور کبھی تو ایسے قصائی ہوتے ہیں

---

[1] عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعْ مَایُرِیبُکَ اِلیٰ مَالَایُرِیبُکَ الحدیث، مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲/ باب الکسب وطلب الحلال، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، مسند احمد ص ۲۰۰/ ج ۱/ حدیث الحسن بن علی رضی اللّٰہ عنہما،مطبوعہ دارالفکر بیروت،نسائی شریف ص ۲۸۵/ ج ۲/ کتاب الاشربۃ،الحث علی ترک الشبہات،مطبوعہ فیصل دیوبند.

کہ جب وہ جان لیتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے تو اسے اور مہنگا دیتے ہیں، یہ خلاصہ ہے اس استفتاء کا جو جنیوا، وسوئزرلینڈ کے اسلامک سینٹر سے شائع ہونے والے رسالے ''اسلون'' میں عربی میں چھپا ہے جلد نمبر ۸/ عدد ۹/ ۱۰/ جلد وعدد ا/ تا ۳/ میں اس کے جواب میں کئی حضرات نے تفصیلات لکھی ہیں، ان کا ملخص، درج ذیل ہے۔

(۱) ''الاستاذ الشیخ عبدالله القلیل مفتی الاردن'' انہوں نے جائز قرار دیا ہے، دلائل یہ ہیں، اہل کتاب سے وہ اہل کتاب مراد ہیں جو ادیان صحیح پر تھے، اس لئے کہ نزول آیت '' وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَاب حِلٌّ لَّکُمْ'' کے وقت کوئی بھی اہل کتاب میں سے اپنے دین صحیح پر نہیں تھا، تو پھر یہ آیت کیوں نازل ہوئی، اور اگر مراد لیا جائے کہ وہ جو دین صحیح پر ہوں تو وہ مسلمان ہو جائیں گے، اس لئے کہ اس کا دین صحیح تو یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں، اور اسی آیت میں ''وَالْمُحْصنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ '' ہے اور اس کے متعلق علماء کا متفقہ فتویٰ ہے کہ ان کے ساتھ نکاح جائز ہے، اب اس طرح چوں کہ آیت میں طعام مطلق ہے اس لئے خاص قسم کے ذبح کی قید لگانی بھی درست نہیں، اس لئے جو بھی ان کا طعام ہے وہ جائز ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کو علم تھا کہ ایک زمانہ میں ان کے ذبح کا طریقہ بدل جائے گا، اگر خاص ذبح مراد ہوتا تو اس کی تصریح ہوتی (خلاصہ اسلون سوم صفر، ۱۳۸۴ھ جولائی ص ۹۶۲/ تا ۹۶۷/۔

(۲) ''الشیخ ابی بکر محموغمو قاضی القضاۃ نائیجریا'' جائز قرار دیتے ہیں دلائل۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے چند چیزیں حرام قرار دیں ''حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَة (الٰی قوله) فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' ''اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ، وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ '' پہلی آیت کی رو سے چند اقسام کا گوشت ہم پر حرام کیا گیا اس کی حرمت کو نظر انداز کرنا بلا ضرورت جائز نہیں ہے۔

دوسری آیت میں ہمارے لئے طیبات کو حلال قرار دیا گیا ہے اور اس پر ’’وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ‘‘ حکم کو عطف کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کا طعام یوں تو طیبات میں سے نہیں لیکن آسانی پیدا کرنے کے لئے اسے ہمارے لئے حلال قرار دیا گیا، اس لئے ضروری نہیں ہے کہ توہمات کی وجہ سے ہم اس کی تحقیق وتفتیش کریں، اور اللہ کی دی ہوئی آسانی میں اپنے لئے مشکلات پیدا کریں۔

(۲) یہ قرآن کے معجزات میں سے ہے کہ اس نے مسلمانوں کے آئندہ مشکلات کو سامنے رکھا ہے، اس وجہ سے جہاں کفار سے ہمیں متنبہ کیا ہے وہاں ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات اور ان کے طعام کو ہمارے لئے جائز قرار دیا گیا ہے، مسلمان مجبور ہوں گے، اس لئے طعام کو دونوں جانب سے حلال قرار دیا گیا ہے، ’’وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ‘‘، لیکن عورتوں کا سفر کرنا ضروری نہیں تھا، اس لئے کہ نکاح کو کافر شوہر کے ساتھ ناجائز قرار دیا ہے، آخر میں وہ کہتے ہیں ’’وفی الجملة فقد ظهر ماتقدم ان طعام اهل الکتاب احل للمسلمین للضرورة التی منهم فی عدم تناوله توسیعا ورحمة بهم من اللّٰه الکریم لانه من الطیبات ولالانه یوافق الذکاة الشرعیة فی الاسلام حجة الخ‘‘۔

(۳) الاستاذ الشیخ محمد جواد العقیلی رئیس المجلس العلمی وعمید کلیة الشرعیة بجامعة القروبی‘‘ ان کی ابتداء یہ ہے کہ ’’اکل المسلم کان فی دیار الغرب اوغیرها ذبائح اهل الکتاب الموجودین الآن یهوداکانوا اونصاریٰ هو حلال طیب (دلائل وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم روی ابن جریر وابن المنذر وابن ابی الحاکم والنجاس والبیهقی فی سننهٖ عن ابن عباسؓ فی قوله وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم قال طعامهم ذبائحهم واکل النبی من الشاة المسمومة التی احلتها الیهودیة‘‘ آخر میں وہ لکھتے ہیں ’’نعم مااکلوه علی غیر وجه الذکوٰة کالمنخنق فانه لایحل للمسلمین اکله اذهو میتة المسلمین‘‘ اور بھی کئی علماء سے دریافت کیا ہے اور یہ

سلسلہ ابھی جاری رہے گا، میں آپ کے فتویٰ کی نقل بھی عربی میں ان کو ان شاء اللہ اور اگر آپ نے اس کا جواب عربی میں ہی دیدیا تو اس کی نقل بلکہ اس کی فوٹو کاپی ان کو بھیج دوں گا جوان مسلمانوں کی رہنمائی کردے گا، جو امام ابوحنیفہؒ کے پیرو ہیں، یہاں ان ممالک میں جانور ذبح کرتے ہیں عیسائی اکثر بجلی کی مشینوں سے بھی گردن کاٹ لیتے ہیں، کبھی سر پر ٹو کا مار کر قتل کر دیتے ہیں، ہر صورت میں خون بہانے کو وہ شرط قرار نہیں دیتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(سئل) فی ذبیحة الذمی الکتابی هل تحل مطلقاً ام لا (الجواب) تحل ذبیحة الکتابی لان من شرطها کون الذابح صاحب ملة التوحید حقیقة کالمسلم اودعویٰ کالکتابی ولانه مومن بکتاب من کتب اللّٰه تعالیٰ وتحل منا کحته فصار کالمسلم فی ذٰلک ولافرق فی الکتابی بین ان یکون ذمیا یهودیا اونصرانیاحربیا اوعربیاً اوتغلبیاً لاطلاق قوله تعالیٰ وطعام الذین اوتوالکتاب حل لکم والمرادبطعامهم مذکاهم،قال البخاری فی صحیحه قال ابن عباس طعامهم ذکاتهم ولان مطلق الطعام غیرالمذکی یحل ای کافرکان بالاجماع فوجب تخصیصه بالمذکی وهذااذالم یسمع من اهل الکتاب انه سمی غیر اللّٰه تعالیٰ کالمسیح والعزیر وامالوسمع فلاتحل ذبیحته لقوله تعالیٰ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وهوکالمسلم فی ذٰلک وهل یشترط فی الیهود ان یکون اسرائیلیا وفی النصرانی ان لایعتقد ان المسیح الٰه مقتضی اطلاق الهدایه وغیرها عدم الاشتراط وبه افتی الجد" "فی الاسرائیلی وشرط فی المستصفی لحل مناکحتهم عدم اعتقادالنصرانی ذٰلک وکذٰلک فی المبسوط فانه قال ویجب ان لایأکلوا ذبائح اهل الکتاب ان اعتقدوا ان المسیح اله وان عزیر اله ولاتزوجوا نساء هم لکن فی مبسوط شمس الائمة وتحل ذبیحة النصرانی مطلقاً سواء قال ثالث ثلاثة او لا ومقتضی الدلائل الجواز،کما ذکرهٗ التمرتاشی فی فتاواه والاولیٰ ان لایاکل

ذبیحتهم ولا یتزوج منهم الا لضرورة کماحققه الکمال ابن الهمام" "والحمد لله علیٰ دین الاسلام والصلوٰة والسلام علیٰ محمد سیدالانام اھ تنقیح الفتاویٰ الحامدیةص ۲۳۸/ج ۲[1] وایضاً صرح بحل ذبیحة اهل الکتاب فقیه الحنفیة ابو بکر ابن مسعود الکاسانی فی بدائع الصنائع[2] ص ۴۳/ج۵/ومن اللازم ان یذبح بانهارالدم بحیث تقطع عروق الذبح وهو المری والحلقوم والودجان واما اذمات الحیوان قبل قطع العروق فلا سبیل الی حله"[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] تنقیح الفتاوی الحامدیة ص ۲۳۸/ج ۲/کتاب الذبائح، شامی زکریا ج ۹/ص ۴۳۰/کتاب الذبائح، اعلاء السنن ص۸۷، ۹۱/ج۱۷/ کتاب الذبائح، باب ذبیحة اهل الکتاب، مطبوعه امدادیه مکه مکرمه.

[2] واما شرائط رکن فانواع منها ان یکون مسلمااوکتابیا وتوکل ذبیحة اهل الکتاب لقوله تعالی وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم والمرادمنه ذبائحهم اذلولم یکن المراد ذلک لم یکن للتخصیص باهل الکتاب معنی الخ بدائع الصنائع کراچی ص۴۵/ج۵/کتاب الذبائح والصید، فصل واما بیان شرط حل الاکل فی الحیوان، فتح القدیر ص۴۸۷/ج ۹/کتاب الذبائح، مطبوعه دارالفکربیروت.

[3] وان ضربها من القفا فان مات قبل القطع بان ضرب علی التأنی والتوقف لاتؤکل لانها ماتت قبل الذکاة فکانت میتة وان قطع العروق قبل موته تؤکل (بدائع ج۴/ص۱۵۸/کتاب الذبائح، بیان شرط حل أکل الماکول، زکریا دیوبند، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷۰/ج۸/کتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۵۷/ج۴/کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

ترجمہ جواب: کتابی کا ذبیحہ حلال ہے اس لئے کہ ذبیحہ کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے ذبح کرنے والا یا توحقیقۃً ملت توحید والا ہو، جیسے کہ مسلمان یا دعویٰ کے اعتبار سے ملت توحید والا ہو جیسے کہ کتابی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی کتابوں میں سے کسی پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی حلال ہے، اور اس کا حکم ذبح کے مسئلہ میں مسلمان کی طرح ہوگا، اب کتابی عام ہے خواہ وہ ذمی ہو یہودی ہو، یا نصرانی، حربی ہو، یا عربی، یا تغلبی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول" وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ" یہ مطلق ہے، اور آیت میں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

اہل کتاب کا ذبیحہ

سوال:- امریکہ میں حلال گوشت نہیں ملتا بلکہ مشین کے ذریعہ کاٹا جاتا ہے، اور تیار کیا جاتا ہے، میرا گزارہ پھل وغیرہ پر ہے، کافی احتیاط کرتا ہوں، بلکہ بھوکا رہ جاتا ہوں، امریکہ میں یہود کافی تعداد میں آباد ہیں، یہ لوگ سور بھی نہیں کھاتے، ان کے نزدیک ذبح کا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) اہل کتاب کے طعام سے مراد ذبیحہ ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں فرمایا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان کے طعام سے مراد ان کا ذبیحہ ہے، اس وجہ سے بھی کہ مطلق غیر ذبیحہ کھانا بالاجماع حلال ہے، خواہ وہ کسی بھی کافر کا ہوتو آیت کے اندر اہل کتاب کے طعام کو ذبیح کے ساتھ خاص کرنا ضروری ہوا لیکن واضح رہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت حلال ہے کہ جب اہل کتاب کے بارے میں یہ بات نہ سنی گئی ہو، کہ وہ ذبیحہ پر غیر اللہ مثلاً مسیح اورعزیر کا نام لیتے ہوں، اور اگر یہ بات اہل کتاب کے بارے میں سنی گئی کہ وہ ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لیتے ہیں، تو پھر ان کا ذبیحہ حلال نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ارشادفرمایا "وما اھل بغیر اللّٰہ بہ" اس صورت میں وہ مسلمان کی طرح ہو جائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہودی کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسرائیلی ہو، اور نصرانی کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ عیسیٰ، مسیح اللہ ہیں، تو جواب یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہودی اسرائیلی ہو، اور نصرانی اس بات کا اعتقاد نہ رکھے کہ عیسیٰ مسیح اللہ ہیں، اس پر فتویٰ ہے۔

نصرانیوں سے نکاح کے حلال ہونے کیلئے مستصفی میں یہ شرط ہے کہ نصرانی اس بات کا اعتقاد نہ رکھے کہ عیسیٰ مسیح اللہ ہیں، مبسوط میں بھی اسی طرح منقول ہے، چناچہ صاحب مبسوط نے فرمایا کہ یہ بات ضروری ہے کہ اگر نصرانی اس بات کا اعتقاد رکھیں کہ مسیح اللہ ہیں اور عزیر اللہ ہیں، نہ تو اہل کتاب کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ان کی عورتوں سے شادی کریں ،لیکن مبسوط شمس الائمہ میں ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلق حلال ہے، خواہ وہ یہ کہے کہ عیسیٰ تین خدا میں کے تیسرے ہیں یا نہ کہے، اور دلائل کا تقاضہ بھی ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلقاً حلال ہو جیسا کہ تمرتاشی نے اپنے فتاویٰ میں یہ بات ذکر کی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ان کا ذبیحہ نہ کھائے، اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح کرے ہاں ضرورت کے وقت میں ان کا ذبیحہ کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے، علامہ کمال ابن الہمام نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے، اور ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ذبح کرنے میں خون بہہ جائے، جس کی شکل یہ ہے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، اور وہ ہیں مری، حلقوم، ودجین، اور اگر جانور رگوں کے کٹنے سے پہلے ہی مر گیا تو اسکے حلال ہونے کا کوئی راستہ نہیں۔

طریقہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کے مطابق کچھ پڑھ کر مشین کے اندر دیدیتے ہیں، اور مشین جانور کو ذبح کرتی ہے، اس حالت میں یہ ذبیحہ کھا سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی مجبوری کی حالت میں آپ کے لئے وہاں گنجائش ہے کہ اہل کتاب (یہودی یانصرانی) کا ذبیحہ استعمال کرلیں بشرطیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں، اور یہ ثابت ہو کہ مشین کو حرکت دینے سے ذبح کی رگیں دھاردار آلہ سے کٹ جاتی ہے تب جان نکلتی ہے، نیز مشین کو حرکت دیتے وقت وہ اللہ کا نام لیتے ہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۹۳ھ

عرب ممالک میں ڈبوں کا گوشت

سوال:- خلیج کے عرب ملکوں میں یورپ، آسٹریلیا اور امریکہ جیسے ملکوں سے بکسوں اور ڈبوں میں بند ثلاجوں میں فریز کیا ہوا گوشت اور مرغیاں ملتی ہیں، جس کے بکسوں پر مذبوح علی الطریقۃ الاسلامیۃ لکھا ہوا ہوتا ہے، کیا یہ مرغیاں اور گوشت کا کھانا شرعی طور پر جائز ہے؟ یاد رہے کہ یہ چیزیں کفار اور نصاریٰ کے ملکوں سے آتی ہیں، اور کسی مسلمان فارم کی ہے یا غیر مسلموں کے فارم کی ہے یہ کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا، پہلے پرہیز کرتا رہا، مگر اب کھانا کمپنی کی طرف سے ملتا ہے، اس لئے مجبوراً کھاتا ہوں مگر دل نہیں مانتا؟

---

[1] ذبیحة المسلم والكتابي حلال اذ كان يعقل التسمية والذبيحة ويضبط واما اذا كان لا يضبط ولا يعقل التسمية فالذبيحة لا تحل لان التسمية على الذبيحة شرط بالنص هدايه ص ۴۳۴/۴، وانما تحل ذبيحته اذا لم يذكر وقت الذبح اسم عزير والمسيح عناية على فتح القدير ص ۴۸۷، ج ۹، كتاب الذبائح، مطبوعه دارالفكر بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۶۸/۸/ كتاب الذبائح، مجمع الانهر ص ۱۵۴/ ج ۴/ كتاب الذبائح، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت،

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ اس سے پرہیز کرتے رہیں تو اعلیٰ بات ہے اس لئے کہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں یہ چیز پہنچتی ہے جن کی خبر دیانات میں قبول نہیں[1]، مگر بلا تحقیق کے حرام کہنا بھی دشوار ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/۱۴۰۱ھ

---

[1] ولایقبل قول الکافر فی الدیانات الخ عالمگیری ص ۳۰۸/ ج۵/ مطبع کوئٹه، کتاب الکراهیة، الباب الاول فی العمل بخبر الواحد، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۸۶/ ج۸/ کتاب الکراهیة، فصل فی الاکل والشرب، تبیین الحقائق ص ۱۲/ ج۶/ کتاب الکراهیة، فصل فی الاکل والشرب، مطبوعه امدادیه ملتان،

باب چہارم: ذبح صحیح اور غیر صحیح

مرنے کے بعد چھری پھیرنے سے مرغ حلال نہیں ہوتا

سوال:- موضع شہر واسہ میں ایک شخص (مسلمان) کے یہاں مرغیاں پلی ہیں، ابھی چند دن ہوئے ایک کتے نے اس شخص کے ایک مرغ کو پکڑ لیا، اس شخص نے بڑی جدوجہد کے بعد مرغے کو مردہ حالت میں چھڑایا، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مرغا مر چکا تھا، مگر شخص مذکور نے مردہ مرغ پر چھری پھیردی، اور کہتا رہا کہ مرغا پھڑک رہا تھا، مگر لوگوں نے اس کو مردہ قرار دیا، تو مان گیا، ساتھ ہی اُسے مرغا کھانے کو منع بھی کیا گیا، اس شخص نے مرغا پکوا کر کھا لیا، از روئے شریعت ارشاد فرمائیں کہ مسلمانانِ موضع ایسے شخص کو کیا سزا دے سکتے ہیں، یا اس کے خلاف کیا عمل کیا جائے، جس سے دوسرے مسلمان بھی عبرت حاصل کریں، اور حرام غذا سے گریز کریں، شخص مذکور نے جان بوجھ کر مردہ مرغا کھایا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو مرغ مر چکا ہو، جان نکل گئی ہو، اس پر چھری پھیرنے سے وہ حلال نہیں ہوگا، بلکہ وہ مردار ہی رہے گا، اس کا کھانا بالکل حرام ہے، جس نے اس کو کھایا اس نے قرآن کریم کے خلاف کیا[1] جس سے وہ سخت گنہگار رہوا، اس کو اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ واستغفار لازم ہے[2]، اور وہ

---

[1] حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ الاية سورة المائده آيت نمبر ۳.

ترجمہ: تم پر حرام کئے گئے ہیں، مردار اور خون الخ (از بیان القرآن)

[2] وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءً اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْراً رَحِيْماً. سورہ نساء آیت ۱۱۰ .

ترجمہ: اور جو شخص برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاوے گا۔ (از بیان القرآن)

مردار کھانے کا عادی ہوتو مسلمانوں کو اس سے اور اس کے گھر کا کھانا کھانے سے پورا پرہیز لازم ہے[1]، کیا بعید ہے کہ وہ حرام چیز دوسروں کو بھی کھلا دے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۱ھ

جس جانور کے دوٹکڑے ہوجائیں اس کا ذبح کرنا

سوال:-اگر کوئی جانور ریل میں کٹ جائے یا مثلاً کوئی دھاردار چیز پھینک کر مارنے میں مرغ کی گردن کٹ جائے، یا ہرن کٹ کر دوٹکڑے ہوجائے، اور دونوں ٹکڑے تڑپتے ہوں ،تو یہ ذبح ہوسکتا ہے یا نہیں،اگر ذبح ہوتو کس طریق پر اور دونوں حصے حلال ہوں گے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کسی جانور کے ریل سے دوٹکڑے ہوجائیں تو سر والے ٹکڑے کو گردن پر طریق معروفہ سے ذبح کرلیا جاوے وہ حلال ہوگا،اور دوسرا حصہ حرام ہوا[2]،اگر دھاردار چیز کے ذریعہ سے مرغ ہرن وغیرہ کی ذبح کی گئی رگیں کٹیں اور ساتھ میں گردن بھی تمام کٹ گئی اس کا کھانا درست ہے،اگر چہ اس طرح کاٹنا مکروہ ہے،"ومن بلغ بالسکین النخاع اوقطع الرأس

---

[1] ھو دلیل علی وجوب ھجران من ظھرت معصیته فلایسلم علیه الاان یقلع اوتظھرتوبته المفھم شرح مسلم ص ۹۸/ج۷/کتاب الرقاق، باب یھجر من ظھرت معصیته،مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۱۶۷/ج۴/باب ماینھی عنه من التھاجر،الفصل الاول،مطبوعه بمبئی،طیبی شرح مشکوۃ ص۲۴۳/ج۹/باب ایضا،مطبوعه زکریادیوبند.

[2] لوانتزع الذئب رأس الشاۃ وھی حیة تحل بالذبح بین اللبةواللحیین قطع الذئب من الیة الشاۃ قطعة لایؤکل المبان عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۱/ج۵/کتاب الذبائح،الباب الثالث فی المتفرقات،شامی زکریاص۴۴۷/ج۹/کتاب الذبائح،بزازیة علی الھندیة کوئٹه ص۳۰۸/ج۶/کتاب الذبائح،الثانی فی التسمیة.

کره لهٗ ذٰلک وتو کل ذبیحته هدایه[۱] ص ۴۳۶/ ج ۴/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شیر کی زخمی کی ہوئی بکری کوذبح کر کے کھانا

سوال:-شیر کی زخمی کی ہوئی بھیڑ بکری ذبح کرنے کے بعد کھانی جائز ہے یانہیں، کیونکہ شرح انواع میں لکھا ہے کہ چالیس دن کے اندراگر زخمی شدہ جانور ذبح کردیا وہ کھانا جائزنہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

شیر کی زخمی کی ہوئی زندہ بھیڑ بکری کوذبح کر کے کھانا شرعاً جائز ہے چالیس دن کے متعلق شرعاکوئی پابندی نہیں[۲]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

کتے نے مرغی کو پکڑلیااس کوذبح کر کے کھانا

سوال:-ایک کتے نے مرغی کو پکڑلیااس کے دانت کےنشانات بھی ظاہر ہیں،اوراس جگہ سے خون بھی نکل آیاہے،تواس مرغی کوذبح کر کے کھانا درست ہے یانہیں؟

---

[۱] هدایه ص۴۳۸/۴، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، کتاب الذبائح. الدرالمختارمع الشامی زکریا ص۴۲۷/۹، کتاب الذبائح،البحرالرائق کوئٹه ص۱۷۰/۸، کتاب الذبائح،

[۲] والمعتبر فی المتردية واخواتها کنطیحة وموقوذة وماا کل السبع والمریضة مطلق الحیاة وان قلت وعلیه الفتوی ای فتحل بالذکاة(درمختارمع الشامی کراچی ج۶/ص۴۷۰/کتاب الصید،مجمع الانهرص۲۶۶/ج۴/کتاب الصید،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،هدایه علی فتح القدیرص۱۲۲/ج۱۰/کتاب الصید،فصل فی الجوارح،مطبوعه دارالفکربیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے[۱] ''هذا ظاهر لا خفاء فيه''. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۸/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جس بکرے پر بجلی گر جائے اس کو ذبح کر کے کھانا

سوال:- اگر بیل یا بکرے پر آسمانی بجلی گر جائے تو اس کو جلدی ذبح کر دینے سے کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس میں حیات باقی تھی اور اسی حالت میں ذبح کر لیا تو اس کا کھانا شرعاً درست ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۹/۱۱/۶۰ھ

---

[۱] ان سبعا لو اخذ قطعة من لحم البهيمة فاكلها فذكاها صاحبها ان ذالک جائز مباح الاكل الخ احكام القرآن للجصاص ص ۳۰۵/ج ۲/سورهٔ مائده تحت قوله تعالیٰ حرمت عليكم الميتة والدم الآية ۳/ مطبوعه دار الكتاب العربى بيروت، تفسير مظهرى ص ۲۱/ج ۳/ مطبوعه رشيديه كوئٹه، روح البيان ص ۳۴۱/ ج ۲/ مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] ذبح شاة مريضة فتحركت او خرج الدم حلت والالا ان لم تدر حياته عند الذبح وان علم حياته حلت مطلقاً ولم يخرج الدم وهذا يتاتى فى منخنقة ومتردية ونطيحة الخ درمختار على الشامى زكريا ص ۴۴۷/ ج ۹/ كتاب الذبائح، زيلعى ص ۲۹۷/ج ۵/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دیوار کے نیچے دب کر مرنے والی بکری کا ذبح

سوال:- اگر بکری پر دیوار گر گئی بدن دب گیا صرف پیر نظر آرہے ہیں، اگر اینٹ وغیرہ اٹھائی جائے، تو بکری کے مرجانے کا اندیشہ ہے اگر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ بکری ابھی زندہ ہے تو بسم اللہ پڑھ کر بھالا مار کر اس کو ذبح کیا جا سکتا ہے، اگر اس کی موت کنویں میں ڈوب کر یا دیوار کے نیچے دب کر واقع ہو تو اس کے پیر پر مارنے سے وہ حلال نہیں ہوگی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

بندوق سے چڑیا کی گردن اُڑ گئی اس کو ذبح کیا گیا

سوال:- چڑیا کو گولی کی ضرب ایسی پڑ گی کہ گردن ہی اڑ گئی، سر کا نام ونشان نہیں رہا، گردن کے حصہ میں ذبح کیا، اس سے کچھ خون بر آمد ہوا، شرعاً یہ ذبح درست ہوا یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب الذبائح، فصل فیما یحل ومالایحل، مطبوعہ امدادیہ ملتان، البحر الرائق ص ۱۷۳ / ج۸ / کتاب الذبائح، فصل فیمایحل ومالایحل، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ،

[۱] المتردية والمنخنقة والموقوذة والشاة المريضة والنطيحة ومشقوقة البطن اذاذبحت ينظران كان فيها حياة مستقرة حلت بالذبح بالاجماع (عالمگیری ص ۲۸۶ / ج۵، كتاب الذبائح، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۵۸ / ج ۱۰ / كتاب الصيد، تبيين الحقائق ص ۵۳ / ج ۶ / كتاب الصيد، مطبوعه امداديه ملتان، النطيحة والمتردية وجده ميتامن ساعته يحل لعدم شرطه، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۲۴ / ج۸ / كتاب الصيد،

الجواب حامداً ومصلیاً

گردن کا اتنا حصہ باقی تھا جس میں رگیں ہوتی ہیں، اور پھر ذبح کر دیا گیا تو درست ہو گیا اگر چہ سر باقی نہیں رہا تھا، اگر یہ رگیں باقی نہیں رہی تھیں، یعنی گردن کا اتنا حصہ بھی نہیں رہا تھا جس میں یہ رگیں ہوتی ہیں تو ذبح درست نہیں ہوا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دجاجہ مخلاۃ کو فوراً ذبح کر کے کھانا

سوال: -وہ مرغیاں جو کھلی ہوئی ادھر اُدھر پھرتی ہیں، اس کو پکڑ کر فوراً ذبح کر کے کھانا کیسا ہے؟ یعنی مکروہ ہے، یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو تنزیہی ہے یا تحریمی ہے؟ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تحریمی ہے اور اس کے دفعیہ کیلئے تین روز باندھنا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟ امید ہے کہ مدلل ومفصل تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو مرغی اس قدر غلاظت کھاتی ہو کہ اس میں بدبو پیدا ہو گئی ہے اس کو اتنی مدت تک محبوس رکھا جائے کہ بدبو ختم ہو جائے، اس سے پہلے یعنی فوراً پکڑ کر ذبح کر کے پکا لینا مکروہ تحریمی ہے، جو مرغی غلاظت نہیں کھاتی یا اتفاقیہ کبھی کھا لے اس کو فوراً ذبح کر کے کھا لینا درست ہے، اس کو محبوس رکھنا محض تنزیہاً ہے۔

"وفی التجنیس اذا کان علفها نجاسة تحبس الدجاجة ثلاثة ایام وقال

---

[1] شاة قطع الذئب اوداجها وهی حیة لاتذکی لفوات محل الذبح، ولو انتزع رأسها وهی حیة تحل بالذبح بین اللبة واللحیین الخ شامی ص ۴۴۷/ ج ۹، مطبوعہ زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، مجمع الانہر ص ۲۶۵/ ج ۴، کتاب الصید، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۳۰/ ج ۸/ کتاب الصید.

السرخسی عدم التقدیر وتحبس حتی تزول الرائحة"

"وفی الملتقی المکروه الجلالة التی اذاقربت وجد منها رائحة فلا تؤکل وفی مختصر المحیط ولاتکره الدجاجة المخلاة ان اکلت النجاسة اھ یعنی اذالم تنتن بها لما تقدم لانهاتخلط ولایتغیر لحمها وحبسها ایاماً تنزیه اھ شامی مختصراً ص ۱۹۵/ ج۵/ کتاب الذبائح[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۹۰ھ

کسی معزز مہمان کیلئے جانور ذبح کرنا

سوال:-اگر کسی مہمان کے قدوم پر کوئی جانور ذبح کیا جائے تو وہ "مَااُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ" میں داخل ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب وصفحہ ونام مطبع تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مقصود کھلانا ہو تو درست ہے، اور اگر اعزاز و تعظیم مقصود ہو تو درست نہیں، "ذبح لقدوم الامیر اوغیره من العظماء لایحل لانه ذبح تعظیماً لهٗ لاللّٰه تعالیٰ بخلاف ماذا ذبح للضیف فانه لله تعالیٰ اھ" (مجمع الانهر ص ۵۰۸/ ج ۲/)[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ ذی الحجہ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ ذی الحجہ ۶۰ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ ذی الحجہ ۶۰ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۶/۳۰۶، مطبوعہ زکریا ص ۹/۴۴۴، کتاب الذبائح، بدائع الصنائع کراچی ص ۳۹، ۴۰/ ج۵/ کتاب الذبائح، قبیل فصل واما بیان شرط حل الاکل فی الحیوان، اعلاء السنن ص ۱۹۵، ۱۹۹/ ج۱۷/ کتاب الذبائح، باب ماجاء فی الجلالة، مطبوعه امدادیه ملتان.

(حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کارآمد جانور کو تجارت کے لئے ذبح کرنا

سوال:- کوئی بیل یا جھوٹا یا گائے (باربردار) ہل میں چلنے والا اور ٹھیلہ کھینچنے والا کارآمد جانور کو بہ نیت تجارت ذبح کرنا اور اس کا گوشت بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے کارآمد جانور کو ذبح کر کے محض اس کا گوشت، کھال فروخت کر کے پیسے کمانا مناسب نہیں، لیکن وہ پیسہ بھی حرام نہیں ہوگا، بالکل جائز ہوگا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۹۴ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۲ مجمع الانهر ص ۱۵۵ / ج ۴، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، كتاب الذبائح، الدر المختار على الشامی زکریا ص ۴۴۹ / ج ۹ / کتاب الذبائح، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۶۸ / ج ۸ / کتاب الذبائح.

۱ حدیث شریف میں ایک ضیافت کے موقع پر آپ ﷺ نے دودھ والی بکری کو ذبح کرنے سے منع فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جانور کارآمد ہو اس کو ذبح نہ کیا جائے۔ البتہ اگر وہ جانور ذبح کرلیا اور اس کو فروخت بھی کردیا تو چونکہ وہ حلال جانور کا گوشت ہے اور حلال جانور کے گوشت کی خرید وفروخت جائز ہے۔ اس لئے اس کی آمدنی حلال اور جائز ہوگی۔

عن ابی هريرة قال خرج النبی ﷺ فی ساعة لايخرج فيها ولايلقاه فيها احد، فانطلقوا الی منزل ابی الهيثم بن التيهان الانصاری وكان رجل كثير النخل والشاء فانطلق ابی الهيثم ليصنع لهم طعاما فقال النبی ﷺ لاتذبحن ذات درفذبح لهم عناقا اوجديا الحديث ترمذی شريف ص ۶۲ / ج ۲ / ابواب الزهد، باب ماجاء فی معيشة اصحاب النبی ﷺ، مطبوعه اشرفی ديوبند، مسلم شريف ص ۱۷۷ / ج ۲ / كتاب الاشربة، باب جواز استتباعه غيره الی دار من يثق برضاه، مطبوعه رشيديه دهلی، ابن ماجه ۲۲۹ / ابواب الذبائح، باب النهی عن ذبح ذوات الدر، مطبوعه اشرفی ديوبند.

کافر کے یا سرکاری سانڈ کو ذبح کر کے کھانا

سوال:- زید اس سانڈ کو ذبح کر کے کھالیتا ہے، جس کو کسی کافر نے چھوڑا ہے، یا سرکاری طور پر چھوڑا گیا ہے، کیا شرعاً اس کو چوری چھپے ذبح کر کے کھانا جائز ہے؟ واضح رہے کہ لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے، کہ کافر اکثر بیشتر اپنے کسی بڑے آدمی یا بت وغیرہ کے نام پر سانڈ وغیرہ چھوڑتا ہے، اس صورت میں سانڈ "ماأُهل به لغير الله" کے تحت داخل ہوگا یا نہیں؟ اگر داخل ہے تو پھر اس سے مسلمانوں کو اپنے جانوروں کو جفتی کرانا شرعاً کیسا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری مال میں تو سب کا حق ہے، اس لئے سرکاری سانڈ کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ مزعومہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے سانڈ کو ذبح کر کے چوری چھپے سے بھی کھالینا جائز نہیں، یہ تصرف فی ملک الغیر ہے[1] اگر وہ غیر اللہ کے نام کا ہے تو "مَاأُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه"[2] میں بھی داخل ہے، وہ کسی مسلمان کی گائے سے جفتی کرے تو اس جفتی کو یا اس سے پیدا ہونے والے بچے کو ناجائز نہیں کہا جائے گا[3]

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنه الخ الدرالمختار علیٰ الشامی زکریا ص ۲۹۱/ ج۹/ مطبوعه کراچی ص ۶/۲۰۰، کتاب الغصب مطلب فیما یجوزمن التصرف بمال الغیر الخ، الاشباہ والنظائر ص۱۵۷/الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، قواعدالفقه ص ۱۱۰/الرسالة الثالثة القواعدالفقهیة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند.

[2] سورة المائدة الاية: ۳/ (**ترجمہ**) (تم پر حرام کئے گئے ہیں) اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نام زد کر دیا گیا۔ (از بیان القرآن)

[3] مستفاد منه: فلوکانت امه حلالالکان هوحلالا ایضالان حکم الولدحکم امه لانه منها وهو کبعضها الاتری ان حماروحش لونزا علی حمارة اهلية فولدت لم یوکل ولدهاولو نزا حماراهلی علی حمارة وحشیةوولدت یوکل ولدها لیعلم ان حکم الاول حکم امه فی الحل والحرمة دون الفحل، بدائع کراچی ص ۳۸/ ج۵/ کتاب الذبائح، والصیود، الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۶/۳۰۴، کتاب الذبائح، شلبی مع التبیین ص ۲۹۵/ ج۵/ کتاب الذبائح، فصل فیمایحل اکله، مطبوعه امدادیه ملتان،

سرکار نے اپنے مال کو کھانے کی سب کو اجازت نہیں دی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گابھن بھیڑ کو ذبح کر کے فروخت کرنا اور اس کے بچہ کا حکم

سوال:- بھیڑ گابھن ہے اس کو ذبح کیا جاتا ہے، بچہ کبھی مر بھی جاتا ہے، کبھی زندہ رہتا ہے، آیا اس بھیڑ کا ذبیحہ جائز ہوگا یا نہیں؟ اور یہ روزانہ دوکانداری کا معمول ہے، اور بھیڑ کے بچہ ہونے میں ایک دو دن باقی رہتا ہے اس اندازہ سے ذبح کرتے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے[1] اگرچہ ذبیحہ حلال ہوگا، جو بچہ مردہ نکلے اس کا کھانا درست نہیں ہے، جو بچہ زندہ نکلے اس کو ذبح کرلیا جائے، وہ حلال ہوگا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۲/۲۰ھ

ذبح کے وقت علامات حیات

سوال:- (۱) کسی جانور کا شکار کرنے کے بعد علامات حیات (مثلاً آنکھوں کا پھڑکنا

---

[1] شاة او بقرة اشرفت علیٰ الولادة قالوا یکره ذبحها لان فیه تضییع الولد الخ عالمگیری ص۲۸۷/ ج۵/ مطبوعه کوئٹه، کتاب الذبائح، الباب الاوّل، البحر الرائق کوئٹه ص۱۷۱/ ج۸/ کتاب الذبائح، شامی زکریا ص۴۴۱/ ج۹/ کتاب الذبائح، شلبی علی التبیین ص۲۹۳/ ج۵/ کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] ان الجنین وهو الولد فی البطن ان ذکی علی حدة حل والا لا ولا یتبع امه فی تذکیتها لو خرج میتاً، شامی ص۴۴۱/ ج۹، مطبوعه زکریا دیوبند، کتاب الذبائح، مجمع الانهر ص۱۶۰/ ج۱/ کتاب الذبائح، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، شلبی علی تبیین الحقائق ص۲۹۳/ ج۵/ کتاب الذبائح، مطبوعه امدادیه ملتان.

یا سانس چلنا یا جسم کا کوئی حصہ حرکت کرنا) کی حالت میں ذبح کیا گیا لیکن خون نہیں نکلا، لہٰذا یہ جانور حلال ہے، کیونکہ بعض امراض ایسے ہیں جن میں خون پانی ہوجاتا ہے، یا خشک ہوجاتا ہے، مثلاً صدمہ وغیرہ، اس لئے ایسی حالت میں تو حیات کے باوجود خون نہیں نکلے گا۔

(۲) دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ اثر بظاہر کوئی بھی علامت حیات موجود نہ ہو لیکن ذبح کرنے میں شہ رگ سے اگر اتنا خون نکلے کہ چھری تر ہوجائے تو حلال ہے ورنہ نہیں، بعض مذکورہ بالا علامات جسم کا پھڑکنا یا آنکھیں پھڑکنے کے باوجود خون نکلنا شرط ہے، کیونکہ بعض امراض ایسے ہیں، کہ جن کی وجہ سے جسم اور آنکھیں پھڑکنے لگتی ہیں، حالانکہ روح پرواز ہوچکی ہوتی ہے، اور روح کی موجودگی میں شہ رگ کے اندر اتنا خون رہتا ہے، کہ جس سے چھری تر ہوجائے، اگر اتنا بھی خون نہیں ہے، کہ جس سے کم از کم چھری تر ہوجائے تو یہ اس کے مردہ ہونے کی علامت ہے، جیسا کہ سکتہ میں ہوتا ہے، کہ بظاہر کوئی علامت موجود نہیں ہوتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

۱/۲/جس جانور کی حیات کا علم نہ ہو اور وہ ذبح کرنے سے متحرک ہو یا اس سے خون نکلے تو حلال ہے ”ولو ذبح شاة لم تعلم حیاتها تحرکت او خرجت منها دم حلت لانه دلیل الحیاة والا فلا تحل اھ الدر المنتقیٰ ص ۵۱۵/ج ۲/“[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۱/۱۴۰۶ھ

بیمار گائے ذبح کی اور خون بہت آہستہ آہستہ نکلا حرکت کچھ نہیں کی

سوال:- ایک گائے بیمار رہتی ہے، بمرض مرگی یا کوئی اور مرض ہیچو قسم گائے گر کر

---

[1] الدر المنتقیٰ علی مجمع الانهر ص ۱۶۴/ج۴، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت، کتاب الذبائح، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۷۳/ج۸/کتاب الذبائح، بدائع الصنائع کراچی ص ۵۲/ج۵/ کتاب الذبائح، فصل و امابیان شرط حل الاکل فی الحیوان.

مرنے لگی، ذبح کرنے والے نے اس کے سر کو ذبح کرنے کے لئے سیدھا کیا اس وقت گائے کے کان میں جنبش ہوئی آنکھ کھلی اور بند ہوئی اس کے علاوہ اور کوئی نشانی زندگی کی ظاہر نہ ہوئی گائے ذبح کردی گئی خون شرناٹے سے نہ نکلا آہستہ آہستہ پانی کی طرح بہتا رہا، زمین پر پانچ فٹ ایک انچ لمبائی اور ایک فٹ سات انچ چوڑائی تک خون گیا ذبح ہو چکنے کے بعد اور کوئی علامت زندگی کی ظاہر نہ ہوئی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ گائے حلال ہے یا حرام۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

"ولو ذبح شاة لم تعلم حياتها فتحركت اوخرج منها الدم من غير تحرك حلت اكلها لان الحركة وخروج الدم لايكونان الامن الحى وذكر محمدبن مقاتل ان خرج الدم ولم يتحرك لايحل والا اى وان لم يتحرك اولم يخرج الدم فلا تحل ان لم تعلم حياته وقت الذبح وان علمت حياتها وقت الذبح حلت مطلقا اى على كل حال" مجمع الانهر ص ۵۱۵/ج ۲/[1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر جانور کی وقت ذبح حیات متعین تھی تو بلاشبہ وہ جائز ہے، اگر اس کی حیات کا علم نہ تھا تب بھی چونکہ خون نکلا ہے، اس لئے وہ جائز ہے، کیونکہ ایسے جانور کے متعلق دو چیزوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے یا حرکت کرے یا خون نکلے، اگر دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو جائز نہیں۔

یہاں ایک چیز موجود ہے، پس وہ حلال ہے، (یہ متن کا حاصل ہے) اور اس کے مقابل محمد ابن مقاتل کا قول نقل کیا ہے، کہ محض خون کا نکلنا بغیر حرکت کے معتبر نہیں، صراحۃً دونوں قولوں میں سے کسی کی ترجیح بیان نہیں کی، لیکن ایک قول کا متن میں ذکر کرنا یہ

---

[1] مجمع الانهر ص ۱۶۴/ ج ۴، دارالكتب العلمية بيروت، آخر كتاب الذبائح، البحرالرائق كوئٹه ص ۱۷۳/ ج ۸/ كتاب الذبائح، تبيين الحقائق ص ۲۹۷/ ج ۵/ كتاب الذبائح، مطبوعه امداديه ملتان،

E:\F.M.Fainal\Jild-26\08-Zibahe Sahih & Gair Sahih

تصحیح التزامی ہے،[۱] نیز قول متن کی شارح نے علت بھی بیان کی اور اسکے مقابل کی علت بیان نہیں کی یہ بھی موجب ترجیح قول متن ہے[۲] "سکب الانہر" میں دوسرے قول کو ذکر بھی نہیں کیا متن تنویر میں بھی قول ثانی مذکور نہیں مگر شامی نے نقل کیا ہے، کہ خون اس طرح نکلے جس طرح زندہ جانور سے نکلتا ہے، ص ۲۱۷/ج ۵/[۳] "**قوله اوخرج الدم ای کما یخرج من الحی قال فی البزازیة وفی شرح الطحاوی خروج الدم لایدل علی الحیاة الا اذکان یخرج کما یخرج من الحی عند الامام وهو ظاهر الروایةاھ**"

اور ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد ذبح کرنے سے اس قدر خون نہیں نکلتا، بلکہ اولاً اس میں قطعاً خون نہیں رہتا، اگر رہتا بھی ہے تو بہت معمولی سا، اور شرناٹے سے نہ نکلنا بلکہ آہستہ آہستہ نکلنا بہت ممکن ہے، کہ کسی بیماری اور ضعف کی وجہ سے ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبداللطیف ۲۶/۴/۵۸ھ

---

[۱] **وکل قول فی المتون اثبتا: فذاک ترجیح له ضمنااتی، فرجحت علی الشروح والشروح: علی الفتاوی القدم من ذات رجوح مالم یکن سواه لفظا صححا: فالارجح الذی به قدصرّحا، رسم المفتی ص ۱۴۵/ الضوابط المحررة، مطبوعه زکریادیوبند، شامی کراچی ص ۷۲/ ج ۱/ مقدمة، مطلب اذاتعارض التصحیح.**

[۲] **وکذا لوذکرواقولین مثلاً وعللواالاحدهما کان ترجیحاله علی غیرالمعلل الخ شرح عقود رسم المفتی ص ۱۵۷/ لوذکروا قولین وعللواالاحدمها کان ترجیحاله، مطبوعه زکریا دیوبند، شامی کراچی ص ۷۲/ج ۱/ مقدمة، مطلب اذاتعارض التصحیح.**

[۳] **شامی مطبوعه نعمانیه ص ۱۹۶/۵، کراچی ص ۳۰۸/۶، وزکریاص ۴۴۷/۹، کتاب الذبائح، بزازیه علی الهندیة کوئٹه ص ۳۰۵/ج ۶/ کتاب الذبائح، الفصل الاول فی مسائله، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۶/ ج ۵/ کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه.**

ایک جانور کو ذبح کیا وہ جا کر پانی میں ڈوب گیا اس کا کھانا

سوال:- نیل گائے کو ذبح کیا جا رہا تھا، ابھی مکمل نہیں ہوا تھا اس میں جان کی رمق باقی تھی، کہ بدن جھاڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور ندی میں جا کر ڈوب مرا، پھر دوبارہ اس کو ذبح نہیں کیا جا سکا، شرعاً اس کا کھانا حلال ہوگا یا نہیں؟ کتنا ذبح کرنے کو ذبح شرعی (جو جانور کو حلال کردے) سمجھا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حلقوم، مری، ودجان اگر یہ رگیں کٹ چکی ہیں (جن کے بعد زندگی باقی نہیں رہتی) مگر وہ تڑپتا ہوا اُٹھ کر قریب ہی کسی پانی میں جا گرا اور مر گیا، تو وہ حلال ہے[۱] اس کی موت ذبح کی وجہ سے ہوئی ہے، جیسے مرغ کو ذبح کر دیا جائے، وہ تڑپتا اور اُچھلتا ہوا پانی میں جا گرے اگر یہ رگیں پوری نہیں کٹی تھیں، اور اس کی زندگی متوقع تھی اور پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے تو وہ مردار ہے، اس کا کھانا درست نہیں ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وان ذبحت الشاة فاضطربت فوقع فی ماء اوتردت من موضع لم یضرھا شئ لان فعل الذکاة قداستقرفیھا فانما انزھق حیاتھا بہ ولامعتبرباضطرابھا بعداستقرار الذکاة فھٰذالحم وقع فی ماء اوسقط من موضع عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۰/ج۵/کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، ھدایہ علی فتح القدیر ص ۱۲۲/ ج ۱۰/ کتاب الصید، فصل فی الجوارح، مطبوعہ دارالفکر بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۲۴/ج۸/کتاب الصید،

[۲] وان وقع فی الماء فمات حرم لاحتمال موتہ بذلک مجمع الانھر ص ۲۶۲/ ج۴، مطبوعہ دارالکتب العلمیة، کتاب الصید، درمختارعلی الشامی ص ۶۰/ج ۱۰، مطبوعہ زکریا دیوبند، کتاب الصید،

باب پنجم : جانور کے حلال وحرام اجزاء

چمڑا کھانا

سوال:- چمڑا کھانا کیسا ہے؟ منڈی میں چمڑا لگا ہوا ہوتا ہے، اس کو بعض لوگ بال جلا کراور بال صاف کر کے چمڑے کے ساتھ بوٹی کاٹ کر کھاتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کا چمڑا بھی گوشت کیساتھ کھالیا جائے تو مضائقہ نہیں درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۰/۹۱ھ

حلال جانور کا چمڑا کھانا

سوال:- چمڑا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کا چمڑا کھانا بھی درست ہے، مثلاً پرندوں کبوتر، مرغ وغیرہ یا گائے اور بکری کے تازہ بچہ کی کھال، اگر گائے اور بکری کی کھال کو کھانے کے

---

[1] اسلئے کہ چمڑا اجزائے محرمہ میں سے نہیں ہے۔ فالذی یحرم اکلہ منہ سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ، بدائع الصنائع ص ۵/۶۱، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، آخر کتاب الذبائح الخ، سکب الانہر مع مجمع الانہر ص ۴/۴۸۹، کتاب الخنثی، مسائل شتی، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۸/۴۸۵، کتاب الخنثی، مسائل شتی،

قابل بنالیا جائے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں، یعنی شرعاً ممنوع نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۳؍۱۳۹۲ھ

اوجھڑی اور آنتیں کھانا

سوال:- حلال جانوروں کی اوجھڑی اور آنتیں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ماہنامہ فیض الرسول جولائی ۶۵ھ کے صفحہ ۳۲؍ پر آخر میں جلال الدین احمد الامجدی من اساتذۃ دارالعلوم اہل سنت برداں شریف ضلع بستی نے اسی سوال کے جواب میں تحریر کیا ہے، کہ اوجھڑی اور آنتیں کھانا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"کرہ تحریماً وقیل تنزیھاً والاول اوجہ من الشاۃ سبع الحیاء والخصیۃ والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ والدم المسفوح والذکر للاثر الواردفی کراھۃ ذٰلک اھ (در مختار علی ردالمحتار ص ۶۵۴ / ج۵ / ")[۲] فقہاء نے ان سات چیزوں کو منع فرمایا ہے، بعض نے نخاع کا بھی اضافہ کیا ہے۔ کذافی الطحطاوی[۳]، آنتیں اور اوجھڑی کو ان میں شمار نہیں کیا جنہوں نے منع کیا

---

[۱] اس لئے کہ چمڑا اجزائے محرمہ میں سے نہیں ہے۔"مایحرم من اجزاء الحیوان المأکول سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ الخ، شامی ص ۴۵۱ / ج۹، مطبوعہ زکریا دیوبند، آخر کتاب الذبائح،البحرالرائق کوئٹہ ص ۴۸۵ / ج۸ / کتاب الخنثی، مسائل شتی، تبیین الحقائق ص ۲۲۶ / ج۶ / کتاب الخنثی،مسائل شتی،مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[۲] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص۴۷۷ / ۱۰، مطبوعہ کراچی ص ۷۴۹ / ۶ / کتاب الخنثی، مسائل شتیٰ، البحرالرائق کوئٹہ ص ۴۸۵ / ج۸ / کتاب الخنثی،مسائل شتی،مجمع الانھر ص ۴۸۹ / ج۴ / کتاب الخنثی،مسائل شتی،مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

[۳] وزید نخاع الصلب طحطاوی علی الدر ص ۳۶۰ / ج۴ / کتاب الحنثی،مسائل شتی، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت.

ہے ان سے کتب فقہ کا حوالہ مع نقل عبارت طلب کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

اوجھڑی، کھانا کیسا ہے

سوال:- پچونی اور لاد کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پچونی اور لاد (انتڑی اور اوجھڑی) کھانا شرعاً درست ہے[1]، خوب پاک صاف کر کے کھائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۸۵ھ

اوجھڑی، آنتیں حرام نہیں، گدھی اور سور کا دودھ

سوال:- زید ایک پرچہ لایا ہے جس کا نام ''الحامد'' ہے جو سنبھل سے ماہنامہ نکلتا ہے یہ پرچہ ماہِ دسمبر ۱۹۷۰ء کا ہے، جو جلد نمبر ا/شمارہ ۱۹/ ہے اس پرچہ کا مدیر اعزازی مولوی محمد حسن اشرفی ہے، اس فتوے کا لکھنے والا قاضی محمد عبد الرحیم بستوی رضوی ہے، (دارالافتاء بریلی) اور مولوی محمد حسن اشرفی نے بھی لکھا ہے، ص ۲۲/ پر کہ اوجھڑی آنتیں کھانا مکروہ تحریمی ہے، اور چند سطروں کے بعد لکھتا ہے کہ سور، گدھا کھانا حرام اور اس کا دودھ حلال ہے، پھر صفحہ ۳۰/ پر لکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو اوجھڑی کھاتے ہیں، وہ حرام خور ہیں، اوجھڑی، آنتیں مکروہ تحریمی ہیں، غرض یہ ہے کہ ہم لوگ عرصۂ دراز سے گائے، بکری، بھینس کی اوجھڑی کھاتے ہیں، اور کسی نے ان

---

[1] مایحرم اکله من اجزاء الحیوان الماکول سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة، شامی زکریا ص ۴۰۱/ ج ۹/ آخر کتاب الذبائح، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۱/ ج ۵/ آخر کتاب الذبائح، تبیین الحقائق ص ۲۲۶/ ج ۶/ کتاب الخنثی، مسائل شتی.

چیزوں کو روکا نہیں، مگر زید پرچہ ماہنامہ ''الحامد'' لے کر اعلان کرتا ہے کہ گائے، بکری، بھینس کی اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا مدلل جواب دیا جائے، کہ جب سور، گدھا حرام ہیں تو دودھ کیسے حلال ہے؟ پھر اوجھڑی کے بارے میں تفصیل کہ اس کا لکھنا کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ارشاد ردالمحتار، ص ۷۷۴/ج ۵ [1] میں نقل کیا ہے کہ بکری کا بہتا خون تو حرام ہے اور چھ چیزیں مکروہ تحریمی ہیں، حدیث پاک بھی اس سلسلہ میں نقل کی ہے، ان چھ میں اوجھڑی اور آنت کا ذکر نہیں، گائے بھینس کا بھی یہی حکم ہے، جن صاحب نے اوجھڑی اور آنت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، جوابی خط بھیج کر ان سے دریافت کرلیا جائے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کون سی کتاب میں ہے، اسی طرح سور کے دودھ کو حلال کس دلیل اور حوالہ سے لکھا ہے، حالانکہ وہ نجس العین ہے [2]، گدھی کے دودھ کے متعلق بھی دریافت کریں [3]، پھر ایک خط سے یہاں بھی اطلاع کردیں تو احسان ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وكره تحريماً وقيل تنزيهاً والاول اوجه من الشاة سبع الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذكر،قوله كره تحريما لماروى الاوزاعى عن مجاهد قال كره رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من الشاة الذكر والانثيين والقبل والغدة والمرارة والثانة والدم قال ابوحنيفةؓ الدم حرام واكره الستة، مطبوعه نعمانيه،وزكرياديوبندص۷۷۴/ج۱۰/كتاب الخنثى، مسائل شتى،بدائع الصنائع كراچى ص ۶۱/ج۵/آخر كتاب الذبائح،البحرالرائق كوئٹه ص۴۸۵/ج۸/كتاب الخنثى،مسائل شتى.

[2] والخنزيرلايستعمل وهو باق على نجاسته لان كل اجزائه نجسة شامى ص ۴۴۷/ج۹/ مطبوعه زكرياديوبند، كتاب الذبائح،مجمع الانهر ص ۵۱/ج۱/كتاب الطهارة،فصل، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،البحرالرائق كوئٹه ص ۱۰۰/ج۱/كتاب الطهارة.

[3] وكره لحم الاتان ولبنهاالخ درمختارعلى الشامى ص ۴۹۰/ج۹/كتاب الحظر والاباحة، فى بيان الأكل، عالمگيرى كوئٹه ص۳۵۵/ج۵/كتاب الكراهية،الباب الثامن عشرفى التداوى والمعالجات،قاضيخاں على الهندية ص۴۰۳/ج۳/كتاب الحظروالاباحة.

غدود کیا ہے اور اس کا حکم

سوال:-ایک مسئلہ تذکرۃ الرشید میں صفحہ ۱۷۴/ پر ہے کہ حلال جانور میں سے سات چیزیں کھانا منع ہے، ان سات چیزوں میں سے ایک غدود بھی ہے، آپ واضح فرمائیں کہ غدود کیا چیز ہے؟ عام طور پر غدود نلی میں سے یا پاؤں میں سے نکلتا ہے اسے کہتے ہیں، عام طور پر لوگ اسکو بہت شوق سے کھاتے ہیں، آپ بتائیں کہ یہ کھانا حلال ہے یا حرام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خون جم کر گٹھلی کی صورت ہو جاتی ہے، اس کو غدہ کہتے ہیں[1] وہی اردو میں غدود کہلاتا ہے، پائے اور دوسری ہڈی سے جو چیز نکلتی ہے، اس کو گری اور گودہ اور گود کہتے ہیں[2] اس کا کھانا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح: بندہ محمود نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۱۴۰۱ھ

حرام مغز

سوال:-حرام مغز کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منع ہے۔ طحطاوی[3] ص ۳۶۰/ ج ۴/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] والغدة بضم الغين المعجمة كل عقدة فى الجسد اطاف بها شحم و كل قطعة صلبة بين العصب الخ شامی زکریاص ۴۷۸/ج ۱۰/ کتاب الخنثیٰ، مسائل شتیٰ، قواعدالفقه ص ۳۹۸/ الرسالة الرابعة،التعريفات الفقهية، الغدة، مطبوعه اشرفى ديوبند۔

[2] جو گوداہڈی سے نکلتا ہے اسکو عربی میں مخ کہتے ہیں مصباح اللغات ص ۸۰۹/ الخ مطبوعہ کراچی، (حاشیہ:۳/ اگلے صفحہ پر)

بکرے کے کپورے کا حکم

سوال:- بعض آدمی قربانی کے بکرے کے کپورے (خصیے) بھی پکا کر کھاتے ہیں، کیا ان کا کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کا کھانا منع ہے۔ شامی، ص ۱۹۷/ج ۵/ [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کپورے کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ کپورے کے متعلق مولانا گنگوہیؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ بکرے کے خصیہ کھانا شرعاً جائز ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت مولانا گنگوہیؒ کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں بلکہ ان پر بہتان ہے انہوں نے بکرے کے خصیہ کو منع لکھا ہے، دیکھو فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ خواجہ برقی پریس دہلی ۲ ۱۳۵۲ھ جلد دوم [2]۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [3] وکرہ تحریماً وقیل تنزیھاً من الشاة سبع الیٰ قوله وزیدنخاع الصلب الخ طحطاوی علی الدرص ۳۶۰/ج ۴، مکتبه کراچی، کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ،

[1] وکره تحریماوقیل تنزیها والاول اوجه من الشاة سبع الحیاء والخصیة الخ درمختارعلی رد المختارص ۴۷۷/ج ۱۰/ مطبع زکریادیوبند، کراچی ص ۷۴۹/ج ۶/ کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ، البحرالرائق کوئٹه ص ۴۸۵/ج ۸/ کتاب الخنثی، مسائل شتی، مجمع الانهر ص ۴۸۹/ج ۴/ کتاب الخنثی، مسائل شتی، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] فتاویٰ رشیدیه ص ۹۹/ج ۲، مکتبه رحیمیه دیوبند، کتاب الحظر والاباحة،

اور تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص۱۷۴[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ماکول اللحم کے اجزاءِ محرمہ

سوال:- اگر گائے، بکری، بھینس وغیرہ ذبح کرے تو اس میں کن چیزوں کا کھانا حرام ہے، اور کن چیزوں کا کھانا مکروہ ہے یعنی کس قسم کی مکروہ ہے، تحریمی ہے یا تنزیہی ہے؟ اور پیٹھ میں جو بڑی ہڈی ہوتی ہے، جس کو صلب کہتے ہیں، اس کے اندر جو سفید رگ ہوتی ہے اس کا کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو تحریمی ہے یا تنزیہی؟ اگر کوئی شخص گوشت کے ساتھ اس کو پکالے تو یہ سالن کھانا کیسا ہے؟ اگر کسی کو کھلا دے تو کھلانے والا گنہگار ہوگا یا نہیں اور گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟ اب حضرت والا سے گزارش ہے کہ مسائل مذکورہ کو موافق شریعت مدلل مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"ویکرہ تحریماً علی الاوجہ من الشاۃ سبع اشیاء معلومۃ وھو الفرج والخصیۃ والمثانۃ والذکر والغدۃ والمرارۃ والدم المسفوح للاثر الوارد فی کراھۃ ذٰلک لکن فی عد الدم من المکروہ تسامح اھ مجمع الانھر ص۷۴۳/ ج۲/[۲] وزید نخاع الصلب اھ طحطاوی ص۳۶۰/ ج۴/[۳] قال ابو حنیفۃؓ عنہ الدم حرام

---

[۱] تذکرۃ الرشید ص۱۷۴/ ج۱/ مکتبہ نعمانیہ دیوبند.

[۲] الدر المنتقیٰ علی مجمع الانھر ص۴۸۹/ ج۴، مکتبہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، کتاب الخنثیٰ، مسائل شتّٰی، بدائع الصنائع زکریاص۱۹۰/ ج۴/ کتاب الذبائح والصیود، فصل بیان مایحرم اکلہ الخ، البحرالرائق کوئٹہ ص۴۸۵/ ج۸/ کتاب الخنثی، مسائل شتی.

[۳] طحطاوی علی الدرص۳۶۰/ ج۴، مکتبہ کراچی، کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ،

واکرہ الستة وذٰلک لقولہ عزوجل حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر الاية فلما تناوله النص قطع بتحريمه وكره ماسواه اھ زيلعی ص ۲۲۶ / ج ۶ / [1]

عبارات بالا سے معلوم ہوا کہ آٹھ چیزیں ممنوع ہیں، ایک حرام ہے اور باقی مکروہ تحریمی ہیں، ان سب کا کھانا اور کھلانا ناجائز اور گناہ ہے، اور جس سالن کے ساتھ ناجائز عضو کو ملا کر پکایا ہے، وہ سالن بھی ناپاک ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۸/۶۱ھ

جوخون ذبیحہ میں گوشت کیساتھ لگا رہ جائے وہ پاک ہے

ذبح بھی دباغت ہے

سوال:- حلال جانوروں کا دم مسفوح نکل جانے کے بعد جوخون گوشت میں باقی رہ جاتا ہے، وہ پاک ہے، یا ناپاک؟ اگر مصلیوں کے کپڑے یا جسم میں لگ جائے تو اس سے نماز صحیح بھی ہوجائے گی یا نہیں، کوئی کراہت وغیرہ تو نہیں غیر ماکول اللحم جانوروں کو اگر تسمیہ کے ساتھ ذبح کیا جائے تو اسکا گوشت اور جوخون گوشت میں رہ جاتا ہے وہ بھی پاک ہے یا نہیں، کیا مذبوحہ جانوروں کے چمڑے پر قبل دباغت نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، آیا ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانوروں کے چمڑے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

---

[1] تبیین الحقائق ص ۶/۲۲۶، مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان، کتاب الخنثیٰ فی مسائل شتیٰ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۴۸۵/ ج۸/ کتاب الخنثی، مسائل شتی، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۱/ ج۵/ آخر کتاب الذبائح.

الجواب حامداً ومصلیاً

بعد ذبح جو خون گوشت سے چپکا ہوا رہ جاتا ہے وہ نجس ہے، جب کہ وہ سائل ہو اور جو خون رگوں میں اور گوشت کے اندر ہو وہ نجس نہیں جب کہ وہ سائل نہ ہو "مالزق من الدم السائل باللحم فهونجس ومابقى فى اللحم والعروق من الدم الغير السائل فليس بنجس اھ کبیری ص ۱۹۳[1]. والدم المسفوح اى السائل من اى حيوان الىٰ قوله والمراد ان يكون من شانه السيلان فلوجمد المسفوح ولوعلىٰ اللحم فهونجس كما فى منية المصلى وكذا مابقى فى المذبح لانه دم مسفوح كمافى ابن اميرحاج لاالباقى فى اللحم لانه ليس بمسفوح لمشقة الاحترازعنه اھ طحطاوی ص ۸۳[2]" اگر معمولی اثر کپڑے یا بدن پر آئے گا تو وہ معاف ہے اگر نمایاں طور پر لگ جائے تو پاک نہیں "یفسد الثواب اذافحش اھ شامی[3] ص ۲۹۴ ج ۱" ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم دونوں کا اس مسئلہ میں ایک ہی حکم ہے جبکہ تسمیہ کے ساتھ ذبح کیا جائے، زکوٰۃ شرعیہ سے چمڑا پاک ہوجاتا ہے، اس پر نماز بغیر دباغت کے بھی درست ہے، ماکول اللحم کا چمڑا ہو یا غیر ماکول اللحم کا "سوى الخنزير والادمى وماای اهاب طهربه بدباغ طهربذكوٰة على المذهب لايطهر لحمه علىٰ قول الاكثر ان كان غيرماكول هذا اصح مايفتىٰ به وان قال فى الفيض الفتوىٰ علىٰ طهارته وهل يشترط لطهارة جلده كون ذكاته شرعية بان تكون من الاهل

[1] حلبی کبیر ص ۱۹۵، مطبع سهيل اكيڈمی لاهور، كتاب الطهارة، فصل فى الآسار الخ.
[2] طحطاوی ص ۱۲۲، مطبوعه مصر، باب الانجاس والطهارة عنها، عالمگیری کوئٹه ص ۴۶/ ج ۱/ كتاب الطهارة، الفصل الثانى فى الاعيان النجسة.
[3] حضرتؒ نے اس مسئلہ میں احتیاطی پہلو کو اختیار کیا ہے۔ شامی نعمانیه ص ۲۱۲/۱، وزكريا ديوبند، ص ۵۲۴/ ج ۱/ كتاب الطهارة، باب الانجاس، مطلب فى بول الفارة وبعرها الخ، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۱۹/ ج ۱/ كتاب الطهارة، فصل فى الآسار، بزازية على الهندية كوئٹه ص ۲۱/ ج ۴/ كتاب الطهارة، السابع فى النجس.

فی المحل بالتسمية قيل نعم وقيل لاوالاول اظهر لان ذبح المجوسی وتارک التسمية عمداً كلاذبح وان صحح الثانی اھ درمختار[1] ص۱۸۹/ج۱/.

والحاصل ان زکوٰة الحيوان مطهرة لجلده ولحمه ان كان الحيوان ماكولا والافان كان نجس العين فلاتطهرشيئاً منه والا فان كان جلده لايحتمل الدباغة فكذلک لان جلده حينئذٍ يكون بمنزلة اللحم والافيطهر جلده فقط والآدمی كالخنزير فيما ذكر تعظيماً له اھ شامی[2] ـ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا بہا ہوا خون پینا

سوال:- بہت سے آدمی دوا کے طور پر قربانی کا بہا ہوا خون پیتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہا ہوا خون قربانی کا ہو یا کسی اور طرح کا سب حرام اور نجس ہے "اودماً مسفوحاً الاية"[3] ـ

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۹۰ھ

---

[1] درمختار على الشامی ص۳۵۷/ج۱، مطبوعه زكريادیوبند، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فی احكام الدباغة، البحرالرائق كوئٹه ص۹۹،۱۰۰/ج۱، كتاب الطهارة،النهرالفائق ص۸۱/ج۱/كتاب الطهارة،مطلب فی طهارة الجلود،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] شامی ص۳۵۸/ج۱، مطبوعه زكريادیوبند، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فی احكام الدباغة، تبيين الحقائق ص۲۵،۲۶/ج۱/كتاب الطهارة،مطبوعه امداديه ملتان،البحرالرائق كوئٹه ص۹۹،۱۰۰/ج۱/كتاب الطهارة.

[3] سورۃ الانعام رقم الایۃ ۱۴۵/۔ **(ترجمہ)** یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو۔

كره من الشاة الحياء والخصية والغدة والمثانة والمرارة والدم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

خصیہ کھانا

سوال:- حلال جانوروں کے خصیتین کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مکروہِ تحریمی ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) المسفوح والذکر قال ابوحنیفةؓ الدم حرام الخ البحر الرائق کوئٹہ ص ۴۸۵/ج۸/کتاب الخنثی،مسائل شتی،الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۷۷/۱۰/ کتاب الخنثی،مسائل شتی، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۱/ج۵/آخر کتاب الذبائح.

[۱] وکرہ تحریماً وقیل تنزیهاً والاول اوجه من الشاة سبع الحیاء والخصیة الخ درمختار علی الشامی زکریا ص۴۷۸/۱۰/کتاب الخنثی فی مسائل شتی، شرح وهبانیة ص۱۵۵/ج۲/رقم الشعر ص۶۳/۷/ فصل من کتاب الکراهیة،مطبوعه الوقف المدنی الخیر دیوبند،عالمگیری کوئٹه ص ۴۴۵/ج۶/ کتاب الخنثی،مسائل شتی.

باب اول: وجوب قربانی

قربانی کا ثبوت قرآن وحدیث سے

سوال:-قربانی کا مسئلہ آج کل عام دلچسپی کا موضوع بنا ہوا ہے کچھ لوگ سرے سے اس کا انکار کررہے ہیں، تو کچھ لوگ اسے قرآن مجید سے ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہیں، اس سلسلہ میں خاصا تفریط سے کام لیا جارہا ہے، عوام اس مسئلہ کی صحیح شرعی حیثیت سے آگاہ نہیں، جہاں تک میرا خیال ہے، قرآن مجید میں قطعیت کے ساتھ یہ حکم ہی نہیں آیا نہ حج کے دنوں میں مکہ شریف کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی تمام مسلمانوں کے لئے قربانی کرنالازم ہے، سورہ الحج ملاحظہ ہو " ذٰلک ومن یعظم شعائر اللّٰہ "قربانی دلوں کی پرہیزگاری میں داخل ہے ان (چارپاریوں میں) ایک قربت خاص تک تم لوگوں کیلئے فائدے ہیں، تم خانہ کعبہ کے پاس جاکران کو حلال کرو ہم نے قربانی قراردی ہے تاکہ خدا نے جوان کو مویشی چوپائے دے رکھے ہیں، قربانی کرنے کے وقت خدا کا نام لیں قرآن مجید کے اس مطلب کو اگر سامنے رکھا جائے تو قربانی ان لوگوں پر ہے جو چوپائے پال رکھے ہیں، قرآن کریم کی آیات بتاتی ہیں کہ قربانی خانہ کعبہ کے پاس جاکر کرو، اس کا یہ مطلب ہوا کہ جو شخص حج کرے اس پر قربانی واجب ہے، غیر حاجیوں پر قربانی واجب نہیں، قرآن میں قربانی کا ذکر حج کے ساتھ آیا ہے۔

(۱) اب بتایئے کہ کیا قربانی ان لوگوں پر بھی واجب ہے جو مویشی پالتے ہیں؟

(۲) خانہ کعبہ میں قربانی جائز ہے دوسری جگہ میں نہیں۔

(۳) اگر قربانی کا روپیہ قومی فلاح وبہبود اور غریب پروری پر صرف کریں تو کیا خلاف دانشمندی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسائل کے واسطے مأخذ قرآن کریم ہے یہ تو اصل سر چشمہ ہے اور حدیث سے بھی مسائل ثابت ہوتے ہیں[۱]، قرآن کریم میں حکم ہے کہ جو حکم تم کو رسول دیں اس کو عمل کے لئے قبول کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو[۲]، نیز قرآن پاک میں ہے کہ ہم نے جس رسول کو بھیجا اس لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے[۳]۔

نیز ارشاد ہے جو رسول کی اطاعت کرتا ہے، اس نے اللہ کی اطاعت[۴] کی اس واسطے حدیث شریف سے قطع نظر کر لینا اور یہ مطالبہ کرنا کہ ہر چیز قطعیت کے ساتھ قرآن کریم سے ہی ثابت کی جائے، یہ مطالبہ غلط ہے، اور نہایت خطرناک ہے نمازوں کی رکعات فجر کی دو، ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین، عشاء کی چار کو قطعیت کے ساتھ قرآن کریم سے ثابت کیا جاسکتا ہے؟ بلکہ پانچ وقت کی نماز کو بھی کیا قطعیت کے ساتھ قرآن کریم سے ثابت کیا جاسکتا ہے، بیت اللہ کا طواف کیا اس کے سات شوط کو قرآن کریم سے ثابت کیا جاسکتا ہے؟ قرآن کریم کا صحیح مطلب وہ ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا اور اس پر عمل کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سمجھایا اور اس پر عمل کرایا، سورہ کوثر میں مذکور ہے "فَصَلِّ لِرَبِّکَ الخ الایة[۵]"، حضرت حسن اس کی تفسیر[۶] میں فرماتے ہیں "صلوٰۃ یوم النحر ونحر البدن" یعنی

---

[۱] اصول الشرع ثلثة الکتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القیاس الخ حسامی مع نام ص ۴/ مطبوعہ مختار اینڈ کمپنی دیوبند، نور الانوار ص ۷/ مطبوعہ دار الکتاب دیوبند.

[۲] وَمَاآتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. سورۂ حشر آیت ۷/.

[۳] وَمَااَرْسَلْنَا مِن رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہ، سورہ نساء آیت ۶۴/.

[۴] مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ، سورہ نساء آیت ۸۰/.

[۵] سورۂ کوثر آیت ۲/ **ترجمہ**: سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے۔

[۶] احکام القرآن للجصاص الرازی ج۳/ ص ۴۷۵/ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، جامع البیان ص ۳۲۷/ ج۱۵/ الجزء الثلاثون، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الدر المنثور ص ۶۵۱/ ج۸/ مطبوعہ دار الفکر بیروت.

اس جگہ صلوٰۃ سے صلوٰۃ عید الاضحیٰ اور نحر سے قربانی مراد ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ”خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَوْمَ الْاَضْحٰی اِلیٰ الْبَقِیْعِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ نُسُکِنَافِی یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نَبْدَاءَ بِالصَّلوٰۃِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ الخ[۱] یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاضحیٰ میں بقیع کی طرف تشریف لائے، پس دو رکعت نماز پڑھی، پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارے اس دن میں ہمارا پہلا نسک یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر لوٹیں اور قربانی کریں یہ واقعہ حج کا نہیں ہے بلکہ مدینہ طیبہ کا واقعہ ہے، بقیع مدینہ طیبہ کے قبرستان کا نام ہے[۲] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت امام ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دس سال قیام کیا، اور قربانی فرمایا کرتے تھے[۳] پس یہ کہنا کہ بغیر حج کے قربانی کا ثبوت نہیں غلط ہے۔

(۱) قربانی ہر صاحب نصاب پر واجب ہے، چاہے مویشی پال رکھا ہو یا نہیں[۴]

---

[۱] بخاری شریف ج ۱/ص ۱۳۳/کتاب العیدین، باب استقبال الامام الناس فی خطبة العید، مشکوة ص ۱۲۶/ باب صلاة العیدین، الفصل الاول، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، مسنداحمد ص ۲۸۱، ۲۸۲/ج ۴/حدیث البراء بن عازب رضی اللّٰه عنه، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] وهی مقبرة اهل المدینة عمدة القاری ص ۲۹۸/ ج ۳/ الجزء السادس، کتاب العیدین، باب استقبال الامام الناس فی خطبة العید، مطبوعه دارالفکر بیروت، ارشاد الساری ص ۷۵۹/ج ۲/ باب استقبال الامام الناس فی خطبة العید، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۳] عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُولُ اللّٰہ صلّی اللّٰه علیه وسلّم بِالْمَدِیْنَةِ عَشَرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ هذا حدیث حسن (ترمذی شریف ج ۱/ص ۲۷۷/ کتاب الاضاحی، باب ماجاء ان الشاة الواحد تجزی عن اهل البیت، مسنداحمد ص ۳۸/ج ۲/مسندعبداللّٰه بن عمر رضی اللّٰه تعالی عنهما، مطبوعه دارالفکر بیروت، المسندالجامع ص ۲۲۶/ج ۱۰/حدیث ص ۷۹۸۵/ الاضاحی، مطبوعه دارالجیل بیروت.

[۴] وأما شرائط الوجوب منها الیسار وهومایتعلق به وجوب صدقة الفطر والموسرفی ظاهر الروایة من له مائتا درهم اوعشرون دینارا او شئی یبلغ ذٰلک سوی مسکنه ومتاع مسکنه ومرکوبه وخادمه فی حاجته التی لایستغنی عنها (عالمگیری ص ۲۹۲/۵، فصل شرائط الوجوب، کتاب الاضحیة، الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۴۵۲، ۴۵۳/ج ۹/ کتاب الاضحیة مجمع الانهر ص ۱۶۷/ج ۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

(۲) یہ حکم ہر جگہ کے مسلمانوں کے لئے ہے مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص نہیں[۱]۔

(۳) اس سے قربانی کا واجب ادا نہیں ہوگا، اگر چہ غریبوں کی امداد ہو جائے گی[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۱/۱۴۰۰ھ

قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا قیمت کا صدقہ کرنا کافی ہے

سوال:-قربانی کس پر واجب ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ قربانی کے جانور کی قیمت کسی غریب کو دیدی جائے یا قربانی کرنی ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیا

جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی قیمت کی کوئی اور چیز حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو، اس پر قربانی واجب ہے[۳]، قربانی کے ایام میں قربانی واجب ہے، قیمت دینا کافی

---

[۱] وأما شرائط الوجوب منها اليسار وهومايتعلق به وجوب صدقة الفطر والموسرفی ظاهر الرواية من له مائتا درهم اوعشرون دينارا اوشئی يبلغ ذٰلک سوی مسکنه ومتاع مسکنه ومرکوبه وخادمه فی حاجته التی لايستغنی عنها (عالمگيری ج۵/ص ۲۹۲/ فصل شرائط الوجوب، کتاب الاضحية، الدرالمختارمع الشامی زکرياص ۴۵۲، ۴۵۳/ج۹/کتاب الاضحية مجمع الانهرص ۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحية،مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

[۲] الاضحية شرعاً ذبح حيوان مخصوص بنية القربة فی وقت مخصوص الدرالمختارعلی الشامی کراچی ج۶/ص ۳۱۲/ کتاب الاضحية، البحرالرائق کوئٹه ص ۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص ۲/ج۶/کتاب الاضحية،مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] والمؤسر فی ظاهر الرواية من لهٗ مائتادرهم اوعشرون دينارااًوشئی يبلغ ذٰلک سوی مسکنه ومتاع مسکنه الی قوله فعليه الاضحية الهندية ج۵/ص ۲۹۲/کتاب الاضحية،الباب الاول، الدر المختارمع الشامی زکرياص ۴۵۳/ج۹/کتاب الاضحية،مجمع الانهرص ۱۶۷/ج۴/ کتاب الاضحية،مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

نہیں[۱] اگر کسی عارض کی وجہ سے قربانی نہیں کرسکا اور دن گذر گئے تو پھر قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۴/۸۹ھ

قربانی کس پر واجب ہے؟

سوال:- قربانی کے متعلق ایک کتاب میری نظر سے گذری، اس میں مصنف نے لکھا ہے کہ قربانی ہر مقیم، آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ، مالک نصاب پر واجب ہے، مالک نصاب وہ شخص ہے جس کے پاس اسباب خانہ داری کے سوا ۷½ تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا چھتیس روپئے موجود ہوں، یہاں پر ایک سال کا گذرنا شرط نہیں، جو شخص مالک نصاب نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں، البتہ مستحب ہے، بچے کی طرف سے بھی قربانی کرنا واجب ہے۔ (کنزالدقائق، ابوداؤد)

الجواب حامداً ومصلیاً

چھتیس روپیہ کو نصاب قرار دینا تو غلط ہے، ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت جتنے روپیہ ہوں گے ان کو نصاب کہا جائے گا[۳]، بچے کی طرف سے قربانی مفتیٰ بہ قول ہے کہ واجب

---

[۱] ومنها انه لايقوم غيرهامقامهافي الوقت حتى لوتصدق بعين الشاةاوقيمتهافي الوقت لايجزئه عن الاضحية عالمگيری كوئٹه ص۲۹۳، ۲۹۴ / ج۵ / كتاب الاضحية، قبيل الباب الثانی فی وجوب الاضحية، بدائع الصنائع كراچی ص۶۶ / ج۵ / كتاب الاضحية، فصل واماكيفية الوجوب، شامی زكرياص۴۶۳ / ج۹ / كتاب الاضحية.

[۲] اذامضى وقتها وجب عليه التصدق بهاحيةناذروتصدق بقيمتها غنى شراها اولا (شامی كراچی ج۶ / ص۳۲۱ / كتاب الاضحية، عالمگيری كوئٹه ص۲۹۴ / ج۵ / كتاب الاضحية، الباب الاول فی تفسيرها، مجمع الانهر ص۱۷۱ / ج۴ / كتاب الاضحية، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] ملاحظہ فرمائیں حوالہ نمبر ۱/۔

نہیں ہے، بقیہ مضمون صحیح ہے "فتجب التضحية عن نفسه لاعن طفله على الظاهر اھ (در مختار) قال الشامي بعد نقل رواية زفرؒ والفتوىٰ على ظاهر الرواية اھ (ردالمحتار[1] ج۵/ص ۲۰۰/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۸/۸۵ھ

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳۰/۸۵ھ

کتنے نوٹ پر قربانی واجب ہے

سوال:- آج کل ہندی نوٹوں کے اعتبار سے کتنے نوٹوں کی ملکیت پر قربانی کا وجوب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب نوٹ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کی مقدار میں ہوں تو ان کو نصاب کہا جائے گا، اور قربانی لازم ہوگی، بشرطیکہ یہ نصاب حاجت اصلیہ سے زائد ہو اس نصاب پر سال بھی گذرنا لازم نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] شامی کراچی ج۶/ص ۳۱۵/کتاب الاضحية، سكب الانهر على مجمع الانهر ص۱۶۷/ ج۴/كتاب الاضحية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/كتاب الاضحية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] لابد من اعتبار الغنىٰ وهو ان يكون في ملكه مائتادرهم اوعشرون دينارا اوشئى تبلغ قيمته ذٰلك سوى مسكنه ومايتأ ثث به وكسوته وخادمه وفرسه وسلاحه ومالا يستغني عنه وهو نصاب صدقة الفطر (بدائع الصنائع زكرياج۴/ص۱۹۶/فصل شرائط الوجوب، كتاب الاضحية، الدر المختار مع الشامي زكرياص۴۵۳/ج۹/ كتاب الاضحية، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۲/ ج۵/ كتاب الاضحية، الباب الاول في تفسيرها.

کچھ سونا کچھ چاندی دونوں پر قربانی

سوال:- ایک شخص کے پاس ایک تولہ سونا ہے، جس کی قیمت ۱۴۵/روپیہ اور ایک روپیہ کا نوٹ ہے، آیا اس پر قربانی واجب ہوگی کہ نہیں، اور اس وقت چاندی کا بھاؤ تقریباً سوا دو روپیہ تولہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شرح نرخ کے اعتبار سے اتنی مالیت پر قربانی واجب ہے جب کہ یہ مال اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ملازم کی تنخواہ پر قربانی کا وجوب

سوال:-بعض ملازمین جن کی بڑی تنخواہیں ہوتی ہیں، قربانی کے ایام میں تنخواہ کی وصول یابی پر صاحب نصاب ہوجاتے ہیں، لیکن آخر ماہ تک ان کے پاس کچھ نہیں بچتا اگر یہ لوگ قربانی کردیں، تو آخر ماہ تنگی اور قرض کی صورت پیش آئے گی، سونے چاندی کے قسم کے بھی صاحب نصاب کرنے والی چیزیں ان کے پاس نہیں ہے، ایسے حضرات کے لئے قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر گذارہ اس تنخواہ پر ہے اور قربانی کرنے سے مہینہ ختم ہونے تک گذارہ دشوار ہو

---

[1] وشرائطها اليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر بان ملك مائتى درهم اوعرضا يساويها غير مسكنه وثياب اللبس الخ شامى كراچى ج٦/ ص ٣١٢/كتاب الاضحية. شامى نعمانيه ج٥/١٩٨/الهندية ج٥/ص ٢٩٨/كتاب الاضحية، الباب الاول فى تفسيرها، بدائع الصنائع زكرياص ١٩٦/ج٤/كتاب الاضحية، فصل فى شرائط الوجوب.

جائے گا تو قربانی لازم نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جب کہ قربانی کے جانور کی قیمت زیادہ اور مقدار نصاب کم ہو تو کیا کرے؟

سوال:- غیر مقلد کے ایک اخبار میں یوں لکھا ہوا پایا کہ حنفی مذہب میں قربانی اس پر واجب ہے جو نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ سال بھر تک صاحب نصاب ہونے پر ہے، قربانی کے کے واسطے نہیں، اگر کوئی شخص ساٹھ ستر روپیوں کا مالک ہے صاحب نصاب ہونے کے باعث اس پر قربانی واجب ہے، لیکن کسی سے اتنے داموں پر قربانی کا جانور ملنا محال ہے، قربانی کرے تو کل سرمایہ ہاتھ سے جاتا ہے نہ کرے تو ترک واجب کے گناہ کا مرتکب ہوگا اس لئے حدیث میں ہے "مَنْ وَجَدَ سَعَةً الحدیث" اس پر عمل کرنا بہتر نہیں کہ جو قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو مہربانی کر کے مسئلہ کی اہمیت سے مطلع فرمائیں اور ان کے اس حدیث کے پیش کرنے کا کیا جواب ہے؟

---

[1] واما شرائط الوجوب منها الیسار الی قوله والمؤسر فی ظاهر الروایة من له مائتا درهم او عشرون دیناراً او شئی یبلغ ذٰلک سوی مسکنه ومتاع مسکنه الی قوله فی حاجته التی لایستغنی عنها الی قوله قال ابوعلی الدقاق ان کان یدخل له من ذالک قوت سنة فعلیه الاضحیة ومنهم من قال قوت شهر ومتی فضل من ذالک قدرمائتی درهم فصاعدا فعلیه الاضحیة والافلا کذا فی الظهیریة، عالمگیری ص ۲۹۲/ج۵/ کتاب الاضحیة الباب الاول فی تفسیرها ورکنها الخ، شامی زکریا ص ۴۵۳/ج۹/کتاب الاضحیة، بدائع الصنائع زکریا ص ۱۹۶/ج۴/کتاب الاضحیة، فصل فی شرائط الوجوب.

الجواب حامداً ومصلیاً

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، اگر حاجت اصلیہ سے زائد کسی کے پاس قربانی کے ایام میں ہوتو اس پر قربانی واجب ہے[۱]، ۵۰/۶۰۷/ روپیہ میں کٹرا (قربانی کے قابل بھینس نر) آتا ہے، جس میں سات آدمی شریک ہوکر قربانی کر لیتے ہیں، نصاب کی قیمت تو اس سے بہت زیادہ ہے، اتنے میں ہی سات آدمی اپنا واجب ادا کر لیتے ہیں، اور کسی کا سرمایہ ختم نہیں ہوتا ہے یہی "مَنْ وَجَدَ سَعَةً الحدیث[۲]" کا مصداق ہے، ورنہ بڑے بڑے سرمایہ داروں کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس حج کی گنجائش نہیں ہوتی، زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کی گنجائش نہیں ہوتی، اس لئے کہ نفس کا بخل روکتا ہے، لہٰذا شریعت نے "مَنْ وَجَدَ سَعَةً الحدیث" کی حد مقرر کردی ہے، اور وہ وہی ہے جس کو احناف نے اختیار کیا ہے محض گوشت خوری کی نیت سے قربانی کے جانور میں اگر کوئی شریک ہوگا تو اس سے دوسرے شرکاء کی قربانی بھی خراب ہوجاوے گی[۳] اگر ثواب کی نیت سے شریک ہوا اور قیمت بعد میں دیدے تو مضائقہ نہیں ہے،

---

[۱] وشرائطها اليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر بان ملك مائتى درهم اوعرضا يساويها غيرمسكنه وثياب اللبس الخ شامى كراچى ج٦/ ص٣١٢/ شامى نعمانيه ج٥/ ص١٩٨/ كتاب الاضحية، الهندية ج٥/ص٢٩٨/ كتاب الاضحية، الباب الاول فى تفسيرها، بدائع الصنائع زكرياص١٩٦/ج٤/ كتاب الاضحية، فصل فى شرائط الوجوب،

[۲] السنن الكبرى للبيهقى ص٢٦٠/ج٩/كتاب الضحايا،مطبوعه دار المعرفة بيروت، كنز العمال ص١٠٧/ج٥/حديث ص١٢٢٦١/الاضاحى والهدايا،مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت،المستدرك للحاكم ص٢٥٨/ج٤/حديث ص٧٥٦٦/كتاب الاضاحى،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] وان كانه شريك الستة نصرانيااومريداللحم لم يجزعن احد منهم،الدر المختارعلى الشامى زكرياص٤٧٢/ج٩/كتاب الاضحية،مجمع الانهرص١٦٨/ج٤/ كتاب الاضحية مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيرى ج٥/ص٣٠٤/ الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فى الضحايا،

مگر قیمت دینے کی صورت مسئولہ درست نہیں ہے، قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے بھی شرکت درست ہے[۱]، عقیقہ کے دن کی تعیین مستحب ہے لازم نہیں، اگر ایام قربانی میں وہ دن آئے تب بھی گنجائش ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ ۱۵/۶/۸۶ھ

جانور خریدنے سے قربانی کا وجوب

سوال:- جو شخص غریب ہے کیا صرف جانور خریدنے سے اس کے ذمہ قربانی واجب ہوجاتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ قربانی کے دنوں میں قربانی کی نیت سے جانور خریدے گا تب اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔ شامی ج۵/ص۲۰۴[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] ولو ارادوا القربة الاضحية اوغيرها من القرب اجزأهم سواء كانت القربة واجبة اوتطوعاً وسواء انفقت جهة القربة أواختلفت وكذالک ان اراد بعضهم العقيقة عن ولدولدله من قبل، عالمگيری ج۵/ص۳۰۴، الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فی الضحايا، شامی زكريا ص۴۷۲/ ج۹/ كتاب الاضيحة، قاضيخان علی الهندية كوئٹه ص۳۵۰/ج۳/فصل فيما يجوز فی الضحاياومالايجوز.

[۲] بعد ولادت هفتم روزياچهاردهم يابست ويكم وبهميں حساب يابعد هفت ماه ياهفت سال عقيقة بايدكرد الغرض رعايت عدد هفت بهتراست(مالا بد منه فارسی ص۱۷۴/رساله احكام عقيقه، اعلاء السنن ص۱۱۷/۱۷/ كتاب الذبائح، باب افضلية ذبح الشاة فی العقيقة، مطبوعه امداديه مكه مكرمه،

[۳] وفقيرشراها لوجوبها عليه بذلک حتی يمتنع عليه بيعها ووقع (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

قربانی کا دوسرا جانور خریدنے پر پہلا گم شدہ مل گیا

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایک جانور خریدا جو کہ قربانی سے پہلے کھو گیا، اس نے دوسرا خرید لیا، پھر پہلا بھی مل گیا تو اس پر دونوں کی قربانی واجب ہے یا ایک کی یا اس میں امیر غریب کا کچھ فرق ہے، جیسا کہ اشتہار میں چھپتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید مالدار ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے تو ایسی صورت میں اس پر ایک کی قربانی واجب ہے، اگر وہ غریب ہے تو اس پر دونوں کی قربانی واجب ہوگی، ہاں اگر اس نے دوسرا جانور خریدتے وقت یہ نیت کی ہے کہ پہلا جانور جو گم ہو گیا اس کی جگہ پر خریدتا ہوں تو اس پر ایک ہی کی قربانی واجب ہوگی۔ (سکب الانہر ج ۲/ص ۵۲۰/)[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

قربانی کا جانور مرنے سے کیا واجب ساقط ہو جاتا ہے

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایک جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے مر گیا تو زید

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فی التاتارخانية التعبير بقوله شراها لها ايام النحر وظاهره انه لو شراها لها لاقبلها لاتجب، شامی کراچی ج۶/ص ۳۲۱/شامی نعمانية ج۵/ص ۲۰۴/کتاب الاضحية، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحية،عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۱/ج۵/کتاب الاضحية،الباب الاول فی تفسيرها.

[1] وان سرقت أوضلت فشریٰ اخری ثم وجدها فی ايام النحر ذبح احداهما لوغنياً وكلاهما لو فقيرا الا اذا نواها عن الاولیٰ لعدم تعدد الالتزام بالشراء حينئذ،سکب الانهر ج۴/ص ۱۷۲/ کتاب الاضحية، مكتبه بيروت، الدرالمختارمع الشامی زکرياص ۴۷۱/ج۹/ کتاب الاضحية، عالمگيری کوئٹه ص ۲۹۴/ج۵/کتاب الاضحية،الباب الثانی وجوب الاضحية بالنذر،

کو دوسرا جانور خریدنا ہوگا یا اس کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید مالدار ہے تب تو اس کو دوسرا جانور خریدنا ہوگا، اور اس کی قربانی لازم ہوگی اگر وہ غریب ہے تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا لازم نہیں۔ مجمع الانہر ج۲/ ص۵۲۰/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

ہدیہ کئے ہوئے جانور میں قربانی کی نیت

سوال:- جس پر قربانی واجب نہیں غربت کی وجہ سے وہ اگر قربانی کے لئے جانور خرید لیتا ہے تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، اسی طرح اگر بغیر خریدے اس کو کسی نے ہدیہ یا صدقہ کے طور پر جانور دیدیا اور اس نے دل میں اس کی قربانی کی نیت کر لی تو کیا پھر بھی اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح اس پر قربانی واجب نہیں ہوتی۔ شلبی ج۶/ ص۵/[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ

---

[1] اذاماتت المشتراة للتضحية على مؤسرتجب مكانها أخرىٰ ولاشئی علی الفقير (مجمع الانهر ج۴/ ص۱۷۳/ كتاب الاضحية، مكتبه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار على الشامی زكرياص ۴۷۱/ ج۹/ كتاب الاضحية، بدائع الصنائع كراچی ص۶۶/ ج۵/ كتاب الاضحية، فصل واماكيفية الوجوب.

[2] وان كان فقيراً ففی ظاهر الرواية يجب أن يتعين بالعقد فان وهب له أو تصدق عليه فنوی بقلبه لاتصير أضحية بالاجماع. شلبی علی الزيلعی ج۶/ ص ۵/ مكتبه امداديه ملتان پاكستان، كتاب الاضحية، عالمگيری كوئٹه ص ۲۹۱/ ج۵/ كتاب الاضحية، الباب الاول فی تفسيرها، بدائع الصنائع كراچی ص۶۲/ ج۵/ كتاب الاضحية.

کسی کے کہنے پر اپنا جانور اس کی طرف سے مفت قربانی کیا

سوال:-ایک شخص پردیس میں ہے اور صاحب نصاب ہے اپنے رشتہ دار کے یہاں خط لکھ دیتا ہے کہ آپ کے یہاں جو بکرا ہے اس کو میری طرف سے قربانی کر دیں، اور رشتہ دار بلاعوض شخص مذکور کی طرف سے قربانی کر دیتا ہے اب یہ قربانی درست ہے یا نہیں؟ وجہ تو اذن ہے جو کہ فرائض وواجبات قربانی کے لئے کافی ہے، لیکن اشکال یہ ہے کہ جب رشتہ دار بلاعوض کے دے رہے ہیں تو ہبہ ہو گیا اور بکرا تو منقولات میں سے ہے اور شئی منقولات میں قبضہ شرط ہے جو یہاں مفقود ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آمر نے مامور کو وکیل بنا دیا اقتضاءً وکیل کا قبضہ مؤکل کا قبضہ شمار ہو گیا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۱۴۰۰ھ

قربانی کے لئے جانور خرید کر فقیر ہو گیا

سوال:-ایک شخص نے مالدار ہونے کے وقت ایک بڑا بکرا قربانی کی نیت سے خریدا لیکن قربانی کے دن آنے سے پیشتر غریب ہو گیا، اب وہ شخص اس بکرے کو بیچ کر اس کی قیمت اپنے کام میں لا سکتا ہے یا نہیں؟ یا اس بکرے کی قربانی اس پر واجب ہے، مطابق شرع شریف کیا حکم ہو گا؟

[1] لان یدہ ای الوکیل کید المؤکل، البحر الرائق کوئٹہ ص ١٥٦/ج٧/کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، تبیین الحقائق ص ٢٦١/ج٤/باب الوکالۃ بالشراء، مطبوعہ امدادیہ ملتان، مجمع الانہر ص ٣١٦/ج٣/باب الوکالۃ بالشراء، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قربانی کے اخیر دن تک وہ صاحب نصاب نہ ہو تو اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں، اس بکرے کو فروخت کرکے قیمت اپنے کام میں خرچ کرنا درست ہے، اور اگر قربانی کے اخیر دن میں بھی وہ صاحب نصاب ہوجائے گا، تو اس پر قربانی واجب ہوگی، خواہ اس بکرے کی کرے یا اور کی "ولایشترط ان یکون غنیا فی جمیع الوقت حتی لوکان فقیراً فی اول الوقت ثم ایسر فی اٰخرہ تجب علیه ولو اشتریٰ المؤسر شاۃ للاضحیة فضاعت حتی انتقص نصابه وصار فقیراً فجاء ت ایام النحر فلیس علیه ان یشتری شاۃ اخری فلو انه وجدها وهو معسر وذٰلک فی ایام النحر علیه ان یضحی بها ولو ضاعت ثم اشتریٰ اخری وهو موسر فضحیٰ ثم وجد الاولی وهو معسر لم یکن علیه ان یتصدق بشئی کذافی البدائع اھ عالمگیری[1] ج ۶ / ص ۱۹۶ /۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم ۲۸/۴/۵۷ھ

مشترکہ کاروبار والے جب انفراداً صاحب نصاب نہ ہوں تو قربانی واجب نہیں

سوال:- (۱) چند بھائی ملکر کوئی کام گذران کے لئے کررہے ہیں اوران سب کا

---

[1] الهندیه ج۵/ص ۲۹۲/الباب الاول، کتاب الاضحیة، مکتبه کوئٹه پاکستان، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۵، ۶۶/ج۵/کتاب الاضحیة، فصل واما کیفیة الوجوب، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۴۶۲/ج ۹/کتاب الاضحیة.

کھانا پینا ایک ہی جگہ ہے، اگر فرداً فرداً ایک کے کام کو دیکھتے ہیں، تو کسی پر بھی قربانی واجب نہیں ہوتی، کیونکہ کوئی بھی صاحب نصاب نہیں بنتا، اگر شمولاً دیکھتے ہیں تو اچھے کھاتے پیتے نظر آتے ہیں، اور نصاب بھی پورا ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں ان کو اشتراکاً قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(۲) اگر اشتراکاً قربانی واجب ہے تو کس کی طرف سے ادا ہو گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس صورت میں ان میں سے کسی پر قربانی واجب نہیں [۱]۔

(۲) اشتراکاً بھی واجب نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا گھر کے سب آدمیوں کی طرف سے قربانی لازم ہے

سوال:- گھر میں چند عورتیں ومرد ہیں مثلاً بیوی، ماں، بھائی، باپ، بہن، بچے، خواہ زندہ ہوں خواہ انمیں سے کچھ مردہ ہوں، اور زید کئی آدمیوں کے نام کی قربانی بوجہ عسرت نہیں کرسکتا، تو ایسی حالت میں ہر سال ایک ایک عزیز وقریب مثلاً بالا رشتہ خواہ زندہ ہوں خواہ مردہ انکے نام ایک ایک سال کرتا جائے، جس کے ذمہ زکوۃ واجب ہے، (بیوی یا شوہر پر کسی پر زکوۃ زیادہ واجب ہے، اسکے نام کی قربانی ہر سال کرے اور بقیہ کی طرف سے کبھی کبھی کرتا رہے، خواہ زندہ

---

[۱] وجوب قربانی کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے اور ان میں کوئی بھی انفراداً صاحب نصاب نہیں ہے، اسلئے ان میں سے کسی پر بھی قربانی واجب نہیں ہے "فتجب التضحية على حرمسلم مقيم موسريسار الفطرة الخ **الدرالمختار على الشامي زكريا ج ۹/ ص ۴۵۴/ كتاب الاضحية، عالمگيری كوئٹه ص ۲۹۲/ ج ۵/ كتاب الاضحية، الباب الاول في تفسيرها، بدائع الصنائع كراچی ص ۱۹۶/ ج ۴/ كتاب الاضحية، فصل في شرائط الوجوب.**

ہوں خواہ مردہ یا ہر سال سب کے نام کی قربانی کرے، خواہ تنگی ہو اور قرضہ لے کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کے ذمہ قربانی واجب ہے اس کو ہر سال قربانی کرنا ضروری ہے[۱]، جس کے ذمہ واجب نہیں اس کی طرف سے اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے، کرنے کی صورت میں ثواب ملے گا نہ کرنے کی صورت میں گناہ نہیں ہوگا[۲]، مگر قرض لیکر درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ذیقعدہ ۶۱ھ

ایک بکرے کی قربانی سب گھر کی طرف سے

سوال:- قربانی کا جانور کس کے نام سے ذبح کیا جائے؟ کیا زندہ مردہ جس کے نام بھی ذبح کر دیا جائے اہل خانہ کے ذمہ سے اس کا وجوب ساقط ہو جائیگا، یا ہر سال گھر کا مالک اپنے نام سے کر دے؟ جو بھی ہو کتب حدیث کا حوالہ ضرور تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کے ذمہ قربانی واجب ہے، پہلے وہ اپنی طرف سے قربانی کرے، اس کے بعد

---

[۱] فتجب التضحية على حر مسلم مقيم موسر يسار الفطرة الخ الدر المختار على الشامي زكريا ص۴۵۷، ۹/۴۵۴، كتاب الاضحية، عالمگيرى كوئٹه ص ۵/۳۹۲، كتاب الاضحية، الباب الاول فى تفسيرها، بدائع الصنائد زكريا ص ۴/۱۹۶، كتاب الاضحية، فصل فى شرائط الوجوب،

[۲] واما التطوع فاضحية المسافر والفقير الذى لم يوجد منه النذر ولا الشراء للاضحية لانعدام سبب الوجوب وشرطه، بدائع الصنائع كراچى ص ۶۳/ ج۵/ كتاب الاضحية، قبيل فصل واما شرائط الوجوب، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۹۱/ ج۵/ كتاب الاضحية، الباب الاول فى تفسيرها.

کسی حی یا میت کی طرف سے حسب توفیق کردے، یہ سمجھنا کہ ایک بکرا قربانی کردینے سے تمام اہل خانہ کا واجب ادا ہوجائے گا، درست نہیں۔ ''فتجب الاضحیة علیٰ حر مسلم مقیم موسر عن نفسه لاعن طفله شاة او بدنة'' (درمختار[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کی نیت سے قربانی واجب نہیں ہوئی اور حاملہ کی قربانی

سوال:- ایک شخص نے ایک گائے کی قربانی کی نیت کی تھی، اتفاق سے وہ گائے گابھن ہوگئی، اب اس حاملہ کی قربانی کردی جائے یا نہیں؟ یا بچہ پیدا ہونے کے بعد کی جائے؟ یا آئندہ سال کی جائے، یا صدقہ کردی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر محض نیت کی تھی نذر نہیں مانی تھی، تو اس سے اس پر اس مخصوص گائے کی قربانی لازم نہیں ہوئی، اس کو اختیار ہے چاہے قربانی کرے یا نہ کرے، اور اب کرے یا پھر بعد میں کرے، یا بعد قربانی صدقہ کردے، یا جو دل چاہے کرے ''اذا اشتری شاة بغیر نیة الاضحیة ثم نوی الاضحیة بعد الشراء لم یذکر هذافی ظاهر الروایة وروی الحسنؒ عن ابی حنیفةؒ انها لاتصیر اضحیة حتی لو باعها یجوز بیعها وبه نأخذ الخ فتاویٰ عالمگیری ج۴/ص ۸۷[2] جو جانور قریب الولادۃ ہو کہ ذبح کرنے سے بچہ کے

[1] الدرالمختار علی ردالمحتار ج۵/ص ۲۰۰/ مطبوعه نعمانیه، کتاب الاضحیة، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۷۳/ج۸/ کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] الهندیه ج۵/ص ۲۹۴/الباب الثانی فی وجوب الاضحیة بالنذر وماهو فی معناه، مکتبه کوئٹه پاکستان، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳۴۶/ج۳/فصل فی صفة الاضحیة، بدائع الصنائع کراچی ص ۶۲/ج۵/کتاب الاضحیة.

مرجانے کا اندیشہ ہواس کا ذبح کرنا مکروہ ہے۔'' ان تقاربت الولادۃ یکرہ ذبحھا الخ شامی ج۵/ص ۱۹۳/نعمانیہ[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۸۹ھ

کس قربانی میں زیادہ ثواب ہے اپنی طرف سے یا والدہ یا رسول اکرم ﷺ کی طرف سے

سوال:- زید پر قربانی فرض نہیں، اس کی والدہ ہندہ پر کچھ عرصہ پیشتر فرض تھی، جبکہ ہندہ مالک نصاب تھی، مسئلہ کا علم نہ ہونے سے وہ قربانی نہ کرتی تھی، اب زید اپنی طرف سے قربانی کرے یا اپنی والدہ کی طرف سے یا رسول اکرم ﷺ کی طرف سے؟ کس میں زیادہ ثواب ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

زید اگر صاحب نصاب ہے تو اس کو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے، اس کے ترک کی گنجائش نہیں[۲]، جتنے برس واجب ہونے کے باوجود والدہ نے قربانی نہیں کی اتنے برس کی قربانی کا صدقہ کرنا واجب ہے[۳]، والدہ کی اجازت سے زید بھی ان کی طرف سے صدقہ

---

۱ شامی کراچی ج۶/ص ۳۰۴/کتاب الذبائح،قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۳۶۷/ج۳/ کتاب الصیدوالذبائح،باب فی الزکاۃ،عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷/ج۵/کتاب الذبائح،الباب الاول فی رکنه.

۲ فتجب التضحیة علی حرمسلم مقیم موسر یسار الفطرة عن نفسه الخ الدرالمختارعلی الشامی زکریاج۹/ص۴۵۲،۴۵۴/کتاب الاضحیة،البحرالرائق کوئٹه ص۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحیة،مجمع الانهرص۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحیة،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

۳ ولوترکت التضحیة ومضت ایامها تصدق بهاحیة ناذروتصدق بقیمتهاغنی شراها اولا،الخ الدرالمختارمع الشامی زکریاج۹/ص۴۶۳،۴۶۵/کتاب الاضحیة، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پردیکھئے)

کرسکتا ہے، اس سے والدہ کا ذمہ بری ہوکر آخرت کی پکڑ سے بچ جائے گی، اس میں بہت بڑا اجر ہے، گنجائش ہوتو حضرت رسول مقبول ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کردیں[1]، ورنہ دیگر حسنات کا ثواب پہنچادیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہدایہ کی عبارت، صغیر اولاد کی طرف سے قربانی

سوال:- صاحب ہدایہ نے متن دیا ہے "الا ضحية واجبة علىٰ كل مسلم مقيم موسر في يوم الاضحى عن نفسه وعن ولده الصغار الخ " اس عبارت میں "عن ولده الصغار " کا جملہ آیا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ ولد صغیر کی طرف سے جب والد پر قربانی واجب ہوئی اگرچہ ولد صغیر کے مال ہی میں سے ہوتو زکوٰۃ مفروضہ کا کیا حکم ہے؟ زکوٰۃ دی جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت امام صاحب سے حضرت حسن نے نقل کی ہے، جو کہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے، ظاہر الروایۃ میں اولاد صغیر کی طرف سے قربانی واجب نہیں، "وتجب عن نفسه لانه اصل في الوجوب عليه علىٰ مابيناه وعن ولده الصغير لانه في معنى نفسه فيلحق به كمافي صدقة الفطر وهذه رواية الحسن عن ابي حنيفةؒ وروى عنه انهٗ لايجب عن

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مجمع الانهر ص ١٧١ / ج٤ / كتاب الاضحية، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيری كوئٹه ٢٩٤ / ج٥ / كتاب الاضحية، الباب الاول في تفسيرها.

[1] فينبغي لمن وجد سعة ان يضحي عن حبيبه ونبيه صلى الله عليه وسلم كل عام ولو بشاة الخ اعلاء السنن ج١٧ / ص٢٧٣ / كتاب الاضاحي، باب التضحية عن الميت، مطبوعه امداديه مكه مكرمه.

ولده وهو ظاهر الروایة"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا حرام مال ملک میں ہو تب بھی قربانی ہوگی

سوال:- اگر کسی کی ملک میں ایام نحر میں اتنا مال آجائے کہ جس پر قربانی واجب ہوتی ہے، اگر چہ حرام ہی طریقے سے ہو تو کیا قربانی اس پر واجب ہوگی، کیا وظائف مالیہ میں حرام حلال دونوں کا یکساں حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے طریقہ پر مال آیا ہے کہ ملک ہی ثابت نہیں ہوتی، جیسے سرقہ تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی[2]، اگر ایسے طریقہ پر آیا ہے کہ ملک ثابت ہوتی ہے جیسے بیوع فاسدہ تو قربانی واجب ہوجائے گی۔ "لان البیع الفاسد یفید الملک وان کان یجب فسخه اھ[3]"

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] هدایه ج۴/ص ۴۴۴/کتاب الاضحیة، مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۵۷/ج ۹/کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] من اکتسب مالا بغیر عقد کالسرقة والغصب والخیانة والعلول ففی جمیع الاحوال المال الحاصل له حرام علیه ولکن ان اخذه من غیر عقد لم یملکه ویجب علیه ان یرده علی مالکه ان وجد المالک، بذل المجهود ص۳۷/ج ۱/باب فرض الوضوء، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، شامی زکریا ص ۳۰۱/ج۷/باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالا حراما.

[3] هکذا فی الشامی ج۵/ص ۹۴/باب البیع الفاسد، مطبوعه کراچی، مجمع الانهر ص ۹۴، ۹۵، ج۳، باب البیع الفاسد، فصل مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۲۱/ ج۴/ باب البیع الفاسد، فصل قبض المشتری المبیع، مطبوعه امدادیه ملتان.

خنزیر کے بال سے برش بنانیوالے کارخانہ میں ملازم کی تنخواہ سے قربانی خریدی گئی

سوال: - ایک شخص کا ایک لڑکا ہے جو ایک کارخانہ میں کام کرتا ہے، اور اس کارخانہ میں خنزیر کے بالوں کے برش تیار ہوتے ہیں، اور اسکو معلوم بھی ہے کہ یہ بال خنزیر کے ہیں اور وہ خود اسکے بالوں کا برش تیار کرتا ہے، اسکے بعد اس نے اپنے گھر کو روپیہ بھیجے کہ ان روپیوں کا قربانی میں حصہ کریں اور جس جانور میں یہ روپیہ ڈالیں اس میں چھ شریک قربانی اور بھی ہیں ان کو معلوم نہیں کہ اس شخص کی کمائی کیسی ہے؟ اور جس نے جانور خریدا ان پیسوں کو اور پیسوں میں ملالیا اس صورت میں اس شخص کی قربانی ہوئی؟ اور جو چھ شریک تھے، ان کی بھی قربانی ہوئی یا نہیں، اور اگر کسی کی بھی نہیں ہوئی تو بتائیں اس قربانی کے جانور کا اب کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خنزیر کے تمام اعضاء نجس العین ہیں، ان کی بیع جائز نہیں[1] لیکن کارخانہ میں ملازمت کرنے سے جو روپیہ حاصل ہوا اور بذریعہ ڈاک روپیہ بھیجا اور اس موصول شدہ روپیہ سے جو قربانی کے جانور میں حصہ لیا اس کی وجہ سے اس کی قربانی ناجائز نہیں ہوئی، اور نہ دوسرے

---

[1] قوله فلايطهر أى لانه نجس العين ،بمعنى أن ذاته بجميع اجزائه نجسة حياوميتاً لايجوز الانتفاع به كسائراجزائه(شامى كراچى ج ١ /ص ٢٠٤ /مطلب فى احكام الدباغة، كتاب الطهارة، وشعرالخنزيرلنجاسة عينه اى عين الخنزيربجميع اجزائه فيبطل بيعه الدرالمختار مع الشامى زكرياص ٢٦٤ /ج٧/باب البيع الفاسد،مطلب فى التداوى بلبن البنت،مجمع الانهر ص ٨٥ /ج٤/ باب البيع الفاسد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ٥٠ /ج٤/ باب البيع الفاسد،مطبوعه امداديه ملتان.

شریکوں کی قربانی ناجائز ہوئی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۱۴۰۰ھ

میت کی طرف سے قربانی کرنا

سوال:- اگر زندہ آدمی اپنا حصہ تو نہ لے اور میت کی طرف سے لے تو ایسا کرنا درست ہے، یا اپنا حصہ بھی لے اور میت کی طرف سے بھی لے تب کرنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زندہ آدمی صاحب نصاب ہے تو اس کو اپنا حصہ لینا واجب ہے[۲]، اگر نہیں لیگا گنہگار ہوگا[۳]، اور پھر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، تاہم اگر میت کی طرف سے لیکر قربانی کردے گا تو اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے گا، اگر میت نے وصیت کی ہے، تو ایک تہائی ترکہ سے لیکر قربانی کرنا واجب ہوگا، اگر وصیت نہیں کی تو واجب نہیں، اگر کوئی وارث بالغ ہو اور اپنے روپئے سے حصہ لیکر میت کو ثواب پہنچاوے تو شرعاً درست ہے[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولایشکل ذلک بماقد مناہ آنفا عن الذخیرۃ والخانیۃ لأن الطعام اوالکسوۃ لیس عین المال الحرام فانہ اذا اشتری بہ شیئاً یحل أکلہ، شامی کراچی ج۶/ص ۳۸۶/کتاب الحظروالاباحۃ، فصل فی البیع،

[۲] فتجب التضحیۃ،علی حرمسلم مقیم مؤسرعن نفسہ(الدرالمختارعلی الشامی کراچی ج۶/ ص ۳۱۵/کتاب الاضحیۃ،مجمع الانھر ۱۶۶/ج۴/کتاب الاضحیۃ،دارالکتب العلمیۃ بیروت،البحرکوئٹہ ص۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحیۃ.

[۳] ویفسق تارکہ بلاتأویل شامی کراچی ج۶/ص۳۱۳، کتاب الاضحیۃ،

[۴] من ضحی عن میت جازلہ الاکل منھاوالھدیۃ والصدقۃ والاجرللمیت والملک للذابح شامی کراچی ص۳۲۶/ج۶/کتاب الاضحیۃ،بزازیۃ علی الھندیۃ ص۲۹۵/ج۶/کتاب الاضحیۃ،السابع فی الاضحیۃ.

میت کی طرف سے قربانی بلا وصیت

۹۶۲۲

سوال:- میرے والد مرحوم کا گذشتہ سال جولائی میں انتقال ہو چکا، مرحوم نے کچھ بکریاں پال رکھی تھیں، اسمیں انکا ایک بکرا ہے، مرحوم کا ارادہ اس سال اس بکرے کی قربانی کا تھا، مگر وہ اس سے قبل ہی انتقال کر گئے، اب وہ بکرا موجود ہے، اور میرے ذمہ ہے اب مجھ کو اسکے بارے میں کیا کرنا چاہئے، کیا اس بکرے کو انکے نام سے قربانی کر دینا ضروری ہے یا نہیں؟ یا میرے نام سے قربانی کی جائے؟ واضح ہو کہ مرحوم کا صرف ارادہ تھا، کوئی وصیت وغیرہ نہیں کی تھی، میرا بھی ارادہ اس بکرے کی قربانی کرنے کا ہے، براہِ کرم قربانی کی مختصر دعا بھی تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ بکرا آپ کے والد صاحب کا ترکہ ہے، اس میں سب ورثہ شریک ہیں، ان کی طرف سے قربانی واجب نہیں، آپ اگر ان کے تنہا وارث ہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ اس کی قربانی ان کی طرف سے کردیں، اور اگر کچھ اور وارث ہوں تو ان سب کی رضامندی سے ان کی طرف سے قربانی درست ہے، بشرطیکہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو[1]

جانور کو بائیں پہلو پر لٹا کر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جائے[2] "اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰواتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَمَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِی

---

[1] وان مات أحد السبعة وقال الورثة اذبحوا عنه وعنكم صح عن الكل استحسانا بقصد القربة من الكل ولو ذبحوها بلااذن الورثة لم يجز هم(قوله وقال الورثة)أى الكبارمنهم،الدرالمختار مع الشامی کراچی ج۶/ص ۳۲۶، کتاب الاضحیة، البحر کوئٹہ ص۱۷۷/ج۸/کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۷ ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] والمستحب ان يقول بسم اللّٰه اللّٰه اكبربلاواو، الدرالمختار کراچی ص ۶/۳۰۱، کتاب الذبائح، عالمگیری کوئٹہ ص۵/۲۸۸، کتاب الذبائح، الباب الاول، فی رکنه، تبیین الحقائق ص ۵/۲۸۹، کتاب الذبائح، مطبوعہ امدادیہ ملتان،

وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ''، کا پڑھنا بھی ثابت ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۱/۸۹ھ

اپنی قربانی نہ کرنا میت کی طرف سے قربانی کرنا

سوال: -ایک شخص ایسا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں، اگر اس نے اپنا حصہ نہ لیا ہو اور اپنے کسی میت کی طرف سے قربانی کی، تو کیا قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے، جیسا کہ ایک شخص بھوکا ہو اور وہ کھانا خود نہ کھائے بلکہ صبر کرکے کسی دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے، لیکن اگر میت نے وصیت نہیں کی تو یہ قربانی اسی زندہ شخص کی طرف سے ادا ہوئی، ثواب میت کو بھی ہوگا[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت کی طرف سے قربانی کے ذریعہ اداء واجب

سوال: -(۱) زید پر شرائط صحیحہ شرعیہ قربانی واجب ہے مگر وہ کسی مردہ خویش یا ولی یا

---

[۱] السنن الکبری للبیھقی ج ۹/ص ۲۸۷/باب قول المضحی اللھم منک الخ. مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت.

ترجمہ: میں یکسو ہو کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں، بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہاں کا اسکا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا اور میں ماننے والوں میں سے ہوں۔

[۲] لوضحی عن میت وارثہ بأمرہ ألزمہ بالتصدق بھا وعدم الأکل منھا وان تبرع بھا عنہ لہ الأکل لأنہ یقع علی ملک الذابح والثواب للمیت شامی کراچی ج ۶/ص ۳۳۵/کتاب الاضحیہ، خانیہ علی الھندیۃ ص ۳۵۲/ج ۳/کتاب الاضحیۃ، فصل فیمایجوز فی الضحایا ومالایجوز.

نبی کی طرف سے قربانی ایک بکری یا دنبہ دیدیوے تو حدیث "عَلٰی کُلِّ اَهْلِ بَیْتٍ فِی کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَّةٌ" سے بری الذمہ ہوجاتا ہے، یا اس کو اپنے وجوب کیلئے علیحدہ قربانی دینی چاہئے؟

(۲) جو قربانی میت کی طرف سے دیجاوے اس کا سارا گوشت تصدق کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر قربانی کرے میت کی طرف سے تو نہ کھاوے اس میں سے کچھ اور للہ دے بالکل "مظاہر حق ص ۴۷۸"

(۳) جب انبیاء علیہم السلام کی طرف سے قربانی دینے کا ارادہ ہو تو باوجود اعتقاد جواز جملہ انبیاء علیہم السلام حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینا احق واعلیٰ و افضل ہے، جو اپنی امت کی طرف سے قربانی دیتے تھے، اور شافع روز جزا ہونگے، یا دیگر انبیاء علیہم السلام سے؟

(۴) کسی نبی نے یا صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام نے امت محمدیہ کی طرف سے کبھی قربانی دی ہے، یا اس امت کے کفارہ گناہ کے واسطے ذبح ہوا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر قربانی اپنی طرف سے کررہا ہے اور میت کو محض ثواب پہنچانا مقصود ہے، تو فریضہ اس سے ساقط ہوجاوے گا، دوسری قربانی کی ضرورت نہیں، بشرطیکہ نفل کی نیت نہ ہو "وان تبرع بهاعنه له الا كل لانه يقع على ملك الذابح والثواب للميت ولهٰذا لو كان على الذابح واحدة سقطت عنه اضحيته شامی ج۵/ص ۳۲۸"[۱] اور اگر قربانی اپنی طرف سے نہیں کررہا ہے، بلکہ میت کی طرف سے ہی نفلاً کررہا ہے، تو دوسری قربانی کرنا ہوگی کیونکہ ایک قربانی دو کی طرف سے کافی نہیں ہوگی "يجب ان يعلم ان الشاة لاتجزى الا عن

---

[۱] شامی کراچی ج۶/ص۳۳۵/ شامی نعمانیه ج۵/ص۲۱۳/ کتاب الاضحية، المحيط البرهانی ص۴۷۳/ج۸/الفصل السابع فی التضحيةعن الغيروفی التضحية بشاة الغيرعن نفسه، ادارة القرآن المجلس العلمی.

واحد وان کانت عظیمة الخ عالمگیری ج۵/ص۳۰۴/[۱]۔

اگر میت نے قربانی کی وصیت کی تھی تو صدقہ کردیا جاوے اور ''مظاہر حق'' کی عبارت کا محمل بھی یہی ہے ورنہ خود بھی تصرف میں لانا جائز ہے ''من ضحی عن المیت یصنع کما یصنع فی اضحیة نفسه من التصدق والا کل والاجر للمیت والملک للذابح قال الصدر والمختار انه ان بامر المیت لایاکل منها والا یاکل بزازیه شامی ج۵/ص ۳۲۸/[۲]۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق چونکہ ہم پر بہت زائد ہیں، اسلئے آپ بہر حال احق ہیں[۳] تاہم دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرف سے قربانی کرانا بھی ثواب سے خالی نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ثواب پہنچانے کیلئے قربانی فرمائی ہے[۴]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۲/۵۲ھ

الجواب صحیح عبد الرحمٰن ۔ صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۲/۵۲ھ

---

[۱] الهندية ج۵/ص۳۰۴/ الباب الثامن فیمایتعلق بالشرکة فی الضحایا، مکتبه کوئٹه پاکستان، المحیط البرهانی ص۴۷۷/ج۸/الفصل الثامن فیمایتعلق بالشرکةفی الضحایا، ادارة القرآن.

[۲] شامی کراچی ج۶/ص۳۲۶/شامی نعمانیه ج۵/ص۲۰۷/کتاب الاضحیة،بزازیة علی الهندیة ص۲۹۵/ج۶/کتاب الاضحیة،السابع فی التضحیة،مطبوعه کوئٹه، المحیط البرهانی ص۴۷۳/ج۸/الفصل السابع فی التضحیة عن الغیر،ادارة القرآن

[۳] وقول علمائناله ان یجعل ثواب عمله لغیره یدخل فیه النبی ﷺ فانه احق بذلک حیث انقذنا من الضلالة ففی ذالک نوع شکرواسداء جمیل له الخ شامی کراچی ص۲۴۴/ج۲/ باب صلوة الجنازة، مطلب فی اهداء ثواب القراء ة للنبی ﷺ.

[۴] عن عائشةؓ ان رسول اللهﷺ کان اذاضحی اشتری کبشین عظیمین سمینین املحین اقرنین موجوئین یذبح احدهماعن امته من شهدمنهم بالتوحیدوشهدله بالبلاغ والآخرعن محمد الحدیث طحاوی ص۳۰۲/ج۲/ باب الشاة عن کم تجزی ان یضحی بها، ابوداؤدشریف ص۳۸۸/ ج۲/ باب الشاة یضحی بهاعن جماعة،

باپ کی طرف سے قربانی

سوال:-ایک شخص صاحب نصاب ہوتے ہوئے قربانی نہیں کرتا اس کے لڑکے نے اس سے یوں کہہ دیا والد صاحب میں اپنی طرف سے آپ کی قربانی کردوں؟ والد نے جواب دیا ہاں کردو، بشرطیکہ میں تم کو ایک پیسہ بھی نہ دوں گا، اس صورت میں قربانی اس کے والد کی طرف سے ہوگی یا نہیں؟ اور اس کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ درست نہیں اس سے قربانی درست نہ ہوگی، جب والد نے قیمت دینے سے انکار کردیا تو یہ اذن کالعدم ہے "**ولو ضحی غنی بدنتہ عن نفسہ وعن ستة من اولادہ لیس ھذا فی ظاھر الروایة وقال الحسن بن زیادؒ فی کتاب الاضحیة لہ ان کان اولادہ صغارا اجاز عنہ وعنھم جمیعاً فی قول ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ وان کانوا کبارا ان فعل بامرھم جاز عن الکل فی قول ابی حنیفة وابی یوسفؒ وان فعل بغیر امرھم اوبغیر امر بعضھم لایجوز لاعنہ ولاعنھم فی قولھم جمیعاً لان نصیب من لم یامر صار لحما فصار الکل لحما اھ فتاویٰ قاضی خان ج۴/ص ۲۹۸/**"[1]

جزئیہ مسئولہ صراحۃً نہیں ملا، دوسری جزئیات متعارض سی ہیں، بعض سے جواز معلوم ہوتا ہے، بعض سے عدم جواز، فقہاء عباداتِ مالیہ میں جواز نیابت کے لئے صرف امر کی شرط تحریر فرماتے ہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں امر متحقق ہونے کی بناء پر قواعد کا تقاضہ یہ ہے کہ قربانی باپ کی طرف سے درست ہوجائے، البتہ باپ کے ذمہ قربانی کا ثمن لازم ہوگا، بشرطیکہ بیٹے

---

[1] **خانیہ علی الھندیة کوئٹہ ص ۳۵۰/ج۳/کتاب الاضحیة، فصل فیمایجوز فی الضحایا وما لایجوز، المحیط البرھانی ص۴۷۳/ ج۸/ الفصل السابع فی التضحیة عن الغیر، ادارة القرآن المجلس العلمی، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۲/ج۵/کتاب الاضحیة،**

نے سکوت نہ کیا ہو یعنی اگر باپ کے شرط لگانے پر خاموش ہوگیا تو کہا جائے گا کہ ثمن کا ارادہ کرلیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/۵۶ھ

دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا

سوال:۔ کیا غائب کی طرف سے کوئی شخص قربانی کرسکتا ہے، بغیر اس کی اجازت کے، عالمگیری ج۵/ص۴۵۸/ باب الاضحیة عن الغیرمیں ہے "**اذاضحٰ شاة من غیر بامر ذٰلک الغیر او بغیر امرہ لاتجوز**" اس کا کیا مطلب ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غائب کی طرف سے قربانی اس کے حکم سے بھی جائز نہیں، حالانکہ آپ حضرات کا عمل بھی اس کے خلاف ہے، اس کا صحیح مطلب تحریر فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا جانور غائب کی ملک ہو اس کی طرف سے اس کی قربانی اس کے امر سے بلاتردد درست ہے، بغیر امر کے بھی استحساناً درست ہے، چنانچہ عالمگیریہ کے اسی باب میں مذکور ہے "**ولو ذبح اضحیة غیرہ عن المالک بغیر امرہ صریحاً یقع عن المالک ولاضمان علی الذابح استحساناً وبواسطة رجل ذبح اضحیة غیرہ عن نفسه بغیر امرہ فان ضمنه المالک قیمتها یجوز عن الذابح دون المالک لانه ظهران الا راقة حصلت علیٰ ملکه وان اخذها مذبوحة تجزی عن المالک لانه قدنواها فلیس یضرہ ذبح غیرہ لها کذافی محیط السرخسی**[1] اھ"، لیکن اگر کوئی شخص اپنا جانور کسی دوسرے کی طرف سے

[1] عالمگیری کوئٹہ ص۳۰۲/۵، الباب السابع فی التضحیة عن الغیر، المحیط البرهانی ص۴۷۳/۸، کتاب الاضحیة، الفصل السابع فی التضحیة، مطبوعہ ڈابھیل،

قربانی کردے بغیر حصول ملک بذریعہ ہبہ وبیع وغیرہ تو اس سے قربانی اسکی ادا نہیں ہوگی، یہی محمل ہے، عبارتِ منقولہ فی السوال کا پوری عبارت پر غور کیجئے، "ذکر فتاویٰ ابی اللیثؒ اذا اضحی بشاۃ نفسہ" (سوال میں "نفسہ" کا لفظ نقل نہیں کیا گیا) عن غیرہ بامر ذٰلک الغیر اوبغیر امرہ لاتجوز" اس کی علت خود بیان کرتے ہیں "لانہ لایمکن تجویز التضحیۃ عن الغیر الا باثبات الملک لذٰلک الغیر فی الشاۃ ولن یثبت الملک لہٗ فی الشاۃ الا بالقبض ولم یوجد قبض الامر ھھنا لابنفسہ ولابنائبہ کذافی الذخیرۃ اھ[1]

مدرسہ میں جو شخص قربانی کے لئے قیمت بھیجتا ہے، کارکنانِ مدرسہ اس کی طرف سے وکیل اور نائب ہوکر جانور خریدتے اور قبضہ کرتے ہیں، جس سے وہ جانور اس کی ملک میں آجاتا ہے، پھر اس کی قربانی کردی جاتی ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں۔

یہ تفصیل اس کی قربانی میں ہے جس پر قربانی واجب ہے، اگر محض ثواب پہنچانا مقصود ہو تو ہر شخص اپنا جانور قربان کرکے جس کو چاہے ثواب پہنچا سکتا ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی، ایک کی اپنی طرف سے، ایک کی پوری امت کی طرف سے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۳/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۳/۶۷ھ

---

[1] الھندیۃ ج ۵/ص ۳۰۲/الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر وفی التضحیۃ بشاۃ الغیر عن نفسہ، مکتبہ کوئٹہ پاکستان، المحیط البرھانی ص ۴۷۳، ۸/۴۷۴، کتاب الاضحیۃ، الفصل السابع فی التضحیۃ، ادارۃ القرآن، خانیہ علی الھندیۃ ص ۳۵۲/ج ۳/فصل فیمایجوز فی الضحایا ومالا یجوز۔

[2] وعن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کان رسول اللہ ﷺ، ذاضحی اشتریٰ کبشین اقرنین املحین فاذاصلی وخطب الناس أتی بأحدھما وھو قائم مصلاہ فذبحہ بنفسہ بالمدیۃ ثم یقول اللّٰھم ھذا عن امتی جمیعاً، ثم یوتی بالآخر فیذبحہ بنفسہٖ ویقول بھذا عن محمد (اعلاء السنن ج ۱۷/ص ۲۱۲/ باب التضحیۃ بالشاۃ وتشریک الغیر فی الصواب، مطبوعہ امدادیہ مکہ مکرمہ، طحاوی شریف ص ۳۰۲/ج ۲/باب الشاۃ عن کم تجزی ان یضحی بھا، ابوداؤد شریف ۳۸۸/ج ۲/باب الشاۃ یضحی بھاعن جماعۃ.

کسی کی طرف سے بلا اذن قربانی کرنا

سوال:- زید سفر میں تھا، اس کے والد نے اس کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کی، اس خیال سے کہ جب وہ سفر سے واپس آئے گا تو اس سے قربانی کے پیسے لے لونگا، جب وہ سفر سے واپس آیا تو والد نے لڑکے سے کہا کہ میں نے تیری طرف سے قربانی کردی تھی، اس نے کہا کہ اچھا کیا، اور اس نے باپ کو قربانی کی قیمت دیدی، باپ اور بیٹا دونوں علیحدہ علیحدہ رہتے تھے، تو اس لڑکے کی قربانی درست ہوئی یا نہیں؟ نیز دوسروں کی قربانی میں کوئی نقص تو نہیں آیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ بیٹے کی طرف سے پہلے سے اجازت نہیں تھی، خود ہی قربانی کردی، اس اعتماد پر کہ بعد میں پیسہ لے لونگا، تو اس کی طرف سے قربانی صحیح نہیں ہوئی، اگرچہ پھر اس نے پیسے دیدیئے ہوں، اگر بڑے جانور میں اس کی طرف سے حصہ لیا تھا، تو کسی شریک کی بھی قربانی ادا نہیں ہوئی، سب کے ذمہ لازم ہے کہ اپنی قربانی کی قیمت کا صدقہ کریں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۱۷/ ۸۹ھ

دوسرے کی طرف سے بلا اجازت قربانی

سوال:- مشترک کاروبار اور مشترک آمدنی اور مشترک اخراجات کی بناء پر قربانی اور

---

[۱] وان فعل بغير أمر هم اوبغير امر بعضهم لايجوز عنه ولاعنهم فى قولهم جميعاً لان نصيب من لم يامر صارلحما فكان الكل لحما (خانية على الهندية ج۳/ص ۳۵۰/مکتبه کوئٹه پاکستان، کتاب الاضحية، المحيط البرهانى ص ۴۷۳/ج۸/ کتاب الاضحية، الفصل السابع فى التضحية، ادارة القرآن، عالمگيرى کوئٹه ص ۳۰۲/۵، کتاب الاضحية،

زکوٰۃ واجبہ کی ادائیگی کی یہ شکل ہوتی ہے کہ حساب جانچ کر مشترک زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے، قربانی کی شکل یہ ہوتی ہے کہ خاندان میں کوئی ایک فرد قربانی کے حصوں کا حساب لگا کر مشترک طور پر قربانی کیلئے بیل، بکرے وغیرہ خرید لیتا ہے، جن کے خریدنے میں اہل حصص کی رضامندی ہوتی ہے، لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صاحب حصہ سفر میں ہوتے ہیں اور ان کی طرف سے مکان پر اعزاء قربانی کر دیتے ہیں، تو یہ قربانی درست ہوتی ہے یا نہیں؟ بہشتی زیور حصہ سوم کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص یہاں پر موجود نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص نے بغیر اسکے امر کے قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی، اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اسکے امر کے تجویز کر دیا تو ان حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہیں ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ سب شرکاء کی طرف سے اجازت اور رضامندی سے ایسا ہوتا ہے تو زکوٰۃ اور قربانی سب درست ہے[1]، بہشتی زیور کی عبارت منقولہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کسی کی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کر دیتا ہے، تو اس کے ذمہ سے واجب ادا نہیں ہوگا، اور اگر کسی قربانی میں حصہ اس کی طرف سے دیتا ہے کہ گوشت دیکر پیسے وصول کر دے گا، تو یہ درحقیقت اس کی طرف سے قربانی نہیں ہوئی، بلکہ اس کے ہاتھ گوشت کی بیع ہوئی، جس سے دوسرے شرکاء کی قربانی بھی خراب ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لوضحى ببدنة عن نفسه وعرسه واولاده الى قوله ان كانوا كباراان فعل بامرهم جازعن الكل وان فعل بغير أمرهم اوبغير امربعضهم لاتجوز عنه ولاعنهم فى قولهم جمعياً لان نصيب من لم يأمرصارلحماً فصار الكل لحماً. (عالمگيرى ج۵/ص ۳۰۲/كتاب الاضحية، الباب السابع فى التضحية عن الغير وفى التضحية بشاة الغيرعن نفسه، خانيه على الهندية ص ۳۵۰/ج۳/كتاب الاضحية، فصل فيمايجوزفى الضحاياومالايجوز، المحيط البرهانى ص ۴۷۳/ج۸/كتاب الاضحية، الفصل السابع، ادارة القرآن المجلس العلمى.

مسافر بیٹے کی طرف سے بغیر اسکی اجازت کے قربانی کرنا

سوال: -ایک شخص تبلیغ میں جارہا تھا، وہ مسافر تھا اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی، مگر بقرعید کے موقع پر اس کے باپ نے اس کی طرف سے قربانی کردی، گھر آنے کے بعد اس شخص نے اس کو منظور کرلیا، اور روپیہ بھی دیدیا، تو اب اس کی قربانی صحیح ہوگئی یا نہیں؟ اور جو چھ آدمی شریک تھے ان کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

والد نے جو اس کی طرف سے قربانی کردی ہے، تو یہ والد کی طرف سے تبرع اور احسان ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کا ثواب اس کو بخشدیا، ثواب زندوں کو بھی بخشا جاسکتا ہے[1]، اب اس سے روپیہ لینا درست نہیں، روپے واپس کردیئے جائیں، قربانی سب کی اداہوگئی، جو مسافر تھا اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی، اب اس کو قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] یجوز للرجل ان یضحی عنه وعن اتباعه واهله ويشركهم معه فى الثواب(اعلاء السنن، ج۱۷/ص۲۱۱/باب التضحية با لشاة وتشريك الغير فى الثواب الخ، مطبوعه امدايه مكه مكرمه،من صام اوصلى اوتصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز شامى كراچى ص۲۴۳/ج۲/باب صلوة الجنائز، مطلب فى القراء ة للميت،

[2] ولااضحية على المسافرين المحيط البرهانى ص۴۵۸/۸، كتاب الاضحية، الفصل الاول، ادارة القرآن المجلس العلمى، مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/كتاب الاضحية،دارالكتب العلمية بيروت،

باب دوم: قربانی کے جانور

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

سوال:-صاحب نصاب مسلمان کے لئے قربانی، اونٹ، بھینس، گائے، دنبہ، بکرا یا بھیڑ میں یا ان کے نر و مادہ میں ثواب کا کچھ فرق ہے یا سب کی قربانی یکساں جائز ہے کہ خواہ ان میں سے کسی جانور کی قربانی کرے ثواب یا ادائے قربانی میں کوئی فرق، نقص یا حرج نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کی قربانی محض ایک آدمی کی طرف سے ادا ہوتی ہے، اور اس میں شرکت نہیں ہوتی اس کی قربانی افضل ہے، بشرطیکہ اس کا گوشت اور قیمت شرکت کرنے والے جانور سے گھٹیا اور کم نہ ہو ورنہ شرکت والے جانور کا ساتواں حصہ افضل ہوگا بکرا، دنبہ وغیرہ اگر خصی ہوتو وہ مادہ سے افضل ہے، ورنہ مادہ افضل ہے، ادا بہر صورت ہو جاتی ہے، "الشاة افضل من سبع البقرة اذا ستویا فی القیمة واللحم والکبش افضل من النعجة اذ استویا فیهما والانثیٰ من المعز افضل من التیس اذا استویاقیمةً والانثیٰ من الابل والبقر افضل حاوی وفی الوهبانیة ان الانثیٰ من المعز افضل من الذکر اذا ستویا قیمة واللّٰہ اعلم اھ درمختار ص ۲۳۳/ ج ۲/قوله افضل من سبع البقرة الخ وکذا من تمام البقرة قال فی التتارخانیة وفی العتابیة وکان الاستاذ یقول بان الشاة العظیمة السمینة التی تساوی البقرة قیمة ولحماً افضل من البقرة لان جمیع الشاة تقع فرضاً بلاخلاف واختلفوا فی البقرة قال بعض العلماء یقع سبعها فرضاً والباقی تطوع اھ قوله اذا ستویا الخ فان کان سبع البقرة اکثرلحماً فهو افضل والا صل فی هذا اذا استویا فی اللحم والقیمة فاطیبهما لحماً افضل واذا اختلفا فیهما فالفاضل اولیٰ تتارخانیة قوله

والانثیٰ من المعز افضل مخالف کمافی الخانیة وغیرها وقال ومشی ابن وهبان علیٰ ان الذکرفی الضان والمعزافضل لکنه مقید بما اذاکان موجوءًا ای مرضوض الانثیین ای مدقوقهاقال العلامة عبدالبروِمفهومه انه اذالم یکن موجوءًا لایکون افضل اھ[۱] ردالمحتارص ۲۸۱/ج ۹/"

لیکن ہندوستان میں ذبح بقر کوعموماً اورقربانی بقر کوخصوصاً شعارِاسلام کی حیثیت حاصل ہوچکی ہے جیسا کہ حضرت مجددالف[۲] ثانیؒ نے تصریح کی ہے، اورحضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث[۳] دہلویؒ کے فتاویٰ سے بھی مستفاد ہوتا ہے، اس لئے دوسرے جانوروں کا درجہ اس خصوصیت میں گائے سے کم ہے[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نراور مادہ میں کس کی قربانی افضل ہے

سوال: -نر کی قربانی افضل ہے یا مادہ کی؟

---

[۱] الدرالمختارمع رد المحتار کراچی ص ۳۲۲/ج ۶/ شامی نعمانیة ص ۲۰۵/ ج ۵/ کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ج ۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، المحیط البرهانی ص ۴۶۸/ج ۸/کتاب الاضحیة،الفصل الخامس بیان مایجوز من الضحایا، ادارة القرآن المجلس العلمی ڈابھیل،

[۲] ذبح بقرہ درہندوستان ازاعظم شعاراسلام است، کفاربجز یہ دادن شاید راضی شوندآما بذبح بقرہ ھرگز راضی نخواھند شد، در ابتداء پادشاہت اگرمسلمانی رواج یافت ومسلمانان اعتبار پیدا کردندفبھا، واگرعیاذاً باللہ سبحانہ درتقف افتادکار بر مسلمانان بسیار مشکل خواہدشدالخ مکتوبات ربانی ص ۷۵،۷۶،حصہ دوم، دفتر اول،مکتوب ھشتادویکم،مطبوعہ کراچی۔

[۳] فتاویٰ عزیزی ج ۱/ص ۳۰/مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[۴] ہندوستان میں گائے کی قربانی قانوناً سخت جرم ہے،اس لئے قانونی خلاف ورزی کرکے اپنی جان مال عزت وآبرو کوخطرہ میں ڈالنادانشمندی نہیں"لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسه.الحدیث.ترمذی شریف ج ۲/ ص ۵۰/(مطبوعه رشیدیه دهلی)ابواب الفتن.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں تو مادہ کی قربانی افضل ہے۔شامی[۱] ص ۲۰۵/ج ۵/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ساتواں حصہ افضل ہے یا بکرا

سوال:- گائے ،بھینس،اونٹ میں ساتواں حصہ لے کر قربانی کرنا بہتر ہے یا بکرے کی قربانی بہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مستقل بکرے کی قربانی افضل ہے، جب کہ اس کی قیمت گائے وغیرہ کے ساتویں حصہ کے برابر ہو یا زیادہ ہو۔درمختار ص ۲۰۵/ج ۵/[۲]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بکری کی افضلیت پر قاضی خاں کی عبارت سے اشکال

سوال:- جمہور علماء اسلام کا فتویٰ ہے کہ بکری کی قربانی،گائے سے افضل ہے،مگر حنفی کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خاں میں ہے"والبقر افضل من الذکر والمعز" بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں

---

[۱] أن ا لأنثی افضل من الذکر اذاستویاقیمة الدرالمختارعلی رد المحتارص ۵/۲۰۵، مطبوعه نعمانیه، مطبوعه زکریا ص۹/۴۶۷، کتاب الاضحیة، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۳/۳۴۹، کتاب الاضحیة، فصل فیما یجوز فی الضحایا، عالمگیری کوئٹه ص ۵/۲۹۹، کتاب الاضحیة، الباب الخامس،

[۲] الشاة افضل من سبع البقرة اذا استویافی القیمة واللحم الدرالمختار علی الشامی ص۵/۲۰۵، مطبوعه نعمانیه، مطبوعه زکریا ص ۹/۴۶۶، کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹه ص ۵/۲۹۹، کتاب الاضحیة، الباب الخامس خانیه علی الهندیة ص ۳/۳۴۹، کتاب الاضحیة، فصل فیمایجوزفی الضحایا،

ہے ''البقر افضل من ست شیاہ''؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جمہور علماء اسلام کا فتویٰ کہاں منقول ہے حوالہ کی ضرورت ہے مشتہر نے پوری بات تو سمجھی نہیں یا قصداً نقل نہیں کی، یہ مسئلہ نہ بالاتفاق ہے، نہ علی الاطلاق، پوری عبارت یہ ہے ''واختلف المشائخ ان البدنة افضل اوالشاة الواحدة قال بعضهم اذاكان قيمة الشاة اكثر من قيمة البدنة فالشاة افضل لان الشاة كلها تكون فرضاً والبدنة سبعها يكون فرضاً والباقى يكون نفلاً وماكان كلها فرضاً كان افضل قال الشيخ الا مام الجليل ابو بكر محمدبن فضل البدنة تكون افضل لانها اكثر لحماً من الشاة وماقالواان البدنة يكون بعضها نفلاً فليس كذلك بل اذا ذبحت عن واحدكان كلها فرضاً وشبه هذا بالقراء ة فى الصلوٰة لواقتصر علىٰ ماتجوزبه الصلوٰة جازت ولوزادعليها يكون الكل فرضاًوقال الشيخ الامام ابو الحفص الكبير اذاكانت قيمة الشاة والبدنة سواء كانت الشاة افضل لان لحمها اطيب وقال بعضهم البقرة افضل لانها اكثر لحماً والشاة افضل من سبع البقرة اذا استويافى القيمة واللحم لان لحم الشاة اطيب فان كان سبع البقرة اكثر لحماً سبع البقرة افضل فالحاصل انهما اذااستويا فى القيمة واللحم فاطيبهما لحماً افضل وان اختلفا فى القيمة واللحم فالفاضل منهما اولىٰ والفحل الذى يساوى عشرين افضل من خصى بخمسة عشرة وان استويافى القيمة والفحل اكثر هما لحماً فالفحل افضل والانثىٰ من البقرمن ست شياه اذا استويا وسبع شياه افضل من بقرة اهـ'' فتاوىٰ قاضى خاں ص۳۴۸/بر حاشيه عالمگيرى مصرى ج۳/[1]

---

[1] خانية على هامش الهندية ج۳/ص۳۴۸/ كتاب الاضحية، فصل فيمايجوز فى الضحاياومالا يجوز، مكتبه كوئٹه پاكستان،عالمگيرى كوئٹه ص ۲۹۹/ ج۵/كتاب الاضحية،الباب الخامس فى بيان محل اقامة الواجب.

وہ مسئلہ جو کہ مشتہر نے خلاف جمہور سمجھ کر شائع کیا ہے، عبارت مذکورہ میں تفصیل سے آ گیا، اور جو عبارت قاضی خاں کی مشتہر نے نقل کی ہے اس میں یہ مسئلہ نہیں ہے، بلکہ دوسرا مسئلہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ مذکر کی قربانی افضل ہے، یا مونث کی اس میں گائے اور بکری کا مقابلہ نہیں چنانچہ ملاحظہ ہو "والانثیٰ من الابل والبقرافضل من الذکر والذکر من المعز افضل وکذاالذکر من الضان اذاکان موجوءً ای خصیاً اھ" فتاویٰ خاضی خاں[۱] ۳۴۸/ج ۳/۔ یعنی ابل اور بقر کی انثیٰ کی قربانی افضل ہے باعتبار مذکر کے اور معز کے مذکر کی قربانی افضل ہے، اورضان کے مذکر کی قربانی افضل ہے، جب کہ وہ خصی ہے، اس عبارت سے یہ سمجھنا کہ گائے کی قربانی افضل ہے جب کہ وہ خصی ہو، اعلیٰ درجہ کی خوش فہمی ہے عالمگیری کی جو عبارت ہے وہ اپنی پوری تفصیل کے ساتھ فتاویٰ قاضی خاں میں بھی موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گائے کی قربانی کا ثبوت

سوال: -گائے کی قربانی کلام پاک میں کسی جگہ درج ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذبح گائے کا ذکر پارہ الم[۲] میں اور اس کی حلت اور جواز پارہ "ولوانّنا[۳]" میں بصراحت مذکور ہے، حدیث شریف میں ہے "عَنْ جَابِرٍؓ نَحَرَ رَسُولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم مِنْ نِسَائِهٖ فِیْ حَجةٍ بَقَرَةً وَفِی رِوَایَةٍ نَحَرَ عَنْ عَائِشَةَؓ بَقَرَةً یَوْمَ النَّحْرِلمسلم اھ جمع

---

[۱] خانیةعلی هامش الهندیة کوئٹه ج۳/ص۳۴۸/کتاب الاضحیة،فصل فیما یجوز فی الضحایا ومالایجوز،عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۹/ج۵/کتاب الاضحیة،الباب الخامس.

[۲] واذقال موسی لقومه ان اللّٰه یأمرکم ان تذبحوابقرة.سورة البقرة آیت ۶۷/.

[۳] ومن الابل اثنین ومن البقراثنین .سورة الانعام آیت ۱۴۴/.

الفوائد ص ۲۰۳ / ج ۱ /[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸ / ۴ / ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف یکم جمادی الاولیٰ ۵۷ھ

گائے کی قربانی کرنا جبکہ قانوناً ممنوع ہے

سوال: -حکومت کی طرف سے گائے کی قربانی قانوناً ممنوع ہے، اب اگر زید پوشیدہ طور پر گائے کی قربانی کرتا ہے، تو قربانی شرعاً ہوجائیگی یانہیں اور شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر جان، مال، عزت کی قربانی کا داعیہ ہواور اخلاص سے قربانی کرے تو انشاء اللہ قبول ہوگی، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یعنی یہاں بھی نتیجہ بھگتنے کے لئے پوری قوت کے ساتھ تیار رہیں اور آخرت میں بھی ثواب کی امید رکھیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیل، بھینس کی قربانی قانوناً

سوال: -بیل، بھینس کی قربانی موجودہ دور میں ازروئے قانون جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا تعلق آج کل کے قانون جاننے والوں سے ہے وہی جانتے ہیں ہم کو آج کل کا

[1] جمع الفوائد ص ۵۸۲ / ج ۱ / کتاب الاضاحی، مطبع بیروت، بخاری شریف ص ۸۳۲ / ج ۲ / باب الاضحیۃ للمسافر والنساء، ادارۃ الرشید دیوبند، مسلم شریف ص ۴۲۴ / ج ۱ / کتاب الحج، باب جواز الاشتراک فی الھدی، مکتبہ بلال.

[2] امداد المفتین ص ۷۹۹، ۸۰۰، کتاب الاضحیۃ، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی،

قانون معلوم نہیں، شرعی قانون دریافت کریں تو جواب حاضر ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/۸۵ھ

بھینس کی قربانی کا حکم

سوال:- بھینس کی قربانی شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس میں کتنے حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے اس میں سات حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں، اس کا حال گائے کی طرح ہے زیلعی ص ۷/ج ۶/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بھینس کی قربانی

سوال:- علماء کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ بھینس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس حدیث سے ثابت ہے، جس طرح گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری کے لئے صاف طور پر حکم ہے اسی طرح بھینس کا حکم کسی حدیث میں صاف طور پر ہے اور وہ حدیث سنداً کیسی ہے، اور کس کتاب میں ہے، یا امام ابوحنیفہؒ نے بھینس کی قربانی کی ہے یا اس کی قربانی کا حکم دیا ہے، تو ان کا قول مع حوالہ کتاب درج فرمائیں، اہل لغت یا کسی عالم کے قول کی

---

[1] ویجوز بالجاموس لأنه نوع من البقر (زیلعی ص ۷/ج ۶/کتاب الاضحیة. مکتبه امدایه ملتان پاکستان، خانیه علی الهندیة ص ۳۴۸/ج ۳/کتاب الاضحیة، فصل فیما یجوز فی الضحایا، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۷/ج ۵/کتاب الاضحیة، الباب الخامس، شامی کراچی ص ۳۲۲/ج ۶/کتاب الاضحیة.

ضرورت نہیں، اگر حدیث یا قول امام میں نہیں ہے تو تحریر فرمائیں کہ کسی میں نہیں ہے، نیز ہرن، نیل گائے، اور گھوڑے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کیا کسی حدیث میں صاف صاف اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کے الفاظ موجود ہیں، جن کی قربانی کا حکم دیا گیا ہو اگر ایسا ہو تو وہ حدیث نقل کیجئے، اہل لغت کا قول کافی نہیں ہوگا، کبھی ابل، بقر، غنم، معز، لکھ کر آپ کہہ دیں کہ لغت میں اس لفظ کے یہ معنی ہیں، اور اس لفظ کے یہ معنی ہیں۔

جب آپ اس دعویٰ کو ثابت کر دیں تب بھینس کے متعلق صاف حدیث کا مطالبہ کیجئے، کیا امام ابوحنیفہؒ نے اونٹ وغیرہ الفاظ مذکورہ بولے یا تحریر کئے، جب آپ حیوانات اربعہ مذکورہ کی قربانی کا حکم اپنے مطلوبہ طریق کے مطابق مدلل تحریر فرما دیں گے تب آپ کو ایک جانور بھینس کی قربانی کی دلیل بھی طلب کرنے کا حق ہوگا۔

گھوڑے، ہرن، نیل گائے، کی قربانی درست نہیں کتب فقہ میں ایسا ہی مذکور ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ذی الحجہ ۶۹ھ

خنثیٰ بکری کی قربانی

سوال:- خنثیٰ بکری کی قربانی شرعاً درست ہے یا نہیں؟ علامت اس کی یہ ہے کہ بکری

---

[1] أما جنسه فهو ان يكون من الاجناس الثلاثة الغنم او الابل او البقرة ولا يجوز في الاضاحي شئی من الوحشي (الهندية ص ۲۹۷/ج ۱/الباب الخامس في بيان محل اقامة الواجب، كتاب الاضحية، مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر كوئٹه ص ۱۷۷/ج ۸/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۷/ج ۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

کی علامت اس کی نہیں ہے، اور پیچھے سے اس کو دیکھ کر تو بکری جیسی معلوم ہوتی ہے، یعنی جس مقام پر بکری کی فرج ہوتی ہے اس مقام پر اس کی فرج نہیں ہے، جس مقام پر بکرے کے خصیے ہوتے ہیں اس جگہ پر پیشاب کرنے کا مقام ہے بکرے کی علامت بھی اس میں موجود نہیں، دو چھوٹے چھوٹے آنچل ہیں، ان کے درمیان سے مذکورہ بکری پیشاب کرتی ہے، یعنی دونوں آنچل کے درمیان میں اس کی فرج ہے، اور وہ فرج بکریوں کی سی فرج نہیں، صرف تھوڑی سی علامت ہے، فتاویٰ دارالعلوم میں لکھا ہے کہ مخنث بکرے کی قربانی درست نہیں، اور خصی بکرے کی قربانی درست ہے اور افضل ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بکرا مخنث ہے یا نہیں؟ اور اس کی قربانی شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس بکری میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں موجود نہ ہوں یا دونوں کی علامت ہو وہ خنثیٰ ہے اس کی قربانی نہ کی جائے ''ولا بالخنثیٰ لان لحمها لاینضج ''شرح وهبانیه(درمختار[۱] ص۲۰۷ / ج۵ / ''۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۱۴۰۶ھ

خصی کی قربانی

سوال:۔ بعض لوگ بکرے کو خصی کر دیتے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے بلکہ افضل ہے۔ شامی ص۲۰۵ / ج۵ /[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الدرالمختارعلی الشامی زکریا، ج۹ / ص۴۷۰ / کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹه ص۲۹۹ / الباب الخامس، کتاب الاضحیة، شلبی علی الزیلعی ص۶ / ج۶ / کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

(حاشیہ نمبر۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

خصی کا حکم

سوال:- بھینسہ، بکرا وغیرہ جانوروں کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں، اور خصی کرنے کی اجرت لینا درست ہے یا نہیں، اور خصی کئے ہوئے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ضرورت کے لئے ان جانوروں کو خصی کرنا بھی جائز ہے، اور خصی کرنے کی اجرت بھی درست ہے، اور خصی جانور کی قربانی بھی درست ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی قربانی ثابت ہے، ''عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوئَیْنِ خَصِیَّیْنِ الخ زیلعی[1] ص ۲۱۶/ج ۴/۔ وجاز خصاء البھائم وقید وہ بالمنفعة وھی ارادۃ سمنھا ومنعھا عن العض. درمختار، شامی ص ۲۴۹/ج ۵/[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[2] ان الذکر فی الضأن والمغر افضل لکنہ مقید بما اذا کان موجوء ای مرضوض الأنثیین ای مدقوقھما. شامی نعمانیہ ص ۲۰۵/ج ۵/مطبوعہ زکریا ج ۹/ ص ۴۶۲/ کتاب الاضحیة، زیلعی ص ۵/ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۹/ج ۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس، بزازیہ علی الھندیة ص ۲۸۹/ج ۶/ کتاب الاضحیة، الفصل الرابع.

[1] نصب الرایۃ ص ۲۱۶/ج ۴/ کتاب الاضحیة، مطبوعہ دارالمامون.

[2] شامی مکتبہ نعمانیہ ج ۵/ص ۲۴۹/مطبوعہ زکریا ج ۹/ص ۵۵۷/فصل فی البیع، کتاب الحظر والاباحة، تبیین الحقائق ص ۳۱/ج ۶/ کتاب الکراھیة، فصل فی البیع، مکتبہ امدادیہ ملتان، البحر کوئٹہ ص ۲۰۴/ج ۸/ کتاب الکراھیة، فصل فی البیع.

ایک فربہ بکرے کی قربانی بہتر ہے یا دو کی جبکہ قیمت میں برابر ہوں

سوال:-سو روپئے میں اگر ایک ہی بکرا ذبح کیا جائے جو خوب موٹا تازہ ہو تو یہ بہتر ہے، یا سو روپے میں دو عدد ذبح کیا جائے جو کہ مناسب بدن کے ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سو روپئے میں اگر دو مناسب بکرے ملیں جن سے دو واجب ادا ہو سکیں تو یہ بہتر ہے کہ اس سے اتنی ہی قیمت میں ایک بکرا بہت موٹا ذبح کیا جائے، جس سے ایک ہی واجب ادا ہو[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۸۸ھ

قربانی کے لئے موٹاپا عیب نہیں

سوال:-قربانی کا جانور اپنے موٹاپے کی وجہ سے چل نہ سکتا ہو، یہاں تک کہ مذبح تک بھی نہ جا سکتا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنا موٹا ہو جانا قربانی کے لئے عیب عن الاضحیہ نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۹/۹۱ھ

---

[1] رجل اشترى للأضحية شاتين بثلاثين درهما كان ذلك افضل من شاة واحدة بثلاثين خانية على الهندية ص ۳۴۹/ج۳/مكتبه كوئٹه پاكستان، فصل فيمايجوز فى الضحاياومالايجوز، بزازية على الهندية ص ۲۹۰/ج۶/كتاب الاضحية،الفصل الرابع،مطبوعه كوئٹه.

[2] ومن المشائخ من يذكر لهذا الفصل اصلاً ويقول كل عيب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سستی قیمت کا جانور خرید کر قربانی کرنا

سوال:- میں قربانی اپنے وطن میں اس وجہ سے کرتا ہوں کہ وہاں پر بکرے کی قربانی ہوتی ہے، اور حصہ سستا پڑتا ہے، یہاں پر بکرا ۹۰/۱۰۰/روپے ہر ملازم پیشہ لوگوں میں اس کی ہمت نہیں ہے، تو اس طرح قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قربانی جائز ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۲/۱۳ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۲/۱۳ھ

جنین کی قربانی

سوال:- زید نے گائے کی قربانی کی جب اس کا پیٹ چاک کیا گیا تو ایک بچہ بھی نکلا کیونکہ گائے حاملہ تھی، اور وہ بچہ زندہ نکلا تو اب اس کا کیا کیا جائے، آیا اس کی بھی قربانی کر دی جائے یا اس کو پال لیا جائے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) یزیل المنفعة علی الکمال او الجمال علی الکمال یمنع الاضحیة وما لایکون بهذه الصفة لایمنع. (الهندیة ص ۲۹۹/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الخامس. فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبه کوئٹه پاکستان، شلبی علی الزیلعی ص۶/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[۱] کمایستفاد من هذه العبارة، وروی ایضاً ان الرجل اذا کان فی مصر واهله فی مصر آخر فکتب الیهم لیضحوا عنه الیٰ قوله فینبغی ان یضحوا عنه بعد فراغ الامام من صلاته فی المصر الذی یضحی عنه الخ، عالمگیری کوئٹه ج۵/ص ۲۹۶/کتاب الاضحیة، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی بھی قربانی کردی جائے اور جو تصرف اصل قربانی کے گوشت میں کیا جائے وہی اسکے بچے کے گوشت میں کیا جائے۔ (شامی ص ۲۰۵ / ج ۵ / [1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کانجی ہاؤس سے نیلام جانور کی قربانی

سوال:- جو جانور کانجی ہاؤس میں نیلام کیا جائے، اس کو خریدنا اور اس کی قربانی کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں کیونکہ وہ خدا جانے کیسا جانور ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امداد الفتاویٰ ص ۱۱۳ / ج ۲ / میں اس کے خریدنے اور اس کی قربانی کرنے کو جائز لکھا ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گابھن جانور کی قربانی

سوال:- اگر جانور قربانی کی نیت سے خریدا گیا اور خریداری کے وقت اسکے گابھن

---

[1] فان خرج من بطنها حیافالعامة انه یفعل به مایفعل بالأم الخ (شامی نعمانیه ص ۲۰۵ / ج۵ / مطبوعه زکریا ج ۹ / ص ۴۶۷ / کتاب الاضحیة، بدائع الصنائع ص ۲۲۰ / ج ۴ / کتاب التضحیة، مایستحب قبل التضحیة وعندناوبعدها، مکتبه زکریادیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۱ / ج۵ / الباب السادس فی بیان مایستحب فی الاضحیة.

[2] امدادالفتاویٰ، ترتیب جدیدص ۵۴۱ / ج۳ / کتاب الذبائح والاضحیة والصید الخ، اداره تالیفات اولیاء دیوبند،

ہونے کی تحقیق نہ ہو، کچھ روز بعد اس کے صحیح آثار وعلامت ہونے لگیں تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گابھن جانور کی قربانی جائز ہے لیکن اگر ولادت کا زمانہ بالکل قریب ہو تو مکروہ ہے ''شاة اوبقرة اشرفت علیٰ الولادة قالوا یکره ذبحها لان فیه تضییع الولد هذا قول ابی حنیفة لان عنده جنین لایتذکی بذکاة الام'' عالمگیری[۱] ص۹۲ ⁄ ج ۶ ⁄ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مرغ کی قربانی

سوال:- جس کے پاس اتنی وسعت نہ ہو کہ گائے، یا بکری خرید کر قربانی کر سکے اور اس وجہ سے مرغ کی قربانی کر دے یہ شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوس کا طریقہ ہے۔ (عالمگیری[۲] ص۱۰۵ ⁄ ج ۴ ⁄ جب کہ اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تو اس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الهندیه ص ۲۸۷ ⁄ ج۵ ⁄ الباب الاول، کتاب الذبائح، مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۰۴ ⁄ ج ۶ ⁄ کتاب الذبائح، خانیه علی الهندیة ص ۳۶۷ ⁄ ج ۵ ⁄ کتاب الصیدو الذبائح، باب فی الذکاة.

[۲] والتضحیة بالدیک والدجاجة فی ایام الاضحیة ممن لااضحیة علیه لاعساره تشبیهاً بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس (الهندیة ص ۳۰۰ ⁄ ج۵ ⁄ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبة کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۱۳ ⁄ ج ۶ ⁄ کتاب الاضحیة، بزازیة علی الهندیة ص ۲۹۰ ⁄ ج ۶ ⁄ کتاب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه،

کیا انڈے کی بھی قربانی ہوتی ہے

سوال:-بعض لوگ کہتے ہیں کہ انڈے کی بھی قربانی ہوتی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟ مسائل کی کتابیں بھی تحریر کردیں، تاکہ ان سے معلومات حاصل کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انڈے کی قربانی سے واجب ادانہیں ہوتا، اور نہ اس کی قربانی واجب ہوتی ہے،[1] البتہ اونٹ، بکری، مرغی، انڈا ان چاروں میں جوفرق ہے، بعض اعمال صالحہ کے متعلق اس فرق کو بتلایا گیا ہے کہ فلاں عمل کا ثواب اونٹ کی قربانی کی برابر ہے، اور فلاں کا بکری کی قربانی کے برابر فلاں کا مرغی کی قربانی کے برابر فلاں کے انڈے کی قربانی کے برابر اور جس طرح کے لفظ قربانی اردو میں بولے جاتے ہیں کہ کچھ فرق دینی چاہئے چندہی پیسے کے ہوں اس سے سمجھ لیجئے!

مسائل کی کتابیں بے شمار ہیں فتاویٰ دارالعلوم امدادالفتاویٰ، ان دونوں میں بے شمار مسائل ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۱۴۰۰ھ

جنگلی جانور کی قربانی

سوال:-اگر کوئی شخص ہرن یا نیل گائے وغیرہ جنگلی جانوروں کے بچے کو خرید لے

---

[1] جب مرغ اور مرغی کی قربانی درست نہیں تو انڈے کی کیسے درست ہوگی؟"فیکرہ ذبح دجاجة ودیک لانه تشبه بالمجوس بزازیة وفی الشامیة والکراهة تحریمیة کمایدل علیه التعلیل". الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۳۱۳/ج ۶/مطبوعہ زکریا ج ۹/ص ۴۵۴/کتاب الاضحیة، الهندیة ص ۳۰۰/ج ۵/الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مطبوعه کوئٹه پاکستان، بزازیة علی الهندیة ص ۲۹۰/ج ۶/کتاب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه.

اس قیمت پر جس پر بکری وغیرہ کے مل جاتے ہیں، اوراس کو خوب شوق سے پالے تو اس کی قربانی عیدالاضحیٰ کے موقع پر جائز ہے یا نہیں، یعنی اس کی قربانی کرنے سے واجب قربانی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست نہیں اس سے واجب قربانی ادا نہیں ہوگی[١]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہرن بکری سے پیدا شدہ بچہ کی قربانی

سوال:-زید نے ایک ہرن پالا اور ایک بکری بھی پال رکھی تھی ہرن نے بکری سے جفتی کی اس سے بکرا (بچہ) پیدا ہوا اور سال بھر کا ہوگیا، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو بچہ بکرا ہرن اور بکری سے پیدا ہوا ہے، اس کی قربانی درست ہے یہ بچہ ماں کے حکم میں ہے اور ماں بکری ہے۔ شلبی ص ٧/ ج ٦ [٢] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[١] ولایجوز فی الاضاحی شئی من الوحشی، الهندیة ص ٢٩٧/ ج٥/ کتا ب الاضحیة، الباب الخامس، مکتبہ کوئٹہ پاکستان، تبیین الحقائق ص٧/ ج٦/ کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان شامی کراچی ص ٣٢٢/ ج٦/ کتاب الاضحیة.

[٢] ولو نزاظبی علی شاة قال عامة المشائخ یجوز (شلبی علی الزیلعی ص ٧/ ج٦/ کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان، بدائع زکریاص ٢٠٥/ ج٤/ کتاب الاضحیة، محل اقامة الواجب، عالمگیری کوئٹہ ص٢٩٧/ ج٥/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس.

بکری، ہرن کے جوڑے سے پیدا بچہ کی قربانی

سوال:- بکری جوکہ ہرن سے جوڑ کھا کر بچہ دے اس بچہ کی قربانی کرنا جائز ہے کہ نہیں اور وہ بکری کے حکم میں ہوگا یا ہرن کے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جانوروں کے متعلق ایک ضابطہ ''الاشباہ والنظائر'' میں لکھا ہے ''الولد يتبع الام[1]'' یعنی بچہ ماں کے تابع ہوتا ہے، جو حکم ماں کا وہی بچہ کا اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جس بچہ کی ماں بکری ہے اور باپ ہرن اس کی قربانی درست[2] ہوگی، مگر ایک دوسرا قاعدہ بھی لکھتے ہیں، ''اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام[3]''، یعنی جب حرام وحلال مخلوط ہوجائیں تو حرام کا اثر غالب رہے گا، بکری کی قربانی درست ہرن کی نادرست ان کے اختلاط کے نتیجہ میں قربانی نادرست ہونی چاہئے قول اول راجح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۹/۴ھ

پالتو ہرن کی قربانی

سوال:- ایک ہرنی کا بچہ شیر خوار ہی سے پندرہ روپیہ میں قیمتاً خریدا اور پھر اس کو اپنے گھر دودھ پلا کر پرورش کیا اور تقریباً ایک سال اس کی پرورش کی، اس کی قربانی کی جاسکتی

---

[1] الاشباہ والنظائر مع حاشیہ ص ۱۷۲/القاعدة الثانية اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام.

[2] اذا نزا ظبی علی شاة اهلية فان ولدت شاة تجوز التضحية بها (بدائع الصنائع ص ۲۰۵/ج ۴/ کتاب الاضحية، مطبوعه زکریا دیوبند، شلبی علی الزیلعی ص ۷/ج ۶/کتاب الاضحية، مکتبه امدادیه ملتان، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۷/ج ۵/کتاب الاضحية، الباب الخامس.

[3] الاشباہ والنظائر ص ۱۷۰/مطبوعه محبوب پریس. القاعدة الثانية اذا اجتمع الحلال والحرام الخ، قواعد الفقه ص ۵۵/قاعدة ۱۴/ مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہرن کے بچہ کواگر چہ دودھ گھر پلاکر پرورش کیا تب بھی اس کی قربانی درست نہیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

قربانی کی بکری سے پتھر برآمد ہوا

سوال:-ایک مسلمان نے قربانی کے لئے ایک بکری خریدی ذبح کے بعد بکری کے معدے سے بہت قیمتی پتھر برآمد ہوا، قصاب نے ان پتھروں کو حاصل کرلیا، کیا قربانی ادا ہوئی یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

قربانی تو ذبح کرنے سے ہی درست ہوگئی تھی[۲]، معدے سے برآمد پتھر اگر مالک نے

[۱] ولایجوز فی الأضحاحی شئی من الوحشی (الهندیةص ۲۹۷/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبه کوئٹه پاکستان،شامی کراچی ص ۳۲۲/ج۶/ کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۷/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

[۲] (هی) شرعاً ذبح حیوان مخصوص بنیة القربة فی وقت مخصوص الخ درمختار علی الشامی زکریا ج۹/۴۵۲/کتاب الاضحیة،البحر کوئٹه ص ۱۷۳/ج۸/کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص ۲/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

قصاب کو دیدئے یا قصاب کے لینے پر رضا مند ہو گیا تب بھی درست ہے کوئی مضائقہ نہیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۱۴۰۰ھ

[۱] والمالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف شاء الخ بیضاوی ج ۱/ص ۷/ سورة الفاتحة، شرح المجلة ص ۶۵۴/ج ۱/الباب الثالث فی المسائل المتعلقة بالحیطان والجیران.

فصل:- قربانی کے جانوروں کی عمر

اس بھینس کی قربانی جو موٹی ہو مگر دو سال سے کم ہو

سوال:- (۱) ایک جانور مثال کے طریقہ پر کٹڑا یا گائے، یا بھینس جس کی عمر ۲۰/ ماہ ہے، مگر دو سال سے بھی زیادہ کا معلوم ہوتا ہے، خوب موٹا تازہ اور فربہ ہے تو کیا اس جانور کی قربانی ہو جائے گی، اس جانور میں کمی کسی قسم کی بھی نہیں ہے، مفصل لکھیں؟

(۲) ایک جانور ہے جس کی عمر ۲۰/ ماہ کی ہے اور گھر کا پلا ہوا ہے، دو سال کا معلوم ہوتا ہے، سوال نمبر ۱/ میں جو مذکور ہے وہی سوال نمبر ۲/ میں ہے، مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے پاس جانور ایک ہی ہے، اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی جانور نہیں ہے، تو کیا اس جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس میں کمی یہی ہے کہ پورے دو سال کا نہیں، اگرچہ فربہ ہونے کی وجہ سے دو سال کا معلوم ہوتا ہے، دنبہ اگر سال بھر سے کچھ کم کا ہو، اور فربہ ہونے کی وجہ سے سال بھر کے دنبوں میں چھوڑ دینے سے فرق معلوم نہ ہوتا ہو تو اس کی قربانی کی اجازت ہے، بھیڑ بھی اسی کے حکم میں ہے[1]، لیکن دوسرے جانوروں، بکری، گائے، بھینس، اونٹ کی عمر کی کمی کا بدل اس کا موٹا ہونا نہیں ہو سکتا[2]۔

---

[1] یجوز الجذع من الضأن اضحیۃ وقالوا ھذا اذا کان الجذع عظیماً بحیث لو خلط بالثنیات یشتبہ علی الناظر من بعد (زیلعی ص ۷/ ج ۶/ کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان) شامی نعمانیہ ص ۲۰۴/ ج ۵/ کتاب الاضحیۃ، مجمع الانہر ص ۱۷۱/ ج ۴/ کتاب الاضحیۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت.

[2] وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاۃ والمعز الدر المختار علی الشامی نعمانیہ، ص ۲۰۵/ ج ۵/ کتاب الاضحیۃ، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۹۷/ ج ۵/ الباب الخامس فی اقامۃ الواجب، البحر کوئٹہ ص ۱۷۷/ ج ۸/ کتاب الاضحیۃ.

(۲) اس کی بھی قربانی جائز نہیں، اگر صاحب نصاب بھی ہیں تو پوری عمر کا جانور خریدیں، اور اس کی قربانی کریں، تب واجب ادا ہوگا[۱]، اگر صاحب نصاب نہیں تو آپ پر قربانی واجب نہیں، نہ پوری عمر والے کی اور نہ کم عمر والے کی، نہ دبلے کی، نہ موٹے کی، نہ گھر کے پلے ہوئے کی، نہ دوسرے سے لیکر، اگر اس کو ذبح بھی کردیں گے تو وہ گوشت کھانے کے لئے ہوجائے گا، شرعی قربانی نہیں ہوگی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ

سال بھر سے کم دنبہ کی قربانی

سوال:- سنا ہے کہ دنبہ سال بھر سے کم کا بھی جائز ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دنبہ اس قدر فربہ اور بڑا ہو کہ سال کے دنبوں میں چھوڑ دیا جائے تو وہ بھی سال بھر کا معلوم ہوتا ہو چھوٹا نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسا دنبہ سال بھر سے کم آٹھ نو مہینہ کا بھی درست ہے زیلعی ص ۷/ج ۶/[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز الدر المختار على الشامي نعمانيه، ص ۲۰۵/ج۵/كتاب الاضحية، عالمگيری كوئٹه ص۲۹۷/ج۵/الباب الخامس فی اقامة الواجب، البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

[۲] وشرائطها: الاسلام والاقامة واليسار الذی يتعلق به وجوب صدقة الفطر الدر المختار على الشامی ص۳۱۲/ج۶/كتاب الاضحية، مطبوعه كراچی مجمع الانهر ص۱۶۷/ج۴/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت.　(حاشیہ نمبر ۳/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سال بھر سے کم بھیڑ کی قربانی

سوال:- ہم لوگ قربانی کے لئے بھیڑ خریدنا چاہتے ہیں، وہاں دوقسم کے ہوتے ہیں، ایک بھیڑ کی ٹولی بالکل علیحدہ ہوتی ہے، جوکہ پندرہ بیس کی ہوتی ہے، ان سب کی عمر پورے سال سے لیکر قریب دوسال تک ہوتی ہے، ان کو یہاں پر (Ship) شپ کہا جاتا ہے، اور ایک دوسری ٹولی ہوتی ہے وہ بھی پندرہ بیس کی ہوتی ہے، ان سب کی عمر سال کے اندر ہوتی ہے، مگر دیکھنے میں دوسال کی معلوم ہوتی ہے، اور ان پر فربہی بھی ہوتی ہے، بنسبت پورے ایک سال سے لیکر دوسال کی بھیڑ سے، اور اگر ان دونوں ٹولی کو ملایا جائے تو سال کے اندر کی بھیڑ زیادہ عمر میں بڑی دکھلائے گی، تو ہم کو علم ہونے کے باوجود سال کے اندر کی بھیڑ کو قربانی کے لئے خرید کر قربانی کریں، تو ایسا کرنا ہمارے لئے درست ہوگا یا نہیں؟ خیال رہے کہ سال کے اندر کے بھیڑ کی قیمت زیادہ ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات تو یہی ہے کہ جس کی عمر سال بھر کی ہوچکی ہے، اس کی قربانی کی جائے، اگرچہ سال کے اندر والی بھیڑ زیادہ موٹی معلوم ہو، تاہم جائز اس کی ہوجائے گی، جس کی عمر سال بھر سے کچھ کم ہے اور دیکھنے میں سال بھر والی بھیڑ کے برابر یا زیادہ ہو[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۹ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[3] وعن الزهری الجذع من المعز لسنة ومن الضأن لثمانية اشهر وقالوا هذا اذا كان الجذع عظيما بحيث لو خلط بالثنيات يشتبه على الناظر من بعد، زيلعی ص ۷/ج ۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان پاكستان، مجمع الانهر ص ۱۷۱/ج ۴/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار على الشامی كراچی ص ۳۲۲/ج ۶/كتاب الاضحية. (۱/اگلے صفحہ پر)

سال بھر سے کم بھیڑ کی قربانی

سوال:- بھیڑا گر ایک سال سے کم کا اگر موٹا تازہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں، یہ آپ ہی کی تحقیق سے معلوم ہوا اور اب آپ کے بقرعید والے اشتہار سے معلوم ہوا کہ ایسے بھیڑ کی قربانی جائز ہے، جو سال سے کم کا ہو چھ ماہ کا ہو مگر سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، یہ کہاں تک صحیح ہے، اور آپ کے اشتہار میں غلط شائع ہوا یا اب یہی مسئلہ ہو گیا، مدلل لکھئے تا کہ علم میں اضافہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بھیڑ کی قربانی جب کہ اس کی عمر سال سے کم ہو، نا جائز ہونا میری کس عبارت سے معلوم ہوا اس کو بھیجئے، بہشتی زیور اختری[۱] ص۴۲ / ج ۳ / میں ایسے دنبہ اور بھیڑ کی قربانی کو جائز لکھا ہے مگر حاشیہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے، بعضے علماء کا اس پر فتویٰ ہے لیکن مجھ کو درمختار کے اس جزئیہ "ولا التـــی لاالیة لهـــا" سے اس میں شبہ ہو گیا، ناظرین بطور خود علماء سے تحقیق کرلیں، میں ایسے بکرے کی قربانی کو نا جائز لکھتا ہوں، اور ایسے دنبہ کی قربانی کو جائز لکھتا ہوں، اور ایسی بھیڑ کی قربانی کو حتماً منع نہیں کرتا" علامہ شامی کی کتاب الاضحیہ" کی عبارت سے اجازت معلوم نہیں ہوتی، کتاب الزکوٰۃ کی عبارت سے اجازت معلوم ہوتی ہے، چنانچہ کتاب الاضحیہ میں ہے "وصح الجذع ذو ستة اشهر من الضأن ان كان بحيث لو خلط بالثنايا لايمكن التمييز اھ درمختار قال الشامی ص۲۰۴ / قوله من الضأن هو ماله الية قيد به لانه لايجوز الجذع من المعز وغيره بلاخلاف كما فی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۱] وجاز الجذع من الضأن لقوله عليه الصلوٰة والسلام لاتذبحوا الا مسنة الا ان يعسر عليكم فتذبحوا اجذعة من الصنان، وقالوا هذا اذا كان الجذع عظيماً بحيث لو خلط بالثنيات يشتبه على الناظر من بعد (زيلعی ص۷ / ج۶ / كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان پاكستان.

[۱] بہشتی زیور ج۳ / ص۳۹ / قربانی کا بیان، مطبوعہ تھانوی دیوبند۔

المبسوط اھ[۱]۔

یہ عبارت صریح ہے کہ ایسی بھیڑ کی قربانی جائز نہیں "الضأن ما كان من ذوات الصوف اھ شامی ص ۱۹/ ج ۲/ باب زکوٰۃ الغنم[۲]۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضأن ذوات الصوف کو کہتے ہیں، خواہ ذوات الالیۃ ہو خواہ نہ ہو جو اپنے عموم کی وجہ سے دنبہ اور بھیڑ دونوں کو شامل ہے اسی وجہ سے مجھے قطعی طور پر منع کرنا محفوظ نہیں آپ میری عبارت ارسال کریں، اور مجھے مسئلہ بدلنے کا حق نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سال بھر سے کم بکری کی قربانی

سوال:- ایک بکری ایک سال سے کچھ ہی یعنی چند روز کم ہے مگر دیکھنے میں پوری سال بھر کی معلوم ہوتی ہے، تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

ایسی بکری کی قربانی درست نہیں جب تک وہ پوری سال بھر کی نہ ہو جائے۔ شامی ص ۲۰۵/ ج ۵/[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۲۰۴/ ج ۵/ کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۷/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۱۷۱/ ج ۴/ کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] شامی نعمانیه ج ۲/ ص ۱۹/ باب زکاة الغنم.

[۳] وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز قال الشامی تقدير هذه الاسنان بماذكر لمنع النقصان لاالزيادة فلوضحى بسن اقل لايجوز باكبريجوز (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سال بھر سے چند روز کم بکرے کی قربانی

سوال:-قربانی کے لئے زید نے ایک بکرا خریدا جس کی عمر سال بھر میں صرف ۱۸/ دن کم ہے، مگر دیکھنے میں فربہ ہونے کی وجہ سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہے، ایسے بکرے کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے مالا بدمنہ میں لکھا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ سال بھر کا ہو جس سے اشتباہ ہوتا ہے کہ اگر سال بھر سے کچھ کم دن کا ہو تب بھی قربانی درست ہو جائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

''مالا بدمنہ'' میں مجھے یہ مسئلہ نہیں ملا اس کی پوری عبارت لکھئے عامۂ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قربانی ایسے بکرے کی درست ہے جس کا ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہو جائے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم کی درست نہیں، اسی کی شامی نے ردالمحتار ص۲۰۴/ ج۵/[1] میں تصریح کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے لئے دو دانت کا لزوم

سوال:-سورت سے ایک گجراتی اخبار بنام مسلم گجرات شائع ہوتا ہے، اس کا مضمون

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)(شامی نعمانیہ، ص ۲۰۵/ ج۵/مطبوعہ زکریا ج۹/ ۴۶۶/ کتاب الاضحیۃ)عالمگیری کوئٹہ ص۲۹۷/ج۵/الباب الخامس فی اقامۃ الواجب،البحر کوئٹہ ص۱۷۷/ج۸/کتاب الاضحیۃ.

[1] وحول من الشاۃ وفی الشامی فلو ضحی بسن اقل لایجوز،الدرالمختار مع الشامی زکریا ج۹/ص ۴۶۶/کتاب الاضحیۃ،عالمگیری ص۲۹۷/ج۵/الباب الخامس فی اقامۃ الواجب، مطبوعہ کوئٹہ البحر کوئٹہ ص۱۷۷/کتاب الاضحیۃ.

جس کی سرخی یہ ہے ’’قربانی کے جانور کے دو دانت چاہئے ،شائع ہوا ہے ،جس کا مضمون حسب ذیل ہے ،ثنی اور مسنہ دونوں کا ترجمہ دو دانت والا ہوتا ہے ،جس میں ہر ایک قسم کے جانور آ گئے ،اور پہچان بھی ایسی واضح ہوگئی کہ ہر ایک شخص اسے دیکھ اور پہچان سکتا ہے ،یعنی خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی جانور مثلاً بکرا، گائے ، اونٹ وغیرہ جب تک دو دانت والے نہ ہو جائیں ،اس وقت تک قربانی کے لئے جائز نہیں‘‘ یہ گجراتی مضمون کا ارود میں لفظ بلفظ ترجمہ ہے ،تو عرض ہے کہ کیا جناب نے ایسا فتویٰ دیا ہے یا کسی نے حاصل کیا ہے ، یا کسی کے اس قسم کے فتویٰ پر دستخط فرمائے ہیں ، کیونکہ کہ یہاں اس مضمون سے ایک پہچان شروع ہوگئی ہے ، کیونکہ لوگ عام طور ثنیٰ کے سلسلہ میں بجائے دانت کے یوں تذکرہ کرتے ہیں:

’’والثنی هو ابن خمس من الابل وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز الخ‘‘

امید قوی ہے کہ مفصل جواب سے مطلع فرما کر شکر گزار فرمائیں گے ،تا کہ اس اخبار میں جناب کا تفصیلی تردیدی بیان شائع ہو جائے ، کیونکہ بکری ،بکرے دو دانت نہیں ہوں گے ، جب تک دو سال ہو کر تیسرا شروع ہو جو شوافع کا مذہب ہے؟

برادسلمہٗ ،السّلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاتهٗ

یہ فتویٰ لکھنا مجھے تو یاد نہیں ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ نے جواب کا یہ پورا مضمون نقل کیا ہے ، یا اس میں سے مختصر کر کے لکھا ہے ، اور یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس میں اشکال کیا ہے ، براہِ کرم پورا جواب جو اخبار میں شائع ہوا ہے ، وہ نقل کر کے بھیجیں اور اس میں جو اشکال یا غلطی ہو اسکی بھی پوری تفصیل سے تصریح فرمائیں ،امید کہ مزاج بعافیت ہونگے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

فتویٰ از مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب قدس سرہٗ

الجواب ہوالموفق: -یہ فتوی جو میں نے دیا ہے یا میری طرف منسوب ہے صحیح ہے ، جانوروں

کی عمریں پہچاننے کا عام اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ ان کے دانتوں سے ان کی پہچان ہوتی ہے، دو دانت والا بکرا یا بکری یا مینڈھا سال سے کم کا نہیں ہوسکتا، ہاں یہ ممکن ہے کہ سال بھر کا ہو جائے، لیکن دانت دو نہ نکلے ہوں، فقہاء نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے، کہ اس میں عمر پوری ہونی ضروری ہے، اور عام طور پر یہی طریقہ اسلم ہے، ہاں اگر کسی کے گھر کا بکرا بکری ہو اور اسے اس کی پیدائش کی تاریخ معلوم ہو اور یاد ہو اور وہ سال بھر کا ہو جائے، مگر دانت نہ نکلے ہوں تو وہ اس کی قربانی کرسکتا ہے، مگر ایسا حکم دینا غلطی میں مبتلا کرسکتا ہے، کہ لوگ اور فروخت کرنے والے بے دانت کے بکرے یا بھیڑ کو سال بھر کا بتلا دیں گے، اور لوگ خرید کر قربانی کرلیں گے، تو بکرے کی قربانی جائز نہ ہوگی، کیونکہ اس کا سال بھر کا ہونا یقینی نہیں ہے، عام طور پر بکرے بھیڑ کے دو دانت سال بھر میں ہو جاتے ہیں، بعض کے نہیں ہوتے، مگر دو دانت کا حکم ایسا ہے کہ اس میں غلطی نہیں ہوسکتی، یعنی دو دانت کا بکرا سال بھر کا یا سال سے زائد کا ہوگا، سال سے کم کا نہ ہوگا، دنبہ، بھیڑ، مینڈھا سال بھر سے کم کا بھی جائز ہے، صرف بکرے کے لئے سال بھر کا ہونا شرط ہے، تو اگر بکرا گھر کا پیدا شدہ ہو اور یقینی سال بھر کا ہو تو اگر چہ اس کے دانت نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مہر مدرسہ امینیہ دار الافتاء دہلی

جواب از فقیہ الامت قدس سرہٗ

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنی بات تو دونوں فتوؤں میں متفقہ ہے کہ اصل مدار عمر پر ہے، مگر دہلی کے فتویٰ میں دو دانت کو عمر کے لئے یقینی علامت قرار دیا ہے، اور یہ بات درحقیقت فقہ سے متعلق نہیں ہیں اہل بصیرت وتجربہ کی رائے سے متعلق ہے مگر حضرت مفتی صاحب مدت فیوضہم نے اس کو فقہاء کی طرف منسوب فرمایا ہے، باوجود تتبع کے کتب فقہ حنفی میں مجھے اس کی تصریح نہیں ملی، فقہ

شافعی و مالکی میں بھی تلاش کیا، البتہ فقہ حنبلی کی متن المقنع کی شرح کبیر ص ۳۷ / ج ۳ / میں ہے،

”وثنی الابل ما کمل له خمس سنین ومن البقرماله سنتان ومن المعز مالهٗ سنة قال الاصمعی وابوزیاد“

”وابوزید الانصاری اذامضت السنة الخامسة علی الابل ودخل فی السادسة والقی ثنیته فهو حینئذ ثنی ویر وی انه یسمیٰ ثنیاً لانه القیٰ ثنیته واما البقرة فهی التی لها سنتان وقد قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لاتذبحو الا مسنة ومسنة البقرالتی لها سنتان[1] علیٰ ماذکر فی الزکوٰة وثنی المعزمالهٗ سنة وقال ابن ابی موسیٰ فیه قول ان ثنی البقرما دخل فی السنة الرابعة والا ول المشهور فی المذهب اھ“ اس کو حنفیہ پر حجت قرار نہیں دیا جاسکتا، اور حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے بھی اس کو حجت لازمہ قرار نہیں دیا، چنانچہ آخر فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے، کہ بکرا گھر کا پیدا شدہ ہو اور یقینی سال بھر کا ہو تو اگر چہ اس کے دانت نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔

جس طرح سال بھر کا ہونے کے باوجود دو دانت ہونا لازم نہیں، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ سال بھر سے پہلے ہی دانت ہو جائیں، کیونکہ علامات سے ان کے متعلقات کا تخلف کچھ محال نہیں، چنانچہ شیخ المحققین ابن الہمام نے فتح القدیر[2] کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارة“ میں تحریر فرمایا ہے ”فان المراد بالدلیل الا مارة وهی ماتقدم یجزم بتخلف متعلقها مع قیامها کوقوف بغلة القاضی علیٰ بابه مع العلم بانه لیس فی داره اھ“ لہٰذا دو دانت ہونے پر بھی ایک سال کی عمر کا حکم لگانا قطعی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷ / صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰ / صفر ۶۸ھ

---

[1] المغنی لابن قدامة الحنبلی ص ۳۴۹ / ج ۹ / کتاب الاضحیة، باب مایجتنب فی الضحایا، دار الفکر بیروت، الحاوی الکبیر ص ۹۲ / ج ۱۹ / کتاب الضحایا، فصل فاذاتقررماذکر فی اسنان الضحایا، دار الفکر بیروت.

[2] فتح القدیر ص ۳۴۳ / ج ۲ / باب مایوجب القضاء والکفارة کتاب الصوم، مکتبه دار الفکر بیروت.

لفظ جذعۃ کی تشریح

سوال:۔ زبان عربی کے اندر ''جــــذعة'' کا معروف معنی بکری کا ایک سالہ بچہ ہے، چنانچہ مولانا گنگوہی صاحبؒ فرماتے ہیں'' قال اهل اللغة وغيرهم الجذع التى تمت لها سنة ركوب''، اور مولانا خلیل احمد صاحبؒ محدث سہارنپوری نے لکھا ہے ''الجذع فى اللغة ماتمت له سنة، بذل المجهود ج ۴/ص ۱۷/ اور جب ''جذعة'' کے معنی عربی زبان میں یکسالہ ہے، تو شارع عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد ''فتذبحوا جذعة من الضان'' کے اندر بھی ''جـذعة'' سے مراد یکسالہ ہی ہوگا، نہ اور کچھ، مگر ہمارے فقہاء تو جذعۃ کے معنی یہ بیان کرتے ہیں ''الجذعة ماتمت ستة اشهر'' سوال یہ ہے کہ وہ کونسا شرعی قرینہ ہے جس کی بناء پر معروف عندالعرب معنی کو چھوڑ کر ایک مخصوص معنی مراد لیا جا رہا ہے، اور اس کو شرعی معنی قرار دیا جاتا ہے، بعینہٖ یہی سوال لفظ ''مسنۃ'' کے متعلق بھی ہے کہ اس کا معروف عندالعرب معنی تو یہ ہے ''الـذى الـقىٰ ثنيه'' (دندان پیشش افگندہ) پھر وہ کونسا قرینہ ہے جس کی بناء پر معروف عندالعرب معنی سے گریز کر کے ایک مخصوص معنی مراد لیا جاتا ہے (والمسنة مااتت عليه سنة)

الجواب حامداً ومصلياً

جس طرح علم حدیث مستقل فن ہے اس کی مخصوص اصطلاحات ہیں ضروری نہیں کہ ان اصطلاحات کو لغوی معنی ہی میں استعمال کیا جائے، بلکہ وہ منقول ہیں، جیسے معضل، شاذ منکر، غریب، محدث، حافظ، حجۃ، حاکم، صحیح، حسن، غریب وغیرہ اگر لغوی ہی معنی میں ان کو لیا جائے گا تو مطلب خبط ہو جائے گا۔

اسی طرح فقہ بھی مستقل فن ہے، اس کی بھی مخصوص اصطلاحات ہیں لازم نہیں کہ ان کو لغوی ہی معنی میں استعمال کیا جائے، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، جہاد، نکاح، طلاق، خلع، عبادات کو جن معانی میں استعمال کیا جاتا ہے، وہ منقول ہیں محض لغوی معنی مراد نہیں، ائمہ لغت کے ''جذعہ کی

تشریح میں دو قول ہیں'' چنانچہ المغرب ج ۱ رص ۸ [۱] '' میں ''وعن الزہریؒ ''الجذع من المعز سنة،ومن الصنان ثمانية اشهر''مجمع البحار ج ۱ / ص ۱۸۱ / [۲] میں ہے''ماتمت لهٗ سنة وقيل يقل منهاا ھ ایسا ہی نہایہ ابن اثیر ج ۱ رص ۱۷۷ ر'' میں ہے:

حضرت وکیع جلیل القدر محدث ہیں، ان کا قول امام ترمذیؒ نے اپنی ''جامع'' میں ج ۱ رص ۱۸۱ ر [۳] میں نقل کیا ہے''قال وكيع الجذع مايكون ابن سبعة او ستة اشهر'' معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی فقہاء کا قول اجنبی اور قابل رد نہیں، بلکہ ان کے کلام میں بھی تشریح موجود ہے، علامہ شوکانیؒ نے بھی اس کو نیل الاوطار ج ۳ رص ۳۴۵ ر [۴] میں اس کو نقل کیا ہے، اور دوسرے اقوال بھی نقل کئے ہیں، خطابی شرح ابوداؤد میں بھی یہ موجود ہے، اگر جذعة سے مراد ''ماتمت له سنة'' ہو تو اس کی تحقیق کی کوئی وجہ نہیں ''ماتمت له سنة'' تو بکری بھی کافی ہے، پھر بعض صحابہ کا قبل الصلوٰۃ مخصوص طور پر ''جـــذع'' کے متعلق سوال کرنا اور جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم اسی جذع کی قربانی کردو یہ کس لئے ہے اور بعض روایات میں یہ بھی اضافہ ہے کہ کسی اور کو اس کی اجازت نہیں، اور بعض روایات میں معز کی تخصیص بعض میں ''ضان'' کی تخصیص ہے، یہ سب قرائن قویہ ہیں کہ قربانی کے لئے جو عمر معروف ہے ''جذعه'' اس عمر کو نہیں پہنچا بلکہ اس سے کم ہے، امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ نے باب منعقد کیا ہے، باب قول النبی صلى الله عليه وسلم لابی بردةؓ ضح بالجذع من المعز ولاتجزئ من احد بعدک'' اس کے تحت حدیث بیان کی ہے''عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍؓ ضَحیٰ خَالی يُقَالُ لَهٗ اَبُوْبُرْدَةؓ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُکَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِیْ دَاجِناً جَزْعَةً مِنَ الْمَعْزِ قَالَ اِذْبَحْهَا

[۱] المغرب ص ۱۳۶ / الجيم مع الذال ،ادارة القرآن كراچی.
[۲] مجمع البحار الانوار ج ۱ / ص ۳۳۴ / مكتبه دارالايمان المدينة المنورة.
[۳] ترمذی ج ۱ / ص ۱۸۱ / ابواب الاضاحی كتب خانه رشيديه.
[۴] نيل الاوطار ج ۵ / ص ۱۸۸ / باب السنن الذی يجزئ فی الاضحية ومالا يجزی.

وَلاتَصْلُحُ لِغَیْرِکَ“

اس کے متابعات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ”ذبح ابو بردة قبل الصلوٰة فقال لهٗ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ابدلها قال لیس عندی الاجذعة قال شعبه واحبه قال هی خیر من مسنة قال اجعلها مکانها ولن تجزی عن احدبعدک اھ“[۱] مسلم شریف کی روایت میں ہے ”هی خیر من مسنة ولم یشک اھ“[۲] فتح الباری ج ۱۰[۳] میں مذکور ہے حنفیہ کے دلائل[۴] میں ہیں، جانوروں کی عمروں کو عامۃ دانتوں سے پہچانا جاتا ہے، اسلئے بکری، گائے، اونٹ، کی عمر کے لئے وقت خاص پر ”مسنة“ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] بخاری شریف ج ۲/ص ۸۳۳/وج ۲/ص ۸۳۴/.

[۲] ولم یذکر الشک فی قوله هی خیر من مسنة مسلم شریف ج ۲/ص ۱۵۴/کتا ب الاضاح.

[۳] فتح الباری ص ۱۱۷/ج ۱۱/کتاب الاضاحی، باب قسمة الامام الاضاحی بین الناس مکتبه نزار مصطفی البازمکة المکرمة.

[۴] مجموع ماذکر یدل علی جواز التضحیة بالجذع من الضأن دون غیرها من المغرو البقر والابل بل الذی یجوزمنها هو المسنة ای الثنی بقی ان جوازا الجذع من الضان هل هو مطلق او مقید بعدم تیسر المسنة لانه یحتمل ان یکون قوله ولاتذبحوا الاسنة للندب الی الاعلی والافضل دون الایجاب والاشتراط فیحمل علیه الخ، اعلاء السنن ص ۲۴۵/ج ۱۷/باب مایجوز فی الضحایامن السن، ادارة القرآن کراچی.

باب سوم: قربانی کے جانور میں عیب

گائے کا دوتہائی سینگ ٹوٹ جائے تو اس کا حکم اور ہدایہ وحجۃ اللہ البالغۃ کی عبارت میں تطبیق

سوال: ۔گائے کا سینگ اگر ثلاثین، ۲/۳ باقی نہ رہے تو اسکی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ نیچے کے دوقول کی تطبیق کیا ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں ''ویجوز الا ضحیة مکسورة القرن لماقلنا'' یہ کس طرف مہموز ہے، ہدایہ کے ماقبل باب میں یعنی ذنب اوراذن کے بیان میں ''الاکثر حکم الکل'' کی طرف مہموز ہے یا نہیں؟ حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب اضحیہ کے باب میں یہ فرماتے ہیں کہ ''وینهی عن اعضب القرن والاذن'' ان دومتضاد قول میں تطبیق کیا ہے؟ بالتفصیل جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کا سینگ بالکل جڑ سے اُکھڑ گیا ہو، اس کی قربانی درست نہیں، جس کی جڑ باقی ہے، اس کی قربانی درست ہے، اگر چہ نصف سے زیادہ بقدر ثلاثین ٹوٹ گیا ہو، ہدایہ[۱] ص ۴۳۲/ج ۴/میں ہے ''ویجوز ان یضحی بالجماء وهی التی لاقرن لها، لان القرن لایتعلق به مقصود وکذا مکسورة القرن لما قلنا اھ''اذن اور ذنب پر قرن کو قیاس کرنا صحیح نہیں، ان دونوں کا حکم علیحدہ مذکور ہے، ''ولاتجزی مقطوعة الاذن والذنب ولا التی ذهب اکثر اذنها وذنبها وان بقی اکثر الاذن والذنب جاز اھ''[۲]، علت بھی صاحب ہدایہ نے بیان

---

[۱] هدایه ص ۴۴۸/ج ۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند.

[۲] هدایه ص ۴۴۷/ج ۴/کتاب الاضحیة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مجمع الانهر ص ۱۷۱/ج ۴/کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج ۸/کتاب الاضحیة.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\13-Qurbani Ke janvar Men Aib

کردی ہے، اعضب القرن وہی ہے جس کا سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو اس کی قربانی درست نہیں، جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے[۱]، پس کوئی تضاد نہیں، الحاصل تین چیزیں الگ الگ ہیں۔ (۱) جماء جس کے پیدائشی سینگ نہیں۔ (۲) مکسورۃ جس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو۔ (۳) اعضب جس کا سینگ جڑ سے اُکھر گیا ہو، پہلی دو کی قربانی درست ہے، اخیر کی درست نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۱۴۰۱ھ

جس جانور کے سینگ نہ ہوں اس کی قربانی

سوال:- یہاں بکری، گائے وغیرہ کے پیدا ہوتے ہی سینگ نکلنے کی جگہ پر کرنٹ لگا دیتے ہیں، جسکی وجہ سے سینگ نہیں نکلتے، تو ایسے جانوروں کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جانور کے سینگ نکلتے ہی نہیں (وجہ کچھ بھی ہو) اس کی قربانی درست ہے، "ویضحی بالجماء هی التی لاقرن لهاخلقةاھ شامی ص ۲۰۵/ج ۵/[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۸۷ھ

سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی

سوال:- جس بکری کا سینگ ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱] وینهی عن اعضب القرن والاذن الخ حجة اللّٰه البالغه ص ۱۰۷/ج ۲/باب العیدان، اصح المطابع کراچی.

[۲] شامی نعمانیه کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۵/ج ۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج ۸/کتاب الاضحیة.

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے لیکن اگر جڑ سے ٹوٹ گیا ہو تو جائز نہیں ۔ (شامی ص۲۰۵/ج۵/)[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

سوال:- ایک گائے کو قربانی کیلئے خریدا لیکن اس کے دو سینگ میں سے ایک سینگ ٹوٹ گیا یہاں تک کہ وہ تہائی سے تھوڑے کم موجود ہے، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے "ویضحی بالجماء هی التی لاقرن لها خلقة و کذا لعظماء التی ذهب بعض قرنها بالکسر اوغیره فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز قهستانی وفی البدائع ان بلغ الکسر الی المشاش لایجزیء اھ شامی ص ۲۸۲/ج۵/"[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/محرم ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/محرم ۶۷ھ

---

[۱] یضحی بالجماء و کذالعظماء اللتی ذهب بعض قرنها بالکسراوغیره فان بلغ الکسرالی المخ لم یجز شامی نعمانیه ص ۲۰۵/ج۵/مطبوعه زکریا ج ۹/ص۴۶۷/کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۵/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج۸/کتاب الاضحیة.

[۲] شامی نعمانیه ص ۲۰۵/ج۵/مطبوعه زکریا ج۹/ص۴۶۷/ کتاب الاضحیة.تبیین الحقائق ص۵/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج۸/کتاب الاضحیة.

سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی

سوال:- میں نے ایک مینڈھا خریدا ہے جس کی عمر ایک سال دو ماہ اور دو دانت تھا وہ بہت فربہ تھا، اس کے ایک انچ لمبے سینگ ہیں، اس نے دیوار میں رگڑ کر قریب آدھ انچ توڑ دیئے ہیں، اور نہ سینگ کی گودی ٹوٹی اور نہ خون نکلا اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس بات کی وجہ سے اس کی قربانی میں کوئی نقصان نہیں شرعاً درست ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۱۴۰۶ھ

آدھا سینگ شکستہ ہو تو اس کی قربانی

سوال:- ایک گائے جس کا ایک سینگ ثابت اور دوسرا آدھا ٹوٹا ہوا ہے کیا یہ گائے قربانی کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک سینگ آدھا ٹوٹا ہوا ہونے سے اس گائے کی قربانی شرعاً ناجائز نہیں ہوگی، "ویضحی بالجماء هي التي لاقرن لها خلقة وكذا العظماء التي ذهب بعض قرنها بالكسر اوغيره، فان بلغ الكسر الى المخ لم يجزه" شامی ص۲۸۲/ج ۵/[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ذیقعدہ ۵۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] يضحى الى قوله العظماء التي ذهب بعض قرنها بالكسر اوغيره (شامی نعمانيه ص۲۰۵/ ج۵/ مطبوعه زكريا ج۹/ص۴۶۷/ كتاب الاضحية) تبيين الحقائق ص۵/ج۶/ كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۶/ج۸/ كتاب الاضحية. (حاشیہ۲/اگلے صفحہ پر)

چرنے سے جس بکرے کے دانت گھس گئے ہوں

سوال:- ایک بکرا قربانی کے لئے خریدا گیا لیکن اس کے دانت چرنے کی وجہ سے گھس کر بہت چھوٹے چھوٹے رہ گئے ہیں، اور مسوڑوں کے برابر ہو گئے ہیں، منھ کھولنے پر سارے دانت اچھی طرح نظر آتے ہیں، ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں، کیا اس بکرے کا شمار ہتماء میں ہوگا، جب کہ ہتماء میں دانتوں کا جڑ سے اُکھڑ نا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ وہ ان دانتوں سے چرتا اور اپنی روزی حاصل کرتا ہے تو اس کا حکم ایسے بکرے کی طرح نہیں ہوگا جس کے دانت اُکھڑ گئے ہوں، اور چرنے سے معذور ہو گیا ہو، لہٰذا اس کی قربانی میں کوئی شبہ نہ کریں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کان چرے ہوئے کی قربانی

سوال:- اگر قربانی کے جانور کے کان تو درست ہوں لیکن کان کو چیر کر دو حصہ کر رکھے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۲] شامی نعمانیہ ص ۲۰۵ / ج۵ / مطبوعہ زکریا ج ۹ / ص ۴۶۷ / کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۵ / ج ۶ / کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان، البحر کوئٹہ ص ۱۷۶ / ج۸ / کتاب الاضحیة.

---

[۱] واما الهتماء وهى التى لاأسنان لها فان كانت ترعى وتعتلف جازت والا فلا كذافى البدائع. (عالمگیری ص ۲۹۸ / ج۵ / فصل فى صفة الاضحية) تبيين الحقائق ص ۶ / ج ۶ / كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص ۱۷۶ / ج۸ / كتاب الاضحية.

الجواب حامداًومصلیاً

درست ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذبح کرتے ہوئے عیب پیدا ہوگیا

سوال:-قربانی کے لئے جانور کو زمین پر گرایا گیا جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، یا آنکھ پھوٹ گئی، غرض ایسا عیب پیدا ہوگیا کہ قربانی درست نہیں رہی تو اب اس جانور کو کیا جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کی قربانی کردی جائے، قربانی کے لئے گرانے سے اگر ایسا عیب پیدا ہوجائے تو اس سے قربانی میں خرابی نہیں آتی۔[2] شامی ص ۲۰۷/ج ۵/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی سے پہلے جانور بیمار ہوگیا

سوال:-زید نے ایک بکرا خریدا بہ نیت قربانی، زید صاحب نصاب ہے لیکن چند روز کے بعد بکرا بیمار ہوگیا، اس بکرے کو فروخت کرکے قیمت کے داموں سے یا اپنے دوسرے

---

[1] وتجوزان ذهب اقل منه اى من النصف مجمع الانهر ص ۱۲۲/ج۴/مکتبه دارالکتب العلمية. بيروت، كتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص۵/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

[2] لايضر تعيبها من اضطرابها عندالذبح وكذا لوتعيبت فى هذه الحالة او انفلتت ثم اخذت من فورهاوكذا بعد فورها.شامى نعمانيه ص۲۰۷/ج۵/مطبوعه زكريا ج۹/ص ۴۷۱/كتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص۷/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

داموں سے دوسرا بکرا خرید کر کے قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے ذمہ دوسرا بکرا قربانی کرنا ضروری ہے خواہ اسی قیمت سے خریدے یا دوسری قیمت سے بشرطیکہ اس سے پہلے خریدے ہوئے بکرے میں ایسی بیماری پیدا ہوگی ہو یا ایسا کوئی عیب پیدا ہوگیا ہو جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہ رہی ہو۔ اور اگر ایسی بیماری نہیں بلکہ معمولی کوئی تکلیف ہے کہ جس سے اسکی قربانی ممنوع نہیں، تو اس کے ذمہ دوسرا بکرا خریدنا واجب نہیں، پہلے ہی بکرے کی قربانی کافی ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے لئے بکرا خریدا وہ بیمار ہوگیا اب کیا کرے

سوال:-(۱) ایک صاحب کا بکرا قربانی کا ہے، اور یہ مہینہ ذیقعدہ ہے، وہ بکرا بیمار ہوگیا اس کے زندہ رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، صاحب نصاب کا خیال ہے کہ اس بیمار بکرے کو ذبح کرے، جو قیمت وصول ہو وہ اور زائد رقم اپنے پاس سے ملا کر دوسرا بکرا خرید کر قربانی کرلیں ایسی صورت میں صاحب نصاب کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ قربانی نذر مانا ہوا بکرا بیمار ہوکر مرنے کے قابل ہوگیا ہو، ایسی صورت میں ذبح کر کے تقسیم کردیا جائے تو کیا وہ نذر قبول ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس بکرے والے کی رائے بہت مناسب ہے[2]۔

---

[1] ولو اشتراها سليمة ثم تعيبت بعيب مانع كما مر فعليه اقامة غير ها مقامها ان كان غنيا وان كان فقيراً اجزأه ذٰلک (قوله كمامر) اى كالموانع التى مرت (الدرمختار مع الشامى، نعمانيه ص ۲۰۷/ج۵/مطبوعه زكريا ج ۹/ص ۴۷۱/كتاب الاضحية مكتبه نعمانيه)تبيين الحقائق ص۷/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۷/ج۸/كتاب الاضحية.

(حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر دیکھئے)

(۲) اگر بکرا متعین کر کے اس کی قربانی کی نذر کی ہے، اور وہ وقت قربانی آنے سے پہلے موت کے قریب ہوگیا تو اس کو ذبح کر کے صدقہ کر دیا جائے، انشاء اللہ تعالیٰ نذر قبول ہوجائیگی، لیکن صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے جو قربانی واجب ہوگی وہ اس سے ادا نہ ہوگی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

قربانی کا جانور بیمار ہوگیا نماز عید سے پہلے اس کی قربانی

سوال:- ایک صاحب فرماتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو نماز عید سے پہلے پہلے قربانی کا بکرا دفعۃً بیمار ہوگیا کہ زندہ رہنے کی کوئی صورت نہیں کہ نماز عید سے پہلے ذبح کر دیا تو قربانی میں شمار نہ ہوگا، صاحب نصاب کو دوسرا بکرا خریدنا لازم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں اس طرح صاحب نصاب کی طرف سے قربانی واجب ادا نہیں ہوگی، بعد نماز عید اس کو قربانی کرنا لازم ہے خواہ مستقل جانور خرید کر قربانی کرے، خواہ کسی بڑے جانور میں حصہ لے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] اذاماتت المشتراۃ للتضحیۃ علی موسر تجب مکانہا اخری ولاشئ علی الفقیر الخ مجمع الانہر ص ۱۷۳ / ج ۴ / کتاب الاضحیۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۳۲۵ / ج ۶ / کتاب الاضحیۃ، تبیین الحقائق ص ۷ / ج ۶ / کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[۱] ان المنذورۃ لو ہلکت او ضاعت تسقط التضحیۃ بسبب النذر غیر انہ ان کان موسراً تلزمہ اخریٰ بایجاب الشرع ابتداء لا بالنذر شامی کراچی ص ۳۲۵ / ج ۶ / کتاب الاضحیۃ، بدائع الصنائع زکریا ص ۱۹۹ / ج ۴ / کتاب الاضحیۃ، فصل فی کیفیۃ الوجوب. (حاشیہ ۲ / اگلے صفحہ پر)

قربانی کا جانور بیمار ہوگیا

سوال:- ایک بکرا زید نے قربانی کی نیت سے خریدا زید صاحب نصاب ہے لیکن چندروز کے بعد بکرا بیمار ہوگیا، اس بکرے کوفروخت کردیا ذبح کرکے اب زید بکرے کی قیمت کے داموں سے دوسرا بکرا خرید کرے یا وہ قیمت اپنے کام میں خرچ کرکے دوسرا بکرا اپنے پاس سے خرید سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

زید کے ذمہ دوسرا بکرا قربانی کرنا ضروری ہے (خواہ اس قیمت سے خریدے یا دوسری قیمت سے) بشرطیکہ اس سے پہلے خریدے ہوئے بکرے میں ایسی بیماری پیدا ہوگئی یا کوئی اور ایسا عیب ہوگیا کہ جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہیں رہی ، اوراگرایسی بیمارنہیں بلکہ معمولی کوئی تکلیف ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی قربانی ممنوع نہیں ہوئی تو اس کے ذمہ دوسرا بکرا خریدنا واجب نہیں پہلے ہی بکرے کی قربانی کافی ہے۔

" ولو اشتریٰ رجل اضحية وهي سمينة فعجفت عنده حتى صارت بحيث لو اشتراها كهذه الحالة لم تجزه ان كان موسرا وان كان معسرا اجزاه ولو اشتریٰ اضحية هي صحيحة العينين ثم اعورت عنده وهو موسرا وقطعت اذنها كلها او اليتها او ذنبها او انكسرت رجلها فلم تستطع ان تمشي لاتجزی عنه وعليه مكانها اخریٰ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۲؎ وهو ان يكون بعد صلاة العبد لايجوز تقديمها عليه عند نا الخ،بدائع الصنائع كراچی ج۵/ ص۷۳/كتاب الاضحية،واماشرائط جوازاقامة الواجب الخ،مجمع الانهر ص ۱۶۹/ج۴/ كتاب الاضحية،دارالكتب العلمية بيروت.

ولو اشتراها سليمة ثم تعيبت بعيب مانع كمامر فعليه اقامة غيرها مقامها ان كان غنياً(الدر المختارعلى ردالمحتارنعمانيه ص ۲۰۷/ج۵/مطبوعه زكرياج۹/ص ۴۷۱/كتاب الاضحية.

بخلاف الفقراء اھ ھندیۃ ص ۲۵۵ / ج ۲ / [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی جلاّلہ

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایک بھیڑ خریدی مگر وہ غلاظت کھاتی ہے، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

چند روز تک اس کو باندھ کر رکھا جائے، اور پتے کھلائے جائیں، پھر اس کی قربانی کرلی جائے۔ عالمگیری ص ۹۸ / ج ۶ / [۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حرام غذا والے جانور کی قربانی

سوال:- ایک شخص نے ایک گائے مال حرام سے پال رکھی ہے یعنی رات کو چوری سے لوگوں کے کھیتوں میں چھوڑ آتا ہے، جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ آجاتی ہے، یا اس کو لے آتا ہے، اسی طرح سال بھر پالتا رہا، ایسی گائے کو قربانی میں ذبح کرنا، جائز ہے یا نہیں،

---

[۱] الھندیۃ ص ۲۹۹ / ج ۵ / الباب الخامس فی بیان محل اقامہ الواجب مکتبہ کوئٹہ پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۵ / ج ۶ / کتاب الاضحیۃ، مجمع الانھر ص ۱۷۳ / ج ۴ / کتاب الاضحیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، تبیین الحقائق ص ۷ / ج ۶ / کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[۲] ولاتجوز الجلالۃ وھی التی تاکل العذرۃ ولاتاکل غیرھا فان کانت الجلالۃ ابلا تمسک اربعین یوماً حتی یطیب لحمھا والبقرۃ یمسک عشرین یوماً والغنم عشرۃ ایام .(الھندیۃ ، ص ۲۹۸ / ج ۵ / الباب الخامس) مکتبہ کوئٹہ پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۵ / ج ۶ / کتاب الاضحیۃ، مجمع الانھر ص ۱۷۳ / ج ۴ / کتاب الاضحیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت،

بعض لوگوں نے اس گائے میں قربانی کے لئے حصے رکھے تھے، جب ان کو اس قسم کا شبہ پیدا ہوا تو انہوں نے اپنے حصہ چھوڑ دیئے اور بعض دیگر قربانی کنندگان ان حصص متروکہ میں شریک ہو گئے، ان کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شخص کا یہ فعل حرام ہے، کہ وہ اپنی گائے دوسرے کے کھیت میں بلا اجازت چھوڑتا ہے، لیکن اس سے وہ گائے حرام نہیں ہوتی، اس کی قربانی درست ہے[۱]، جن لوگوں نے حصے لیکر چھوڑ دیئے اگر وہ غنی ہیں ان پر قربانی واجب ہے تب تو دوسری گائے میں حصہ لیکر قربانی کرنے سے واجب ادا ہو گیا، اگر وہ غنی نہیں ہیں اور ان پر قربانی واجب نہیں بلکہ ایام نحر میں نفلی قربانی کے لئے حصے لئے تھے، تو ان کو حصوں کا چھوڑنا درست نہیں، بلکہ ان کے ذمہ واجب تھا کہ انہیں حصوں کی قربانی کرتے[۲] تاہم اگر چھوڑ کر دوسرے حصے لئے اور ان متروکہ حصوں کو دوسرے لوگوں نے خرید لیا تو ان دوسروں کی قربانی درست ہوگئی، اور ان چھوڑنے والوں کے ذمہ واجب ہے کہ ان متروکہ حصوں کی قیمت کو خیرات کر دیں، یہ سب تفصیل اس وقت ہے کہ وہ گائے اس کی مملوک ہو صرف اس کی غذا حرام ہوا گر وہ گائے چوری کی ہے اس کی ملک نہیں تو اس کی قربانی کرنا اور اس میں حصہ لینا شرعاً ہرگز درست نہیں[۳] جو شخص مقتدا ہو اس کو ایسی گائے

---

[۱] ولوسقى مايؤكل لحمه خمراً فذبح من ساعته حل اكله ويكره الدرالمختارعلى الشامى كراچى ص ۳۴۱ / ج ۶ / مجمع الانهر ص ۱۸۱ / ج ۴ / كتاب الكراهية، فصل فى الاكل، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] لان الوجوب على الغنى بالشرع ابتداء فلم يتعين بالشراء ص ۱۷۳ / ج ۴ / كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۶ / ج ۶ / كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص ۱۷۵ / ج ۸ / كتاب الاضحية.

[۳] اذاغصب شاة انسان فضحى بهاعن صاحبهامن غيراذنه واجازته انه لايجوز، بدائع ص ۲۱۱ / ج ۴ / كتاب الاضحية، بيان مايرجع الى وقت التضحية، مطبوعه ديوبند زكريا، شلبى على الزيلعى ص ۹ / ج ۶ / كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

میں حصہ لینے سے احتیاط چاہئے، جس کو مال غیر سے ناجائز طریق پر غذا دی گئی ہو، جس قدر دوسروں کا کھیت اس نے اپنی گائے کو کھلایا ہے اس کا ضمان اس کے ذمہ واجب الادا ہے، اور ایسی حالت میں وہ مال غیر نہ رہے گا، بلکہ اداء بدل کی وجہ سے حکماً اس کی ملک ثابت ہو جائے گی، جیسا کہ عام غصوب کا حکم ہے،" رجل ارسل حماره فدخل زرع انسان وافسده ان ارسله وساقه الى الزرع بان كان خلفه كان ضامنا اھ فتاویٰ هندیہ[1] ص ۵۲/ج۶/"۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ربیع الاول ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ربیع الاول ۵۹ھ

سور کے دودھ سے پلے ہوئے کی قربانی

سوال:- ایک بھنگی نے بکری کے بچہ کو سور کا دودھ پلا کر پرورش کیا اب وہ بچہ بڑا ہو گیا اور پتے کھاتا ہے، زید نے اس کو خرید لیا ہے، زید اس کی قربانی کرنا چاہتا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست ہے، جو دودھ اس نے پیا تھا اتنی مدت تک پتے کھانے سے اسکا اثر ختم ہو گیا۔ عالمگیری[2] ص ۹۸/ج۶/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عالمگیری ص ۵۲/ج۶/الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنابة علیها، مطبع کوئٹہ پاکستان.

[2] والجلالة اذاحبست ایاماً فعفلت لابأس بها الهندیة ص ۲۹۰/ج۵/کتاب الذبائح الباب الثانی، مکتبہ کوئٹہ پاکستان، شامی کراچی ص ۳۴۱/ج۶/کتاب الحظر والاباحة، بزازیه علی الهندیة ص ۳۰۲/ج۶/کتاب الصید، الرابع فی السمک مایؤکل ومالایوکل.

بکری کے جس بچہ نے کتیا کا دودھ پیا اس کی قربانی

سوال:- ایک بکری کے بچہ نے متعدد مرتبہ کتیا کا دودھ پی لیا ہے تو اس کی قربانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''درمختار[۱]'' میں لکھا ہے، کہ کتیا کا دودھ پینے کی وجہ سے اس بکرے کی قربانی ناجائز نہیں ہے، بلکہ جائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۸۸ھ

دیوانہ جانور کی قربانی

سوال:- کیا دیوانہ جانور کی قربانی جائز ہے دیوانہ کے معنی بالکل پاگل کے ہیں، یا کچھ اور بھی معنی آتے ہیں، ہمارے یہاں دیوانہ کے معنی بالکل پاگل کے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دیوانہ و پاگل قربانی سے مانع نہیں جب کہ وہ پاگل جانور چرتا ہو، اگر نہ چرتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ''**ویضحی بالجماء والخصی والثولاء ای المجنونة اذا لم یمنعها من السوم والرعی وان منعها لاتجوز التضخیة بها**''(**درمختار، شامی نعمانیه**

---

[۱] **حل اکل جدی غذی بلبن خنزیر لان لحمه لایتغیر وماغذی به یصیر مستهلکا لایبقی لهٗ اثر (الدر المختار ص ۲۱۷/ ج۵/ کتاب الحظر والاباحة، الهندیة ص ۲۹۰/ ج۵/ الباب الثانی فی بیان مایوکل من الحیوان ومالایوکل (مکتبه کوئٹه پاکستان) بزازیة علی الهندیة ص ۳۰۲/ ج۶/ کتاب الصید، الرابع فی السمک مایؤکل ومالایؤکل والجلالة، خانیه علی الهندیة ص ۳۵۹/ ج۳/ کتاب الصید الرابع فی السمک، مطبوعه کوئٹه.**

ص ۲۰۵ / ج ۵ /[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۶/ ۹۴ھ

لنگڑے جانور کی قربانی

سوال:-قربانی کا جانور گھر کا پالا ہوا تھا، ایک دن صاحب خانہ نے غصہ میں اس کو مارا جس سے لنگڑانے لگا، آیا اس کی قربانی درست ہے یا اس کی جگہ پر دوسرا کرے، وہ لنگڑا پن مضر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کا وہ پیر زمین پر نہیں رکھا جاتا ہے، صرف تین پیر سے چلتا ہے، تو اس کی قربانی درست نہیں، اگر وہ اس پیر کو بھی رکھ لیتا ہے، اور اس سے چل لیتا ہے، گو لنگڑا تا ہو تو اس کی قربانی درست ہے،"لابالعمیاء والعجفاء والعرجاء التی لاتمشی الی المنسک ای التی لایمکنها المشی برجلها العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم حتی لوکانت تضع الرابعة علی الارض وتستعین بهاجاز"[2] (شامی) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک فوطہ والے جانور کی قربانی

سوال:-ایک فوطہ والے جانور کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

---

[1] درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۲۳/ ج ۶/ مطبوعہ زکریا ج ۹/ ص ۴۶۷ کتاب الاضحیة) البحر الرائق ص ۱۷۶/ ج ۸/ کتاب الاضحیة، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، تبیین الحقائق ص ۵/ ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] الدرالمختار مع الشامی ، نعمانیہ ص ۲۰۵/ ج ۵/ مطبوعہ زکریا ج ۹/ ص ۴۶۸ کتاب الاضحیة، البحر کوئٹہ ص ۱۷۶/ ج ۸/ کتاب الاضحیة، مجمع الانہر ص ۱۷۱/ ج ۴/ کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی بھی قربانی درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۱/۸۸ھ

دوتھن والی بھینس کی قربانی

سوال:- زید کے پاس ایک بھینس ہے جس کے پیدائشی طور پر دولڑ ہیں، جو عام بھینس کی لڑوں سے کچھ موٹی معلوم ہوتی ہیں، جن سے دودھ دوہنے کے وقت دودھاریں گرتی ہیں، اور عملاً چارلڑوں کا کام کرتی ہیں، اور دودھ کی لڑوں میں چڑھنے کے وقت ایسا نشان ظاہر ہوتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دولڑیں ہیں جو مل کر ایک ہوگئی ہیں، مگر عام حالات میں ایک ایک معلوم ہوتی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی بھینس کی قربانی درست ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بھینس کی اگر دولڑ کسی آفت کی وجہ سے ضائع ہوجائیں یا پیدائشی دو ہوں، تو قربانی درست نہیں "وفی الشاة والمعز اذالم تکن لهما احدی حلمتیها خلقة او ذهبت بآفة وبقیت واحدة لم تجز وفی الابل والبقران ذهبت واحدة تجوز وان ذهبت اثنتان لاتجوز کذافی الخلاصة اھ عالمگیری[۲] ص ۲۹۹/ج ۵/ لیکن صورت مسئولہ میں دوسے

---

[۱] کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال اوالجمال علی الکمال یمنع الاضحیة ومالا یکون بهذه الصفة لایمنع (الهندیة ص ۲۹۹/ج۵/الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، کتاب الاضحیة، مکتبه کوئٹه پاکستان، شلبی علی الزیلعی ص ۶/ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[۲] عالمگیری کوئٹه ج۵/ص ۲۹۹/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، البحر کوئٹه ص ۱۷۶/ج۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۶/ج ۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

چار دھاریں نکلتی ہیں اور جثہ بھی بڑا ہے، اور درمیان میں نشان بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا جسم آپس میں مل گیا ہے، جیسا کہ بعض آدمی کی دو انگلی مل جاتی ہیں، درمیان میں فصل نہیں رہتا ہے، مگر وہ دو ہی ہوتی ہیں، اسلئے بظاہر ہی چار ہی کے حکم میں ہیں، ہمارے ذہن میں صریح جزئیہ تو نہیں مگر اس سے حکم مستفاد ہوتا ہے "والشطور لاتجزئ وهی من الشاة ماانقطع اللبن من احدی ضرعیها ومن الابل والبقرماانقطع اللبن عن ضرعیهما لان لکل واحد منهما اربع اضرع کذافی التتارخانیة ومن المشائخ من یذکر لهٰذا الفصل اصلاً ویقول کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال اوالجمال علی الکمال یمنع الاضحیة ومالایکون بهذه الصفة لایمنع اھ عالمگیری[1] ص ۲۹۹ / ج۵ /۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بھینس کی قربانی درست ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۲/۱۹ھ

موطوءہ جانور کی قربانی

سوال:-ایک نوجوان نے کسی قربانی کے جانور سے زنا کیا، اس صورت میں اس جانور کی قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

قربانی کے جانور سے اگر وطی کر لی ہے، اور وہ اپنی ملک ہے اور یہ صاحب نصاب ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ذبح کر کے اسکے گوشت کو جلا دے یا زمین میں دفن کر دے[2] اور قربانی

[1] عالمگیری کوئٹہ ج۵/ص ۲۹۹ / کتاب الاضحیة ،الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، کتاب الاضحیة (مکتبہ کوئٹہ پاکستان) شلبی علی الزیلعی ص ۶ / ج۶ / کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان.

(حاشیہ نمبر۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کے لئے دوسرا جانور خرید لے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۹۱ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ۲؎ ولا یحد بوطء بهيمة بل يعزروتذبح ثم تحرق ويكره الانتفاع بهاحية ومية الخ. الدر المختار على الشامى زكرياج ٦/ص ٣٦/كتاب الحدود، مطلب فى وطء الدابة، مجمع الانهرص ٣٤٨/ج ٢/كتاب الحدود، باب الوطئى الذى يوجب الحد ولايوجبه، دار الكتب العلمية، بدائع الصنائع ص ٤٨٨/ج٥/كتاب الحدود، اسباب وجوبها، مكتبه زكريا ديوبند.

باب چہارم: قربانی میں شرکت

بکرا، اونٹ، گائے، میں شرکت کی تفصیل

سوال:- ایک بکرا یا بھیڑ وغیرہ ایک گھر کی طرف سے کافی ہے، اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ ابوداؤد شریف۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام مالکؒ سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک بدنہ (بعیر یابقرہ) کی قربانی اہل بیت واحد سے کافی ہے اگرچہ وہ سات سے زیادہ ہوں، اور اہل بیتین سے کافی نہیں، اگرچہ وہ سات سے کم ہوں، "ولایجوز بعیر واحد ولابقرة واحدة عن اکثر من سبعة ویجوز ذٰلک عن سبعة اواقل من ذٰلک هذا قول عامة العلماء لماروی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم البدنة تجزی عن سبعة والبقرتجزی عن سبعة من غیر فصل بین اهل البیت والبیتین ،ولان القیاس یابی جواز ها عن اکثر من واحد لماذکرنا ان القربةفی الذبح وانه فعل واحدلایجزی لکن ترکنا القیاس بالخبر المقتضی للجواز عن سبعة مطلقاً فعمل بالقیاس فی ماوراْه لان البقرة بمنزل سبع شیاه ثم جازت التضحیة بسبع شیاه عن سبعة سواء کانوامن اهل بیت اوبیتین فکذاالبقرة ومنهم من فصل بین البقرة من البعیر فقال ا لبقرة لا تجوز عن اکثر من سبعة فاما البعیرفانه یجوز عن عشرة ورووا عن رسول اللّٰه صلّی علیه وسلّم انه قال البدنة تجزئ عن عشرة ونوع من القیاس یؤیده وهوان الابل اکثر قیمة من البقرولهذا فضلت الابل علیٰ البقرفی باب الزکوٰة والدیات فتفضل فی الاضحیة ایضاً اھ"

آگے اس حدیث اور قیاس دونوں کا جواب دیتے ہیں " ولـنـا ان الا خبـار اذا

E:\F.M.Fainal\Jild-26\14-Qurbani M Shirkat

اختلف فی الظاهر يجب الاخذ بالاحتياط وذٰلک فيما قلنا لان جوازه عن سبعة ثابت بالاتفاق وفی الزيادة اختلاف فكان الاخذ بالمتفق عليه اخذاً بالمتيقن واما ماذكروا من القياس فقد ذكرنا ان الاشتراک فی هذا الباب معدول به عن القياس واستعمال القياس فيما هومعدول به عن القياس ليس من الفقه اھ بدائع[1] ج۵/ ص ۷۱/'' قیاس کا ایک جواب اور ہے امام طحاوی نے دیا ہے، اصل روایت یہ ہے:

''عن ابن عباس قال كنا مع النبی صلی اللّٰه عليه وسلّم فی سفر فحضر الاضحی فاشتركنا فی البقرة سبعة وفی الجزور عشرة انتهیٰ قال الترمذی حديث حسن غريب اھ بیہقیؒ نے اس کا جواب دیا ہے، ''قال البيهقی فی المعرفة وحديث زهير عن جابر فی اشتراكهم وهم مع النبی صلی اللّٰه عليه وسلم خرج يريد زيارة البيت وساق معه الهدی سبعين بدنة عن سبعمائة رجل كل بدنة عن عشرة قال البيهقی وقد رواه المعمر وسفيان بن عيينة عن الزهری بهذا الاسناد، ان النبی صلّی اللّٰه عليه وسلّم خرج عام الحديبية فی بضع عشرة مائة وعلیٰ ذٰلک يدل رواية جابر وسلمة بن الاكوع ومعقل بن يسار والبراء بن عازب كل سبعة بقرة (انتهی) وقال الواقدی فی المغازی رواية من رووالبدنة عن سبعة اثبت من الذين رووا عن عشرة وان الهدی كان يومئذ سبعين بدنة والقوم كانوستة عشرة مائة اھ نصب الراية[2] ج۴/ص ۲۰۹/ التعليق الممجد ص۲۱۷/ میں عینی اورابن حجر سے اس روایت کے متعلق نقل کیا ہے، ''محمول علی اشتراک فی القيمة لافی التضحية علیٰ ان البيهقی قال حديث جابر فی اشتراكهم فی الجزور سبعة اصح اھ[3]'' نیز یہ روایت ابوداؤد میں مجھے نہیں ملی، مؤطا امام

---

[1] بدائع كراچی ج۵/ص ۷۱/فصل وامامحل اقامة الواجب، كتاب الاضحية.

[2] نصب الراية ج۴/ص ۲۰۹/كتاب الاضحية. مطبع دارالمامون.

[3] التعليق الممجد علی مؤطاالامام محمد ص ۲۸۳/كتاب الضحايا، باب مابخيرئ من الضحايا عن اكثر من واحد، مكتبه نور محمد كارخانه.

مالک[۱] میں ابوایوب انصاری سے روایت ہے ''**کنا نضحی بالشأۃ الواحدۃ یذبحھا الرجل عنہ وعن اھل بیتہ ثم تباھی الناس بعد فصارت مباھاۃ اھ**'' شاہ ولی اللہ صاحبؒ مصفیٰ ج ۱ ص ۱۸۰ میں فرماتے ہیں:

وحنفیہ در صاحب بیت وغیر آن تفصیل نکردہ اند وتاویل حدیث نزد ایشان آنست کہ اضحیہ واجب نیست مگر برغنی ودرآن زمانہ غالباً اغنیاء اہل بیوت بودند پس نسبت اضحیہ بنام اہل بیت مجاز است بنابرآنکہ انتفاع اضحیہ ومساعدت برآن ازآنہاست[۲] اھ''

ایسا ہی مسویٰ میں ہے ''**وتاویل الحدیث عندھم ان الاضحیۃ لاتجب الاعلیٰ غنی ولم یکن الغنی فی ذٰلک الزمان غالباً الاصاحب البیت ونسبت الیٰ اھل بیتہ علیٰ معنیٰ انھم یساعدون فی التضحیۃ ویاکلون لحمھا وینتفعو بھا اھ**''[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ایک بکری میں شرکت درست نہیں

سوال:- آنحضرت ﷺ نے دو مینڈھے بڑے بڑے سینگ والے چتکبرے خصی منگوائے، اپنی قربانی کرکے کہا کہ اے باری تعالیٰ میری اور میری امت کی طرف سے قبول فرما

۱؎ موطاء امام مالک ص ۱۸۸ / کتاب الضحایا، الشرکۃ فی الضحایا، مطبوعہ اعزازیہ دیوبند.

۲؎ مصفی شرح موطا ص ۱۸۰ / باب التضحیۃ، سنۃ کفایۃ.

ترجمہ: اور حنفیہ صاحب بیت اور غیر صاحب بیت کے بارے میں اس تفصیل کو مکروہ سمجھتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک حدیث کی تاویل یہ ہے کہ قربانی مالدار پر واجب ہے، اور اس زمانہ میں صاحب بیت عام طور پر مالدار ہوتے تھے، لہٰذا صاحب بیت کی طرف اضحیۃ کی نسبت مجازاً ہے، اس لئے کہ صاحب بیت قربانی سے فائدہ اٹھاتے تھے، اور قربانی کرنے میں مدد کرتے تھے۔

۳؎ مسوی علی ھامش مصفی ص ۱۸۰ / باب التضحیۃ سنۃ کفایۃ.

جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتے۔(ابوداؤد شریف)

الجواب حامداً ومصلیاً

بدائع میں ہے[1] ”فالجواب انه علیه الصلوٰة والسلام انما فعل ذٰلک لاجل الثواب وھوانه جعل ثواب تضحیته شأة واحدة لامته لاللاجزاء وسقوط التعبد عنھم اھ اور بذل المجھود ج۴/ص۱۷/[2] میں ہے:

”ثم المشارکة اما محمولة علیٰ الثواب واما علیٰ الحقیقة فیکون من خصوصیة ذٰلک الجناب والاظھر ان یکون احدھما عن ذاته الشریفة والثانی عن امته اھ“ اور اس سے معلوم ہوا کہ امت کو ثواب پہنچایا ہے، اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، یہ نہیں کہ امت سے وجوب ساقط ہوگیا، ورنہ پھر قیامت تک کسی کے ذمہ بھی وجوب نہ ہوتا، فان کان ذٰلک ثابتالمن بعد النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم فھو یجزیٔ عمن اجزأہ بذبح النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم اھ طحاوی ج۲/ص۳۰۳/[3]۔

”ابوداؤد شریف“ میں اس کا اخیر جز موجود نہیں، یعنی دعا میں جو یہ ہے ”عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم امر بکشین اقرن یطأفی سوادٍ وینظر فی سواد ویبرک فی سواد فاتی به فضحی بهٖ فقال یاعائشة ھلمی الدیة ثم قال اشحدیھا بحجر فعلت فاخذھا واحدالکبش فاضجعه فذبحه[4] وقال“ ”اللّٰھم تقبل من محمد

---

[1] بدائع الصنائع ج۵/ص۷۰/ فصل واما محل اقامة الواجب مکتبه سعید کمپنی کراچی.

[2] بذل المجھود ج۴/ص۱۷/باب مایستحب من الضحایا.(مکتبه رشیدیه سھارنپور)

[3] طحاوی شریف ج۲/ص۳۰۳/ باب الشاة عن کم تجزیٔ.(مکتبه اصغریه دھلی)

[4] **ترجمه**: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سینگوں والے مینڈھے کا حکم دیا جو کالے میں چلے اور کالے میں دیکھے اور کالے میں بیٹھے، پس اس کو لایا گیا، اور حضور ﷺ نے اس کی قربانی کا ارادہ کیا، پھر فرمایا اے عائشہؓ چھری لاؤ، کہا اس کو تیز کرو پتھر سے، تو میں نے ایسا ہی کیا، تو آپ ؐ نے چھری لی اور مینڈھا لیا اور اس کو لیٹایا، پھر ذبح کیا الخ۔

واٰل محمدومن امة محمدثم ضحی به[1] اھ" اس میں یہ نہیں کہ جوقربانی کی طاقت نہیں رکھتے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

بکرے کی قربانی میں شرکت

سوال:-قربانی میں بکرے یا دنبہ کے بھی سات حصے ہوسکتے ہیں یا نہیں اور بڑی راس کو چار آدمی یا چھ بھی کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بکرا، دنبہ بھیڑ صرف ایک آدمی کی طرف سے کافی ہے اس میں شرکت سے کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی، بڑی راس گائے بھینس اونٹ میں شرکت درست ہے، سات آدمی بھی شریک ہوسکتے ہیں، اس طرح کہ تین آدمیوں کے دو دو حصے ہوں اور ایک ایک حصہ ہو کسی کا، حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۱/۱۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۱/۱۵ھ

قیمتی بکرا پالا پھر اس کے عوض گائے خرید کر قربانی کرنا

سوال:-ایک شخص نے خصی کو قربانی کی نیت سے پالا جب وہ خوب فربہ ہوگیا کہ جس

---

[1] ابوداؤد شریف ج ۲/ص ۳۸۶/کتاب الاضحیة،باب مایستحب من الضحایا، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] یجب أن یعلم أن الشاة لا تجزئ الا عن واحدة وان کان عظیمة والبقرة والبعیر یجزی عن سبعة اذاکانوا یریدون به وجه اللّٰه تعالیٰ والتقدیر بالسبع یمنع الزیادة ولا یمنع النقصان کذافی الخلاصة (الهندیةص ۳۰۴ ج/۵/الباب الثامن فیما یتعلق باشرکة فی الضحایا)تبیین الحقائق ص۳/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،البحر کوئٹه ص ۱۷۴/ج۸/کتاب الاضحیة.

کی قیمت سے گائے خریدی جاسکے، تو اس نے خیال کیا کہ اس کی قیمت سے گائے خریدی جائے کہ سات آدمی شریک ہوسکیں گے، اور سات آدمیوں کی قربانی ہوجائے گی، کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اپنے ذمہ اس کو نذر مان کر واجب نہیں کیا، تو محض قربانی کی نیت سے پالنے کی وجہ سے اس کی قربانی متعین طور پر واجب نہیں ہوئی بلکہ اس کا وہ مالک ہے، اس کیلئے جائز ہے کہ اسکو فروخت کر کے عمدہ بڑا جانور خرید لے جس میں سات آدمی شریک ہوکر اپنا واجب ادا کرسکیں۔ کذافی فتاویٰ الہندیہ[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۸۷ھ

اونٹ میں بھی سات حصے ہونگے

سوال:- ایک اونٹ میں دس شریک ہوسکتے ہیں۔ (نسائی) نسائی کی حدیث کا مطلب کیا ہے۔ کیا ایک اونٹ میں دس آدمی شریک ہوسکتے ہیں جبکہ ہم نے سنا یہی ہے کہ اونٹ میں صرف سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت بعض اصحاب ظواہر کی مستدل ہے، ائمہ اربعہ میں سے یہ کسی کا مذہب نہیں، بلکہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اونٹ میں بھی بس سات ہی شریک ہوسکتے ہیں زیادہ نہیں!

---

[1] ولو اشترى شاة للأضحية ثم باعها واشترىٰ اخرىٰ فى ايام النحر فهذا على وجوه ثلاثة الاول اذااشترى شاة ينوى بها الاضحية الىٰ قوله لاتصير اضحية مالم يوجبها بلسانه. الهندية ج۵/ ص۲۹۴/الباب الثانى فى وجوب الاضحية، مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر كوئٹه ص۱۷۵/ ج۸/كتاب الاضحية، خانيه على الهندية ص۳۴۶/ج۳/كتاب الاضحية، مطبوعه كوئٹه.

امام طحاویؒ نے متعدد روایات نقل کر کے لکھا ہے ”واما وجه ذٰلک من طریق النظر فاما تقدیر اتباعهم قداجمعوا ان البقرة لاتجزی فی الاضحیه عن الاکثر من سبعة وهی من البدن باتفاقهم فالنظر علیٰ ذٰلک ان تکون الناقة مثلها ولا تجزی عن اکثر من سبعة الخ طحاوی شریف ج ۲/ص ۳۰۱[1]“، آگے اس اعتراض کا جواب دیا ہے، کہ اونٹ کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور گائے کی کم[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چھ شریکوں نے ایک حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا

سوال: - اگر چند شخص مل کر سا تواں حصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کریں تو کرنا درست ہے یا نہیں، یا ایک ہی شخص اس حصہ کی قیمت ادا کرے تب درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک شخص قیمت ادا کر دے تب بھی درست ہے، سب شرکاء مل کر کریں تب بھی درست ہے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] طحاوی ج۲/ص ۳۰۱/باب البدنة عن کم تجزئ فی الضحایاو الهدایا(مکتبه اصغریه دهلی)

[2] فان قال قائل أن الناقة وان کانت بدنة کماأن البقرة بدنة فان الناقة اعلی من البقرة فی السمانة والرفعة قیل لهٗ انها وان کانت کماذکرت فان ذٰلک غیرواجب لک به علینا حجة الاتریٰ انا قدرأنا البقرة الوسطی تجزئ عن سبعة وکذٰلک ماهودونها وماهوا رفع منها وکذٰلک الناقة تجزئ عن سبعة أو عشرة رفیعة کانت اودون ذٰلک فلم یکن السمن والرفعة ممایبین به بعض البقرة عن بعض ولابعض الابل عن بعض (الیٰ قوله) فلما کانت البقرة لاتجزی عن اکثر من سبعة کانت الناقة ایضاً کذٰلک قیاساً ونظراً علی ماذکرناه ،طحاوی مختصراً ج۲/ ص ۳۰۱، ۳۰۲/کتاب الصید والذبائح والاضاحی،باب تجزئ البدنة عن کم دارالاشاعت کلکته.

[3] تفصیل ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ص۵۷۳/ج۳/مع ترتیب جدید مکتبہ ادارۂ تالیفات اولیاء دیوبند۔

چھ آدمی ایک حصہ قربانی کا حضور ﷺ کی طرف سے کریں

سوال:-قربانی کے جانور میں کتنے حصہ کر سکتے ہیں، قربانی کے جانور میں آپ ﷺ کا حصہ رکھنا کیسا ہے؟ واجب ہے یا سنت ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ مثلاً جیسے کہ چھ آدمیوں نے مل کر ایک گائے خریدی، اس میں ہر ایک نے اپنا ایک ایک حصہ پہلے متعین کر لیا اب رہا ایک حصہ تو ان چھ ساتھیوں کی جانب سے آنحضور ﷺ کا حصہ مشترکہ ہے، تو کیا اس طرح ایک حصہ میں سب کا شریک ہونا جائز ہے؟ دوسری مثال جیسے کہ دو، تین، چار، آدمیوں نے ملکر ایک بکرا خریدا اور اس کی قربانی کرتے وقت سب نے یہ نیت کی کہ یہ قربانی سب نے ملکر آنحضور ﷺ کے نامِ مبارک پر کی ہے، تو کیا اس طرح صرف ایک بکرے، یا بھیڑ میں دو، تین یا چار یا چھ آدمی شریک ہو سکتے ہیں، آپ نے اس سے قبل مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے:

(الجواب دارالعلوم سابقہ) قربانی کے بڑے جانور گائے، اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اور اس سے زائد کی اجازت نہیں ہے، حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف سے حصہ کرنا مستحب اور بڑے اجر وثواب کی بات ہے، اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ
ایک آدمی مستقلاً حصہ اس مقصد کے واسطے لے، لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے، تو چھ آدمی مل کر مشترکہ طور پر ایک حصہ لیں، یہ بھی درست ہے۔

(د) ایک بکرا صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے، جبکہ اس سے واجب ادا کرنا مقصود ہو، اگر کئی آدمی مل کر ایک بکرا قربانی کریں، اور حضور ﷺ کو اس کا ثواب پہنچا دیں تب بھی درست ہے۔

آپ حضرات کا یہ جواب بہشتی زیور کی عبارت سے متضاد معلوم ہوتا ہے، بہشتی زیور کی عبارت یہ ہے:

(۱) گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں، تو بھی درست ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو، صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا، تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی، نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے، اور نہ اس کی درست ہوگی، جس کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہے۔

اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوں جیسا کہ پانچ آدمی شریک ہوئے، یا چھ آدمی شریک ہوئے، اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہے، تب بھی سب کی قربانی درست ہے، اگر آٹھ آدمیوں نے شرکت کی تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوئی، ''ولو لاحدھم اقل من سبع لم یجزی عن احدٍ التنویر'' ج۵/ص۳۰۶/بہشتی زیور حصہ سوم (قربانی کا بیان)

ان دونوں مسئلوں سے پتہ چلتا ہے، کہ قربانی میں کسی کا بھی حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی بھی قربانی جائز نہیں، اور اس میں آنحضور ﷺ اور غیر کے حصہ کا واجب اور تطوع کسی کی تفریق بھی نہیں ہے، لہٰذا واضح فرماویں کہ ان دونوں میں اور آپ کے دیئے ہوئے جواب میں تطبیق ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہاں کے جواب اور بہشتی زیور کے مسئلہ میں کوئی تضاد نہیں، اتنی بات ہے کہ بہشتی زیور کے مسئلہ میں واجب ادا کرنے اور ثواب پہنچانے کا کوئی ذکر نہیں، یہاں کے جواب میں اس کی تفصیل کردی گئی ہے۔

حدیث پاک[۱] میں ہے کہ حضرت رسول اقدس ﷺ نے دو جانوروں کی قربانی کی، ایک

[۱] عن عائشةؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا ضحی اشتریٰ کبشین عظیمین سمینین املحین اقرنین موجوئین یذبح احدھماعن امتہ من شھد منھم بالتوحید (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

کی اپنی طرف سے اور ایک کی تمام امت کی طرف سے، مقصود ثواب پہنچانا ہی تھا، واجب ادا کرنا مقصود نہیں تھا، ورنہ ایک جانور کے ذریعہ سے تمام امت کا واجب کیسے ادا ہو جائے گا، اور جانور بھی چھوٹا جس کے ذریعہ صرف ایک کا واجب ادا ہو سکتا ہے، جس میں شرکت کی کوئی گنجائش ہی نہیں، چہ جائیکہ ساتویں حصہ کا حساب لگایا جائے۔

جس بڑے جانور میں چھ آدمی شریک ہیں، وہاں کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں سب کا زائد ہے، پھر ساتویں حصہ کو سب نے ملکر حضرت نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ایصال ثواب کے طور پر کردیا، تب بھی کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہوا، بلکہ چھ آدمیوں کا ایک ایک حصہ پورا پورا ہوا، ایک حصہ میں سب شریک رہے، اور ایک حصہ سے واجب ادا کرنا مقصود نہیں، بلکہ ثواب پہنچانا مقصود ہے، تو شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۱/۸۸ھ

ایک گائے کی قربانی میں ساتواں حصہ حضور ﷺ کا

سوال: -اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی طرف سے ایک گائے قربان کرے، اور اسی

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وشهد لهٗ بالبلاغ والا خر عن محمد . الحديث، طحطاوی ج ۲/ص ۳۰۲/ باب الشاة عن كم تجزی ان يضحى بها .

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرتے تھے، تو ایسے دو موٹے مینڈھے خریدتے تھے جو سیاہ سفید رنگ والے سینگوں والے خصی تھے، ان میں سے ایک کو اپنی اس امت کی طرف سے ذبح کرتے تھے، جس نے اللہ کیلئے توحید کی گواہی دی اور میرے لئے پہنچانے کی گواہی دی اور دوسرے کو اپنی طرف سے ذبح کرتے تھے۔

[۱] وان مات احدالسبعة المشتركين فى البدنة، وقال الورثة اذبحوعنه وعنكم صح عن الكل استحسانا لقصدالقربة من الكل، الدرالمختار ص ۳۲۶/ج ۶/كتاب الاضحية، كراچی عالمگيری كوئٹه ص ۳۰۵/ج ۵/كتاب الاضحية، الباب الثامن، البحر كوئٹه ص ۱۷۷/ج ۸/ كتاب الاضحية.

گائے میں اور چھ آدمیوں کے نام شامل کردے، تواس سے آنحضور ﷺ کی شان میں کچھ گستاخی تونہیں ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی درست ہے[1]، اس میں گستاخی نہیں بلکہ توقع ہے، کہ حضرت اقدس ﷺ کی برکت سے سب قربانی قبول ہوجائے گی، حضرت رسول مقبول ﷺ نے تمام امت کی طرف سے قربانی کی ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۱۹ھ

جانور خرید کر چھ حصہ دار شریک کرنا

سوال:- زید نے قربانی کے لئے ایسا جانور خریدا جس میں سات حصے ہوسکتے ہیں، اوراس کوصرف ایک حصہ قربانی کرنا ہے، تو کیا اب چھ آدمیوں کواس میں شریک کرسکتا ہے، یعنی چھ حصے فروخت کرکے قیمت وصول کرلے اس سے قربانی ادا ہوجائے گی یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنے سے بھی قربانی ادا ہوجائے گی، لیکن بہتر یہ ہے کہ جانور خریدنے سے پہلے

---

[1] فینبغی لمن وجد سعة ان یضحی عن حبیبه ونبیه صلی الله علیه وسلم کل عام ولوبشاة او بسبع بقرة ونحوه. (اعلاء السنن ج۱۷/ص۲۷۳/باب ادخار لحوم الاضاحی فوق ثلاثة ایام) مطبوعه مکة المکرمه.

[2] یذبح احدهما عن امته الحدیث، طحاوی ج۲/ص۳۰۲/ باب الشاة عن کم تجزئ ان یضحی بهاشامی کراچی ص۳۲۶/ج۶/کتاب الاضحیة، اعلاء السنن ص۲۱۱/ج۱۷/ کتاب الاضاحی، ادارة القرآن کراچی.

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کواپنی امت کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔

چھ شریک اورتلاش کرلے جب ساتوں شریک ہوجائیں تب جانور خریدے ۔مجمع الانہر ج٢/ص٥١٨/[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے لئے جانور خرید کراس میں دوسروں کوشریک کرنا

سوال:-ایک شخص نے ایک جانور بہ نیت قربانی خریدا،اس کو چارہ وغیرہ کھلایا جس سے وہ فربہ ہوگیا، پھراس کوزیادہ قیمت میں فروخت کردیااورایک حصہ اپنی قربانی کااس میں رکھاتوایسا کرناصحیح ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جب اس نے وہ جانورخریداتھا،اگراسی وقت اس کی نیت تھی کہ اس کے چھ حصے فروخت کرکے دوسروں کوشریک بناکرایک حصہ اپنارکھ کرقربانی کرونگا تواس کوایسا کرنے کی گنجائش ہے[2]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند٣/١١/٨٩ھ

جانورخریدنے سے پہلے شرکاء کی تعیین ہو یابعدمیں

سوال:-بھینس یابھینسایااونٹ خریدنے سے قبل سات آدمیوں کی شرکت کرنااور

---

[1] ولوشری بدنة للأضحية ثم أشرک فيها ستة جازاستحساناً والا شتراک قبل الشراء احب مجمع الانهرج٤/ص١٦٩/كتاب الاضحية (مكتبه دارالكتب العلميه بيروت)فتاوی بزازية علی الهندية ص٢٩٠/ج٦/كتاب الاضحية،الرابع فيمايجوزمن الاضحية،تبيين الحقائق ص٤/ج٦/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،شامی كراچی ص٣١٧/ج٦/كتاب الاضحية.

[2] مجمع الانهرج٤/ص١٦٩/كتاب الاضحية، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،تبيين الحقائق ص٤/ج٦/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،فتاوی بزازية علی الهندية ص١٩٠/ج٦/كتاب الاضحية،الرابع فيمايجوزمن الاضحية.

سب سے پہلے ہی روپیہ لے لینا ضروری ہے، یا ایک شخص خریدے اور پھر حصہ دار تلاش کرے، یا چار پانچ حصہ دار شریک ہوں اور خریدنے کے بعد دو تین شریک تلاش کر لئے جائیں، شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداومصلیاً

سب طرح درست ہے[۱] لیکن اگر ساتوں شریک ہونے سے پہلے خریدے، تو غریب آدمی قربانی کی نیت سے نہ خریدے بلکہ تجارت کی نیت سے خریدے جب ساتوں شریک پورے ہو جائیں، تب قربانی کی نیت کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی میں گوشت فروخت کرنے کی نیت

سوال:- سات آدمیوں نے مل کر ایک جانور خریدا پھر معلوم ہوا کہ ایک شخص کی نیت گوشت فروخت کرنے کی ہے، قربانی کی نیت نہیں، وہ گوشت فروخت کرنے کا پیشہ کرتا ہے، اس سے دوسروں کی قربانی میں تو کوئی نقصان نہیں آئیگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کا حصہ کوئی اور قربانی کرنے والا خرید لے اس کے بعد قربانی کی جائے، ورنہ سب کی قربانی خراب ہو جائے گی، کسی کی بھی درست نہیں ہوگی۔ شامی، ج۵ رص ۲۰۸ ر[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وصح اشتراک ستة فی بدنة شريت لاضحية استحساناً وذا أی الا شتراک قبل الشراء احب (شامی نعمانیه ص ۲۰۱ / ج۵ / شامی کراچی ج۶ / ص۳۱۷) کتاب الاضحية.

[۲] وان کان شریک الستة نصرانياً مريدا للحم لم يجز عن واحد منهم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

قربانی کے بعد حصہ فروخت کرنا

سوال:- ایک جانور کی سات آدمیوں نے مل کر قربانی کی پھر ایک شخص نے کہا کہ میں اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہوں، کسی نے اس کو خرید لیا، اور گوشت لیکر دام دیدیئے تو اس خریدنے والے کی اس طرح قربانی ادا ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قربانی ادا نہیں ہوئی[1]، دام واپس کردے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شرکاء کی اجازت کے بغیر قربانی کے جانور کو دوسروں کو فروخت کرنا

سوال:- زید نے سات آدمیوں کی شرکت کے روپے سے ایک بڑا جانور خریدا جس

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) لأن الاراقة لاتتجزأ شامی نعمانیہ ج۵/ص۲۰۸/الدرالمختار علی الشامی کراچی ج۶/ص۳۲۶) کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص۸/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان، فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص۳۰۴/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الثامن.

[1] چونکہ اضحیہ کی حقیقت ہے ہی "ذبح حیوان مخصوص بنیة القربة فی وقت مخصوص الدرالمختار علی الشامی نعمانی، ج۵/ص۱۹۸/کتاب الاضحیة جو یہاں مفقود ہے۔ عالمگیری کوئٹہ ص۲۹۱/ج۵/الباب الاول فی تفسیرھا وکنھا.

[2] "فان بیع اللحم اوالجلد به الیٰ قوله وعن الثانی باطل لأنه کالوقف(الدرالمختار علی ردالمحتار نعمانیه ج۵/ص۲۰۹/)ان سبیل الخبیث التصدق اذاتعذر الردالخ، البحر کوئٹه ص۲۰۱/ج۸/فصل فی البیع، کتاب الکراهیة، شامی کراچی ص۳۸۹/ج۶/کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع.

میں خود زید بھی شامل تھا، جب بقیہ چھ آدمیوں کو اطمینان ہو گیا کہ جانور خرید لیا گیا ہے، تب زید نے دیگر چھ آدمیوں سے اورروپیہ لے لیا اور ساتواں خود زید تھا، عیدالاضحیٰ کے دن چھ آدمیوں کی شرکت کے روپے سے جانور خریدا گیا تھا، ان کو بغیر اطلاع دیئے اور بغیر ان کی مرضی کے خاموشی سے ان دیگر چھ آدمیوں کے نام جن سے خریدنے کے بعد روپیہ لیا تھا، اور اپنے نام قربانی کر ڈالی، اور اب زید کہتا ہے کہ اپنا روپیہ لے لو اور دوسرا جانور خرید کر قربانی کرو، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جن لوگوں نے بعد میں حصہ لیا اور انہیں کے نام سے قربانی بھی کی گئی ہے، ان کی قربانی ہوئی یا نہیں، اور جن لوگوں سے روپیہ لیکر جانور خریدا تھا ان کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید نے چھ آدمیوں سے روپیہ لے کر ان کی اجازت اور رضامندی سے جانور خریدا تو اب ساتوں آدمی اس کے مالک ہو گئے، شرعاً جائز نہیں، کہ وہ ان چھ آدمیوں کے حصے کسی آدمی کے ہاتھ فروخت کرے، کیونکہ ان چھ آدمیوں نے زید کو اپنے حصے فروخت کرنے کا اختیار نہیں دیا، لہٰذا زید نے جو دوسرے چھ آدمیوں کے ہاتھ چھ حصے فروخت کئے ان کی بیع نافذ ولازم نہیں ہوئی[1] اور وہ پہلے چھ آدمیوں کے حصے ان کی ملک سے دوسرے چھ آدمیوں کی ملک میں داخل نہیں ہوئے، جب زید نے قربانی کر دی، تو وہ پہلے چھ آدمیوں کی طرف سے ادا ہو گئی، اور دوسرے چھ آدمیوں کی طرف سے ادا نہیں ہوئی،[2] زید نے جو پہلے چھ آدمیوں کے

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنہ ولا ولایتہ الدرالمختارعلی الشامی ج۶/ص ۳۰۰/ کراچی باب الغصب، بیع الفضولی اذااجازصاحب المال اووکیلہ اووصیہ اوولیہ، نفذوالا انفسخ الاانہ یشترط لصحۃ الاجازۃ ان یکون کل من البائع والمشتری والمجیزوالمبیع قائما شرح المجلۃ ص ۲۱۲/ج ۱/رقم المادۃ ص۳۷۸/اتحادبکڈپو دیوبند.

[2] رجل ذبح اضحیۃ غیرہ عن نفسہ بغیرامرہ فان ضمنہ المالک قیمتھایجوزعن الذابح دون المالک لانہ ظھرأن الاراقۃ حصلت علی ملکہ وان اخذھا مذبوحۃ تجزی عن المالک لانہ قدنواھا فلیس یضرہ ذبح غیرلھاعالمگیری کوئٹہ ص ۳۰۲/ج۵/کتاب الاضحیۃ الباب السابع.

حصے کی قیمت واپس کی ہے، اس کا لینا ان کے لئے درست نہیں، وہ زید کو واپس کر دیں، اور دوسرے چھ آدمیوں سے زید نے جو قیمت وصول کی ہے، اس کا زید کو لینا درست نہیں، زید وہ قیمت واپس کر دے، اوران کو چاہئے کہ قربانی کی قیمت صدقہ کر دیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غنی شریک قربانی سے پہلے مرجائے

سوال: - ایک شخص قربانی میں گائے کی شریک تھا، اوراس پر قربانی از روئے شریعت واجب تھی، لیکن وہ شخص جانور کے ذبح سے پہلے مرگیا، تواس کے بارے میں یہ دریافت کرنا ہے کہ اس مرنے والے کی جگہ پر اگر کوئی شخص جس کا ارادہ قربانی کا ہووہ اپنا حصہ لینا چاہتا ہے، تو کیا اس کو شریک کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کر سکتے ہیں، اس کے ورثاء سے وہ حصہ خرید لے اور شریک ہو جائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مضت ایامها (ای التضحیه) تصدق بقیمتها (الدر المختار علی الرد ج۶ / ص ۳۲۰ / کتاب الاضحیة، مطبوعه کراچی) عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۶ / ج۵ / کتاب الاضحیة، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان.

[2] اس لئے کہ وہ ورثاء کی ملک اور ورثاء سے اجازت حاصل کر کے شریک ہو سکتے ہیں. وان مات احد السبعة الذین شارکوا فی البدنة وقال ورثته وهم کبار اذبحوها ای البدنة عنکم وعنه ای عن المیت صح ذبحها استحسانا عن الجمیع، مجمع الانهر ص ۱۷۳ / ج۴ / کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص ۳۲۶ / ج۶ / کتاب الاضحیة.

فقیر شریک قربانی سے پہلے مرجائے

سوال:- اگر ایسا شخص کہ جس کے ذمہ پر قربانی واجب نہ تھی گائے کی قربانی میں شریک تھا اگر وہ ذبح سے پہلے مرجائے اور کوئی شخص اپنا حصہ کرلے تو اس کو شریک کر سکتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کر سکتے ہیں۔اس کے ورثاء سے وہ حصہ خرید لے اور شریک ہو جائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۶۷ھ

ایک شریک کے مرنے پر اس کے حصہ کی قربانی

سوال:- سات شریکوں میں سے ایک کا انتقال ہو گیا، اس کے ورثہ اگر اجازت دیں تو اس میت کی طرف سے قربانی درست ہو گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہو گی، بشرطیکہ ورثہ بالغ ہوں۔مجمع الانہر ج ۲/ص ۵۲۱/[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اس لئے کہ وہ ورثاء کی ملک اور ورثاء سے اجازت حاصل کر کے شریک ہو سکتے ہیں. وان مات احد السبعة الذین شارکوا فی البدنة وقال ورثته وهم کبار اذبحوها ای البدنة عنکم وعنه ای عن المیت صح ذبحها استحسانا عن الجمیع، مجمع الانهر ص ۱۷۳/ ج ۴/ کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص ۳۲۶/ ج ۶/ کتاب الاضحیة.

[2] وان مات أحد سبعة الذین شارکوا فی البدنة وقال ورثته وهم کبار اذبحوها عنکم وعنه صح، مجمع الانهر ج ۴/ص ۱۷۳/ کتاب الاضحیة، مکتبه دارالکتب العلمیة. بیروت، البحر کوئٹہ ص ۱۷۷/ ج ۸/ کتاب الاضحیة، شامی کراچی ص ۳۲۶/ ج ۶/ کتاب الاضحیة.

کسی شریک کی قربانی نہیں ہوسکی تو قیمت کیا کرے؟

سوال:-قربانی کے لئے چند جانور آدمی کی شرکت سے خریدے گئے، مگران میں سے کچھ آدمیوں کا نام قربانی کے وقت غلطی سے نہیں لیا گیا، اوران کی رقم بھی بچ گئی، تو یہ رقم جو بچ رہی ہے اس کا مصرف کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن کی طرف سے غلطی کی بناء پر قربانی نہیں ہوسکی ان کی رقم واپس کردی جائے، کہ وہ صدقہ کردیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۹/۸۹ھ

قربانی میں شرکت کی اجازت دیکر پھر انکار کرنا

سوال:-ایک شخص نے دوسرے گاؤں میں اگر کسی شخص کو کہا کہ میرا بقرعید کی قربانی کی بھینس میں حصہ لے لینا یعنی شامل کرلینا اور روپیہ کوئی نہیں دیا، اوراس شخص نے اس کا حصہ شامل کرلیا، اور جب قربانی ہوچکی اوراس شخص کے پاس گوشت پہنچانے کی کوشش کی اوراسی وقت اس شخص نے انکار کردیا کہ میں حصہ نہیں لیتا، جس شخص نے حصہ شامل کیا تھا، اس نے گوشت کھایا، یعنی اس کے انکار کرنے سے گوشت کھایا یعنی وہ حصہ کس کا ہوگا، اوروہ روپیہ کون دے گا، آیا قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگراس نے قیمت وغیرہ کی اجازت دیدی تھی، کہ میری طرف سے اتنی قیمت تک

---

[۱] اذامضی وقتهاوجب علیه التصدق بهاحیةاوبقیمتها(شامی کراچی ج۶/ ص ۳۲۱/ کتاب الاضحیة، البحر کوئٹه ص ۱۷۴/ ج۸/ کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹه ص ۲۹۶/ ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الرابع فیمایتعلق بالمکان.

اختیار ہے خواہ صاف لفظوں میں اجازت دی ہو، خواہ اس کے حالات یا طرز عمل سے دوسرے نے سمجھ لیا ہو کہ اس کی طرف سے یہاں تک کی اجازت ہے تو وہ حصہ اس کہنے والے کا ہے، پھر اس کو انکار کا اختیار نہیں حصہ کی قیمت اس کے ذمہ واجب ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ایک حصہ والدین کے لئے نصف نصف رکھا

سوال:- اگر کسی آدمی نے قربانی کے جانور میں دو حصے لئے، ایک حصہ اپنے لئے اور ایک حصہ اپنے والدین کیلئے نصف نصف کر کے، تو اس کے والدین کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ والدین خواہ حیات ہوں یا انتقال ہو گیا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو چاہئے کہ دونوں حصے اپنے ہی طرف سے لے، پھر قربانی ہونے پر ایک کا ثواب والدین کو پہنچادے[۲] ثواب زندہ اور مردہ سب کو پہنچایا جا سکتا ہے[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ان لم يبلغه اى الوكيل العزل فهو على وكالته وتصرفه جائز حتى يعلم، هدايه ج۳/ ص ۱۹۹/ باب عزل الوكيل، مطبوعه تهانوى ديوبند، شرح المجلة ص ۸۰۴/ ج ۱/ رقم المادة ۱۴۹۱/ اتحاد بکڈپو دیوبند.

[۲] اذاضحى رجل عن ابويه بغير امرهما وتصدق به جاز لان اللحم ملكه وانما للميت ثواب الذبح الخ خانيه على الهندية ص ۳۵۲/ ج۳/ كتاب الاضحية، فصل فيمايجوز فى الضحايا، لوضح عن ميت وارثه بأمره الزمه بالتصدق بها وان تبرع بها عنه له الأكل لأنه يقع على ملك الذابح والثواب للميت (الشامى زكريا ج ۹/ ص ۴۸۴/ آخر كتاب الاضحية) شامى كراچى ص ۳۳۵/ ج ۶/ كتاب الاضحية.

(حاشیہ نمبر ۳/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ایک حصہ کا ثواب متعدد کو

سوال: - زید ایک قربانی اپنی طرف سے کرتا ہے، اور ایک اپنے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی، غرض متعدد اموات کی طرف سے کرتا ہے، تو کیا اس طرح قربانی درست ہو جائے گی، اور ان اموات کو ایک قربانی کا سب کو ثواب پہنچ جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قربانی درست ہو جائے گی، اور ثواب بھی سب کو پہنچ جائے گا؟ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ایک قربانی کا ثواب پوری امت کو پہنچایا ہے۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۷/[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک جانور میں ایک شخص کی طرف سے جہات متعددہ کی نیت مع جواب اشرف المدارس کراچی

سوال: - آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ قربانی میں ایک پوری گائے، ایک ہی شخص ذبح

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] چونکہ آپ ﷺ سے زندہ اور مردہ دونوں کو قربانی کا ثواب پہنچانا ثابت ہے، "فالاموات والاحياء كلهم من امته صلى الله عليه وسلم دخلوا في اضحية النبي صلّى الله عليه وسلم عون المعبود ج۳/ص ۵۰/باب الاضحية عن الميت". طحطاوی شريف ص ۳۰۲/ج ۲/باب الشاة عن كم تجزى ان يضحى بها شامي كراچي ص ۳۲۶/ج ۶/كتاب الاضحية.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] أن رسول الله ﷺ ضحى بكبشين احدهما عن نفسه والآخر عمن لم يذبح من امته وان كان منهم من قدمات قبل ان يذبح، شامي كراچي ج ۶/ص ۳۲۶/ كتاب الاضحية، طحاوی شريف ص ۳۰۲/ج ۲/باب الشاة عن كم تجزى ان يضحى بها.

کرے، تو اس کی ایک ہی قربانی ہوگی، اس لئے ایک گائے میں ایک ہی شخص واجب قربانی کے ساتھ عقیقہ اور اموات کو ایصالِ ثواب کے لئے نفلی قربانی کی نیت نہیں کرسکتا، اس پر یہ اشکال ہے کہ شامی میں اس صورت میں سات قربانی ہونے کا بھی قول ہے، " واختلفوا بالبقرة قال بعض العلماء ویقع سبعها فرضاً والباقی تطوعاً " (ردالمحتار ص۲۲۶/ج۵/)

نیز شامی وغیرہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ ایک گائے میں مختلف جہات قربت مستقلاً اضحیہ عقیقہ دمِ شکر اور دمِ جنایت وغیرہ جمع ہوسکتے ہیں، اس مسئلہ کی مزید وضاحت تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

من جانب اشرف المدارس کراچی باسم ملہم الصواب حامداً ومصلیاً، تعدد قول بعض ہے جو مرجوح ہے، بلکہ خلاف عامۃ المشائخ کی وجہ سے مجروح ہے، عامۃ المشائخ تو عہد کے قائل ہیں، اور یہی مفتیٰ بہ ہے۔

"قال فی العلائیة ولوضحی بالکل فالکل فرض کارکان الصلوٰةوفی الشامیة الظاهران المراد لوضحی ببدنة یکون الواجب کلهالا سبعها بدلیل قوله فی الخانیة ولو ان رجلاً موسراً ضحی ببدنة عن نفسه خاصة کان الکل اضحیة واجبة عندعامة العلماء وعلیه الفتویٰ اھ مع انهٗ ذکر قبله باسطر لوضحیٰ الغنی بشاتین فالزیادة تطوع عندماعة العلماء فلاینافی قوله کان الکل اضحیة واجبة ولایحصل تکرار بین المسئلتین فافهم ولعل وجه الفرق ان التضحیة بشاتین تحصل بفعلین منفصلین واراقة دمین فیقع الواجب احدها والزائدة تطوع بخلاف البدنة فانها بفعل واحدٍ واراقة واحدة فیقع کلها واجباً هذا ماظهرلی(ردالمحتار ج۵/ص۲۳۵/)

حدیث میں بھی یوں ارشاد ہے کہ ایک گائے میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں ملتا کہ ایک ہی آدمی ایک گائے ذبح کرے، تو اس کی سات قربانیاں ہونگی، یا ایک ہی شخص ایک ہی گائے میں اضحیہ ودم شکر جمع بھی کرسکتا ہے، مختلف جہات

قربت کومختلف افراد پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ ایک جانور کا سات کے قائم مقام ہونا خلاف قیاس ہے(عنایہ علیٰ ہامش الفتح ج۸رص۴۲۴) اس لئے حدیث اپنے مورد پر منحصر رہے گی۔

فقہ میں جہاں قربت کا جواز مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک گائے میں ایک ہی قربانی کے ساتھ دوسرا شخص دم شکر یا عقیقہ وغیرہ کا حصہ رکھ سکتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ ایک ہی شخص ایک ہی گائے میں مختلف قربات ادا کرسکتا ہے، اس لئے کہ یہ حدیث اور فقہ کی نص مذکور کے خلاف ہے۔

شخص واحد کی نیت جہات مختلفہ کے عدم جواز اور عباراتِ فقہ میں غیر مراد ہونے پر مندرجہ ذیل شواہد ہیں:۔

(۱) علائیہ اور شامیہ کی عبارتِ مذکورہ "ولو ضحی بالکل فالکل فرض کارکان الصلوٰۃ الخ"

(۲) حدیث وفقہ میں اس کی کوئی تصریح نہیں اور " اجزاء عن السبعة " پر قیاس اس لئے صحیح نہیں کہ یہ حدیث خلافِ قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مورد پر منحصر ہے۔

(۳) کتب فقہ میں صحت جہات مختلفہ کا ذکر "اجزاء عن السبعة" کے تحت کیا گیا۔

(۴) شامیہ وغیرہ میں "وکذا لو اراد بعضهم العقيقة" سے اگر شخص واحد کی نیت اضحیہ وعقیقہ کا بیان مقصود ہوتا تو اس کے ساتھ "ایضا" کا اضافہ لازم تھا۔

(۵) کئی کتب میں جہات مختلفہ اشخاص مختلفہ کی طرف سے ہونے کی تصریح ہے، "ارادبعضهم الا ضحية وبعضهم جزاء الصيدالخ (عالمگیری ج۵رص۳۰۴رخانية علی هامش العالمگيرية ج۳رص۳۵۰ر بدائع ج۵رص۱۴۱ر شلبی علی تبیین الحقائق ج۶رص۸ر الجوهرة النيرة علی هامش مختصر القدوری ص۳۰۳ر)

(۶) فقہ کی تمام کتابوں میں موضوع بیان کے باوجود اس سے مکمل سکوت مستقل دلیل عدم صحت ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ بھی "ولو ضحی بالکل الخ" کے کلیہ میں داخل ہے۔

(۷) "ولو اشتریٰ بقرة للاضحية ونوى السبع منها لعامه هذا وستة اسباعها عن السنين الماضية فيجوز عن العام ولايجوز عن الاعوام الماضية كذافى خزانة المفتين وان نوىٰ بعض الشركاء التطوع وبعضهم يريد الاضحية لعام الذى صار دينا عليه وبعضهم الا ضحية الواجبة عن عامه ذٰلك جاز الكل وتكون عن الواجب عمن نوى الواجب عامه ذٰلك وتكون تطوعاً عمن نوىٰ القضاء عن العام الماضى ولاتكون عن قضائه بل يتصدقبقية شاةٍ وسطٍ لما مضى، كذا فى فتاوىٰ قاضى خان (عالمگیری ج۵/ص۳۰۵)

اس عبارت میں بصورتِ تعدادِ اشخاص بہ نیت اضحیہ ماضیہ وقوعِ تطوع مذکور ہے، مگر بصورت توحد شخص تطوع کا ذکر نہیں، اس سے ثابت ہوا کہ صورتِ توحد میں اضحیہ واجبہ کیساتھ اور کسی نیت کا کوئی اعتبار نہیں، اور یہ پوری گائے اضحیہ واجبہ شمار ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفی عنہ از اشرف المدارس ناظم آباد کراچی ۵/ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

التماس:- (۱) یہ تحریر مختلف اہل فتویٰ حضرات کی خدمت میں بغرضِ اظہار رائے ارسال کی جارہی ہے، براہِ کرم اپنی رائے مدلل تحریر فرمائیں:

(۲) اگر یہ تحقیق صحیح ہے تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ کسی نے ایک گائے میں اضحیہ ودمِ شکر وغیرہ متعدد واجبات کی نیت کی تو ان میں سے کونسا واجب ادا ہوگا؟ یا کہ کوئی بھی ادا نہیں ہوا؟ اس سے متعلق بھی رائے تحریر فرمائیں:-　　رشید احمد عفا اللہ عنہ ۲/۱۲/۱۴۰۰ھ

دار العلوم کا دیو بند کا جواب

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایک شخص نے قربانی کے لئے ایک گائے خریدی پھر اس میں چھ آدمیوں کو شریک کرلیا، تو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ شراءِ اضحیہ وعدہ ہے، اور خلافِ

وعدہ مکروہ ہے، تاہم قربانی سب کی ادا ہو جائے گی۔

''ولو اشترىٰ رجل بقرةً يريدان يضحى بهاثم اشترك فيها بعد ذٰلك قال هشام سألت ابايوسف فاخبرني ان اباحنيفةؒ قال كره ذٰلك اويجريهم ان يذبحوها عنهم ثم بين وجه الكراهة بقوله لانه لما اشتراهاليضحى بها فقد وعد وعداً فيكره ان يخلف الوعد اهـ[۱] بدائع ج۵/ص ۷۲''۔

اگر ایک آدمی تنہا ایک گائے خرید کر بلاتفریقِ نیت قربانی کر دے تو اس کی قربانی ادا ہو جائے گی، پھر اس میں دو قول ہیں، اول یہ کہ اس میں سے ایک سبع کو واجب کیا جائے گا، بقیہ زائد از واجب چھ سبع تو تطوع، دوم یہ کہ کل سے واجب ہی ادا ہو جائے گا[۲] ''بدليل القياس لان المطلق بالواجب واجب'' قولِ ثانی مفتیٰ بہ ہے، اگر ایک شخص ایک گائے خریدتے وقت جہاتِ متعددہ تقرب کی نیت کر لے تو اس کا حکم صراحةً کتب فقہ میں نہیں ملا، حضرت مفتی رشید احمد صاحب مدفیوضہم نے بھی اس کے متعلق کوئی صریح عبارت نقل نہیں فرمائی خانیہ کی جو عبارت بحوالہ شامیہ نقل فرمائی ہے، ''ولو ان رجلاً موسراً اوامرأةً موسرةً ضحى بدنة عن نفسه خاصة كان الكل اضحية واجبة عندعامة العلماء وعليه الفتوىٰ'' (خانیہ[۳]) اس میں لفظ ''خاصة'' مذکور ہے، اس کو معلوم نہیں کیوں نظر انداز فرما دیا، جبکہ قیود فقہاء کے نزدیک معتبر ہوتی ہیں، اور مفہوم تصانیف حجت ہوتا ہے، ''كما فی شرح عقود

۱؎ فصل وأما شرائط جواز قامة الواجب۔ (مکتبہ سعید کمپنی پاکستان)

۲؎ وماقالوبان البدنة يكون بعضها نفلاً فليس كذالك بل اذاذبحت عن واحد، كان كلها فرضاً وشبه هذا بالقراءة فى الصلوة لواقتصر على مايجوزبه الصلوة جازت ولوزاد عليها يكون الكل فرضاً، قاضى خان على الهندية ص ۳۴۹/ ج۳/ مطبوعه كوئٹه شامى كراچى ص ۳۳۳/ ج۶/ كتاب الاضحية.

۳؎ خانيه على الهندية ص ۳۵۰/ ج۳/ كتاب الاضحية، فصل فيمايجوزفى الضحايا، شامى كراچى ص ۳۳۳/ ج۶/ كتاب الاضحية.

رسم المفتی[۱] ورد المحتار[۲]"اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کسی میت کی طرف سے ایصال ثواب کی نیت کرلے تو درست ہے، یہاں یہ ارشاد کہ اشتراک فی الاضحیہ خلافِ قیاس ہے، اس لئے حدیث میں جس قدر اجازت ہے اسی پر اکتفاء کیا جائے گا، اس پر کوئی دوسرا جزئیہ قیاس نہ کیا جائے، یہ اصولاً صحیح بات ہے، مگر اوّلاً تو نفس قربانی (اراقة الدم واهلاک الحیوان) خود ہی خلافِ قیاس (غیر مدرک بالرائے) ہے، ثانیاً مطالعہ "کتاب الاضحیہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بہت سی جزئیات پر فقہائے کرام نے قیاس سے کلام فرمایا ہے، ثالثاً جناب والا ہی نے ارکانِ صلوٰۃ پر قیاس کی عبارت بحوالہ خانیہ وشامیہ استدلال میں نقل فرمائی ہے، کہ کل بدنہ فرض میں شمار ہوگا، اوراس کو مفتیٰ بہ فرمایا ہے، سنین ماضیہ کی نیت سے اگر کوئی شریک ہوجائے، تو اس قربانی ماضیہ کا صحیح ہونا بالکل ظاہر ہے، اس لئے کہ قضاءِ اضحیہ بصورتِ اضحیہ درست نہیں، بلکہ بصورتِ تصدق ہے، اسکا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔

الحاصل:- ایک شخص گائے کی قربانی کرے، اوراس میں جہات متعددہ تقرب کی نیت کرے، تو اس کے عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں۔

"**ویشم رائحة الاستدلال للجواز من لفظ خاصةً کمافی الخانیة[۳] ومن نظائر المسئلة ومن تعامل الخواص والعوام ومن عبارة العلامة الحصکفی فی سکب الانهر[۴] علیٰ ملتقی الابحر**" "**وکذا صح لو ذبح بدنة عن اضحیة ومتعة وقران لاتحاد**

[۱] المفهوم معتبر فی الروایات اتفاقاً الخ شرح عقود رسم المفتی ص ۱۶۹/ الفهوم معتبر فی الروایات، مکتبہ زکریا دیوبند.

[۲] شامی کراچی ۱۱۰/ج ۱/کتاب الطهارة، ارکان الوضوء اربعةٌ.

[۳] خانیه علی هامش الهندیه ج۳/ص ۳۵۰/(مطبوعه کوئٹه) فصل فیمایجوز فی الضحایا ومالایاجوز.

[۴] سکب الانهر علی مجمع الانهر ج۴/ص ۱۷۳/(مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت) کتاب الاضحیة.

المقصود وهو القربة اھ“۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۴۰۱ھ

شرکاء قربانی کا وقت ذبح موجود ہونا

سوال:-قربانی کے وقت ساتوں شرکاء کا موجود ہونا ضروری ہے، یا اجازت کافی ہے جب کہ صرف تین چار آدمی ذبح خانہ میں چلے جاویں اور ذبح کر دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سب شرکاء کا موجود ہونا ضروری نہیں ، بلکہ اجازت کافی ہے البتہ موجود ہونا مستحب ہے ”وندب ان يذبح بيده ان علم ذلك والا يعلمه شهدها بنفسه ويأمر غيره بالذبح،در مختار ج۵/ص ۲۳۱[1]“. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے جانور کو ذبح کے وقت ہر حصہ دار کا ہاتھ لگانا

سوال:-بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت ہر حصہ دار کا جانور کو ہاتھ لگانا ضروری ہے، کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہاتھ لگانا ضروری نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۸۸ھ

---

[1] الدر المختار على رد المحتار ج۵/ص ۲۰۸/ كتاب الاضحية، مكتبه نعانيه، مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج۴/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، بدائع زكرياص ۲۱۹/ج۴/كتاب الاضحية، مايستحب قبل التضحية. (حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

سوال: -قربانی کے سات حصوں میں سے چار میں ایک ایک پیر اور دو میں آدھا آدھا کلہ اور ایک میں مغز اور زبان لگا دیا جائے، ایک حصہ میں پورا پائے ، اور دوسرے میں پورا سر لگا دیا جائے ،تو انداز سے تقسیم کرنا اور دوسرے میں پورا سر لگا دیا جائے ،تو یہ انداز سے تقسیم کرنا درست ہوگا، یا نہیں؟ نیز اگر پورا سر لگا دیا یا پورا کلہ وغیرہ لگا دیا جائے ،اور حصہ داروں کی رضا مندی سے ایسا کیا جائے کہ کسی غریب کو دیدیا اور وہ اس کو سب فروخت کر کے پیسہ مدرسہ میں دیدے تو یہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح تقسیم درست ہے[1]،جب کسی غریب کو سب نے رضا مندی سے پائے کلّہ دے دیا،تو اس کو حق ہے کہ وہ خود استعمال کرے یا فروخت کر کے پیسہ مدرسہ میں دیدے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۸/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۸/۱۲/۸۹ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] یستفاد من هذه العبارة وندب ان یذبح بیده ان علم ذٰلک والا یعلمه شهدها بنفسه ویامر غیره بالذبح،الشامی نعمانیه ج۵/ص۲۰۸/کتاب الاضحیة،مجمع الانهر ص۱۷۴/ج۴/ کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیه بیروت،بدائع زکریاص۲۱۹/ج۴/کتاب الاضحیة،باب مایستحب قبل التضحیة.

[۱] ویقسم اللحم وزنا لاجزافاً الا اذا ضم معه من الاکارع او الجلد صرفا للجنس لخلاف جنسه درمختار علی هامش ردالمحتار ج۵/ ص۲۰۳/اول کتاب الاضحیة(مکتبه نعمانیه)مجمع الانهر ص۱۶۹/ ج۴/ کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیه بیروت،خانیه علی الهندیة ص۳۵۱/ ج۳/کتاب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه، عالمگیری کوئٹه ص۳۰۶/ج۵/کتاب الاضحیة،الباب الثامن. (حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر دیکھئے)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

سوال:-اگر ایک جگہ کے رہنے والے سات آدمی ایک اونٹ کی قربانی کریں جس میں سات حصے ہوں تو کیا اس کے گوشت کو بھی تقسیم کرنا ضروری ہے، حالانکہ وہ سب حصہ دار ایک ہی جگہ رہتے ہیں، اور ایک ساتھ ہی سب کا کھانا پینا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تقسیم کرنا لازم نہیں اکٹھا ہی پکا کر کھائیں تب بھی درست ہے[1]۔ شامی ج ۵ رص ۲۰۲ ر۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت آپس میں تول کر تقسیم کرنا چاہئے

سوال:-سات آدمیوں نے مل کر ایک گائے کی قربانی کی مگر اس کا گوشت تول کر تقسیم نہیں کیا اٹکل سے بانٹا یہ قربانی درست ہوئی یا نہیں؟ اگر قربانی درست نہیں ہوئی تو کیا یہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [2] وطاب لسیده وان لم یکن مصرفاً للصدقة ماادی الیه من الصدقات فعجز لتبدل الملک واصله حدیث بریرة هی لک صدقة ولنا هدیة الخ ،الدرالمختارعلی الشامی ص ۱۱۶ / ج۶/ مطبوعه کراچی کتاب المکاتب، باب موت المکاتب عجزه وموت المولی،البحر کوئٹہ ص ۲۴۵ / ج۲/ باب المصروف، کتاب الزکاة.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] قال الشامی تحت "یقسم اللحم" انظر هل هذه القسمة متعینة اولا حتی لو اشتری لنفسه ولزوجته واولاده الکبار بدنة ولم یقسموها تجزیهم اولاوالظاهر انها لاتشترط لأن المقصود منهاالا راقة وقد حصلت شامی ج۵ /ص ۲۰۲ /کتاب الاضحیة.(مکتبه نعمانیه دیوبند)اعلاء السنن ص ۲۰۸ / ج۱۷ /کتاب الاضحیة،باب ان البدنة عن سبعة حاشیة الطحاوی ص ۱۶۲ / ج۴ /کتاب الاضحیة،دارالمعرفة بیروت.

لوگ اور گائے قربان کریں، یا کیا صورت کریں، نیز اٹکل سے تقسیم کرنے کا گناہ سب کو ہوا یا بعض بانٹنے والوں کو اور یہ گناہ کس طرح معاف ہوسکتا ہے، توبہ وغیرہ سے یا کوئی فدیہ دینا چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس صورت میں قربانی صحیح ہوگئی، مگر تول کر تقسیم نہ کرنے سے احتمال ربوٰ کی وجہ سے وہ شرکاء جو اس تقسیم سے راضی تھے، گنہگار ہوئے، اگر تقسیم میں کسی کی طرف سری پائے اور کھال بھی لگادی مثلاً کچھ گوشت اور کچھ حصہ پائے کا ایک حصہ میں اور کچھ گوشت اور پائے یا سری یا کھال ایک کے حصہ میں آگئی، تو چونکہ ہر ایک کے حصہ میں جو چیز آئی ہے، وہ غیر جنس کے مقابلہ میں قرار دی جاسکتی ہے، اسلئے اس صورت میں گناہ نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت سب حصہ داروں کو تول کر تقسیم کیا جائے

سوال:- ایک عزیز نے مجھ سے کہا کہ اپنی گائے میں ہمارا بھی قربانی کا حصہ کردینا چنانچہ اس نے ایک روز قبل ان کو ان کے حصہ ہونے کی اطلاع دی، نیز یہ بھی کہا کہ آپ کے یہاں گائے کی کون کون سی چیزیں بھجوادوں وہ موجود نہ تھے، بالغ لڑکے نے اندر سے جواب دیا کہ ہم کو سوائے گوشت کے کچھ نہ چاہئے، اور ہم صرف دوسیر گوشت خود رکھیں گے باقی تقسیم کردیں گے، اس کے بعد قربانی کے وقت میں ان کے یہاں چھپڑا خالی گوشت رکھنے کیلئے

---

[1] ویقسم اللحم وزنا لاجزافاً الااذاضم معه من الأکارع او الجلد صرفاً للجنس لخلاف جنسه ، الدرالمختارعلی الشامی نعمانی ج۵/ص ۲۰۲/کتاب الاضحیة،مجمع الانهر ص ۱۶۹/ج۴/ کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیة بیروت،خانیه علی الهندیةص ۳۵۱/ج۳/کتاب الاضحیة، مطبوعه کوئٹه.

لینے گیا، اس وقت بھی وہ نہ ملے اور لڑکے نے جواب دیا بعد قربانی گوشت کا ساتواں حصہ کلیجی پائے وغیرہ اجزاء کا ساتواں حصہ میں ان کے یہاں دے آیا، اس وقت بھی وہ موجود نہ تھے، عصر کے وقت جو میں ان کے یہاں گیا تو بذریعہ صاحبزادہ اہلیہ صاحبہ نے کہلا بھیجا کہ کلیجی، چربی وغیرہ ہمارے یہاں نہیں آئی، میں نے کہا کہ رات چونکہ صرف گوشت کے لئے کہا گیا تھا، اس لئے ایسا کیا گیا، ہاں پکی ہوئی کلیجی میں سے اپنے حصہ میں سے آپ کو بھیج دوں گا، کہا اچھا رات کو پختہ کلیجی لے کر میں ان کے یہاں پہنچا اس وقت وہ عزیز بزرگ مجھ کو ملے اور کہا کہ ہر چیز کا ساتواں حصہ ہمارے یہاں کیوں نہ بھجوایا، میں نے کہا رات صرف گوشت کے لئے لڑکے نے کہا تھا، انہوں نے کہا کہ اگر اس نے ایسا کہا بھی تھا، جب بھی مسئلہ کی رو سے ہر چیز کا ساتواں حصہ ہمارے یہاں پہنچنا چاہئے، لہٰذا یہ قربانی درست نہ ہوئی، خدا ہی قبول کرے، میں نے کہا غلطی آپ کی ہوئی نہ کہ میری اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ قربانی صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں قربانی صحیح ہوگئی، گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہئے تھا، اس کے بعد اختیار تھا اپنے حصہ کا جو چاہے کرتا، اگر گوشت بلا تولے تقسیم کیا جاوے اور کمی بیشی ہو جاوے تو جو زیادتی دوسرے کے پاس جاوے گی وہ سود کے حکم میں ہوگی، اگرچہ بعد میں کمی والے نے زیادتی ہبہ کردی ہو کیونکہ ہبۂ مشاع صحیح نہیں ہوتا۔

"ویقسم اللحم وزنا لاجزافاالااذاضم معه من الا کارع اوالجلد قال الشامی قوله جزافا لان القسمة فیها معنی المبادلة ولو حلل بعضهم بعضا قا ل فی البدائع اما عدم جواز القسمة مجازفة فلان فیها معنی التملیک واللحم من اموال الربا فلایجوزتملیکه مجازفة واما عدم جواز التحلیل فلان الربا لایحتمل الحل بالتحلیل

ولانہ فی معنی الھبة وھبة المشاع فیما یحتمل القسمة لاتصح اھ"(شامی ج۵/ ص ۲۰۲)[1]

یہاں گوشت تو ساتواں حصہ آہی گیا، اور کلیجی وغیرہ کے عوض میں بھی گوشت آ گیا اگر سب شرکاء اس معاوضہ پر رضامند ہیں تو اس میں کوئی خرابی نہیں بالکل درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ذی الحجہ ۵۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ذی الحجہ ۵۲ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/ذی الحجہ ۵۲ھ

قربانی میں ولیمہ

۹۷۱۳/

سوال:- زید نے اپنے لڑکے کی شادی کی ۱۱/ذی الحجہ کو وہ ولیمہ کرتا ہے، اس طرح قربانی کے جانور میں ایک حصہ ولیمہ کی نیت سے لیتا ہے، شرع میں اس کی اجازت ہے یا نہیں خراب تو نہیں ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسنونہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں حصہ لینے سے کسی کی قربانی باطل نہیں ہوگی

---

[1] شامی ج۵/ص ۲۰۲/مکتبہ نعمانیہ (شامی کراچی ج۶/ص ۳۱۷/کتاب الاضحیة)بزازیة علی الھندیة کوئٹہ ص ۲۹۰/ج۶/کتاب الاضحیة،الرابع فیمایجوزمن الاضحیة،خانیہ علی الھندیة ص ۳۵۱/ج۳/کتاب الاضحیة،فصل فیمایجوزفی الضحایا،ومالایجوز.

جس طرح عقیقہ کی نیت سے حصہ لینے سے باطل نہیں ہوتی۔ شامی ص ۲۰۷/ ج ۵/[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] وكذالواراد بعضهم العقيقة الى قوله ولم يذكر الوليمة وينبغي ان تجوز لانهاتقام شكر اللّٰه تعالىٰ على نعمة النكاح، شامي نعمانيه ص۲۰۷/ ج۵/ كتاب الاضحية، بدائع الصنائع ص ۲۰۹/ ج۴/ كتاب الاضحية، شرائط جوازاقامة الواجب مكتبه زكرياديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۰/ ج۵/ كتاب الاضحية، الباب الثامن، طحطاوى على الدرص ۱۴۴/ ج۴/ كتاب الاضحية، دارالمعرفة بيروت.

باب پنجم: قربانی کے ایام واوقات اور قضاء

قربانی کے کتنے دن ہیں

سوال:- دسویں، گیارہویں، بارھویں، تیرھویں تک قربانی کرسکتا ہے، مؤطا امام مالک ودارقطنی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مؤطا امام مالکؒ میں یہ روایت مجھے نہیں ملی نہ یہ انکا مذہب ہے "مالک عن نافع عن عبداللّٰہ بن عمرؓ قَالَ اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی، مؤطا امام مالکؒ ص۱۸۸[1] البتہ امام شافعیؒ کا یہ مذہب ہے کہ اس روایت سے وہ استدلال کرتے ہیں، "اٰخــــر وقتهـــا عنـدالشافعی اٰخر ایام التشریق وقال ابوحنیفه ومالک آخر الثانی ایام التشریق اھ رحمة الامة ص ۱۶۴[2] ومن ذٰلک قول الشافعیؒ ان اٰخر وقت التضحیة هو آخر الیوم الثانی من ایام التشریق الثلاثة مع قول ابی حنیفة ومالک آخر وقت التضحیة هو اٰخر الیوم الثانی من ایام التشریق ومع قول سعیدبن جبیرانه یجوز لاهل الامصارالتضحیة فی النحر خاصة ومع قول النخعی انه یجوزتاخیر ها الیٰ اٰخر شهرذی الحجة ،میزان شعرانی ج ۲ / ص ۵۶[3] ایام النحر ثلاثة یوم الاضحی وهو الیوم العاشر من ذی الحجه والحادی عشر والثانی عشر وذٰلک بعدطلوع الفجر من الیوم الاول الیٰ غروب الشمس من الثانی عشر وقال الشافعی ایام النحر

---

[1] مؤطا امام مالک ص ۱۸۸ / الضحیة عمافی بطن المرأة (کتب خانه اعزازیه دیوبند)
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے یوم النحر کے بعد دودن قربانی ہے۔
[2] رحمة الامة فی اختلاف الائمة ص ۱۱۷ / کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.
[3] المیزان الکبری الشعرانیة ص ۶۲ / ج ۲ / کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت.

اربعة ایام العاشر من ذی الحجة والحادی عشر والثانی عشر اوالثالث عشر والصحیح قولنا لماروی عن سیدنا عمرؓ وسیدنا علیؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ وانس ابن مالکؓ انهم قالوا ایام النحر ثلٰثة اولها افضلها والظاهر انهم سمعوا ذٰلک من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لان اوقات العبادات والقربات لاتعرف الابالسماع اھ بدائع ج ۵ / ص ۶۵ [1]، روایت مسئولہ دارقطنی میں موجود ہے اس میں ایک راوی ہے ابومعید ان کے متعلق لکھا ہے "فیها لین" بزار نے بھی اس کو روایت کیا ہے، اس میں سوید بن عبدالعزیز ہیں، وہ منفرد ہیں "وهو لیس بالحافظ ولایحتج به اذاانفرد" بیہقی نے بھی روایت کیا ہے، اس کی سند میں "سلیمان بن موسیٰ عن جبیر بن مطعم قال البیهقی وسلیمان بن موسیٰ لم یدرک جبیربن مطعم" ابن عدی نے کامل میں بھی اس کی تخریج کی ہے، اس کی سند میں معاویہ بن یحیٰ ہیں ان کی نسائی سعد بن معین علی ابن مدینی نے تضعیف کی ہے ابن ابی حاتم بھی ان مضعفین کے ساتھ موافق ہیں بلکہ یہاں تک کہ "ووافقهم وقال ابن ابی حاتم فی کتاب العلل قال ابی هذا حدیث موضوع بهذا الاسناد اھ هذا من نصب الرایة ج ۴ / ص ۲۱۳ [2]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

قربانی کس دن افضل ہے

سوال:- کیا دس گیارہ بارہ ذی الحجہ کو قربانی کریں؟ یا دسویں کو زیادہ ثواب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دس تاریخ کو افضل ہے اس کے بعد ۱۱ رکو اس کے بعد ۱۲ رکو "فجر یوم النحر الیٰ اٰخر

[1] بدائع ج ۵ / ص ۶۵ / کتاب الاضحیة مکتبه سعید کمپنی پاکستان .

[2] نصب الرایه ج ۴ / ص ۲۱۳ / کتاب الاضحیة، مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل.

ایامه وهی ثلاثة افضلها اولها ثم الثانی ثم الثالث "[1] (شامی) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

کیا قربانی چار دن ہے

سوال: -عینی جوشرح ہے بخاری شریف کی جلد ۹ ۱۰/۱ پر حضرت ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں امام طحاویؒ نے بسند جید فرمایا ہے، اب یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول طحاوی میں نہیں ملتا، یہ قول امام طحاویؒ کی کونسی کتاب میں ہے، اس کتاب سے پوری سند تحریر فرمائیں، یہ بڑا زبردست اشکال ہے، صاحب فتح الباری طحاوی کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ سے چار دن کی قربانی ثابت کرتے ہیں، اور علامہ عینی حضرت ابن عباسؓ کے قول سے بحوالہ طحاوی تین دن کی قربانی ثابت کرتے ہیں، اور کتاب طحاوی میں دونوں قول نہیں ملتے مہربانی کر کے اپنا قیمتی وقت اس بات پر خرچ کریں اور معمہ کو حل فرمائیں، فتح الباری کی بات صحیح ہے، یا عینی کی ابن عباسؓ کے دونوں قول کی سند مطلوب ہے، جواب مدلل عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیہقی نے نقل کیا ہے "**الا ضحی ثلثة ایام بعد یوم النحر**"[2] یہ اثر موقوف ہے، طحاوی کا قول عینی نے نقل کیا ہے، کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "**الا ضحان یومان بعدیوم النحر**" عامۂ کتب میں طحاوی کی روایت بھی ملتی ہے، فتح الباری میں طحاوی کی طرف چار دن والی روایت جو منسوب کی گئی ہے، وہ کتب احناف میں نہیں، عینی نے

---

[1] الدرالمختار مع الشامی ج۶/ص ۳۱۶/ کتاب الاضحیة مکتبه کراچی، المحیط البرهانی ص ۴۶۱/ج۸/ کتاب الاضحیة، الفصل الثالث فی وقت الاضحیة، ادارة القرآن المجلس العلمی، مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/ کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قَالَ اَلْاَضْحیٰ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ بَعْدَ یَوْمِ النَّحْرِ، بیهقی ج۹/ص ۲۹۶/ باب من قال الاضحی جائز یوم النحر الخ مکتبه دارالمعرفة، بیروت، لبنان.

جو کچھ نقل کیا ہے، وہ احکام القرآن سے لیا ہے، طحاوی کی یہ کتاب بھی یہاں نہیں ملتی ابن الترکمانی نے اس کا حوالہ دیا ہے"قال الطحاوی فی احکام القرآن لم یرواعن احد من الصحابة خلافهم فتعین اتباعهم اذلایوجدذلک الا توقیفاً وفی الاستذکار روی ذلک عن علیؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓو لم یختلف فیه عن ابی هریرةؓ وانسؓ وهو الاصح عن ابن عمرؓ وهومذهب ابی حنیفة والثوری ومالک رحمهم الله وفی نوادر الفقهاء لابن بنت نعیم اجمع الفقهاء ان التضحیة فی الیوم الثالث عشر غیر جائزة الا الشافعیؒ فانه اجازها فیه اھ الجوهر النقی ج ۲/ص ۲۴۲/[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو منقول ہے، "الاضحی ثلثة ایام بعد یوم النحر" تو اس کی سند میں طلحہ ابن عمر وحضرمی ہیں، ابن معین، ابوزرعۃ، دارقطنی نے ان کی تضعیف کی ہے، اور احمد نے ان کو متروک قرار دیا ہے، جیسا کہ ذہبی نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے، ابن عباسؓ سے جو روایت معتمد ہے وہ یہ ہے "قد ذکر الطحاوی فی احکام القرآن بسند جید عن ابن عباسؓ قال الاضحی یومان بعد یوم النحر اھ کذافی الجوهرالنقی ج ۲/ ص ۲۴۲/[2] ودلیلنا من جهة السنة الحدیث المتقدم انه صلی الله علیه وسلم نهیٰ عَنْ اَکْلِ لُحُومِ الْاَضَاحِیْ بَعْدَ ثَلٰثٍ وَمَعْلُوْم انه اباح الا کل منها فی ایام الذبح فلوکان یوم الرابع منها لکان قدحرم علیٰ من ذبح فی ذلک الیوم ان یاکل منهااھ. اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ ج ۳/ص ۲۳۴/[3]

امام طحاوی کا قول ومذہب احناف کی کتب میں جو کچھ منقول ومتوارث ہے وہی قابل

[1] الجوهر النقی علی حاشیة البیهقی ص ۲۹۷/ج ۹/باب من قال الاضحی یوم النحر ویومین ادارۂ تالیفات اشرفیه پاکستان.

[2] الجوهر النقی علی هامش البیهقی ص ۲۹۶/ ج ۹/ باب الاضحیة فی السفر، ادارۂ تالیفات اشرفیه.

[3] اوجزالمسالک شرح مؤطا امام مالک ج ۹/ص ۲۶۲/باب الضحیة عمافی بطن المرأة کتاب الضحایا (المکتبة الامدادیة مکة المکرمه باب العمرة.

اعتماد اور لائق اختیار ہے، لان صاحب البیت ادری بمافیه۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنامحمد و آله وصحبه وبارک وسلم .

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، یوپی، ہند۔

قربانی کا ثبوت تین دن

سوال:- تین یوم تک قربانی کا ثبوت اگر حدیث سے ہے تو حدیث نقل فرمادیں مع حوالہ یا بغیر حوالہ صرف کتاب کے نام کے ساتھ نیز امام ابوحنیفہ کی تصانیف کون کونسی ہیں ان کا نام لکھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَهُوَالْیَوْمُ الْاَوَّلُ رواہ مالک وقال بلغنی عن علی ابن ابی طالب مثله ''(مشکوٰۃ شریف ج ۱/ص ۱۲۹ [۱])

قوله یومان بعد یوم الاضحی وهوالیوم الاول من ایام النحر وبه اخذ ابوحنیفه ومالک واحمدؒ اھ مرقاۃ [۲] اوجزالمسالک ج ۴/ص ۲۳۳ [۳] میں تفصیل مذکور ہے امام محمدؒ، امام ابویوسفؒ، امام زفرؒ، امام حسن بن زیادؒ، کی تصانیف موطاً، کتاب الاثار، کتاب الحج، کتاب الاکتسانی، مسند خوارجی، مسند ابی حنیفه یہ سب امام ابوحنیفہ کی تصانیف ہیں، اس زمانہ میں تصنیف کا طریقہ یہ تھا کہ استاذ بیان کرے، اور تلامذہ اس کو جمع کرلیں کتاب کی صورت

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۹/(مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب فی الاضحیة الفصل الثالث.

[۲] مرقات ج۲/ص ۲۶۸/(مطبوعه بمبئی)باب فی الاضحیة الفصل الثالث.

[۳] اوجز المسالک ج۴/ص ۳۰۵/(مطبوعه یحیوی سهارنپور) کتاب الضحایا الاضحبة عما فی بطن المرأة وذکر ایام الاضحیة.

ہوجائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۵/۱۴۰۰ھ

رات میں قربانی

سوال:- کیا قربانی کے لئے جانور کو رات میں بھی ذبح کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ تنزیہی ہے۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۳ /[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

گاؤں میں قربانی کا وقت

سوال:- جس چھوٹی بستی میں عیدالاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی، کیا وہاں قربانی بھی واجب نہیں، اگر واجب ہے تو کس وقت کی جائے، کیونکہ شہر میں نماز عید کے بعد کی جاتی ہے، اور وہاں نماز عید نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وہاں صبح سویرے ہی قربانی کرلی جائے۔ زیلعی ج ۶/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] وكره تنزيهاً الذبح ليلاً لاحتمال الغلط الدر المختار كراچی ج۶/ص ۳۲۰/كتاب الاضحية، عالمگيری كوئٹه ص ۲۹۵/ج۵/كتاب الاضحية، الباب الثالث فی وقت الاضحية، خانيه علی الهندية ص ۳۴۵/ج۳/كتاب الاضحية، فصل فی صفة الاضحية.

[2] وذبح غيره أی غير اهل المصر يجوز لهم ذبحها بعد طلوع الفجر قبل أن يصلی الامام صلوٰة العيد (زيلعی ج ۶/ص ۴/كتاب الاضحية (مكتبه امداديه ملتان) مجمع الانهر ص ۱۶۹/ج۴/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، شامی كراچی ص ۳۱۸/ج۶/كتاب الاضحية.

شہر میں نماز سے پہلے قربانی

سوال:- مذبح دھام پور میں یہ دھام پور مستقل پنچایتی حیثیت سے ایک گاؤں کے حکم میں ہے، اس وجہ سے حسب اجازت شرع قربانی بعد نماز فجر ہوتی ہے، لیکن بڑی بھینس وغیرہ دھامپور کی طرف جاتی ہے، یہی مذبح ہے، پرانے دھامپور میں حکومت وقت کی اجازت نہیں وہاں پر بڑی قربانی کرنا قانوناً جرم ہے، لہٰذا تحریر فرمائیں کہ چونکہ مذبح دھامپور میں ہے تو پرانے دھامپور والے اپنی قربانی دھام پور میں لاکر بعد نماز فجر کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ یا ان کو بھی مثل شہر والوں کے، بعد نماز عید قربانی کرنی ہوگی، عرصہ دراز سے یہاں پر پرانے دھامپور والے دھامپور آکر بعد نماز فجر قربانی کرتے ہیں، اگر شرعاً ممنوع ہے تو پھر اب تک جو قربانی کی ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گاؤں والے (جہاں نماز عید درست نہیں) اگر اپنا جانور شہر میں (جہاں نماز عید ہوتی ہے) لاکر قربانی کریں تو ان کو نماز فجر کے بعد نماز عید سے پہلے قربانی کی اجازت نہیں[1]، بلکہ بعد نماز عید قربانی کریں، جو قربانی ایسی جگہ نماز عید سے پہلے کر لی گئی ہے، اس کی قضا لازم ہوگی،

---

[1] ولو كان الرجل بالسواد واهله بالمصر لم يجز التضحية الا بعد صلاة الامام (الهندية ج۵/ ص۲۹۶/الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان (مكتبه كوئٹه پاكستان)شامى كراچى ص۳۱۸/كتاب الاضحية،البحر كوئٹه ص۱۷۵/ج۸/كتاب الاضحية.

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ(ابو داؤد شريف ج۲/ص۳۸۷/باب مايجوز من السن فى الضحايا "

ترجمہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ہماری طرح نماز (عید) پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس کی قربانی درست ہوگئی، اور جس نے نماز (عید) سے قبل قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے۔

جس کی صورت یہ ہے کہ قیمت صدقہ کردیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۸۹ھ

شہری کی گاؤں میں قربانی

سوال:- شہر کا رہنے والا آدمی اگر اپنی قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے جس کی وہاں قربانی کردی جائے، اور وہ خود شہر میں ہو تو اس کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست ہو جائے گی اس کا قربانی کے جانور کے پاس ہونا ضروری نہیں بلکہ دیہات میں ایسے شخص کی طرف سے اگر سویرے ہی قربانی کردی جائے کہ ابھی تک شہر میں نماز عید بھی نہ ہوئی ہو تب بھی درست ہے۔ زیلعی ج ۶/ص ۴/[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

نماز عید سے پہلے قربانی

سوال:- اگر قربانی کے جانوروں کی عید کی نماز سے پہلے قربانی کردیں تو اس کی قربانی درست ہے یا نہیں یا اس کی جگہ اور جانور کی قربانی کریں؟

---

[۱] ولم یضح حتی مضت ایام النحر ثم افتقر کان علیه ان یتصدق بعینها اوبقیمتها ولاتسقط عنه الاضحیة،البحر کوئٹه ص ۱۷۴/ج۸/کتا الاضحیة، شامی کراچی ص ۳۲۰/ج۶/کتاب الاضحیة،مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] وحیلة المصری اذا ارادالتعجیل أن یبعث بها الی خارج المصر فی موضع یجوز للمسافر أن یقصر فیه فیضحی فیه کماطلع الفجر لان وقتها من طلوع الفجرزیلعی ج۶/ص ۴/کتاب الاضحیة مکتبه امدادیه ملتان،البحر کوئٹه ص ۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحیة،الدرالمنتقی ص ۱۶۹/ج۴/کتاب الاضحیة،دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

درست نہیں، وہ دوبارہ بعد نماز عید قربانی کرے، جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، جیسے گاؤں وہاں صبح صادق کے بعد بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٦/١/٦٧ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٦/١/٦٧ھ

نماز عید سے پہلے قربانی کی ایک صورت

سوال: - اگر دس ذی الحجہ کو کسی وجہ سے نماز عید ادا نہ کی جائے تو کیا اس روز قربانی بھی نہ کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس روز زوال کے بعد قربانی کی جائے۔ زیلعی ج ٥/ص ٤/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

تعدد صلوٰۃ عید کی صورت میں وقت اضحیہ

سوال: - ایک شہر میں نماز عید کئی جگہ ہوتی ہے، کیا یہ ضروری ہے کہ جب سب جگہ نماز

---

[1] لایجوز لأهل المصران یذبحو االا ضحیة قبل أن یصلو اصلاة العید یوم الاضحی وذبح غیره والا صل فیه قوله علیه الصلاة والسلام من ذبح قبل الصلوٰة فلیعد ذبیحته ومن ذبح بعد الصلاة تم نسکه (الزیلعی ج٦/ص ٤/کتاب الاضحیة مکتبه امدادیه ملتان)مجمع الانهر ص ١٦٩/ ج٤/کتاب الاضحیة،دار الکتب العلمیة بیروت،البحر کوئٹه ص ١٧٥/ج٨/کتاب الاضحیة.

[2] ولو لم یصل الامام العید فی الیوم الاول اخر والتضحیة الی الزوال ثم ذبحوا ولاتجزئهم التضحیة مالم یصل الا مام العید فی الیوم الاو ل الا بعد الزوال،الزیلعی ج٦/ص ٤/کتا ب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،البحر کوئٹه ص ١٧٦/ج٨/کتاب الاضحیة.

عید ہو چکے تب قربانی کیجائے، یا کسی ایک جگہ نماز عید ہو جانے کے بعد بھی درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شہر میں کسی ایک جگہ بھی اگر نماز عید ہو چکی ہو تو قربانی درست ہے۔ شامی ج۴ر ص ۲۰۲ر[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

غلطی سے بے وضوادا کی گئی نماز کے بعد قربانی کا حکم

سوال:- اگر نماز عید پڑھ کر فوراً قربانی کردی گئی، اور بعد میں معلوم ہوا کہ امام صاحب نے بھولے سے بے وضو نماز پڑھادی اور نماز کا اعادہ کیا گیا تو جو قربانی کی جاچکی ہے کیا اس کا بھی اعادہ لازم ہوگا، اس لئے کہ وہ نماز عید سے پہلے ہوئی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی قربانی کا اعادہ لازم نہیں، بلکہ وہ قربانی درست ہوگئی۔ شامی ج۵ر ص ۲۰۳ر[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولوضحی بعد ماصلی أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة اجزأه استحساناً لأنهاصلوٰة معتبرة حتی لواكتفوابهااجزأتهم(شامی نعمانيه ج۵/ص ۲۰۲/كتاب الاضحية)البحر كوئٹه ص۱۷۵/ج۸/كتاب الاضحية،مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/كتاب الاضحية،دار الكتب العلمية بيروت.

[2] تبين ان الامام صلی بغير طهارة تعاد الصلوٰة دون الاضحية(شامی نعمانيه ج۵/ص ۲۰۳/ كتاب الاضحية،مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج/۴/كتاب الاضحية،دار الكتب العلمية بيروت، البحر كوئٹه ص ۱۷۶/ج۸/كتاب الاضحية.

قربانی کی قضا کی صورت

سوال: -قربانی کے ایام ختم ہوگئے اور قربانی نہیں کی، تو اب کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قربانی کے لئے جانور خرید لیا تھا، تو اس کو زندہ ہی صدقہ کر دیا جائے، اگر نہیں خریدا تھا تو قیمت صدقہ کر دی جائے۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۹/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

قربانی کی قضا

سوال: -امسال جانور گراں ہونے کی وجہ سے دو شخصوں کی طرف سے قربانی نہیں ہوسکی، ان کی رقم کم تھی اور کٹڑے گراں تھے، اس رقم کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن دو شخصوں کی طرف سے قربانی نہیں ہوسکی، ان کو اطلاع کر دی جائے وہ چاہیں تو اپنا روپیہ واپس منگا کر صدقہ کر دیں، چاہیں تو مدرسہ میں دیدیں، پھر مدرسہ صدقات واجبہ کے مد میں صرف کرے۔

تنبیہ: ادائے واجب کے لئے اتنی رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے، جس میں متوسط درجے کی بکری، بھیڑ یا گائے، بھینس کا ساتواں حصہ مل سکتا ہو[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۳۰/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۳۰/ ۸۷ھ

---

[1] اذا مضى وقتها وجب عليه التصدق بها حية او بقيمتها (شامي كراچي ج ٦/ص ٣٢١/كتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص ١٧٤/ج ٨/كتاب الاضحية. تبيين الحقائق ص ٥/ج ٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

(حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قربانی کی قضا

سوال:- ایک شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی مگر اس نے قربانی کے دنوں میں قربانی نہیں کی، اب وہ قربانی کی قیمت ادا کرسکتا ہے یا نہیں اور اگر اگلے سال پھر دو قربانی کی اور پچھلے سال کی قربانی کی ادائے گی کی نیت بھی کرلی، تو کیا اس طرح گذشتہ سال کی رہی ہوئی قربانی ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایام قربانی گذر جانے کے بعد ایک حصہ قربانی کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے[1]، سال آئندہ دو قربانی کرنے سے گذشتہ سال کی قضا درست نہیں۔ کذا فی غایۃ التحقیق ص ۹۵[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۵۵ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۱۱/۱۱/۵۵ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[2] ولو تركت التضحية ومضت ايامها وتصدق بقيمتها غنى شراها اولا وقال الشامى قيمة شاة وسط (الدر المختار مع الشامى كراچى ج٦/ص ٣٢١/كتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص ١٧٤/ج٨/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص٥/ج٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

[1] ولو تركت التضحية ومضت ايامها وتصدق بقيمتها غنى شراها اولا وقال الشامى قيمة شاة وسط (الدر المختار مع الشامى كراچى ج٦/ص ٣٢١/كتاب الاضحية، البحر كوئٹه ص ١٧٤/ج٨/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص٥/ج٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

[2] حتى اذا جاء ايام النحر من العام القابل قبل ان يتصدق بشئى لم يجز لهٗ قضاء مافاته من الاضحية فى العام الماضى مع قدرته على المثل الكامل الخ كتاب التحقيق المعروف بغاية التحقيق ، شرح حسامى ص ٩٥/.

باب ششم: قربانی کے آداب ومستحبات وغیرہ

قربانی ذبح کرنے کا ثواب

سوال:- ایک نیک آدمی ہے محلّہ کے لوگ قربانی اسی سے اس کے نیک ہونے کی وجہ سے ذبح کراتے ہیں، کیا اسے قربانی ذبح کرنے کا ثواب ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نیک آدمی کو ثواب ملتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱/۹۴ھ

قربانی کے وقت کی دعا

سوال:- (۱) نیت قربانی کی مع ادعیہ ماثورہ کے بحوالہ کتب تحریر فرمائیں؟

(۲) موافق قرآن وحدیث کے وہ دعاء بھی ذکر فرمائیں، جو قربانی کی مقبولیت کے لئے منقول ہو بحوالہ حدیث تحریر فرمائیں، براہ کرم دونوں سوالوں کا جواب علیحدہ علیحدہ تحریر فرمائیں، بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ”اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَمَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ

[1] من جاء بشهادة ان لااله الا اللّٰه فله بكل عمل عمله فى الدنيا من الخير عشرة امثاله من الثواب(الجامع لأحكام القرآن ج۴/ص۱۳۶/تحت تفسير قوله تعالىٰ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها.

وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَامِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"اللھم منک ولک الخ.

اور یہ دعا ذبح سے پہلے پڑھے پھر" بسم اللّٰہ،اللّٰہ اکبر "کہہ کر ذبح کرے کذا فی مسند دارمی ص۲۴۹ [1]۔

(۲) بعد ذبح یہ دعا پڑھے "اللّٰھم تقبل منی کماتقبلت من حبیبک محمد وخلیلک ابراھیم علیھم السلام ".

اس دعاء کا ماخذ وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد شریف نے روایت کیا ہے ،جس کے الفاظ یہ ہیں "اللّٰھم تقبل من محمد واٰل محمد "بذل المجھود [2] ج ۴/ص ۷۰"۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۱۱/۵۹ھ

الجواب صحیح :عبد اللطیف غفرلہٗ

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا

سوال:-قربانی کرنے والے کا روزہ رکھنا ٹھیک ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

قربانی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے [3]،البتہ سنت یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کی دس تاریخ کو

---

[1] دارمی ج ۲/ص ۷۶/باب السنة فی الاضحیة (مکتبہ دارالکتب العلمیہ)ابوداؤدشریف ص ۳۸۶/ج ۲/باب مایستحب من الضحایا،مطبوعہ دیوبند.

[2] بذل المجھود ج ۴/ص ۷۰/باب مایستحب من الضحایا،المکتبہ رشیدیہ سھارنپور.

[3] الذی کرہ تحریماً صوم العیدین الفطر والنحر للاعراض عن ضیافة اللہ ،مخالفة الامر طحطاوی علی المراقی ص ۵۲۸/کتاب الصوم فصل فی صفة الصوم (مصری)شامی کراچی ص ۳۷۵/ج ۲/کتاب الصوم،مجمع الانھر ص ۳۴۳/ج ۱/کتاب الصوم،دارالکتب العلمیة بیروت.

قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے نہ پئے، کھانے کی ابتداء قربانی کے گوشت سے کرے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۲/۱۶ھ

قربانی سے قبل کچھ کھانا

سوال:-قربانی سے قبل چائے، پان، روٹی وغیرہ کھانا کیسا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچھ نہ کھانا چاہئے یہ حکم صرف اس شخص کے لئے جس کے نام قربانی ہونی ہے، یا عوام کے لئے بھی یہی حکم ہے، عیدین میں روزہ تو حرام ہے پھر عیدالاضحیٰ میں قربانی سے پہلے کچھ کھانے پینے کی ممانعت کیوں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس روز سب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں، اس لئے مستحب یہ ہے کہ اولاً ہر شخص دعوت یعنی قربانی سے کھائے، حقہ، پان، چائے، وغیرہ کچھ اس سے پہلے نہ کھائے پئے، یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، اور یہ حکم اصالۃً اس کے لئے ہے جو قربانی کرے تاہم اگر ابتداء کوئی اور شئی کھالی تب بھی گناہ نہیں ہوگا، صرف خلاف اولیٰ ہوگا، یہی قول مختار ہے، کذا فی مراقی الفلاح[۲] وطحطاوی ص ۲۹۳، اور بعض فقہاء نے تبعاً اس حکم میں اس شخص کو بھی

---

[۱] لکنه فی الاضحی یؤخر الاکل عن الصلوٰة، لانه علیه الصلوٰة والسلام کان لایطعم فی یوم الاضحی حتی یرجع فیأکل من أضحیته (مراقی علی الطحطاوی ص ۴۴۰/احکام العیدین، مجمع الانهر ص ۲۵۸/ج ۱/ باب صلاة العیدین، دارالکتب العلمیه بیروت، اعلاء السنن ص ۲۶۷/ج ۱۷/باب التصدق بلحوم الاضاحی ادارة القرآن کراچی.

[۲] فی الاضحی یؤخر الأکل عن الصلوٰة استحباباً فان قدمه لایکره فی المختار لأنه علیه الصلوٰة والسلام کان لایطعم فی یوم الاضحی حتی یرجع فیاکل من أضحیته (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

داخل کیا ہے، جو قربانی نہیں کرتا۔ کذا فی البحر الرائق ج ۲/ص ۱۶۳/[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ

دو رکعت نفل اور بال و ناخون نہ تراشنے سے قربانی کا ثواب

سوال:- زید نے اپنے خطبہ میں کہا کہ جس شخص میں قربانی کی استطاعت نہ ہو، اگر وہ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد گھر پر دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ انا اعطیناک پڑھے تو اس کو قربانی کے برابر ثواب ملتا ہے، اسی طرح سر کے بال اور ناخن نہ تراشے تو قربانی کے برابر ثواب ملتا ہے، یہ کہاں تک اصلیت رکھتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح دو رکعت پڑھنے سے قربانی کا ثواب ملنا میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا، زید سے حوالہ دریافت کیجئے، البتہ ناخن اور بال کے متعلق بعض علماء سے ایسا سنا ہے، اور حدیث میں قربانی والے کیلئے اس کو مستحب قرار دیا گیا ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وقال الطحطاوی لأن الناس اضیاف اللّٰہ تعالیٰ فی ھذا الیوم الخ طحطاوی علی المراقی مصری ص ۴۴۰/ باب احکام العیدین، مجمع الانھر ص ۲۵۸/ ج ۱/ باب صلاة العیدین، دار الکتب العلمیہ بیروت، اعلاء السنن ص ۲۶۷/ ج ۱۷/ باب التصدق بلحوم الاضاحی، ادارة القرآن کراچی.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] وأطلقه فشمل من لایضحی الخ باب العیدین مکتبہ کوئٹہ پاکستان، الدر المختار علی الشامی ص ۱۷۶/ ج ۲/ کراچی باب العیدین.
[۲] عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلّی اللّٰه علیه وسلّم اِذَا دَخَلَ الْعَشَرَ فَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ (سنن کبریٰ للبیھقی ۹/ ص ۲۶۶/ باب سنة لمن اراد الخ، مکتبہ دار المعرفت) مسلم شریف ص ۱۶۰/ ج ۲/ باب نھی من دخل علیه عشر ذی الحجة الخ مکتبہ بلال دیوبند.
(حاشیہ کا ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

عورت کا خود قربانی کرنا

سوال:-عورت اگر اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کردے تو کوئی حرج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ واقف ہے اور قوی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ شامی ج۵ر ص۱۸۹ر[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) **ترجمہ**: حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جب عشرہ (ذی الحجہ) داخل ہوجائے، اور تم میں کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہے، تو وہ اپنے بال اور ناخنوں (کے کاٹنے) سے رک جائے۔

[1] فتحل ذبيحتهماولو الذابح مجنونا اوامرأة أوصبياً يعقل التسمية والذبح ويقدر(الدر المختار على الشامي،نعمانية ج۵ر ص ۱۸۹ رکتاب الذبائح) اعلاء السنن ص۹۳ر ج۱۷ رباب جواز ذبح المرأة والصبي،ادارة القرآن كراچی،مجمع الانهر ص۱۵۴ رج۴رکتاب الذبائح، دار الكتب العلميه بيروت،بزازية على الهندية ص۳۰۴ر ج۶رکتاب الذبائح،مطبوعه کوئٹه.

باب ہفتم: قربانی کی نذر

قربانی کی نذر کی تفصیل

سوال: -ہماری شریعت مصطفویہ کے مفتیان عظام سے استفتاء یہ ہے کہ شاۃ منذورہ یا بقرہ سال برس میں قربانی کے لائق ضرور ہوگی یا نہیں؟ اگر ہو تو اسامیٔ کتب و متعین صفحہ سے بنقل عبارات جواب شافی عنایت فرما کر ممنون فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شاۃ منذورہ کی صورت اگر صورت اضحیہ کی ہے یعنی اس طرح نذر کی ہے "للّٰہ علی ان اضحی شاۃ" تو اس میں تمام شرائط اضحیہ کا پایا جانا ضروری ہے، کیونکہ ایسی نذر میں تضحیۂ شاۃ اس کے ذمہ واجب ہے، ایام نحر میں ایسی شاۃ کی قربانی کرے، جس کی اضحیہ شرعاً درست ہے، اگر بصورت ہدی نذر کی ہے تو اس کو حرم میں قربانی کرائے، اگر ہدی اور اضحیہ کے طور پر نذر نہیں کی، بلکہ مطلقاً شاۃ کو تصدق کرنے یا ذبح کر کے اس کا لحم صدقہ کرنے کی نذر کی ہے، جب بھی اس کی عمر اتنی ہی ضروری ہے، جس کی قربانی درست ہے، کیونکہ عرفاً وشرعاً ایسی شاۃ کو شاۃ کہا جاتا ہے، اگر کسی شاۃ معینہ مشار الیہا کی نذر کی ہے تو اس میں یہ شرطیں نہیں بلکہ وہ جس عمر کی بھی ہو اس سے نذر پوری ہوسکتی ہے اور ان ہر دو صورت میں ایام نحر یا حدود حرم کی بھی قید نہیں، آخر میں صورت بالکل ایسے ہی ہے جیسے شاۃ کے علاوہ کوئی شئی معین کر کے اس کے تصدق کی نذر کرے۔

"الاضحية اسم لما يذبح في وقت مخصوص لم يكن فيها الغاء الوقت فاذا نذرها يلزم فعلها فيه والالم يكن اتيابالمنذور لانها بعدها لاتسمى اضحية ولذا يتصدق بها حية اذا خرج وقتها بخلاف مااذا نذرذبح شاة في وقت كذا يلغوذكر

الوقت لانہٗ وصف زائد علیٰ مسمی الشاة واذا الغی علماؤنا تعین الزمان والمکان بخلاف الاضحیة فان الوقت قد جعل جزء من مفهومها تلزم اعتباره ونظیر ذٰلک مالونذر هدی شاة فانهم قالوا انما تجزیه عن الهدی ذبحها فی الحرم والتصدق بها هناک وماذک الا لکون الهدی اسماً لما یهدی الیٰ مکة ویتصدق به فیها فقد جعل المکان جزءاً من مفهومه کالزمان فی الاضحیة فاذا تصدق به فی غیر مکة لم یات بمانذره اھ[1] ج ۵/ص ۲۳۴/قال الکاسانی بعد نذر الاضحیة والهدی ولایجوز فیها الامایجوز فی الاضاحی وهو الثنی من الابل والبقر والجذع من الضان اذاکان ضخما بدائع ج۵/ص ۸۵/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۲/۱۱/۶۲ھ۱۳

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۲/۱۱/۱۳۶۲ھ

متعین جانور کی قربانی کی نذر کا ایک مسئلہ

سوال:- زید نے ایک بھینس کا بچہ پالا وہ گم ہوگیا اس نے کہا کہ اگر وہ مل گیا تو اللہ کے واسطے اس کی قربانی کردوں گا، چنانچہ وہ مل گیا لیکن زید کو اب اس کی ضرورت ہے، کیا شرعاً اسکی اجازت ہے کہ اس کو خود رکھ لے اور اس کے عوض دوسرے جانور کی قربانی کردے، جو کہ اتنی ہی قیمت کا ہو یا اسی کی قربانی ضروری ہے؟

(نوٹ) وہ بچہ اب بچہ نہیں بلکہ بڑا بھینسہ ہے۔

---

[1] شامی نعمانیہ ج۵/ص ۲۱۲/آخر کتاب الأضحیة، بدائع زکریاص ۱۹۲/ج۴/کتاب الاضحیة، البحر کوئٹہ ص ۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۵/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] بدائع الصنائع ج۵/ص ۸۵/کتاب النذر مکتبہ سعید کمپنی پاکستان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اسی کی قربانی لازم ہے، اگر قربانی کے ایام گذر جائیں اور اس کی قربانی کی نوبت نہ آئے تو اس کو زندہ صدقہ کردے۔ شامی ج ۵/ص ۲۰۴/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

ایام قربانی کے بعد شاۃ منذورہ متعینہ کا حکم

سوال:- زید نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو ایک قربانی کروں گا، اللہ کے حکم سے وہ کام ہوگیا، اور زید نے نذر پوری کرنے کے لئے ایک بکری خرید بھی لی مگر اس کی قربانی کو نوبت نہیں آئی، یہاں تک کہ قربانی کی تاریخیں بھی گذر گئیں، تو زید اب اس بکری کی قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اب اس کی قربانی درست نہیں زید کو چاہئے کہ وہ بکری زندہ کسی فقیر مستحق زکوٰۃ کو صدقہ کردے۔ شامی، ج ۵/ص ۲۰۸/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] اذا أوجب شاة بعينها أو اشتراها ليضحى بها فمضت ايام النحر قبل أن يذبحها تصدق بهاحية (شامى نعمانية ج۵/ص ۲۰۴/كتاب الاضحية)البحر كوئٹه ص ۱۷۴/ج۸/كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص۵/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،مجمع الانهر ص ۱۷۰/ج۴/ كتاب الاضحية،دار الكتب العلمية بيروت.

[2] أن الاضحية اسم لما يذبح فى وقت مخصوص لمن يكن فيها الغاء الوقت فاذا نذرهايلزم فعلها فيه والا لم يكن آتياً بالمنذور لانها بعد ها لاتسمى اضحية ولذا يتصدق بها حية اذخرج وقتها(شامى نعمانية ج۵/ص ۲۱۲/كتاب الاضحية)عالمگيرى كوئٹه ص ۲۹۶/ج۵/كتاب الاضحية،الباب الرابع،تبيين الحقائق ص۵/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

بیمار نذر کا گوشت خود کھائے یا ملنے والے کو دے تو کیسا ہے

سوال:- اگر کوئی بیمار ہو وہ صدقہ میں بکرا بکری ذبح کرے تو اس کا گوشت خود کھانا یا ملنے والے کو دینا کیسا ہے یا صرف فقراء کو تقسیم کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نذر مانی ہے تو نہ خود کھانا درست ہے اور نہ مالدار کو دینا درست ہے، بلکہ مستحقین وفقراء کو دینا لازم ہے[1]، اگر نذر نہیں مانی ہے، تو خود بھی کھانا درست ہے اور مالدار کو بھی کھلانا درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حاملہ منذور جانور کی قربانی

سوال:- ایک جانور مرض میں مبتلا ہوگیا، مالک نے منت کرلی کہ اگر خدا اس کو بچائے تو راہِ خدا میں اس کی قربانی دیدوں گا، اب بوقت قربانی وہ جانور تین ماہ کے حمل سے ہے، اس صورت میں اس کی قربانی کی جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے جانور کی قربانی شرعاً درست ہے، جو جانور بالکل قریب الولادت ہو اور بچہ

---

[1] ان وجبت بالنذر فليس لصاحبها ان يأكل منها شيا ولاان يطعم غيره من الاغنياء سواء كان الناذرغنيا اوفقيرا لان سبيلها التصدق وليس للمتصدق أن ياكل صدقته ولاان يطعم الاغنياء كذافي التبيين. (عالمگيری ج۵/ص ۳۰۰/ فصل فی صفة الاضحية)

[2] ويهب منها ماشاء للغنی والفقير والمسلم والذ می (عالمگيری ج۵/ص ۳۰۰/ فصل فی صفة الاضحية)تبيين الحقائق ص۸/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان،البحر كوئٹه ص۱۷۸/ج۸/كتاب الاضحية.

مرنے کا اندیشہ ہوتو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے[1]، تاہم قربانی ادا ہوجائے گی، پھر اگر بچہ زندہ ہوتو اس کو بھی ذبح کرلیا جائے۔ کذافی ردالمحتار[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶؍محرم ۶۸ھ

بکری کے پیٹ سے اگر بکرا پیدا ہوا اس کی قربانی کرنے کی نذر

سوال:- ہندہ نے ایک نذر کی تھی کہ اگر میری بکری کے پیٹ سے کوئی بکرا پیدا ہوا تو اس کی قربانی کروں گی، چنانچہ ایک بکرا پیدا ہوا جس کا ایک پاؤں لنگڑا ہے لیکن وہ چلنے پر قادر ہے، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کو شرط پر معلق کرنا

سوال:- اگر کوئی یوں کہے کہ اگر یہ گائے گابھن ہوتو رکھوں گا ورنہ قربانی کروں گا، فی الحال گائے گابھن نہیں ہوئی، اس وقت گائے کو فروخت کرکے اس کے روپیہ سے دوسری

---

[1] ان تقاربت الولادة يكره ذبحها(شامی نعمانیه ص ۲۱۳ / ج۵ / کتاب الذبائح)

[2] فان خرج من بطنها حياً فالعامة انه يفعل به مايفعل بالام،شامی نعمانیه ص ۲۰۵ / ج۵ / کتاب الاضحية،عالمگيری کوئٹه ص ۳۰۱ / ج۵ / کتاب الاضحية،الباب السادس،خانيه على الهندية ص ۳۵۴ / ج۳ / کتاب الاضحية،فصل فی الانتفاع،مطبوعه کوئٹه.

[3] انما تمشی بثلاث قوائم حتی لو كانت تضع الرابعة على الارض وتستعين بهاجاز.شامی نعمانیه ص ۲۰۵ / ج۵ / کتاب الاضحية،البحر کوئٹه ص ۱۷۶ / ج۸ / کتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص ۵ / ج۶ / کتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

گائے یا بیل لیکر قربانی کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ بیچ سکتے ہیں یا نہیں، نیز یہ نذر بھی صحیح ہے یا نہیں اور شخص مذکور تو انگر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

الفاظ مذکورہ فی السوال میں دو احتمال ہیں ایک اپنے نفس سے وعدہ دوسرے نذر اگر نذر کی نیت نہیں کی ہے، بلکہ وعدہ کی نیت ہے، تب تو نذر ہے نہیں، محض وعدہ ہے جس کا پورا کرنا فرض نہیں، اگر اس کی مصالح کا تقاضہ ہو تو فروخت کرنا جائز ہے، اس کے عوض دوسری گائے وغیرہ کی قربانی کردے، "ھکذا یفھم مماذکر فی البدائع ج۵/ص ۸۴/۔[1] ولو قال انا احرم وانا محرم او اھدی اوامشی الی البیت فان نوی به الایجاب یکون ایجابا لانه یذکرویراد به الایجاب الیٰ ان قال وان نوی ان یعد من نفسه عدة ولایوجب شیئاً کان عدة ولا شئی علیه لان اللفظ یحتمل العدة لانه یستعمل فی العدات وان لم یکن له نیة فھو علی الوعدلانه غلب استعمالهٗ فیه فعند الاطلاق یحمل علیه ھذا اذالم یعلقه بالشرط فان علقه بالشرط بان قال ان فعلت کذا فانا احرم فھو علی الوجوه الذی بینا انه ان نوی الایجاب یکون ایجاباً وان نوی الوعد یکون وعداً لما قلنا وان لم یکن لهٗ نیة فھو علی الایجاب الخ۔

اگر وعدہ کی نیت نہیں تھی یا نذر کی نیت کی ہے تو شرعاً نذر ہوگئی، "اما الذی یجب علی الغنی والفقیرفالمنذوربه بان قال لله علی ان اضحی شاة اوبدنة اوھذه الشاة او ھذه البدنة اوقال جعلت ھذه الشاة اضحیة وھو غنی اوفقیربدائع ج۵/ص ۶۱/۔[2]

اور چونکہ وقت کی تحدید نہیں کی ہے، لہٰذا گابھن ہونے کے لئے قربانی کے وقت تک انتظار کرنا چاہئے، اس وقت تک اگر گابھن نہ ہو تو پھر اس کو قربانی کردینا چاہئے، اگر دوسری

---

[1] بدائع الصنائع ص ۸۴/ج۵/کتاب النذر، مکتبہ سعید کمپنی پاکستان.

[2] کتاب التضحیة، مکتبہ سعید کمپنی پاکستان.

گائے قربانی کے لئے خرید لی تو پھر طرفین کے نزدیک اس گائے کو فروخت کرنا جائز ہے، اور جس قدر اس کی قیمت میں کمی ہو اس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔

"رجل اشتری شاة للاضحية واوجبها بلسانه ثم اشتریٰ باخری جاز لهٗ بيع الاولیٰ فی قول ابی حنيفةؒ ومحمدؒ فان كانت الثانية شراً من الاولیٰ وذبح الثانية فانه يتصدق بفضل مابين القيمتين لانه لمااوجب الاولیٰ بلسانه فقد جعل مقدار مالية الاولیٰ لله تعالیٰ فلايكون له ان يستفضل لنفسه شيئاً فلهذايلزمه التصدق بالفضل. فتاویٰ قاضی خان ج۴/ص ۲۹۴/"[1]

اوراس گائے کی قربانی کرنے سے جو قربانی شرعاً ایام نحر میں واجب ہوتی ہے، وہ ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس واجب کی ادائیگی کے لئے مستقل قربانی ضروری ہے، "ولو قال ذٰلک قبل ايام النحر يلزمه التضحية بشاتين بلاخلاف الخ بدائع ج۵/ص ۶۳/"[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱۱/۵۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۱/۵۲ھ

---

[1] خانية على الهندية ج۳/ص ۳۴۷/کتاب الاضحية فصل فی صفة الاضحية، المحيط البرهانی ص ۴۶۰/ج۸/الفصل الثانی فی وجوب الاضحية بالنذر، ادارة القرآن المجلس العلمی، البحر کوئٹه ص ۱۷۵/ج۸/کتاب الاضحية، عالمگيری کوئٹه ص ۲۹۴/ج۵/کتاب الاضحية، الباب الثانی فی وجوب الاضحية.

[2] کتاب التضحية مكتبه سعيد كمپنی پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۰/ج۶/کتاب الاضحية.

باب ہشتم: چرم قربانی اور گوشت کے مصارف

چرم قربانی والد یا اولاد کو دینا

سوال: -قربانی کی کھال اپنے والد یا اولاد کو دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح قربانی کا گوشت ان کو دیدینا صحیح ہے، اسی طرح قربانی کی کھال بھی ان کو دینا صحیح ہے[۱] (شامی ص۲۰۹/ج۵/) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چرم قربانی کی قیمت تعمیر مدرسہ ومسجد میں دینا

سوال: - چرم قربانی کی قیمت تعمیر مدرسہ ومسجد میں دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ شامی ص۲۰۹/ج۵/[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ویأکل من لحم الاضحیة ویؤکل، وندب ترکه لذی عیالٍ، ویتصدق بجلدها، الشامی النعمانیه، ص ۲۰۹/ج۵/کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج۴/کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیه بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص۸/ج۶/ کتا الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[۲] ویتصدق بجلدها شامی نعمانیةص ۲۰۹/ج۵/کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۴/ ج۴/کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة.

قیمت چرم غریب والد یا اولاد کو دینا

سوال:- چرم قربانی کی قیمت اپنے والد یا اولاد کو دینا کیسا ہے؟ جب کہ وہ غریب ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز نہیں اس کو ایسے شخص کو دیدیں جس کو کہ زکوٰۃ دے سکتے ہوں، والد یا اولاد کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، چرم قربانی کی قیمت کا بھی صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ شامی ص ۲۰۹ / ج ۵ /[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

چرم قربانی کی قیمت چوری ہوگئی تو کیا کرے

سوال:- زید کی جیب سے کسی پاکٹ مارنے قربانی کی چرم کے پیسے جو کہ پینتالیس روپے تھے، نکال لئے، زید نے یہ روپیہ مدرسہ میں صدقہ کرنے کیلئے رکھے تھے، تو کیا یہ شریعت کیطرف سے معاف ہوگیا یا واجب الادا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ زید نے قربانی کی کھال فروخت کردی تھی، تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب تھا، صدقہ کرنے سے پہلے چوری ہوجانے سے واجب ادا نہیں ہوا، اب اتنی مقدار اپنے پاس

---

[1] فان بیع اللحم او الجلدبه أی بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه قوله فان بیع اللحم او الجلدبه الخ افادانه لیس له بیعهما بمستهلک. شامی نعمانی ص ۲۰۹ / ج۵ / کتاب الاضحیة، مجمع الانهر ص ۱۷۴ / ج ۴ / کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۸ / ج ۸ / کتاب الاضحیة.

سے دے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چرم کا صدقہ افضل ہے، یا اس کی قیمت کا

سوال:- چرم قربانی کو صدقہ کرنا افضل ہے، یا اس کو فروخت کر کے قیمت صدقہ کرنا افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی کو صدقہ کرنا افضل ہے[۲]، اور اپنے کام میں لانا مثلاً مصلیٰ، مشک، ڈول بنالینا بھی درست ہے، لیکن اگر فروخت کر کے رقم حاصل کر لی ہے، تو اس کو صدقہ کرنا واجب ہے، خود رکھنا یا اپنے اہل وعیال کے صرف میں لانا درست نہیں۔ مجمع الانہر ص ۵۱۱/ج ۲/[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء قال الشامی تحته فلوضاعت لاتسقط عنه الدرالمختارمع الشامی ص ۲۷۰/ج ۲/مطبوعه کراچی، کتاب الزکاة، مجمع الانهر ص ۲۹۰/ ج ۱/کتاب الزکاة، دارالکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۲۱۰/ج ۲/کتاب الزکاة، طحطاوی علی الدرالمختار ص ۳۹۰/ج ۱/کتاب الزکاة، دارالمعرفة بیروت.

[۲] وحاصله کراهة بیع اللحم والجلد جمیعا بمستهلک وجواز بیعهما بما ینتفع به باقیاً مع الخلاف فی اللحم والاولی التصدق بالکل، اعلاء السنن ص ۲۶۳/ج ۱۷/باب التصدق بلحوم الاضاحی، کتاب الاضاحی، ادارة القرآن کراچی.

[۳] ویتصدق بجلدها اویعمله آلة کجراب اوخف اوفرو، اویشتری به ماینتفع به مع بقائه کغربال، فان بدل اللحم اوالجلد به ای بما ینتفع بالاستهلاک جاز ویتصدق به. مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج ۴/کتاب الاضحیة. مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۱/ج ۵/کتاب الاضحیة، الباب السادس، خانیه علی الهندیة ص ۳۵۴/ج ۳/کتاب الاضحیة، فصل فی الانتفاع.

چرم قربانی کی قیمت کنویں کی تعمیر میں دینا

سوال:-اگر چرم قربانی کی رقم سے کنواں بنایا جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کرنے کے بعد اگر چمڑا فروخت کردے تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے[۱]، جس غریب کو وہ قیمت دی جائے، اگر وہ مالک ہونے اور قبضہ کرنے کے بعد کنواں بنانے کے لئے دیدے تو تعمیر میں خرچ کرنا درست ہے، بدون غریب کو مالک بنائے براہِ راست کنواں بنوانے میں خرچ کرنا درست نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۱/۸۹ھ

قیمت چرم قربانی اور زکوٰۃ میں فرق

سوال:-قربانی کی کھال اگر خود استعمال کرے تو جائز ہے اور اگر بیچ ڈالے تو اس رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے، اس کی کیا وجہ ہے کہ زکوٰۃ خود استعمال نہیں کرسکتا اور کھال اپنی ضرورت میں استعمال کرسکتا ہے؟

---

[۱] ویتصدق بجلدها اویعمله آلة کجراب اوخف اوفرو،اویشتری به ماینتفع به مع بقائه کغربال،فان بدل اللحم اوالجلد به ای بما ینتفع بالاستهلاک جاز ویتصدق به.مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج۴/کتاب الاضحیة.مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت،عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۱/ج۵/کتاب الاضحیة،الباب السادس،خانیه علی الهندیة ص ۳۵۴/ج۳/کتاب الاضحیة،فصل فی الانتفاع.

[۲] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة لایصرف الی بناء نحومسجد الخ الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۳۴۶/ج۲/باب المصرف،مجمع الانهرص ۳۲۸/ج۴/کتاب الزکاة باب احکام المصارف،البحر کوئٹه ص ۲۴۳/ج۲/کتاب الزکاة،باب المصارف.

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی میں عبادت اراقۃ الدم (یعنی خون بہانے) سے ادا ہوگئی[۱] لحم، شحم، عظم، چرم کو خود بھی استعمال کرسکتا ہے، ایسے لوگوں کو بھی ہدیہ دے سکتا ہے، جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، مثلاً اصول وفروع، غنی، سید[۲] البتہ اگر فروخت کردے تو قیمت کا تصدق واجب ہے، کیونکہ فروخت کرکے قیمت خود رکھ لینا متضمن تمول ہے اور اضحیہ سے حق انتفاع تو حاصل ہوتا ہے، حق تمول حاصل نہیں ہوتا، اس لئے اگر چرم قربانی ایسی چیز کے عوض فروخت کردے جواز قبیل دراہم و دنانیر ہو جن کے بقاء سے انتفاع نہیں ہوتا، الا اذا فر فرار الآ بق بلکہ ایسی چیز ہو جس کے بقاء سے انتفاع ہوتا ہے، جیسے دری قالین وغیرہ کہ اس سے انتفاع کے لئے اہلاک کی حاجت نہیں ہوتی تو اس کا تصدق واجب نہیں[۳]۔

زکوٰۃ کی حقیقت ہے تملیک مال[۴] الخ جس کے لئے اخراج عن الملک ضروری ہے،[۵] اور خود استعمال سے اخراج عن الملک نہیں ہوتا، ھذا فرق بینھما۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فان التضحیة اراقة الدم، فتح القدیر ص ۵۰۷/ ج ۹/ دارالفکر بیروت، کتاب الاضحیة.

[۲] وجازت التطوعات من الصدقات لهم الخ، الدرالمختار علی الشامی زکریاص ۳۰۰/ ج ۳/ باب المصرف، کتاب الزکوٰة، وقیدبالزکاة لان النفل یجوز للغنی کماللهاشمی الخ البحر کوئٹه ص ۲۴۵/ ج ۲/ باب المصرف کتاب الزکاة.

[۳] ویتصدق بجلدها اویعمل منه نحو غربال وجراب اویبدله بماینتفع به باقیا لابمستهلک فان بیع اللحم اوالجلد به ای بمستهلک اوبدراهم تصدق بثمنه. (الدرالمختارعلی الشامی، نعمانیه ص ۲۰۹/ ج ۵/ نعمانیه کتاب الاضحیة) مجمع الانهر ص ۱۷۴/ ج ۴/ کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ ج ۸/ کتاب الاضحیة.

[۴] هی ای الزکاة تملیک جزء مال الدرالمختارعلی الشامی زکریاص ۱۷۱/ ج ۳/ کتاب الزکوٰة.

[۵] کماقدمه فی تعریف الزکاة لان الواجب علیه الاخراج عن ملکه رقبةً ومنفعةً، البحرالرائق ص ۲۴۳/ ج ۲/ باب المصرف، کتاب الزکاة.

قیمت چرم قربانی کنواں بنوانے میں

سوال:۔ کیا چرم قربانی کی قیمت کس پبلک کنویں کی تعمیر میں صرف کیا جا سکتا ہے، مسلمانوں کے محلّہ میں کنواں ہے، جو کہ گر چکا ہے، محلّہ کے مسلمان غریب و نادار ہیں، جو چندہ کر کے نہیں بنوا سکتے پانی کی سخت قلت ہے، اس کنویں کا پانی مسجد میں بھی استعمال ہوتا تھا، ایک صاحب قربانی کے چمڑوں کی قیمت سے کنواں منہدم کر کے بنوانا چاہتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کرنے والا چمڑا اگر فروخت کردے تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے[۱] جس غریب کو وہ قیمت دی جائے اگر وہ مالک ہونے اور قبضہ کرنے کے بعد کنواں بنانے کیلئے دیدے تو تعمیر میں خرچ کرنا درست ہے، بدون غریب کو مالک بنائے براہِ راست کنواں بنوانے میں خرچ کرنا درست نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قیمت چرم سے پختہ مزار وغیرہ بنوانا

سوال:- کیا قربانی کی کھال اپنے پیر یا کسی بزرگ کے مزار بنوانے یا اپنے اعزہ کی پختہ قبر وگنبد بنوانے میں لگانا جائز ہے؟

---

[۱] فان بیع اللحم او الجلد بہ أی بمستھلک او بدراھم تصدق بثمنہ الخ الدرالمختار علیٰ الشامی زکریا ص ۴۷۵/ج ۹/ کتاب الاضحیۃ.

[۲] لایصرف الیٰ بناء نحو مسجد کبناء القناطیر والسقایات الیٰ قولہ ان الحیلۃ ان یتصدق علیٰ الفقیر ثم یأمر بفعل ھذہ الاشیاء الخ الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۹۱/ج۳/ کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، خانیہ علی الھندیۃ کوئٹہ ص ۳۱۵/ج۳/ کتاب الوقف، فصل فی المقابر والرباطات،

الجواب حامداً ومصلیاً

قیمت چرم قربانی زکوٰۃ کی طرح واجب التصدق ہے، اور واجب التملیک ہے، کذا فی الدرالمختار[۱]، مواقع مذکورہ میں تملیک متحقق نہ ہونیکی وجہ سے صرف کرنا درست نہیں، قبر پختہ اور اس پر گنبد بنانا منع ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چرم قربانی کی قیمت سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا اور وقف کرنا

سوال:- ایک گاؤں میں قبرستان نہیں ہے اس لئے غریبوں کے مردے دفن ہونے میں دقت پیش آتی ہے، اس لئے گاؤں میں چندہ کیا گیا تا کہ زمین خرید کر وقف کردی جائے، تو چرم قربانی کے روپیہ کو زمین کی خریداری میں لگا سکتے ہیں یا نہیں، جبکہ زمین کے لئے کافی رقم درکار ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی کو جب فروخت کردیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے[۳] لیکن جس کو

---

[۱] فان بيع اللحم اوالجلد به أى بمستهلك اوبدراهم تصدق بثمنه(الدرالمختارعلى رد المحتار ص ۲۰۹ / ج۵ / مطبوعه نعمانيه، كتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۱۷۴ / ج۴ / كتاب الاضحية، دارالكتب العلمية بيروت، البحر كوئٹه ص ۱۷۸ / ج۸ / كتاب الاضحية.

[۲] ولايجصص ولايطين ولايرفع عليه بناء الدرالمختارعلى الشامى كراچى ص ۲۳۷ / ج ۲ / مطلب فى دفن الميت. باب صلوٰة الجنائز، البحر كوئٹه ص ۱۹۴ / ج ۲ / كتاب الجنائز.

[۳] فان بدل اللحم اوالجلدبه اى بالخل وشبهه يتصدق به بالبدل لان القربة انتقلت الى بدله فيجبر على التصدق به الخ الدر المنتقى على مجمع الانهر ص ۱۷۵ / ج ۴ / (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صدقہ کیا ہے اگر وہ مالک ہونے اور قبضہ کر لینے کے بعد قبرستان کی زمین کے لئے دے اور اس پر کسی قسم کا زور اور دباؤ ڈالا جائے، تو پھر اس رقم کو قبرستان کے لئے زمین خریدنے میں صرف کرنا بھی درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۸۸ھ

چرم قربانی سے مہمان خانہ بنانا

سوال:- چرم قربانی کے پیسے سے مہمانخانہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو گاؤں میں ایک مکتب ہے جس کو مہمان خانہ بنالیا جائے، اور مکتب کی جگہ چرم قربانی کے پیسے سے مکتب قائم کر دیا جائے، اس قسم کی تبدیلی درست ہے، یا نہیں؟ اگر تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے تو چرم قربانی کے پیسے قرض لے کر مہمان خانہ بنا سکتے ہیں، یا نہیں؟ اس کے قبل گاؤں والوں نے اس قسم کے پیسے قرض لے کر مسجد بنالی اور یہ معاملہ تین بار ہو چکا ہے، مگر اب تک رد نہیں ہوا اور رد کرنے کی امید بھی نہیں ہے، اسکو مدنظر رکھتے ہوئے جائز اور ناجائز تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کرنے کے بعد جب اس کی چرم فروخت کردی جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمية بيروت، درمختار مع الشامی زکریا ص ۴۷۵/ ج ۹/ کتاب الاضحية، البحر الرائق ص ۱۷۸/ ج ۸/ کتاب الاضحية، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

---

[۱] وقدمنا ان الحيلة ان يتصدق على الفقير ثم يامره بفعل هذه الاشياء الخ درمختار على الشامی زکریا ص ۲۹۳/ ج ۳/ باب المصرف، عالمگیری ص ۴۷۳/ ج ۲/ کتاب الوقف الباب الثانی عشر فی الرباط والمقابر، فتاوی قاضی خان علی الهنديه ص ۳۱۵/ ج ۳/ کتاب الوقف فصل فی المقابر والرباط.

کرنا واجب ہوتا ہے[۱]، تعمیر مہمانخانہ وغیرہ میں اس کا صرف کرنا جائز نہیں ہوتا، جو جگہ مکتب کے لئے وقف کردی گئی ہے۔ اس کو مہمانخانہ بنالینا اور اس کے عوض مکتب کو دوسری جگہ منتقل کردینا جائز نہیں[۲]، اور قیمت چرم قربانی کو تعمیر مکتب میں بھی خرچ کرنا درست نہیں[۳]، مکتب کے مہتمم کو اگر لوگوں نے چرم قربانی کا پیسہ دیا ہے، تو مہتمم امین ہے، اس کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے، اس کو قرضہ دینا جائز نہیں، اگر قرض دیدیا اور لوگوں نے اس کو مسجد یا مہمانخانہ کی تعمیر میں خرچ کردیا تو مہتمم کے ذمہ اس کا ضمان لازم ہوگا[۴] اس کو واجب ہے کہ اتنا پیسہ لوگوں کو واپس کردے جنہوں نے اس کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کے لئے دیا تھا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۰ھ

قیمت چرم قربانی سے جلد بندی

سوال:- چرم قربانی یا اس کی قیمت سے قومی کتب خانوں کی جلد بندی کرائی جاسکتی

---

[۱] فان بيع اللحم او الجلد به أى بمستهلك او بدراهم تصدق بثمنه (الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۳۲۸/ج ۶/كتاب الاضحية) مجمع الانهر ص ۱۷۴/ج ۴/كتاب الاضحية، دار الكتب العلمية بيروت، البحر كوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/كتاب الاضحية.

[۲] شرط الواقف كنص الشارع الدرالمختار على الشامى ص ۴۳۳/ج ۴/ مطلب شرط الواقف كنص الشارع، كتاب الوقف (مطبع كراچى) النهر الفائق ص ۳۲۶/ج ۳/كتاب الوقف، مكتبه عباس احمدالباز، البحر كوئٹه ص ۲۴۵/ج ۵/كتاب الوقف.

[۳] لايصرف الى بناء نحو مسجد كبناء القناطير والسقايات الخ، شامى زكرياص ۲۹۱/ج ۳/ كتاب الزكاة، باب المصرف، خانية على الهندية ص ۳۱۵/ج ۳/كتاب الوقف، البحر كوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/كتاب الاضحية.

[۴] ولو خلط زكاة موكليه، ضمن وكان متبرعاً الدرالمختار على الشامى ص ۲۶۹/ج ۲/كتاب الزكوة كراچى، شرح المجلة ص ۴۸۴/ج ۱/رقم المادة ۱۴۶۳/اتحادبكڈپو ديوبند.

ہے یا نہیں؟ علماء دین اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی لحم قربانی کی طرح ہے، یعنی اس کو اپنے کام میں لانا درست ہے، امیر، غریب، سید وغیرہ کو دینا بھی جائز ہے، لہٰذا اگر کسی مہتمم کتب خانہ کو تملیکاً دیدیا اور اس نے خود چرم سے یا اس کو فروخت کر کے قیمت سے جلد بندی کرادی تو جائز ہے، اگر اصل مالک نے فروخت کردیا ہے، تو تصدق واجب ہے، اس کے ذریعہ سے جلد بندی کرانا جائز نہیں، البتہ اگر قیمت کسی مستحق کو تملیکاً دیدی جائے اور وہ پھر جلد بندی کے لئے دیدے یا خود جلد بندی کرادے تو جائز ہے۔

"ویتصدق بجلدها اویعمل منه نحو غربال اوجراب واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح اھ عالمگیری[1] بحذف، ص ۳۰۱/ ج۵/ فان بدل اللحم اوالجلد به ای بما ینتفع بالاستهلاک جاز ویتصدق به اھ مجمع الانهر[2] ص ۵۲۱/ ج۲/ ولاینبغی له ان یصرف ذٰلک العشر الیٰ عمارة الرباط وانمایصرف الی الفقراء لاغیر ولوصرف الیٰ المحتاجین ثم انهم انفقوا علی عمارة الرباط جاز ویکون ذٰلک حسنا کذافی فتاویٰ قاضی خان عالمگیری ص ۴۷۳/ ج۲/[3] قلت وفی حکم العشر کل مایجب فیه التملیک مثل ثمن لحم الاضحیة وجلدها وفی حکم عمارة الرباط کل مالا

[1] عالمگیری ج۵/ ص ۳۰۱/ الباب السادس فی بیان مایستحب فی الاضحیة والانتفاع بها (مکتبه کوئٹه پاکستان) البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۸/ ج۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[2] مجمع الانهر ج۴/ ص ۱۷۴/ کتاب الاضحیة (مکتبه دارالکتب العلمیة، بیروت.

[3] عالمگیری ج۲/ ص ۴۷۳/ کتاب الوقف، الباب الثانی عشرفی الرباط والمقابرالخ مکتبه کوئٹه پاکستان، خانیه علی الهندیة ص ۳۱۵/ ج۳/ کتاب الوقف، فصل فی المقابروالرباطات، مطبوعه کوئٹه.

تملیک فیه مثل تجلید الکتب۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۳/۶۰ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/ربیع اول ۶۰ھ

مردہ کی طرف سے قربانی کر کے قیمت چرم اپنے بیٹے کو دینا

سوال:-ایک آدمی مردہ کی جانب سے قربانی کرتا ہے، اور قربانی کا چمڑہ جو ہے، اس کی قیمت اپنے لڑکے کو دیتا ہے، جو دور دراز میں پڑھتا ہے، اس غرض سے کہ اس قیمت سے کتابیں خرید لیں اور اس آدمی کے ساتھ بھی رقم دیتے ہیں، کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اصول وفروع کو یہ صدقہ دینا جائز نہیں، لہٰذا بیٹے کے علاوہ کسی اور کو دے، اور دوسرے شرکاء اگر اصول وفروع نہیں تو اس لڑکے کو صدقہ دے سکتے ہیں، اگر اس اصول کے فروع ہیں تو وہ بھی نہیں دے سکتے، حاصل یہ کہ جو مصرف زکوٰۃ ہے وہی اس صدقہ کا مصرف ہے، جس کو زکوٰۃ دینی جائز ہے اس کو یہ صدقہ بھی دینا جائز ہے، جس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اس کو یہ بھی دینا جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۱۲/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہانپور ۲۲/ذی الحجہ ۵۸ھ

---

[1] ولاالی من بینهما ولاد قال الشامی تحته أی اصله وان علا کأبویه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل، کأولاد الاولاد(الدر المختارمع الشامی کراچی ۳۴۶/ج ۲/باب المصرف، کتاب الزکوٰۃ)صدقة الفطر کالزکاة فی المصارف،البحر کوئٹه ص ۲۵۶/ج ۲/باب صدقة الفطر،شامی کراچی ص ۳۳۹/ج ۲/کتاب الزکاة،باب المصرف.

چرم قربانی مالدار کو دینا

سوال:- عالم مالدار کو چرم قربانی وعقیقہ خیرات کرنا جائز ہوگا یا نہیں، اور عالم صاحب چمڑہ لیکر فروخت کر کے صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی لحم قربانی لحم عقیقہ سب کا ایک حکم ہے عالم غیر عالم مالدار غریب سب کو لینا اور سب کو دینا درست ہے، کسی کی کوئی تخصیص نہیں[1] البتہ اگر چرم قربانی کو فروخت کر دیا ہے، تو اس کی قیمت کسی غریب مسکین کو بطور صدقہ دینا واجب ہے خود رکھنا یا کسی مالدار کو (جو مستحق زکوٰۃ نہ ہو) دینا ناجائز ہے، اور جو قربانی بطور نذر کی گئی ہے، اس کا گوشت اور چمڑا سب کچھ غرباء کو دینا واجب ہے خود رکھنا یا کسی غیر مستحق زکوٰۃ کو دینا ناجائز ہے[2] جس کو چرم قربانی دیا وہ اس کو فروخت کر کے اپنے کام میں لاسکتا ہے، نفلی خیرات مالدار کو دینا درست ہے[3] واجب خیرات ایسے کو دینا درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہانپور

---

[1] ویھب منھا ماشاء للغنی والفقیر والمسلم (الھندیۃ ص ۳۰۰/ ج۵/ کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس، فی بیان محل اقامۃ الواجب، مکتبہ کوئٹہ پاکستان) اللحم بمنزلۃ الجلد مجمع الانھر ص ۱۷۴/ ج۴/ کتاب الاضحیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، البحر کوئٹہ ص ۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیۃ.

[2] وان وجبت بالنذر فلیس لصاحبھا أن یاکل منھاشیئاً ولا ان یطعم غیرہ من الاغنیاء (الھندیۃ ص ۳۰۰/ ج۵/ کتاب الاضحیۃ، البا ب الخامس، تبیین الحقائق ص ۸/ ج۶/ کتاب الاضحیۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[3] وجازت التطوعات من الصدقات لھم. الدر المختار علی الشامی کراچی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

چرم قربانی مدرسہ میں صرف کرنا

سوال: -قربانی کا چمڑا مسجدوں مدرسوں میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چرم قربانی کی قیمت کا بھی وہی حکم ہے، جو زکوۃ کا ہے، کیونکہ اس میں بھی تملیک فرض ہے۔ ''فان بدل اللحم او الجلد يتصدق به اى بالبدل لان القربة انتقلت الى بدله فيجبر علىٰ التصدق به الخ سكب الانهر ج ۲/ ص ۵۲۱/''[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

فطرہ اور چرم قربانی تعلیم کے مشاہرہ میں دینا

سوال: - زید کے گاؤں میں ایک سرکاری پرائمری اسکول قائم ہے اس میں خالص دینی تعلیم نہیں ہوتی ہے، بلکہ سرکاری تعلیم ہوتی ہے، اس میں جو ایک شخص معلم ہیں، وہ اس گاؤں کے پیش امام بھی مقرر ہیں، وہ معلم صاحب گورنمنٹ سے مشاہرہ پاتے ہیں، اور پیش امام کا مشاہرہ گاؤں والے الگ دیتے ہیں، تو زید نے پیش امام صاحب سے کہا کہ آپ ان

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ص ۳۵۱/ ج ۲/ باب المصرف، كتاب الزكوة، وقيدبالزكاة لان النفل يجوز للغنى كما للهاشمى واما بقية الصدقات المفروضة والواجبة كالعشروالكفارات والنذرو وصدقة الفطر فلايجوزصرفها للغنى الخ البحر كوئٹه ص ۲۴۵/ ج ۲/ باب المصرف، كتاب الزكاة.

[۱] سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۱۷۵/ ج ۴/ كتاب الاضحية (دار الكتب العلميه بيروت) البحر كوئٹه ص ۱۷۸/ ج ۸/ كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۸/ ج ۶/ كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

بچوں کو ایک دو گھنٹے درسی تعلیم دیجئے، آپ کو اس تعلیم کے عوض میں علیحدہ مشاہرہ دیا جائیگا، چنانچہ پیش امام صاحب اس کام کو انجام دے رہے ہیں، تو زید صدقہ فطر اور چرم قربانی کی رقم کو اسی مذکورہ گاؤں کے کسی یتیم وغریب سے تملیک کرکے اس پیش امام صاحب کو اس دینی تعلیم کے معاوضہ میں مشاہرہ دے رہا ہے، تو یہ صورت از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دینی تعلیم کا انتظام بہت ضروری ہے، ماں باپ ہی اپنی اولاد کا دھیان رکھیں، اور اجتماعی حیثیت سے بھی بچوں کیلئے تعلیم کا انتظام کیا جائے، جس طرح بچوں کے لئے کھانے کپڑے کا انتظام ضروری تصور کیا جاتا ہے، اسی طرح ان کے لئے علم دین سکھانے کا انتظام بھی ضروری ہے، اس لئے آپس میں چندہ کیا جائے، بچوں سے فیس لی جائے، اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو مجبوراً زکوٰۃ وغیرہ کا پیسہ جمع کرکے بھی مدرس کو تملیک کے بعد دے سکتے ہیں، بلا شدید مجبوری کے یہ صورت اختیار نہ کی جائے، نابالغ سے تملیک کرانا غلط ہے، بالغ سے درست ہے، مگر اس پر جبر یا دباؤ نہ ہونا چاہئے، بہرصورت یہ ہے کہ کسی غریب مستحق زکوٰۃ سے کہا جائے کہ مدرس کی تنخواہ کیلئے اتنے روپیہ کی ضرورت ہے تم دیدو وہ کہے گا کہ میرے پاس نہیں ہیں، میں غریب آدمی ہوں، اس سے کہو کہ اپنی ضروریات کیلئے بھی تو قرض لینے کی نوبت آتی ہے، اب دینی ضرورت کے لئے کسی طرح انتظام کردو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قرض ادا کردیگا، وہ کسی سے قرض لاکر دیدے، اس سے تنخواہ ادا کردی جائے، پھر کسی وقت زکوٰۃ کا پیسہ اس کو دیدیا جائے، اس سے قرض ادا کردے، فطرہ کا پیسہ بھی اسی طرح دیا جاسکتا ہے، قربانی کرنے والے اگر اپنی قربانی کی کھال مدرسہ کے مہتمم (زید) کو دیکر مالک بنادیں اور وہ فروخت کردے، تو اس قیمت میں مزید کسی تملیک کی حاجت نہیں، ہاں اگر وہ لوگ چرم قربانی کو فروخت کرکے اس کی قیمت زید کو دیدیں، تو پھر وہ قیمت براہِ راست مدرس کی تنخواہ میں نہ

دے بلکہ تملیک کے بعد دے سکتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قیمت چرم قربانی کا مصرف مدارس میں

سوال:- (۱) قیمت چرم قربانی جو مدارس میں داخل کی جاتی ہے، اس کو مدرسہ کے تصرف میں لانا بصورتِ حیلہ جائز ہے، یا بغیر حیلہ؟

(۲) قیمت چرم قربانی کو مدرسہ کے تصرف میں لانا میعاد ہے یا غیر میعادی؟ اگر میعادی ہے تو کتنی مدت؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس سے طلبہ کو نقد، کھانا کپڑا، جوتا، کتاب وغیرہ تملیکاً دینا بغیر حیلہ کے بھی درست ہے، بشرطیکہ وہ مستحق ہوں یعنی صاحبِ نصاب اور سید نہ ہوں اور مدرسین کو تنخواہ میں دینا، تعمیر میں صرف کرنا، وقف کے لئے کتابیں وغیرہ خرید کر وقف کرنا، بغیر حیلۂ تملیک کے درست نہیں، الغرض یہ واجب التصدق ہونے کی بنا پر زکوٰۃ کے حکم میں ہے، "**فان بدل اللحم او الجلد به ای بالخل و شبهه یتصدق به ای بالبدل لان القربة انتقلت الیٰ بدله فیجبر**

[1] **و لاینبغی له' أن یصرف ذٰلک العشر الی عمارة الرباط و انما یصرف الی الفقراء لاغیرولو صرف الیٰ المحتاجین ثم انهم انفقوا علی عمارة الرباط جاز و کذٰلک من علیه الزکاة لواراد صرفها الیٰ بناء المسجدأو القنطرة لایجوز فان اراد الحیلة فالحیلة ان یتصدق به المتولی علی الفقراء ثم الفقراء یدفعونه الی المتولی ثم المتولی یصرف الی ذٰلک (الهندیة ص ۴۷۳/ ج ۲/ کتاب الوقف،الباب الثانی عشرفی الرباط والمقابر)(مکتبه کوئٹه پاکستان) خانیه علی الهندیة ص ۳۱۵/ج ۳/ کتاب الوقف،فصل المقابر،شامی کراچی ص ۳۴۵/ ج ۳/کتاب الزکاة،باب المصرف.**

علیٰ التصدق به کما فی البرهان،سکب الانهر[۱] ص ۵۲۱/ج ۲/".

(۲) تصرف میں لانے کی صورت تو معلوم ہوگئی،مگر میعادی وغیر میعادی کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اس کو واضح کیجئے،اور تصرف کا جو حکم مذکور ہوا وہ ہمیشہ کے لئے ہے،اس کی کوئی میعاد نہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ذیعقدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ذیعقدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح:عبد اللطیف مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۲۲/ذیعقدہ ۶۰ھ

مکتب میں زکوٰۃ اور قیمت چرم قربانی

سوال:- ہمارے یہاں ایک مکتب اسلامیہ درجہ چہارم تک قائم ہے،جس میں دو مدرسین کام کرتے ہیں،سڑک بورڈ ضلع میرٹھ سے مبلغ پندرہ روپیہ ماہوار بطور امداد مقرر ہے، تعداد طلبہ ۲۷/ ہے مکتب مذکور ضلع کے خاص مکتبوں میں شمار کیا جاتا ہے،یہاں کے مسلمانوں کی حالت نہایت کمزور ہے،مکتب کی مالی امداد سے مجبور ہیں طلباء سے فیس وغیرہ قطعاً نہیں لیجاتی اورغریب طلباء کے لئے کتابوں کا انتظام بشکل چندہ سے کیا جاتا ہے،مکتب میں درجہ تین و چار میں فارسی بھی پڑھائی جاتی ہے،دینیات میں رسالہ ہائے تعلیم الاسلام مصنفہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ پڑھائے جاتے ہیں،ایک حافظ قرآن کا اضافہ کرکے حفظ کلام جاری کرنے کا ارادہ ہے،ایسی صورت میں چرم قربانی،نیز زکوٰۃ کا روپیہ اس مکتب کی امداد میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

---

[۱] سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۱۷۵/ج ۴/کتاب الاضحیة،مکتبه دار الکتب العلمیة بیروت،البحر کوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص ۸/ج ۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

زکوٰۃ اور چرمِ قربانی کو تعمیر یا تنخواہ میں یا وقفی کتب وقرآن شریف خریدنے میں صرف کرنا جائز نہیں، البتہ مستحق طلبہ کے وظائف میں صرف کرنا درست ہے، کہ ان طلباء کے کپڑے وغیرہ بنادئے جائیں، اگر مکتب متولی یا مہتمم غریب اور مستحق ہو اور مالکان زکوٰۃ یا قیمت چرم قربانی اس کو دیدیں اور مالک بنادیں تو اس کو از خود تنخواہ یا تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا درست ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی غریب مستحق کو دیکر قبضہ کرادیں اور وہ اپنی طرف سے مکتب کے لئے دیدے تب بھی مکتب کی جمیع ضروریات میں صرف کرنا درست ہے، یہ حکم ہے زکوٰۃ اور قیمت چرم قربانی کا[1]۔

اگر مالکان قیمت نہیں بلکہ خود چرم قربانی کا مہتمم مکتب کو مالک بنادیں تو اس کے لئے مہتمم کا غریب اور مستحق زکوٰۃ ہونا ضروری نہیں، بلکہ وہ مالدار ہونے کی حالت میں بھی اس کو حسب ضرورت صرف کرسکتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح، عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/۵۷ھ

---

[1] هی تملیک جزء مال عینه الشارع مع قطع المنفعة عن المملک من کل وجه (درمختار مع الشامی کراچی ص۲۵۸/ ج۲/ کتاب الزکاة) مصرف الزکاة هوفقیر ومسکین (الیٰ قوله) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة لایصرف الیٰ بناء نحو مسجد (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۳۹/ ج ۲/تا۳۴۴/ کتاب الزکاة،باب المصرف)مجمع الانهر ص۳۲۸/ ج۴/ کتاب الزکاة،باب احکام المصارف،البحر کوئٹه ص۲۴۳/ ج۲/ کتاب الزکاة،باب المصارف.

[2] ویأکل من لحم الاضحیة ویوکل ویدخر لماجاز ان یأکل منه وهو غنی فأولیٰ ان یجوز له طعام غیره وان کان غنیا (الیٰ قوله) واللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح (بحر مکتبه ماجدیه،کوئٹه ص ۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیة)البحر کوئٹه ص۱۷۸/ ج۸/ کتاب الاضحیة،تبیین الحقائق ص۸/ ج۶/ کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان.

چرم قربانی سے تنخواہ دینا

سوال:- اس موضع میں ایک مدرسہ اسلامیہ قائم ہے، دو تین مہینہ سے چندہ وصول نہیں ہوا ہے، اور نہ وصولیابی کی کوشش کی گئی ہے، اس لئے مدرسین کی تنخواہیں باقی ہیں، چرم قربانی مہتمم صاحب کے پاس جمع ہیں، ان کو فروخت کرکے کیا یہ رقم تنخواہ باقی داران میں صرف کی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دینے والوں نے مہتمم صاحب کی ملک کردیا ہے اور ضروریات مدرسہ کے لئے بطور چندہ کے نہیں دیا تو اس کو فروخت کرکے تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا شرعاً درست ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۲/۵۶ھ

قربانی کی کھال تعمیر مسجد میں

سوال:- میں نے اپنے قربانی کے جانور کی کھال نیز اپنے دیگر احباب کے قربانی کے جانوروں کی کھالیں ان کی اجازت سے لیکر تعمیر مسجد کے واسطے دیدیں تو اس صورت میں کیا قربانی کے جانوروں کی کھالوں کی قیمت تعمیر مسجد پر صرف ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو مجھ کو نیز میرے مذکورہ بالا احباب کی نسبت حکم شرعی کیا ہے، یعنی اگر ہم نے کھالیں ناجائز طور پر دیدی ہیں تو آیا ان کھالوں کی قیمت ہم لوگوں کو دوبارہ کسی دیگر جائز امر میں دینا ضروری ہے

---

[۱] فان ارادالحیلة فالحیلة ان یتصدق به المتولی علی الفقراء یدفعونه الی المتولی ثم المتولی یصرف الی ذالک الخ عالمگیری کوئٹه ص۴۷۳/ج۲/کتاب الوقف،الباب الثانی عشر، فتاوی قاضی خاں علی الهندیة کوئٹه ص۳۱۵/ج۳/کتاب الوقف، فصل فی المقابر،

یانہیں؟ مسئلہ ہذا کتاب وسنت اور اہل سنت و جماعت کی مسلم کتب فقہ سے حل فرمایا جاوے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ کے احباب نے وہ کھالیں آپ کی ملک کردیں یا آپ نے وہ سب متولی مسجد کی ملک کردیں تو پھران کو فروخت کرکے متولی نے یا آپ نے تعمیر مسجد میں صرف کردیا تو درست ہے، اور اگر بغیر تملیک کے ان کو فروخت کرکے قیمت تعمیر میں خرچ کی گئی ہے تو یہ صورت ناجائز ہوئی، ایسی صورت میں ان قیمتوں کا صدقہ کرنا لازم ہے، چرم قربانی کو اگر فروخت کردیا جائے، تو قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہوتا ہے، اور اس قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہوتا، ہاں اگر صاحب قربانی خود فروخت نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کو مالک بنادے تو وہ فروخت کرکے جہاں چاہے قیمت کو صرف کرسکتا ہے، "ویتصدق بجلدها اویعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو اویبدله بماینتفع به باقیا لابمستهلک کخل ولحم ونحوه کدراهم فان بیع اللحم اوالجلدبه ای بمستهلک اوبدراهم تصدق بثمنه اھ قوله تصدق بثمنه ای وبالدراهم فیما لو ابدله بها اھ شامی کتاب الاضحیة جلدخامس ص ۲۰۹/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کیم محرم ۷۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور کیم محرم ۷۰ھ

چرم قربانی مسجد میں

سوال: - قربانی کی کھالیں اکثر مساجد میں دی جاتی ہیں، اور غالباً لوگوں کا بھی یہ خیال ہوتا ہے، کہ چونکہ ائمۂ مساجد سال بھر تک مسجد کی خدمت کرتے ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ

[1] شامی نعمانیہ ج۵/ص ۲۰۹/کتاب الاضحیة، عالمگیری کوئٹہ ص۳۲۸/ج۶/کتاب الاضحیة، الباب السادس، البحر کوئٹہ ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة.

سلوک کیا جاوے، یا دوسرے لفظوں میں سالانہ خدمت کا معاوضہ دیا جائے، چونکہ اکثر حصہ یا قلیل مقدار ایسے اماموں کی ہے جن کو زکوٰۃ دینی واجب ہے، تو کیا چرم قربانی ایسے ائمہ کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

چرم قربانی کا حکم لحم قربانی کی طرح ہے، جس کے دینے کے لئے فقیر غیر صاحب نصاب یا غیر سید ہونا لازم نہیں، بلکہ فقیر صاحب نصاب، سید سب کو دینا درست ہے، البتہ معاوضہ اور اجرت میں دینا کسی کو بھی درست نہیں، نہ امام کو نہ مؤذن کو نہ صاحب نصاب کو نہ فقیر کو نہ امام وغیرہ کو اس کا لینا جائز۔

البتہ اگر چرم قربانی کو فروخت کر دیا ہے، تو اس کی قیمت کو بطور صدقہ کسی فقیر کو دینا واجب ہے، خود رکھنا یا کسی مالدار کو دینا یا کسی کو اجرت میں دینا ہرگز جائز نہیں۔ " ويتصدق بجلدها او يعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو او يبدله بما ينتفع به باقيا كما مر لا بمستهلك كخل ولحم ونحوه كدراهم فان بيع اللحم او الجلد به اى بمستهلك او بدراهم تصدق بثمنه اى وبالدراهم فيما لو ابدله بها ولا يعطى اجر الجزار منها لانه كبيع لان كلا منهما معاوضة لانه انما يعطى الجزار بمقابلة جزره والبيع مكروه فكذا مافى معناه كفاية اھ درمختار وشامی، ص ۲۰۹ رج ۵ ر۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱۱/۷۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱۱/۷۵ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۳۲۸ / ج ۶ / کتاب الاضحية، ويتصدق بجلدها واللحم بمنزلة الجلد فى الصحيح ولا ان يعطى اجر الجزار والذابح منها (الهندية ص ۳۰۱ / ج ۵ / مختصراً الباب السادس، كتاب الاضحية الخ مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر كوئٹه ص ۱۷۸ / ج ۸ / كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۸ / ج ۶ / كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

چرم قربانی امام کیلئے

سوال:-(۱) بکرامام صاحب نصاب ہے،اورامامت کے معاوضہ میں چرم قربانی لیتا ہے، چرم کی قیمت نہیں لیتا ہے،بکر کے لئے چرم قربانی جائز ہے، کہ نہیں اورلوگوں کی قربانی جائز ہے کہ نہیں؟

(۲) بکرامام صاحبِ نصاب ہے چرم قربانی معاوضہ میں نہیں لیتا ہے، بلکہ کہتا ہے کہ اگرآپ لوگ خوشی سے دیں تو صاحب نصاب کو چرم قربانی لینا جائز ہے، کیونکہ اگرقربانی کرنے والا صاحب نصاب چرم قربانی کواپنے تصرف میں لائے یاکسی اورشخص صاحب نصاب کو دے تو جائز ہے، کیونکہ چرم قربانی خیرات کرنا مستحب ہے،کیا بکرامام صاحب نصاب کو بغیر معاوضہ چرم قربانی لینا جائز ہےاورلوگوں کی قربانی میں نقص تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

معاوضہ میں جس طرح قیمت ناجائز ہے چرم قربانی بھی ناجائز ہے،اس کی واپسی ضروری ہے،قربانی تو درست ہے مگر مقدارِ چرم کااس حالت میں صدقہ کرنا ضروری ہوگا[1] یہ تو صحیح ہے کہ چرم قربانی صاحب نصاب کودینا درست ہے،جس طرح کہ لحم قربانی دینا درست ہے[2] مگر عادۃً ائمہ مساجداپنا حق سمجھتے ہیں،اگران کونہ دیا جائے،تو ناراض ہوتے ہیں،حتی کہ مسجد چھوڑکردوسری جگہ چلے جاتے ہیں،اگرچہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم معاوضہ نہیں لیتے بلکہ

---

[1] شامی نعمانیه ج۵/ص ۲۰۹/کتاب الاضحیة،واللحم بمنزلة الاضحیة فی الصحیح فلا یبیعه بمالاینتفع به الابعدالاستهلک ولوباعهابالدراهم لیتصدق بهاجازلانه قربة،ولایعطی اجرة الجزار منهاشیًا الخ،البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة.

[2] ویهب منها ماشاء للغنی والفقیر والمسلم الخ (الهندیة ص۳۰۰/ج۵/کتاب الاضحیة،فی بیان محل اقامة الواجب،الباب الخامس الخ مکتبه کوئٹه پاکستان،تبیین الحقائق ص۸/ج۶/کتاب الاضحیة،مکتبه امدادیه ملتان،البحر کوئٹه ص۱۸۷/ج۸/کتاب الاضحیة.

تم لوگوں کی خوشی پر موقوف ہے، دو یا نہ دو، اس لئے ایسی حالت میں ان کو دینا منع ہے، اگر دیدیا جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، اگر کسی جگہ پر چرم قربانی امام کو دینے کا رواج نہ ہو اور کوئی کسی امام کو نہ دیتا ہو، امام کو بھی یقین ہو کہ یہاں سے نہیں ملے گا نیز امام کا معاوضہ بصورت تنخواہ یا فصلانہ نہ مقرر ہو، تو جس طرح لحم قربانی امام کو دیا جاتا ہے، اسی طرح چرم قربانی بھی دینا درست ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۸/۶۰ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۸/۶۰ھ

قربانی کی کھال امام کے لئے

سوال: - قربانی کی کھال کس کو دینی چاہئے پیش امام مسجد کو دینی درست ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کی کھال امیر فقیر سب کو دینی جائز ہے، اس کیلئے فقیر ہونا شرط نہیں لیکن اگر فروخت کردی ہے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا یعنی غریب کو دینا واجب ہے، قربانی کی کھال کو خود اپنے کام میں لانا یعنی ڈول وغیرہ بنانا بھی جائز ہے، مگر کھال یا اس کی قیمت کو کسی اجرت میں دینا درست نہیں، امام عام طور پر اس کو اپنی اجرت میں شمار کرتے ہیں، لہٰذا ان کو بھی درست نہیں، البتہ اگر امام کی تنخواہ مستقل ہو اور کھال اس کو نہ دیجاتی ہو پھر اس کو کوئی دیدے تو درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۲/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۵/ ذی الحجہ ۵۴ھ

---

[1] و یو کل غنیاً ویتصدق بجلدها اویعمل منه نحو غربال وجراب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت

سوال:- میت کی طرف سے جو قربانی کی جائے تو اس کا گوشت قربانی کرنیوالا خود بھی کھا سکتا ہے، یا کل کا صدقہ کرنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر میت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے قربانی کی جائے تب تو اس کا تمام گوشت صدقہ کردیا جائے، اگر وصیت نہیں کی تو قربانی کرنے والا خود بھی کھا سکتا ہے، بلکہ اس تمام گوشت کا مالک ہے، جس طرح اپنی قربانی کے گوشت کا مالک ہے! شامی، ج۵/ ص۲۰۷، ۲۱۳/[١] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے گوشت کا صدقہ

سوال:- جس کے گھر میں کھانیوالے زیادہ ہوں تو کیا اس کے ذمہ بھی قربانی کا ایک تہائی گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وقربة وسفرة ودلو ويبدله بما ينتفع به باقيا لا بمستهلك كدراهم فان بيع اللحم او الجلدبه او بدراهم تصدق بثمنه ولا يعطى اجر الجزار منها لانه كبيع قال الشامی تحته لانه كلامنهما معاوضة (مختصراً) الدرالمختار مع الشامی ص ٢٠٩/ ج۵/مطبوعه نعمانيه، كتاب الاضحية) تبيين الحقائق ص٨/ج٦/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص١٧٨/ج٨/كتاب الاضحية.

[١] من ضحى عن الميت يصنع كمايصنع فی اضحية نفسه من التصدق والا كل والاجر للميت والملك للذابح قال الصدر والمختار انه بامر الميت لاياكل منها والا يأكل (شامی نعمانية، ص٢٠٧/ج۵/كتاب الاضحية، بزازيه على الهندية ص٢٩٥/ج٦/كتاب الاضحية، السابع فی التضحية، اعلاء السنن ص٢٧٢/ج١٧/كتاب الاضاحی، ادارة القرآن كراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک تہائی گوشت کا صدقہ کرنا لازم تو کسی کے ذمہ بھی نہیں صرف مستحب ہے، اگر تمام گوشت اپنے گھر رکھے اور کھائے تب بھی جائز ہے، البتہ اگر قربانی کی نذر مانی ہے تو اس کا تمام گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے۔ عالمگیری ص ۱۰۵/ج ۴/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کی کھال کا کھانا

سوال:- قربانی بیل وغیرہ کا چمڑہ پکا کر کھانا جائز ہے یانہیں یہ جو مشہور ہے کہ سر گوسفند مع پوست بریاں کردہ شدہ یا تیار کردہ میخوردہ درست ہے یانہ از ملک برما۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا گوشت سر چمڑہ سب ایک حکم میں ہے سب کا کھانا درست ہے، نیز دوسرے کو دینا بھی جائز ہے، البتہ سات چیزوں کا کھانا درست نہیں "ما یحرم من اجزاء الحیوان الماکول سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدة والمثانة والمرارة" (بدائع[2] شامی ص ۲۱۹/ج ۵/[3] سراج وہاج کی عبارت سے بھی جلد شاۃ مذکاۃ کا کھانا جائز معلوم ہوتا ہے، البتہ مدبوغ میں اختلاف ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۱/۵۳ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/ذی الحجہ ۵۳ھ

---

[1] ولأفضل ان يتصدق بالثلث ولو تصدق بالكل جاز ولوحبس الكل لنفسه جاز ان وجبت بالنذر فليس لصاحبهاأن ياكل منها شيئاً، لان سبيلها التصدق. الهندية ص ۳۰۰/ج۵/ كتاب الاضحية، الباب الخامس فى بيان محل اقامة الواجب الخ .مكتبه كوئٹه پاكستان، شامى كراچى ص ۳۲۸/ ج۶/ كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۸/ ج۶/ كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

[2] بدائع ج۴/ص ۱۹۰/ كتاب الذبائح والصيود، بيان مايحرم اكله من اجزاء الحيوان الماكول.

[3] الدرالمختارعلى الشامى ص ۴۷۷/ ج۵/ كتاب الخنثىٰ مسائل شتى، مكتبه نعمانيه.

قربانی کے گوشت کا تیسرا حصہ صدقہ کرنا

سوال:-عوام قربانی کے گوشت میں سری، پائے، کلیجی، الگ نکلوا کر خود استعمال میں لاتے ہیں، جبکہ قربانی کی دعا میں گوشت کے بدلہ گوشت اور بال کے بدلہ بال وغیرہ ہے، تو کیا جائز ہوا؟ کیوں کہ اس دعا کے اعتبار سے تو ہر چیز کے تین حصے کئے جانے چاہئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تیسرا حصہ صدقہ کرنا محض مستحب ہے، واجب نہیں، اگر تمام گوشت خود رکھ کر کھالیا جائے، تب بھی جائز ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۰ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۴ھ

قربانی کا گوشت پکا کر دینا

سوال:-عموماً قربانی کا گوشت خویش واقارب، غرباء اور مساکین کے درمیان ہدیہ کر دیا جاتا ہے، اگر اضحیۃ کا گوشت ہدیہ نہ کیا جائے، بلکہ پکا کر دیا جائے، تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایسی دعوت کا قبول کرنا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص ایسی دعوت کو قبول نہ کرے، بلکہ ناجائز بتلائے، تو ازروئے شرع تارک سنت ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا گوشت امیر غریب سب کو دینا درست ہے، عزیز واقارب کو بھی دیا جا سکتا

---

[1] وندب ان لاینقص التصدق عن الثلث ولو حبس الکل لنفسه جاز الخ الدرالمختار مع الشامی ص ۲۰۸/ج۵/مکتبه نعمانیه، کتاب الاضحیة، الهندیة ص ۳۰۰/ج۵/کتاب الاضحیة، الباب الثامن فی محل اقامة الواجب مطبوعه کوئٹه، تبیین الحقائق ص ۸/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

ہے، پکا کر کھلانا اور دعوت کرنا بھی درست ہے، جو شخص ایسی دعوت کو ناجائز بتلائے اس سے دلیل طلب کی جائے، نذر کی قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے، اگرچہ پکا کر ہو وہ مالدار کو دینا درست نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے گوشت سے ایصال ثواب اور مروجہ فاتحہ

سوال:- ہندوستان میں بعض اشخاص کے یہاں یہ دستور ہے کہ مردوں کی ارواح کو ایصال ثواب یعنی فاتحہ کرنے کے لئے قربانی والے گوشت سے مردوں کی فاتحہ نہیں دلاتے بلکہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے نام سے قربانی ہوتی ہے، اس کو ثواب ملے گا اس گوشت کا اس لئے علیحدہ گوشت منگوا کر بعد پکانے کے مردوں کی فاتحہ دلاتے ہیں، ہندوستان کی یہ جاہل رسم قابل ترک و بدعت ہے یا نہیں، عوام کا یہ کہنا ہے کہ قربانی کا ثواب جس کے نام کیا مل گیا، سب ارواح کو نہیں ملے گا، اور نہ اس گوشت سے ثواب ملے گا، کیونکہ قربانی والا گوشت تو وہی ہے، اس لئے علیحدہ خریدتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عوام کا یہ عقیدہ اور خیال غلط و باطل ہے جس نے قربانی کی اس کو ثواب نفس قربانی کا ملا ہے، گوشت کو خدا کے واسطے دینے کا ثواب مستقل ہے، قربانی کی وجہ سے اس میں کمی نہیں آتی۔

---

[1] ویستحب أن یاکل من اضحیته ویطعم منها غیره والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقاربه واصدقائه ویدخر الثلث ویطعم الغنی والفقیر جمیعاً وان وجبت بالنذر فلیس لصاحبها ان یاکل منها شیئاً ولاأن یطعم غیره من الاغنیاء الهندیة ص ۳۰۰/ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس، فی بیان محل اقامة الواجب الخ مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۸/ ج۶/ کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص۸/ ج۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

طریقۂ مروجہ پر یعنی کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھانا بھی شرعاً بے اصل ہے، اور بدعت ہے[۱] اس کا ترک ضروری ہے، بلا التزام تاریخ وہیئت وغیرہ کے جب توفیق ہو غلہ، کھانا، کپڑا، نقد، جوتہ، وغیرہ دے کر یا نماز، قرآن، دعا پڑھ کر یا روزہ رکھ ثواب پہنچا دیا جائے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں[۲] جس شخص کو جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو وہ چیز دینے سے زیادہ ثواب ہوتا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خدمت گزاروں کو قربانی کا گوشت

سوال:-متعدد جگہ دستور ہے کہ قصائی، نائی، دھوبی، بھنگی بھی قربانی کا گوشت مانگتے ہیں اوران کو دیا بھی جاتا ہے، اگر نہ دیا جائے، تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق مارلیا اور بہت ناراض ہوتے ہیں، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے، آیا ان کا اپنا حق الخدت سمجھنا اور اس بناء پر ان کو دینا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ حق الخدمت سمجھنا بھی غلط ہے، اوراس طرح دینا بھی منع ہے، اگر اس طرح دیدیا ہے، تو جس قدر دیا ہے، اس کی قیمت صدقہ کردی جائے۔شامی ص ۲۰۹/ج ۵/[۳] بغیر حق

---

[۱] قرأة الفاتحة والاخلاص والكافرون على الطعام بدعة (فتاوى سمرقندى بحواله فتاوىٰ رحيميه ص ۱۹۳/ج ۳/باب رسومات وبدعات)

[۲] للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصوماً اوصدقة اوغيرها(شامى زكرياص ۱۵۱/ ج ۳/مطلب فى القرأة للميت)باب صلاة الجنائز،تاتارخانيه ص ۵۴۵/ج ۲/كتاب المناسك، الفصل الخامس عشرفى الرجل يحج عن الغير،ادارة القرآن كراچى،عالمگيرى كوئٹه ص ۲۵۷/ج ۱/كتاب الحج الباب الرابع عشرفى الحج عن الغير.

[۳] ولايعطىٰ اجرالجزار منها لأنه كبيع قوله كبيع لان كلامنهمامعاوضة لانه انمايعطى الجزار بمقابلة جزره.نعمانيه كتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص ۸،۹/ج ۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان،البحر كوئٹه ص ۱۷۸/ج ۸/كتاب الاضحية.

الخدمت کے دیا جائے تو مضائقہ نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت خاکروب وغیرہ کو دینا

سوال:- قربانی کا گوشت آیا ہنود کو دے سکتے ہیں، یا نہیں اس میں خاکروب بھی شامل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذمی کو دینا جائز ہے[2] چاہے وہ خاکروب ہو یا کوئی اور لیکن کسی خدمت وغیرہ کے عوض میں دینا درست نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت مہترانی کو دینا

سوال:- میرا معمول ہے کہ ہر عیدالاضحیٰ پر ایک بکرے کی قربانی جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کیا کرتا ہوں، اس سلسلہ میں دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس کا گوشت اپنے یہاں کی مہترانی کو دیا جا سکتا ہے، علاوہ ازیں اس قربانی کے گوشت کے تین حصے کر لئے جاتے ہیں،

---

[1] مایدفعه الی الجزار اجرة عوض عن عمله وجزارته ولاتجوزالمعاوضة بشئی منها فاما ان دفع الیه لفقره اوعلی سبیل الهدیة فلابأس الخ اعلاء السنن ص۲۶۷/۱۷/کتاب الاضاحی، ادارة القرآن کراچی، حاشیه الشلبی ص ۹/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

[2] ویهب منهاما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذافی الغیاثیة (الهندیةص ۳۰۰/ج۵/ الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب الخ /مکتبه کوئٹه پاکستان) اعلاء السنن ص۲۵۸/ ج۱۷/باب بیع جلدالاضحیة، ادارة القرآن کراچی حاشیه الطحطاوی علی الدرالمختار ص۱۶۶/ج۴/کتاب الاضحیة، کراچی.

ان کی تقسیم ایسے ہوتی ہے کہ ایک حصہ اپنے لئے دوسرا عزیزوں اور احبابوں کے لئے، تیسرا حصہ غرباء مساکین کے لئے دوسری بات یہ ہے کہ میں کسی کسی موقع پر حضور ﷺ کی طرف سے صدقہ کا بکرا کرتا ہوں، اوراسی طرح ایک بزرگ ہیں، ان کی طرف سے بھی صدقہ کا بکرا کیا کرتا ہوں کیا صدقہ کا گوشت اپنے یہاں کی مہترانی کو بھی دیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

دونوں قسم کی قربانی کا گوشت مہترانی کو بھی دینا درست ہے[1]، مگر معاوضۂ خدمت میں نہ ہو، حضرت نبی اکرم ﷺ کی طرف سے جو قربانی کی جائے، اس کے تین حصے کر لینا درست ہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۹/۸۸ھ

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت

سوال:- قربانی کا گوشت غیر مسلم بھنگی وغیرہ کو دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز ہے[3]، مگر معاوضۂ خدمت میں نہ دے[4]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویهب منها ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی (الهندیة ص ۳۰۰/ ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مکتبه کوئٹه پاکستان، اعلاء السنن ص ۲۵۸/ ج ۱۷/ باب بیع جلد الاضحیة، ادارة القرآن کراچی، حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۶۶/ ج۴/ کتاب الاضحیة کراچی.

[2] من ضحی عن میت جازله الاکل منها والهدیة والصدقة والاجر للمیت والملک للذابح شامی کراچی ص ۳۲۶/ ج۶/ کتاب الاضحیة، بزازیة علی الهندیة ص ۲۹۰/ ج۶/ کتاب الاضحیة، السابع فی الاضحیة.

(حاشیہ نمبر ۳، ۴/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قربانی کا گوشت ہندوکو دینا

سوال:-قربانی کا گوشت ہندوکو دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں وہ گوشت ہندوکو دینا جائز ہے، بشرطیکہ کسی معاوضہ میں نہ ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ دیندار آدمی کو دے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی اور عقیقہ کا گوشت غیر مسلم کو دینا

سوال:-قربانی اور عقیقہ کا گوشت غیر مسلموں کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے جیسے نذر اس کا گوشت غیر مسلم کو نہ دیا

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) [3] ويهب منها ماشاء للغني والفقير والمسلم والذمي (الهندية ص ۳۰۰/ج۵/كتاب الاضحية، الباب الخامس في بيان محل اقامة الواجب الخ،اعلاء السنن ص ۲۵۸/ج۱۷/باب بيع جلدالاضحية،ادارة القرآن كراچی،حاشيه الطحطاوی ص ۱۶۶/ج۴/كتاب الاضحية، كراچی.

[4] ولايعطى اجرالجزارمنهالانه كبيع شامی نعمانيه ص ۲۰۹/ج۵/كتاب الاضحية،تبيين الحقائق ص ۹/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

(**حاشیہ صفحہ ہذا**) [1] مباح له ان يطعم منها الغني والكافروان يهدی منهاان شاء ذٰلک الی قوله ولا تجوز المعاوضة بشئی منها فأماان دفع اليه لفقره اوعلیٰ سبيل الهدية فلابأس. (اعلاء السنن ص ۲۷۴، ۲۶۷/ ج۱۷/كتاب الاضاحی)مطبوعه مكة المكرمه،حاشية الشلبی علی الزيلعی ص ۹/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

جائے، اور عام قربانی کا گوشت جیسے عقیقہ کا گوشت غیر مسلم غیر حربی کو بھی دینا درست ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کا گوشت سکھا کر دیر تک رکھنا

سوال:- بعض آدمی قربانی کا گوشت ہفتوں بلکہ مہینوں تک سکھا کر رکھتے ہیں، اور کھاتے رہتے ہیں، ایسا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کوئی قباحت نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سب قربانیوں کے گوشت کو جمع کر کے تقسیم کرنا

سوال:- اگر کسی بستی کے تمام مسلمان اتفاق قائم رکھنے کی غرض سے قربانی کے

---

[۱] ویهب منهاماشاء للغني والفقير والمسلم والذمي الخ (الهندية ص ۳۰۰/ج۵/كتاب الاضحية، الباب الخامس في بيان محل اقامة الواجب الخ(مكتبه كوئٹه پاكستان)اعلاء السنن ص۲۵۸/ج۱۷/باب بيع جلد الاضحية، ادارة القرآن كراچی طحطاوی علی الدر ص۱۶۶/ ج۴/كتاب الاضحية.

[۲] وياكل من لحم الاضحية ويؤكل غنياويدخر درمختار لقوله عليه الصلوٰة والسلام بعد النهي عن الادخار كلوا واطعموا وادخروا الحديث رواه الشيخان واحمد ردالمحتار ۲۰۸/ج۵/ مطبوعه نعمانيه، كتاب الاضحية) تبيين الحقائق ص۸/ج۶/كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۸/ج۸/كتاب الاضحية.

گوشت کو طریقۂ مستحبہ کے مطابق تین حصہ کر کے ایک حصہ جو خویش وا قارب کا ہے ایک جگہ جمع کیا، مگر چند حضرات نے اعتراض کیا کہ ہم لوگ خویش وا قارب کا حصہ جمع نہیں کرینگے، غرباء ومساکین کا حصہ جمع کر دیں گے، اس طرح جمع شدہ گوشت میں نصف صرف غرباء ومساکین کا حق رہا اور نصف جو خویش وا قارب کا حق ہے، اس میں بھی غرباء ومساکین کا حق بہ حیثیت قرابت وخویشی ثابت یا قائم ہے، لہٰذا جمع شدہ گوشت کے چار بھاگ کا تین بھاگ صرف غرباء ومساکین کا حصہ ہے، مگر ذمہ دار حضرات نے اس کی تقسیم اس طرح کی کہ تمام گوشت کو ایک ہی ساتھ شامل کر کے بستی کے تمام مسلمانوں میں یہ حصہ برابر بھاگ کر دیا، جس میں امیر غریب اہل نصاب سب شامل ہیں، یہاں تک کہ قربانی دہندہ بھی اہل نصاب کو وہ گوشت لینا کیسا ہے، جبکہ معترضین نے صرف غرباء ومساکین کا حصہ کہہ کر دیا تھا، اور ان طریقوں میں جو طریقہ راہِ صواب سے دور ہو سب واضح کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کے گوشت کو تین حصہ قرار دینا ایک اپنے گھر کے لئے ایک خویش واقرباء کیلئے ایک غرباء ومساکین کے لئے یہ محض سنت ہے، واجب نہیں، گھر کے آدمی زیادہ ہوں تو سب گھر میں رکھ لینا بھی درست ہے، دل چاہے تو سب غرباء ومساکین پر تقسیم کر لینا بھی درست ہے، اس اتفاق کی کیا ضرورت پیش آئی کہ سب گوشت ایک جگہ جمع کر کے تقسیم کیا جائے،[1] اگر ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق اپنی قربانی کا گوشت جس طرح چاہے دے اور کھائے، اس میں کیا نااتفاقی اور لڑائی کا اندیشہ ہے، ہمارے خیال میں تو ہر شخص کو آزاد رکھنا چاہیے، جس چیز کی

[1] والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقاربه واصدقائه ویدخر الثلث ویطعم الغنی والفقیر، ولو تصدق بالکل جاز ولو حبس الکل لنفسه جاز الخ، الهندیة، ص ۳۰۰/ ج۵/ کتاب الاضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب، مطبوعه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۲۸/ ج۶/ کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص۸/ ج۶/ کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

شریعت نے پابندی نہیں کی اپنی طرف سے اس کی پابندی نہیں چاہیئے، جس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہے، اس کا گوشت قربانی کرنے والا نہ خود کھائے نہ اپنے بیوی بچوں کو کھلائے، نہ کسی صاحب نصاب خویش واقارب وغیرہ کو دے، بلکہ تمام صدقہ کردے، مثلاً کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے قربانی کی جائے، اوراس کا انتقال ہوگیا اور ورثاء نے اس کی طرف سے قربانی کی تو اس کا تمام گوشت صدقہ کیا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۲۷ ۱۴۰ھ

قربانی کا گوشت تقسیم کے لئے دیا تھا اس کوفروخت کردیا

سوال:- حافظ محمد یٰسن نے ایک بچھڑی قربانی کی اور مسجد میں آیا اورامام مسجد کو حافظ محمد یٰسین نے قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کو دیا کہ اس کو بستی میں تقسیم کردو، کیونکہ بستی میں مدت دراز سے قربانی بند ہے، امام مسجد نے گوشت ایک دوآنہ سیر بیچ دیا، لوگوں میں چرچا ہوا کہ یہ گوشت بیچنا جائز نہیں، امام مسجد بستی نے کہد یا کہ جائز ہے، آپ مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھتے ہوئے، شریعت کا حکم تحریر فرمائیں کیونکہ پبلک کو خطرہ ہے کہ قربانی کے گوشت فروخت کرنے کا عام رواج نہ ہوجائے، مدرسہ کی مہر بھی ہونی چاہیئے، تاکہ لوگوں کو اعتبار ہوجائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قربانی کا گوشت بیچنا جائز نہیں ہے[2]، امام نے مسئلہ غلط بتایا، امام کے ذمہ واجب ہے

[1] من ضحى عن ميت جازله الاكل منهاوالهدية والصدقة ،والاجر للميت والملك للذابح شامی کراچی ص ۳۲۶/ج۶/كتاب الاضحية،بزازية على الهندية ص۲۹۵/ج۶/كتاب الاضحية، السابع فی الاضحية.

[2] ومفاده صحة البيع مع الكراهة وعند ابی يوسف باطل لانه كالوقف.سكب الانهر على مجمع الانهرص ۱۷۵/ج۵/كتاب الاضحية،مكتبه دارالكتب العلمية بيروت،البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/كتاب الاضحية،شامی کراچی ص۳۲۸/ج۶/كتاب الاضحية.

کہ گوشت کی تمام قیمت کو واپس کردے، جس سے جتنی قیمت لی ہے، ہر ایک کی قیمت واپس کردے[۱]، کیونکہ حافظ محمد یٰسن نے گوشت تقسیم کرنے کیلئے دیا تھا، بیچنے کے لئے نہیں دیا تھا، اگر امام مسجد قیمت واپس نہیں کریگا تو سخت گنہگار ہوگا، اگر اس امام سے بہتر کوئی دوسرا شخص موجود ہو تو دوسرے امام کو امام بنایا جائے، اور اس بیچنے والے امام کو علیحدہ کردیا جائے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۲/۶۰ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۲/۶۰ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۲/۶۰ھ

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

سوال:-قربانی کرنے والا اپنی قربانی کے گوشت کو فروخت کرسکتا ہے، یا نہیں؟ اگر اس نے خود قربانی نہ کی دوسروں کے یہاں سے گوشت آیا ہو تب کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی قربانی کا گوشت فروخت کرنا مکروہ ہے، اگر فروخت کردیا تو قیمت صدقہ کرنا

---

[۱] ویردونها علی اربابها ان عرفوهم والاتصدقو ابها لان سبیل الکسب الخبیث، التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه، (شامی نعمانیه ص۲۴۷/ج۵/فصل فی البیع، کتاب الحظر والاباحة، البحر کوئٹه ص ۲۰۱/ج۸/فصل فی البیع، کتاب الکراهیة، تبیین الحقائق ص۲۷/ج۶/کتاب الکراهیة، فصل فی البیع.

[۲] یکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۵۹/ج۱/ کتاب الصلوة، باب الامامة، مجمع الانهر ص۱۶۳/ج۱/باب الجماعة، دار الکتب العلمیه بیروت، البحر کوئٹه ص۳۴۸/ج۱/باب الامامة.

واجب ہے[۱]، جو گوشت کسی دوسرے شخص نے قربانی کا دیا ہو اس کو فروخت کرنا درست ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے دودھ سے انتفاع

سوال:-اگر قربانی کے لئے جانور خریدا اور اس کے تھنوں میں دودھ ہے، تو اس کو دوہ کر اپنے کام میں لانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ ہے، اس لئے کہ اگر قربانی کے وقت میں دیر ہو تو دودھ دوہ کر صدقہ کر دیا جائے[۳]۔ شامی ج۵/ص۲۰۹/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

۱؎ فان بیع اللحم او الجلد به أی بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه ومفاده صحة البیع، الدر مختار علی الشامی ص ۲۰۹/ج۵/کتاب الاضحیة، البحر کوئٹه ص۱۷۸/ج۸/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۹/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان.

۲؎ وللغنی ان یشتری الصدقة الواجبة من الفقیر ویأکلها وکذا لو وهبها له کما علم ان تبدل الملک کبتدل العین الخ، کما قال علیه الصلوة والسلام فی واقعة بریرة هو لها صدقة ولنا هدیة الخ البحر کوئٹه ص ۲۴۵/ج۲/باب المصرف، شامی کراچی ص۱۱۶/ج۶/باب موت المکاتب.

۳؎ ویکره الانتفاع بلبنها فان کانت التضحیة قریبة نضح ضرعها بالماء البارد والاحلبه وتصدق به (شامی نعمانیه ج۵/ص ۲۰۹/کتاب الاضحیة، المحیط البرهانی ص ۴۷۰/ج۸/کتاب الاضحیة، الفصل السادس فی الانتفاع، خانیه علی الهندیة ص ۳۵۴/ج۳/کتاب الاضحیة، فصل الانتفاع بالاضحیة.

قربانی کی اون ذبح سے قبل

سوال: - زید نے قربانی کے لئے دنبہ خریدا جس پر اون کافی مقدار میں ہے اور قیمتی ہے، زید چاہتا ہے کہ اون کاٹ کر اپنے کام میں لائے یا فروخت کرے تو شرعاً اسکا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کو ایسا نہیں کرنا چاہئے اگر اون کاٹ لی ہے تو اس کو صدقہ کردے۔ عالمگیری ج ۴/ص ۱۰۶/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

قربانی کی اون ذبح کے بعد

سوال: - قربانی کردی گئی اس جانور کے تھنوں میں دودھ ہے، یا اس کے بدن پر اون ہے تو اس دودھ کو یا اس اون کو اپنے کام میں لانا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے۔ عالمگیری ج ۴/ص ۱۰۶/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] اذااخذ شیئاً من الصوف من طرف من اطراف الاضحیة للعلامة فی ایام النحر لایجوز له أن یطرح ذٰلک الصوف ولاان یهب لاحد بل یتصدق بذٰلک الصوف علی الفقراء (الهندیة ج۵/ ص ۳۰۱/ الباب السادس الخ مکتبه کوئٹه پاکستان)شامی کراچی ص ۳۲۹/ج۶/ کتاب الاضحیة،المحیط البرهانی ص ۴۷۰/ ج۸/فصل السادس فی الانتفاع فی الاضحیة،ادارة القرآن.

[2] واذا ذبحها فی وقتها جازله أن یحلب لبنها ویجر صوفها وینتفع به الخ،الهندیه ج۵/ ص ۳۰۱/الباب السادس الخ،مکتبه کوئٹه پاکستان)المحیط البرهانی ص ۴۷۰/ج۸/کتاب الاضحیة،الفصل السادس،ادارة القرآن،شامی کراچی ص ۳۲۹/ج۶/کتاب الاضحیة.

قربانی کے جانور سے اُتاری ہوئی اون کا حکم

سوال:-قربانی کے جانور کی اون جو کہ سال کے دوران مونڈلی جائے اسکا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ درست ہے جو دل چاہے کریں، ایام نحر میں مونڈی ہو تو صدقہ کردیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۹۵ھ

قربانی کا بہا ہوا خون پینا

سوال:- بہت سے آدمی دوا کے طور پر قربانی کا بہا ہوا خون پیتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہا ہوا خون قربانی کا ہو یا کسی اور طرح کا سب حرام اور نجس ہے، "**او دماً مسفوحاً الایة**"[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۹۰ھ

قربانی کا خون کیا کیا جائے

سوال:-قربانی کے خون کا کیا کیا جائے، یونہی چھوڑ دیا جائے، اس کے احترام کا کیا طریقہ ہے؟

---

[1] وكره جز صوفها قبل الذبح لينتفع به فان جزه تصدق به (درمختار على الشامی کراچی ج۶/ ص ۳۲۹/کتاب الاضحية، المحيط البرهانی ص ۴۷۰/ج۸/الفصل السادس، ادارة القرآن الهندية ص ۳۰۱/ج۵/الباب السادس الخ مطبوعه کوئٹه.

[2] **ترجمہ**: یا بہتا ہوا خون ہو۔ آیت ۱۴۵/سورہ انعام پارہ ۸/۵/۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شریعت نے قربانی کے خون کے احترام کرنے کا حکم نہیں کیا، جس طرح دوسرے ذبیحوں کا خون ناپاک ونجس ہے، اسی طرح قربانی کا خون بھی ناپاک ونجس ہے[۱]، یونہی چھوڑ دیا جائے، اور گڈھے میں مٹی ڈال کر دبا دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

قربانی کی ہڈیوں کا حکم

سوال:- قربانی کی ہڈیوں کا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہڈیوں کو دفن کر دیا جائے[۲] یا ان کو فروخت کر کے کے قیمت غرباء ومساکین پر صدقہ کر دی جائے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۸۵/۱۲/۲۶ھ

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۵/۱۲/۳۰ھ

---

[۱] قُلْ لَاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا الایة ، ۱۴۵ / پارہ ۸ / سورہ انعام .

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں، ان میں تو کوئی حرام غذا پاتا نہیں، کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہو خون۔

[۲] ویدفن اربعة: الظفر والشعر وخرقة الحیض والدم، شامی کراچی ص ۴۰۵ / ج ۶ / کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع.

[۳] "فان بدل اللحم او الجلد به یتصدق به ای بالبدل لان القربة انتقلت الیٰ بدله فیجبر علی التصدق به الخ سکب الانهر علی مجمع الانهر، ج ۴ / ۱۷۴ / مطبوعه دار الکتب العلمیه، بیروت، کتاب الاضحیة "

جانور کی رسی کا صدقہ کرنا

سوال:-قربانی کے جانور کو جس رسی میں یا زنجیر میں باندھا جاوے تو بجائے زنجیر کے اگر اس کی قیمت ادا کردی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رسّی یا زنجیر کا صدقہ کرنا مستحب ہے فرض نہیں قیمت ادا کرنے سے اس کا تو ثواب ہوگا لیکن رسی کے صدقہ کا استحباب حاصل نہ ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۱/۵۳ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱۱/۵۳ھ

قربانی کے جانور کی رسّی کا صدقہ ہے

سوال:-قربانی کے جانور کی رسی اور جھول وغیرہ کو صدقہ کردینا واجب ہے، ہمارے یہاں کا رواج ہے کہ لوگ جانور خرید کر پھر بائع کے پاس چرائی پر چھوڑ دیتے ہیں، اور اس کو چرائی کی اجرت دیتے ہیں، جب قربانی کرنی ہوتی ہے تو جاکر جانور کو اپنی رسی میں باندھ کر لاتے ہیں، اور فوراً قربانی کردیتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسی رسی میں پھر سے جاکر دوسرے جانور کو باندھ کر لاتے ہیں، اور ذبح کردیتے ہیں، ایسی صورت میں رسی اس جانور کی قرار پائیگی، اور واجب التصدق ہوگی، یا وہ رسی جس میں بائع جانور کو اپنے گھر باندھتا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کا جانور خرید کر جب لایا گیا اور بائع نے اس کو رسی میں باندھ کردیا، یعنی مع

---

[۱] ولایعطی اجر الجزار منها لقوله صلی اللّٰہ علیه وسلم لعلی رضی اللّٰہ عنه تصدق بجلالها وخطامها ولاتعط اجرا الجزار منهاشیئاً شامی کراچی ص ۳۲۹/ج ۶/کتاب الاضحیة، تبیین الحقائق ص ۹/ج ۶/ کتاب الاضحیة.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\18-Charm Qurbani & Gosht Ke Ma.

رسی کے تو اس رسی کو صدقہ کر دیا جائے،[۱] اگر اپنی رسی میں اس کو رکھا ہے تو اس کو صدقہ کرنے کا حکم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ویتصدق بجلدها وكذا بجلالها وقلائدها فانه يستحب (شامی کراچی ج۶/ص۳۲۸/ کتاب الاضحية) تبيين الحقائق ص۸/ج۶/کتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان، البحر كوئٹه ص۱۷۸/ج۸/كتاب الاضحية.

باب نہم: قربانی کے متفرق احکام

غلطی سے ایک دوسرے کی قربانی ذبح کردی

سوال:- دو آدمیوں نے قربانی کیلئے دو بکریاں خریدیں مگر ان میں کوئی شناخت ایسی نہیں تھی کہ دونوں اپنی اپنی بکری کو پہچان سکیں یا شناخت تھی، مگر بھول گئے اور دونوں نے ایک ایک بکری کی قربانی کردی بعد میں معلوم ہوا کہ کسی نے بھی اپنی بکری کی قربانی نہیں کی، بلکہ ہر ایک نے دوسرے کی بکری کی قربانی کی ہے، ایسی صورت میں کیا دونوں کو دوبارہ قربانی لازم ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں بلکہ دونوں کی قربانی ہوگئی۔ شامی ج ۵/ص ۲۱۰/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دوسرے مقام پر روپیہ بھیج کر قربانی کرانا

سوال:- زید کانپور میں پیدا ہوا اور اس شہر میں پرورش پائی، اور سکونت بھی اختیار کرلی، مگر قربانی اپنے وطن میں روپئے بھیج کر گائے، بکری وغیرہ کی کرتا ہے، کچھ تو رقم کی سہولت اور کچھ گائے وغیرہ کی قربانی کی اجازت شہر کانپور میں نہ ہونے کی وجہ سے اپنے وطن میں کراتا ہے تو درست ہے یا نہیں؟ اس کو اپنے ہی شہر میں قربانی کرنی چاہئے یا دوسرے شہر میں جہاں اعزہ واقارب رہتے ہیں، کرسکتا ہے، ثواب میں تو کچھ کمی نہ ہوگی؟

---

[1] ولو غلط اثنان وذبح کل شاة صاحبه یعنی عن نفسه صح استحساناً بلاعزم الخ، الدرالمختار علی الشامی ج۵/ص ۲۱۰/کتاب الاضحیة مکتبه نعمانیه، تبیین الحقائق ص ۹/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۱۷۵/ج۴/کتاب الاضحیة، دارالکتب العلمیه بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح بھی قربانی درست ہے[۱]، اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے[۲] اور اپنی قربانی کا گوشت کھانے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

کسی کی دل جوئی کے لئے شعائر کو ترک کرنا

سوال: اگر کوئی فرد یا عامۃ المسلمین جو صاحب نصاب ہوں موجودہ وقتی ضرورت ملحوظ رکھتے ہوئے (برادران وطن یا ہمسایہ اقوام سے مرعوب یا خائف ہو کر نہیں) بلکہ ان کی دلجوئی تعلقات ہم سائیگی خوشگوار پیدا کرنے رفع شر یا دفع مضرت کے خیال سے امسال بجائے گائے کے بکرے یا بھیڑ وغیرہ کی قربانی کرلیں، تو شرعی یا دینی نقطۂ نظر سے کوئی حرج یا

---

۱ أن الرجل اذا كان فی مصر وأهله فی مصر آخر فكتب اليهم ليضحوا عنه فانه يعتبر مكان التضحية فينبغی أن يضحوا عنه الخ (الهندية ج۵/ص۲۹۶/الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان مكتبه كوئٹه پاكستان)شامی كراچی ص۳۱۸/ج۶/كتاب الاضحية،مجمع الانهر ص۱۷۰/ج۴/كتاب الاضحية،دارالكتب العلميه بيروت،تبيين الحقائق ص۴/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

۲ وعن المسيب بن رافع ان ابا موسى كان يامر بناته ايذبحن نسائكهن بايديهن الخ قال العلامة ظفراحمد العثمانی،واثرابی موسى رضی اللّٰه عنه يدل على افضلية المباشرة اعلاء السنن ص۲۷۵/ج۱۷/كتاب الاضاحی،باب افضلية مباشرة التضحية،وندب ان يذبح بيده ان علم ذالک الخ تبيين الحقائق ص۹/ج۶/كتاب الاضحية،مكتبه امداديه ملتان.

۳ لكنه فی الاضحی يؤخرالاكل عن الصلوة لانه عليه الصلوة والسلام كان لايطعم فی يوم الاضحی حتى يرجع فيأكل من اضحيته، مراقی الفلاح ص۴۴۰/احكام العيدين،اعلاء السنن ص۲۶۷/ج۱۷/باب الصلوة بلحوم الاضاحی،مجمع الانهر ص۲۵۸/ج۱/باب صلاة العيدين،دارالكتب العلميه بيروت.

مضائقہ تو نہیں یا صرف گائے ہی کی قربانی ضروری ہے، یا مصلحت وقت کے اعتبار سے بکرہ وغیرہ کی قربانی افضل ومناسب سمجھی جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی کی دلجوئی کی خاطر شعائر اسلام کو ترک کرنا ہرگز جائز نہیں، لہٰذا جب تک قدرت ہو تو ترک کرنا ممنوع ہوگا، دنیوی امور میں دلجوئی کی جاسکتی ہے، دینی امور میں اس کی گنجائش نہیں، خاص کر جبکہ آئندہ کو بالکل بند ہونے کا قوی خطرہ ہو، اب اگر کوئی دلجوئی کی گئی تو آئندہ اذان، جمعہ، عید وغیرہ سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۱۱/۶۶ھ

ہندو کی دل آزاری کے خیال سے اس سے خریدی ہوئی گائے کو واپس کرنا

سوال:- ایک گائے ایک شخص نے بہ نیت قربانی ایک ہندو عورت سے خریدی اور یہ بات اس عورت سے ظاہر نہیں کی کہ میں قربانی کروں گا، اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر کوئی دوسرا حصہ دار مل گیا تو شامل کرلوں گا چنانچہ سات حصہ دار مکمل ہوگئے، پانچویں دن کے بعد ہندوؤں کو معلوم ہوا کہ فلانی عورت نے گائے مسلمانوں کے ہاتھ بیچ دی ہے، تو انہوں نے

[1] والفرق بین المداهنة المنهية والمداراة المأمورات، المداهنة فی الشريعة ان يرمی منكر او يقدر علی دفعه ولم يدفعه حفظا لجانب مرتكبه اوجانب غيره لخوف أوطمع اولاستحياء منه او لقلة مبالاة فی الدين والمدارة بترك حظ نفسه وحق يتعلق بماله وعرضه فيسكت عنه دفعاً للشر ووقوع الضرر منه الخ مرقاة شرح مشكوٰة ج۵/ص۴/باب الأمر بالمعروف (مطبع اصح المطابع ممبئی)

اس عورت کو دھمکایا کہ تونے گائے قربانی کے لئے مسلمانوں کو کیوں دی ہے، اگر واپس نہ کرے گی تو تم کو برادری سے الگ کردیا جائے گا، اور کھانا پینا تمہارے ساتھ بند کردیا جائیگا، تو اس عورت نے مسلمانوں کے پاس آکر شور مچایا کہ گائے مجھے واپس دو نہیں تو میں برادری سے الگ کردی جاؤں گی، تو اس پر مسلمانوں نے دو تین دن انکار کیا، ان حصہ داروں میں ایک حصہ دار امام مسجد بھی تھا، جو پورا عالم نہیں اردو انگریزی پڑھا ہوا ہے، فارسی با قاعدہ نہیں پڑھی صرف ترجمہ دیکھ کر وعظ وغیرہ کہہ لیتا ہے، باقی چھ حصہ داروں نے اس امام سے دریافت کیا کہ اگر گائے واپس کردی جائے تو شریعت میں کس طرح ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ شریعت میں واپس کرنا جائز ہے، کیونکہ اگر واپس نہ کی جائے تو ہندو اس کا کھانا پینا بند کردیں گے، اور یہ عورت پر ظلم ہے، اور ہندوؤں کی دل آزاری ہے تو پھر اس ہندو عورت سے پانچ یوم کی خوراک کا ایک روپیہ لیا اور دس روپیہ اصل قیمت اور دس روپے منافع کل اکیس روپیہ لیکر گائے واپس کردی گئی ہے، اور گیارہ روپیہ جو منافع لیا گیا تھا، اس میں تین روپیہ زائد ملا کر دوسری گائے خرید کر لی اور قربانی کی؟

(۱) تو کیا شرعاً اس نیت سے واپس کرنا کہ ہندوؤں کی دل آزاری ہوگی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خیال مذکورہ سے گائے کو واپس کرنا ناجائز ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] والفرق بين المداهنة المنهية والمداراة المأمورات، المداهنة في الشريعة ان يرى منكر اويقدر على دفعه ولم يدفعه حفظا لجانب مرتكبه اوجانب غيره لخوف أوطمع اولاستحياء منه اولقلة مبالاة في الدين والمدارة بترك حظ نفسه وحق يتعلق بماله وعرضه فيسكت عنه دفعاً للشر ووقوع الضرر منه الخ مرقاة شرح مشكوٰة ج۵/ص۴/ باب الامر بالمعروف (مطبع اصح المطابع)

قربانی کا جانور خرید کر پھر فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسرا جانور خریدنا

سوال:-اور منافع سے جو دوسری گائے لیکر قربانی کی گئی وہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی قربانی درست ہوگئی ۔(اس کی قیمت کو اصل قرار دیکر منافع کو صدقہ کر دینا چاہئے[1]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۲/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۲/۵۵ھ

قربانی کی اطلاع پولیس کو دینا

سوال:-اوپر لکھی ہوئی مسمیان ، ۱/تا ۲/موضع شہوراتیو پوسٹ تھانہ وضلع مذکور الصدر کے ہیں ، نیز مسمیان ۱/تا ۴/موضع تبو کے رہنے والے جن کا پورا پتہ مذکور ہے ، ان دونوں

---

[1] رجل اشتریٰ شاة للاضحية وأوجبها بلسانه ثم اشترى اخرى جازله بيع الاولىٰ وان كانت الثانية شرامن الاولىٰ وذبح الثانية فانه يتصدق بفضل مابين القيمتين الخ (الهندية ج ۵/ص ۲۹۴/الباب الثانی فی وجوب الاضحية بالنذروماهو فی معناه)مكتبه كوئٹه پاكستان،المحيط البرهانی ص ۴۶۰/ج۸/الفصل الثانی فی وجوب الاضحية،بالنذر،ادارة القرآن،البحر كوئٹه ص۱۷۵/ج۸/كتاب الاضحية،عالمگيری كوئٹه ص ۲۹۴/ج۵/كتاب الاضحية،الباب الثانی فی وجوب الاضحية.

گاؤں کے درمیان فاصلہ ایک فرلانگ کا ہے، امسال بقرعید مورخہ ۲۰/ مارچ ۶۸ھ کو ہوئی، مسمیان ا/تا ۲/ نے مورخہ ۲۰/ مارچ ۶۸ء کو قربانی کی، چونکہ یوپی میں اکثریت کٹرقسم کے ہندوؤں کی ہے، اس لئے وہاں کے مسلمانوں کو ضروری ہوگیا ہے کہ وہ مقامی ہندو باشندوں سے مل جل کر رہیں، اپنی طرف سے مسلمان ایسی کوئی بات نہ کریں، جس سے ہندوؤں کے دلوں میں کسی قسم کا غیر فطری یا انتقامی جذبہ پیدا ہو، ایسی حالت میں کسی مسلمان کا گائے ذبح کرنا خواہ اس کا مقصد دینی یعنی قربانی کیوں نہ ہو، اس گاؤں کے رہنے والے مسلمانوں نیز اطراف میں رہنے والے مسلمانوں کو کس قدر جانی و مالی نقصان میں مبتلا کرسکتا ہے، اس کے لئے کسی مثال کی ضرورت نہیں، کیونکہ اخبارات شاہد ہیں کہ صرف گاؤ کشی کا جھوٹا بہانا بنا کر مسلمانوں کو مارا پیٹا اور پھونکا گیا، ان کی بے عزتی کی گئی، اور دوسرے نقصان اٹھانے پڑے اور یہاں ہمارے گاؤں کے چاروں طرف ہندوؤں کی اکثریت اور آبادی ہے، اور چونکہ ہم لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی کا ہے، مقامی اور غیر مقامی ہندوؤں سے ملے اور قانون کے بغیر ہمارے کام سرانجام نہیں دیئے جاسکتے، اور پھر یوپی میں ذبح گاؤ از روئے تعزیرات ہند ممنوع بھی ہے، جب میں نے سنا کہ مسمیان ا/تا ۴/ نے ایک عدد گائے ذبح کی ہیں، تو میں نے قبل اس کے کہ مقامی اور غیر مقامی ہندوؤں کو اس کی اطلاع پہنچتی اور وہ کسی قسم کی کاروائی پر آمادہ ہوتے، میں نے مقامی پولیس اسٹیشن کو اطلاع دیدی، اور مسمیان ا/۴/ کو گرفتار کروایا کیونکہ اس گائے کے ذبح کرنے میں انہیں چاروں نے حصہ لیا تھا، جو ایک ہی گھر کے افراد ہیں، میری اس کارروائی سے مقامی ہندوؤں نے کسی قسم کی کوئی جوابی کارروائی نہیں کی، اور نہ ہی ان کے دلوں میں کسی قسم کا انتقامی جذبہ پیدا ہوا، بلکہ وہ سب کے سب خاموش رہے، اور قانون کے حوالہ کئے گئے، افراد کی قانونی کارروائی دیکھتے رہے اور سنتے رہے، لیکن ہم اوپر لکھے ہوئے مسمیان ا/۲/ کے اوپر جو مصیبت نازل ہوئی وہ یہ ہے کہ مسمیان ا/تا ۴/ کے کورٹ میں جانے اور ضمانت پر رہا ہونے کے بعد یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہم دونوں نے شرع محمدی میں

مداخلت بے جا کی ہے، اور پولیس اسٹیشن کو اطلاع دیکر بھاری شرعی غلطی کی ہے، لہٰذا گاؤں کے دوسرے مسلمانوں سے مل کر ہم دونوں کا سماجی اور مذہبی بائیکاٹ کرنا اور اور کرانا چاہتے ہیں، اس تحریر کی وجہ اور مقصد یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو اجتماعی طور پر مالی اور جانی نقصانات سے بچانے کے لئے یا کسی مسلمان کے کئے گئے اس فعل سے جو بربادی اور تباہی دوسرے مسلمانوں پر مسلط ہونے والی تھی، بچانے کے لئے ہم دونوں کا اقدام ہمیں مجرم گردانتا ہے، اور ہم دونوں بحیثیت مسلمان قانونی اور مذہبی مجرم ہیں یا نہیں؟ (ا رمحمد سلیم ابن ظہیر الدین ۲ رطاہر علی بن محمد عیسیٰ خاں)

الجواب حامداً ومصلیاً

قطع نظر اس سے کہ ان چاروں افراد کا مذکورہ اقدام تعزیرات ہند کے خلاف ہے یا کہ نہیں، آپ نے ازخود ہی جا کے شکایت اور چغلی کر کے ان کو گرفتار کرادیا، یہ شکایت آپ نے قانونِ حکومت کے احترام کے جذبہ سے نہیں کی، بلکہ کاشتکاری پیشہ کی وجہ سے ہندوؤں سے مل جل کر رہنا ہوتا ہے، اگر وہ مشتعل ہوجائیں تو آپ کے کام اور پیشہ میں اندیشہ تھا، نیز فساد ہو کر دوسرے مسلمانوں کو بھی نقصان کا اندیشہ تھا، اس وجہ سے آپ نے شکایت کی ہے، مگر آپ کا یہ اندیشہ قطعی اور یقینی نہیں تھا، ہوسکتا تھا کہ اس قربانی کی اطلاع ہی نہ ہوتی اور کوئی فساد نہ ہوتا، یہ بھی ممکن تھا کہ اطلاع ہونے پر بھی ان کے جذبات نہ بھڑکتے اور فساد نہ ہوتا، اور ان دونوں باتوں کے بھی بظاہر شواہد موجود ہیں، کہیں ایسا بھی ہوا کہ اطلاع نہیں ہوئی، اور کہیں ایسا بھی ہوا کہ اطلاع ہوئی مگر فساد نہیں ہوا، تعلقات خوشگوار رہے، اور جہاں جہاں مسلمانوں کو جلادیا گیا اور قتل کیا گیا، جانی و مالی ہر طرح کا نقصان پہنچایا گیا، کیا وہ سب کچھ ذبیحہ گاؤں کی وجہ سے ہوا؟ ۱۹۴۷ء سے اب تک کی تاریخ دیکھئے بہت قلیل واقعات ایسے ملیں گے جہاں یہ چیز بنیادِ فساد تھی، اس قدر قلیل کہ نہ ہونے کے درجہ میں ہے، اصل بنیاد تو اسلام ہے، بقیہ سب چیزیں تو شاخیں ہیں، آپ کی نیت کتنی ہی نیک ہو اور جذبہ کتنا ہی صحیح ہو اور غلط وہم کی وجہ سے

ایسا کیا ہوتب بھی گمان فساد سے تحفظ کی خاطر ان افراد کو یقینی اور قطعی مصیبت میں تو آپ نے گرفتار کرایا، آپ اپنا دل کسی کو چیر کر نہیں دکھلا سکتے، دوسرے تو یہی سمجھیں گے کہ آپ نے غیروں سے مل کر اپنوں کو پھنسوادیا، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا ہی تھا کہ دوسرں کے جذبات ٹھنڈے ہوئے اور اپنوں کے مشتعل ہوئے، جس طرح آپ کے ان چار کو گرفتار کرانے پر ہند وخوش تھے اور تماشہ دیکھ رہے تھے، اور یہ سمجھ رہے تھے کہ آپ بالکل ان کے ہوگئے کہ اپنے بھائیوں کو ان کی وجہ سے گرفتار کرایا، اس طرح وہ اب بھی خوش ہیں، اور تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ جن بھائیوں کو آپ نے گرفتار کرایا وہ آپ کے نہیں رہے، اور آپ کی مخالفت کرر ہے ہیں، اس سب کے لڑنے اور مخالفت کرنے میں ان کو کچھ نہیں کرنا پڑا، نہ وہ آپ سے برے بنے، نہ گرفتار شدگان سے، نہ دیگر اہل بستی سے، نہ پولیس سے، نہ بالائی حکومت سے، غور کریں کہ آپ کی اس نیک نیتی کے نتائج کتنے دور رس ہیں، اور چونکہ اس قسم کے واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں، کہ دوسروں سے سازش کر کے خواہ ان کو خوش کرنے کے لئے بطور خوشامد یا کسی لالچ کی وجہ سے ان کی مخالفت بھی کی جاتی ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ مقامی یا آس پاس کے اہل علم اور اہل دانش کے سامنے اپنا معاملہ رکھ کر صفائی کرلی جائے، تا کہ بدگمانی رفع ہو جائے، جو حضرات آپ کے اور وہاں کے حالات سے واقف ہیں ان کی رائے امید ہے کہ اقرب الی الصواب ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۴/۱/۸۸ھ

خطرۂ جان کے وقت قربانی نہ کرنا

سوال:- آپ خوب واقف ہیں کہ ہندو قوم کو مسلمانوں کے ذبیحہ کے معاملہ میں سخت

---

[1] لاخیر فی کثیر من نجواهم الامن امر بصدقة او معروفٍ او اصلاحٍ بین الناس الآیة ص ۱۱۴، سورة النساء، قال العلامة المظهری تحت هذه الآیة "الصلح خیرٌ الآیة" (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نفرت اور دشمنی ہے اور یہ بہت بڑا اختلافی مسئلہ ہے، پس ایسے حالات میں جب کہ شہر کی فضا حد درجہ مکدر و پر آشوب ہے، قربانی (جانور ذبح کرنے) کے بجائے اپنی حیثیت کے مطابق جانور یا نقد یا حصہ کی قیمت بقدر نقد رقم مساکین غرباء مدارس وغیرہ میں دی جاسکتی ہے، یا کسی اور قومی فلاح و بہبود کی مد میں صرف کی جاسکتی ہے، یا مقامی طور پر تباہ حال مظلوم مستحق مسلمانوں کو دی جاسکتی ہے، جیسا کہ یہاں کے حالات کا تقاضہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قربانی کرنے میں جان کی قربانی دینی پڑے بغیر اس کے قربانی نہ کی جاسکے تو قربانی ترک کر کے ایام قربانی کے بعد ہر شخص مقدار واجب کی قیمت مستحقین غرباء کو صدقہ کردے، خواہ تباہ حال مسلمان ہوں یا دیگر اقرباء فقراء طلبہ مستحق ہوں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۱/۱۴۰۰ھ

طالب علم کے حق میں کتابیں خریدنا نفلی قربانی سے اولیٰ ہے

سوال:- جس طالب علم پر قربانی واجب نہ ہو اس کو قربانی کرنا اولیٰ ہے یا علم دین کی کتابیں خریدنا اولیٰ ہے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) من الفرقة او من الخصومة او من سوء المعاشرة او المعنى الصلح خير من الخيرات الخ، تفسير مظهرى ص ۲۵۲/ ج ۲/ آيت ۱۲۸/ سورة النساء، مطبوعه دهلى.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ولو تركت التضحية ومضت ايامها تصدق بها، لان الواجب عليه الاراقة وانما ينتقل الى الصدقة اذا وقع الياس عن التضحية بمضى ايامها (درمختار مع الشامى ج ۶/ ص ۳۲۰/ كتاب الاضحية) مطبوعه كراچى، البحر كوئٹه ص ۱۷۴/ ج ۸/ كتاب الاضحية، تبيين الحقائق ص ۵/ ج ۶/ كتاب الاضحية، مكتبه امداديه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

علم دین کی کتابیں خریدنا اولیٰ ہے "لان نفعه اعم و اشمل"[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱۱/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۲۴/ ذیقعدہ ۵۴ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۲۴/ ذیقعدہ ۵۴ھ

---

[1] ان الاصل فی الاموال التقرب بالتصدق بهالا بالاتلاف وهو الاراقة، بدائع الصنائع ص ۲۰۲/ ج۴/ کتاب الاضحیة، باب کیفیة الوجوب، مکتبه زکریا، عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذامات الانسان انقطع عنه عمله من ثلثة الامن صدقة جاریة اوعلم ینتفع به اوولدصالح یدعوله، مشکوة شریف ص ۳۲/ کتاب العلم الفصل الاول.

باب دھم : عقیقہ کا بیان

ولیمہ کے ساتھ عقیقہ

سوال:- ایک شخص نے ارادہ کیا کہ شادی میں ولیمہ کے لئے گائے ذبح کرے اور براتیوں کو کھلائے، کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ اسی میں عقیقہ کی بھی نیت کرلو، لہٰذا اس نے گائے میں تین بچوں اور ایک بچی کا عقیقہ کر دیا، آپ مطلع فرمائیں کہ از روئے شریعت یہ عقیقہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک گائے خرید کر اس میں چند حصے عقیقہ کے واسطے لے لے اور بعض حصہ میں ولیمہ کے واسطے نیت کرلے، پھر ذبح کردے، تب بھی شرعاً درست ہے، حتی کہ قربانی کی گائے میں بھی یہ درست ہے،" **قد علم ان الشرط قصد القربة من الكل وشمل الىٰ مالو كانت القربة واجبة علىٰ الكل اوالبعض اتفقت جهاتها اولا كالاضحية والاحصار وكذا لواراد بعضهم العقيقة عن ولد قدوُلد من قبل ولم يذكر الوليمة وينبغى ان تجوز لها لانها تقام شكراً لله تعالىٰ علىٰ نعمة النكاح ووردت بها السنة فاذا قصد بها الشكر اواقامة السنة فقد اراد القربة اھ كذافى رد المحتار ص۲۰۷/ج۵**"[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱/۱/۸۹ھ

---

[1] شامی نعمانیه ص ۲۰۷/ج۵/کتاب الاضحية، بدائع زکریاص ۲۰۹/ج۴/کتاب الاضحية، شرائط جواز اقامة الواجب، عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۴/ج۵/کتاب الاضحية، الباب الثامن.

شادی میں عقیقہ

سوال:- سائل کا بیان ہے کہ یہاں لڑکیوں کی شادی ہے اور میں ان کی شادیوں میں بچوں کے عقیقہ کرنا چاہتا ہوں، میرا خیال ہے کہ ایک جانور لے کر اس شادی میں شامل کروں اور اپنے عزیزوں اور بارات والوں کو سب ہی کھلا دوں گا، اگر ایسا جائز ہو تو مطلع فرمائیں، میں عقیقہ کے لئے بھینس یا اسکی نسل کا جانور لینا چاہتا ہوں، اور عقیقہ میں ایک لڑکی شامل ہے جس کی بارات آ رہی ہے، اور تین لڑکے اس طریقے سے کہ ایک جانور میں تین لڑکوں کے عقیقہ اور ایک لڑکی کا کرنا چاہتا ہوں، آپ بوضاحت جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ ایک بھینس یا اس نسل کا جانور جسکی قربانی درست ہوتی ہو ذبح کریں اور تین لڑکوں کے اور لڑکی کے عقیقہ کی نیت اس میں کرلیں، اور شادی میں جو مہمان آئیں ان کو بھی اس کا گوشت کھلا دیں تو شرعاً درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱/۸۹ھ

قربانی کے ساتھ عقیقہ

سوال:-قربانی کے جانور میں عقیقہ کرنا کیسا ہے، یعنی قربانی کے جانور مثلاً گائے ہو

---

[1] اذاشارک المتقرب من لایرید القربة لم تجز عن القربة ولوارادوا القربة الاضحية اوغير ها من القرب اجزائهم سواء كانت القربة واجبة اوتطوعاً اووجب على البعض دون البعض وسواء اتفقت جهات القربة اواختلفت وكذالک ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد لهٗ من قبل . (عالمگیری ص ۳۰۴/ج۵/الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فى الضحايا)بدائع زكريا ص ۲۰۹/ج۲/كتاب الاضحية،شرائط جوازاقامة الواجب،بزازية على الهندية ص ۳۵۰/ج۳/كتاب الاضحية،فصل فيما يجوزفى الضحايا.

اس میں پانچ حصے قربانی کے ہوں اور دو حصے جو بچتے ہوں اس کو عقیقہ میں شمار کرلیا جائے تو جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو عقیقہ کی دعا کب پڑھی جائے، اور عقیقہ کے حصہ کا گوشت کس طرح تقسیم کیا جائے، مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز ہے، جو دعا بوقت عقیقہ پڑھی جاتی ہے وہ بوقت ذبح جب کہ قربانی کی دعا پڑھے پڑھ دے اور گوشت کے تین حصہ کرکے لحم اضحیہ کی طرح عمل کرے خواہ کچا گوشت تقسیم کردے خواہ پکا کر دعوت کردے۔"ولو ارادوا القربة الاضحية او غيرهما من القرب اجزائهم سواء كانت القربة واجبة اوتطوعاً اووجب علىٰ البعض دون البعض وسواء اتفقت جهة القربة او اختلفت بان ارادبعضهم الاضحية وبعضهم جزاء الصيد وبعضهم هدى الاحصار اوبعضهم كفارة عن شئى اصابه فى احرامه وبعضهم هدى التطوع وبعضهم دم المتعة اوالقران وهذا قول اصحابنا وكذالک ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد له قبله كذا ذكرمحمد فى فوائد الغنى اهـ طحطاوى ص ۲۶۶ / ج ۴[1]"

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قربانی کے ساتھ عقیقہ

سوال:-قربانی کی گائے کیساتھ عقیقہ درست ہے یا نہیں، اگر ہے تو ایک گائے میں ایک قربانی اور چھ لڑکے اور ایک لڑکی کا عقیقہ اور عقیقہ کے بچہ کے جو بال کے وزن کے برابر

[1] طحطاوى على الدرالمختار ص ۱۶۶ / ج ۴ / دارالمعرفة، كتاب الاضحية، بدائع زكريا ص ۲۰۹ / ج ۴ / كتاب الاضحية، وكذالک ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل (الهندية ص ۳۰۴ ج ۵ / الباب الثامن فيمايتعلق بالشركة الخ (مكتبه كوئٹه پاكستان)

چاندی صدقہ دینے کا حکم ہے اب تو بڑا ہو گیا ہے، تو ان کے بال کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی کی گائے میں عقیقہ بھی درست ہے، کسی کا حصہ قربانی کا ہو، کسی کا عقیقہ کا[1] لیکن سات حصوں سے زیادہ نہ ہوں، جب بچہ سات روز کا ہو جائے، تو عقیقہ مستحب ہے[2]، سر کے بال اتروا کر ان کے برابر چاندی یا سونا خیرات کر دیا جائے[3]، اگر وہ بال باقی نہ رہے بلکہ دوسرے بال نکل آئے تو پھر وہ حکم نہیں رہا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

قربانی میں عقیقہ کا حصہ اور ساتویں دن کی رعایت

سوال:- اگر کوئی شخص بڑے جانور میں بہ نیت عقیقہ شریک ہو جائے، تو درست ہوگا

---

[1] طحطاوی علی الدرالمختار ص ۱۶۶/ ج۴/دارالمعرفة، کتاب الاضحية،بدائع زکریا ص ۲۰۹/ ج۴/ کتاب الاضحية،وکذالک ان ارادبعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل، الهندية ص ۳۰۴، ج۵، الباب الثامن فيمايتعلق بالشرکة الخ(مکتبه کوئٹه پاکستان،

[2] العقيقة وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة الخ الهندية ، ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثانی العشرون فی العقيقة، طبع کوئٹه، شامی کراچی ص ۳۳۶/ج۶/ قبيل کتاب الحظروالاباحة،

[3] عَنْ عَلِيّ بْنِ اَبِی طَالِب قَالَ عَقَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَافَاطِمَةَ اَحْلِقِیْ رَاْسَهُ وَتَصَدَّقُ بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً الخ(مشکوٰة شريف ص ۳۶۲/ج۲/باب العقيقة، ترمذی شريف ص ۲۷۸/ج ۱/باب ماجاء فی العقيقة.

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے بکری کا عقیقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا اے فاطمہ اس کے سر کا حلق کرادو اور اسکے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کردو۔

یا نہیں؟ جیسے سات حصے ہیں، زید نے اس میں دو حصے قربانی کے لئے اور ایک حصہ اسی جانور میں عقیقہ کا لیا تو ایسی حالت میں عقیقہ درست ہوگا یا نہیں؟ چاہے پیدائش سے ساتواں دن پڑے یا نہ پڑے، کسی قسم کی کراہت تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس صورت میں عقیقہ بھی درست ہے، قربانی بھی صحیح ہے، بہ نیت عقیقہ قربانی کے جانور میں حصہ خرید نے سے کچھ خرابی نہیں ہوتی، وکذا فی الدرر والغرر والخانیۃ ص۲۰۴ [1]) اور ساتویں دن کی رعایت محض مستحب ہے، جیسا کہ نفس عقیقہ بھی بہت سے بہت مستحب ہے [2] واجب نہیں، ملاعلی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دو حدیثوں کے تعارض کو رفع کرتے ہوئے لکھا ہے، "لکن الجمع بین الروایات بانه ذبح عنه فی یوم الولادة کبشا وفی السابع کبشا وبه حصل الجمع" [3] ایک ذبیحہ یوم ولادت میں کیا اور ایک ساتویں روز کیا، لہٰذا اگر ذبح کے دن ساتواں روز نہ ہوا اور نیت عقیقہ کی کرلی تب بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے [4]

---

[1] لونوی بعض الشرکاء الاضحیة، بعضهم دم العقیقة لولادة ولدولدله فی عامه ذٰلک جاز عن الکل، خانیة علی الهندیة ص۳۵۰/ج۳/فصل فیمایجوز فی الضحایا الخ، مکتبه کوئٹه پاکستان، عالمگیری کوئٹه ص۳۰۴/ج۵/ الباب الثامن فیمایتعلق بالشرکة الخ، بدائع زکریاص۲۰۹/ ج۴/کتاب الاضحیة.

[2] العقیقة عن الغلام وعن الجاریة وهی ذبح شاة فی سابع الولادة، وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبةعالمگیری کوئٹه ص۳۶۲/ج۵/کتاب الکراهیة،الباب الثانی والعشرون فی العقیقة،شامی کراچی ص۳۳۶/ج۶/قبیل کتاب الحظروالاباحة.

[3] مرقات شرح مشکوٰةص ۳۵۹/ج۴/باب العقیقة (مطبع اصح المطابع بمبئی)

ولوذبحها بعدالسابع اوقبله وبعدالولادةاجزاه اعلاء السنن ص۱۱۸/ج۱۷/باب فی العقیقة، ادارة القرآن کراچی.

شاہ ولی اللہ[۱] صاحبؒ نے جو مصالح ساتویں روز کے بیان فرمائے ہیں ان کا مقتضیٰ بھی یہی ہے، فیض الباری[۲] سے بھی عموم معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بڑی عمر میں عقیقہ

سوال:- میری لڑکی کی عمر بیس سال ہے، کسی وجہ سے اس کا عقیقہ نہ کرا سکا، اگر اب اسکا عقیقہ کراؤں تو کس طرح سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ کوئی لازم اور ضروری چیز نہیں جس کی قضا لازم ہو، اگر دل چاہتا ہی ہے، تو ایک بکری ذبح کر کے کچا گوشت یا پکا کر تقسیم کر دیں یا کھلا دیں، عقیقہ ہو جائے گا۔[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] واما تخصیص الیوم السابع فلانہ لابدمن فصل بین الولادة والعقیقة فان اهله مشغولون باصلاح الوالدة الخ حجة اللّٰه البالغة ص۱۲۳/ج۲/العقیقة.

[۲] ان الترمذی اجاز بهاالی یوم احدی وعشرین قلت بل یجوز الی ان یموت الخ،فیض الباری ص ۳۳۷/ج۴/کتاب العقیقه.(ربانی بکڈپو،دهلی)

[۳] یستحب لمن ولدله ولد ان یسمیه یوم اسبوعه ویحلق راسه ویتصدق عندالائمة الثلاثة بزنة شعره فضة اوذهبا ثم یعق عندالحلق عقیقة اباحة علی مافی الجامع اوتطوعاً ، وهی شاة تصلح للاضحیة تذبح للذکروالانثی سواء فرق لحمها نیّاً اوطبخه بحموضة اوبدونها الخ شامی کراچی ص۳۳۶/ج۶/ قبیل کتاب الحظروالاباحة،(هندیةص ۳۶۲/ج۵/الباب الثانی والعشرون الخ.(مکتبه کوئٹه پاکستان،اعلاء السنن ص۱۲۷/ج۱۷/کتاب الذبائح،باب العقیقة،ادارة القرآن کرچی،شامی کراچی ص۳۳۶/ج۶/قبیل کتاب الحظروالاباحة.

بالغہ کا عقیقہ اور اس کے بالوں کا حکم

سوال: - ایک لڑکی کی عمر سات برس ہے اور ایک لڑکی بالغہ ہوچکی ہے، اس کا باپ اب ان کا عقیقہ کررہا ہے، تو ان کے بال کاٹنے ہونگے یا نہیں؟ یا صرف تھوڑے سے کاٹ کر ان کو وزن کر کے چاندی صدقہ کردے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی دونوں لڑکیوں کے بال نہ کٹوائے، بکری ذبح کر کے کچا گوشت یا پکا کر غرباء اور احباب کو تقسیم کردے، عقیقہ کا اصل وقت پیدائش سے ساتویں روز ہے وہ بھی صرف مستحب ہے، لازم اور واجب نہیں ہے[1] بغیر بالوں کے وزن کئے ہی اندازے سے چاندی صدقہ کردے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۳ھ

عقیقہ کی مدت

سوال: - حضرت شیخ الہندؒ (حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ محدث کو کہتے ہیں یا کسی

---

[1] العقیقة، وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبة، الهندیة ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثانی والعشرون الخ مکتبه کوئٹه پاکستان، "حجة الله البالغة، ج ۲/ ص ۱۳۳/ باب العقیقة." شامی کراچی ص ۳۳۶/ ج۶/ قبیل کتاب الحظر والاباحة.

[2] عَنْ عَلِی ابْنِ اَبِیْ طَالِبْ قَالَ عق رسول الله ﷺ عن الحسن بشاة وقال یَافَاطِمَةُ اَحْلِقِیْ رَاْسَهُ وَتَصَدّقِی بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً فَوَزَنَاهُ فَکَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا اَوْبَعْضَ دِرْهَمٍ. مشکوٰة شریف ص ۳۶۲/ ج ۲/ باب العقیقه، ترمذی شریف ص ۲۷۸/ ج ۱/ باب ماجاء فی العقیقة.

ترجمہ: حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! اس کے سر کو منڈواؤ اور اسکے بال کے وزن کے بقدر چاندی صدقہ کرو، پس بال کا وزن ایک درہم یا بعض درہم تھا۔

اور کو) نے تعلیقات ترمذی میں حدیث عقیقہ کے تحت ۲۱/ یوم تک تحریر فرمایا ہے، تو کیا بعد ۲۱/ یوم کے محض رسم عقیقہ رہ جاتی ہے، یا عمر میں جب چاہیں عقیقہ کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ فی نفسہٖ مباح ہے[1]، اگر بہ نیت اتباع کیا جائے، تو ثواب ملتا ہے، اور اس کا اصلی وقت پیدائش سے ساتواں دن ہے، (پیدائش کے دن سے ایک دن پیشتر) شرح سفر السعادۃ[2] ص ۳۸۳/ میں حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اکیسویں روز کی تحدید نہیں کی بلکہ ۲۱/ روز تک بیان کر کے کہہ دیا علیٰ ہذا القیاس، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب محدث دیوبندیؒ کو کہتے ہیں، ان کا مقصود بھی تحدید نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۱/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ذیعقدہ ۶۱ھ

عقیقہ کا دن

سوال:- عقیقہ بچہ کی پیدائش کے کتنے روز کے بعد سنت ہے، اگر خام گوشت تقسیم کر دیا جائے تو عقیقہ ہو جاوے گا، یا اس کا کھانا پکا کر کھلانا چاہئے اور کون لوگ کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں؟

[1] العقیقة، وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباحة (الهندیة ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثانی والعشرون الخ، مکتبه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص ۳۳۶/ ج۶/ قبیل کتاب الحظر والاباحة، فیض الباری ص۳۳۷/ ج۴/ العقیقة، ربانی بکڈپو دهلی.

[2] وغالب بحکم احادیث برائے عقیقہ روز ہفتم است ونزد شافعی احمد اگر ہفتم روز میسر نگردد روز چہاردہم کنند واگر چہاردہم نیز میسر نگردد بست ویکم والا بست وہشتم والا درسی وپنجم علی ہذا القیاس (شرح سفر السعادۃ ص ۳۸۳/ باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ نول کشور، فصل در سنن حضرت نبویؐ در عقیقہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں روز کرنا چاہیے۔

"یستحب لمن ولدله ولدأن یسمیه یوم اسبوعه ویحلق راسه ویتصدق عند الائمة الثلثه بزنة شعره فضة اوذهبا ثم یعق عندالحلق، شامی نعمانیه[۱] ص ۲۱۳/ ج۵/" "اگر ساتویں روز نہ کر سکے تو چودھویں روز ورنہ اکیسویں روز علیٰ ہٰذا القیاس پیدائش سے ایک روز پہلے پھر ساتویں ماہ میں پھر ساتویں سال میں غرض کہ عدد کی رعایت بہتر ہے، کذا فی مالابدمنہ[۲] اور جو بالغ ہوجائے اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہوتو وہ خود اپنا عقیقہ کرے۔" ویسن ان یعق عن نفسه فیه تامل من بلغ ولم یعق عنه فتاویٰ حامدیہ[۳] ص ۲۳۳/ج ۴/ خام گوشت تقسیم کرنے سے بھی سنت ادا ہوجاتی ہے، اور پکا کر کھلانے سے بھی "سواء فرق لحمانیاً اوطبخة الخ شامی نعمانیه ص ۲۱۳/ج۵/[۴] کھانے میں امیر غریب سب شریک ہوسکتے ہیں، "ویاکل ویطعم ویتصدق فتاویٰ حامدیة[۵]". فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۱/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۱/۱۴۰۱ھ

---

[۱] شامی کراچی ص ۳۳۶/ج۶/کتاب الاضحية. قبیل کتاب الحظر والاباحة، الهندية ص ۳۶۲/ج۵/الباب الثانی والعشرون الخ، مکتبه کوئٹه پاکستان، فیض الباری ص ۳۳۷/ج۴/کتاب العقيقة، ربانی بکڈپو دهلی.

[۲] بعد ولادت ہفتم روز یا چہاردہم یا بست ویکم وہمیں حساب یا بعد ہفت ماہ یا ہفت سال عقیقہ باید کرد الغرض رعایت عدد ہفت بہتر است (مالابدمنہ، ص ۱۷۴/رسالہ احکام عقیقہ، مطبوعہ ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند) شرح سفر السعادۃ ص ۳۸۳/باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصل در سنن حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در عقیقہ مطبوعہ نول کشور۔

[۳] تنقيح الفتاویٰ الحامدية ج۲/ص ۲۴۶/کتاب الذبائح (مطلب فی حکم العقيقة.

[۴] شامی کراچی ص ۳۳۶/ج۶/قبیل کتاب الحظر والاباحة.

[۵] تنقيح الفتاویٰ الحامدیه ج۲/ص ۲۴۶/کتاب الذبائح (مطلب فی حکم العقيقة.

کیا عقیقہ ۲۱/روز بعد بھی ہے

سوال:- ترمذی جلد اول میں تو یہ ہے کہ مستحب ہے کہ عقیقہ ۲۱/ یوم تک کرے اس کے بعد کی کچھ تفصیل نہیں، ۲۱/ یوم کے عقیقہ کے جو فضائل ہیں، اس سے بچہ محروم رہتا ہے، یا وہی ثواب بعد ۲۱/ یوم کے بھی ملتا ہے، خواہ جب کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسری بعض کتب میں بھی ایسا ہی ہے، لیکن شرح سفر السعادۃ[1] سے بلا قید اوپر نقل کیا جاچکا ہے، نیز فتح الباری میں امام رافعیؒ سے نقل کیا ہے، کہ بلوغ سے پہلے پہلے کر دیا جائے، اس سے تاخیر نہ کی جائے، ورنہ ساقط ہو جائیگا، تاہم اگر اپنا عقیقہ بعد البلوغ کر دے تو درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عقیقہ وقربانی میں فرق

سوال:- عقیقہ کا حکم مثل قربانی کے ہے کہ نہیں اگر ہے تو ران دائی کو اور سری حجام کو اور ہڈیاں توڑنا جو مستحب لکھا ہے، تو مثل قربانی کے حکم کہاں ثابت ہوا، اور استحباب حضور ﷺ کے

---

[1] وغالب بحکم احادیث برائے عقیقہ روز ہفتم است ونزد شافعی احمد اگر ہفتم روز میسر نگردد روز چہاردھم کنند، واگر چہاردھم نیز میسر نگردد بست ویکم والا بست وہشتم والا درسی وپنجم علی ھذا القیاس شرح سفر السعادۃ ص۳۸۳/ باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ نول کشور، فصل درسنن حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در عقیقہ۔

[2] فنقل الرافعی انه يدخل وقتها بالولادة ،قال وذكر السابع في الخبر بمعنى ان لاتؤخر عنه اختياراً ثم قال ،والاختيار ان لاتؤخر عن البلوغ فان اخرت عن البلوغ سقطت عمن كان يريد ان يعق عنه لكن ان اراد ان يعق عن نفسه فعل (فتح الباری ص١٣/ ج١١ /مكتبه نزار مصطفى الباز كتاب العقيقه)

قول وفعل سے ثابت ہے یا حضرات ائمہ کا ارشاد ہے، یا فقہاء کا؟

الجواب حامداًومصلیاً

قربانی واجب ہے[۱]عقیقہ مباح ہے، اور بہت سے بہت مستحب ہے وہ بھی جبکہ بنیت عبادت کیا جائے، دیگر ائمہ کے نزدیک بھی مستحب ہے، پس حنفیہ کے نزدیک تو کسی حال میں قربانی کے مثل نہیں اور دوسرے ائمہ کے نزدیک بھی نہیں[۲]، کیونکہ واجب اور مستحب میں تفاوتِ عظیم ہے، بلکہ صاحب ہدایہ کا رجحان تو اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ مکروہ ہے، عالمگیریہ وغیرہ میں بھی کراہت کی ایک روایت نقل کی ہے،''العقیقة عن الغلام وعن الجارية وهو ذبح شاة فى سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباح لاسنة ولاواجب كذافى وجيز الكردرى وذكر محمدؒ العقيقة من شاء فعل ومن شاء لم يفعل وهذايشير الى الاباحة فيمنع كونه سنة وذكر فى الجامع الصغير ولايعق عن الغلام ولاعن الجارية وانه اشارة الى الكراهية كذافى البدائع[۳]هندية[۴]من الكراهية طحطاوى ص ۱۶۸/ ج۴/[۵]

جن حضرات نے لکھا ہے کہ عقیقہ کا حکم مثل قربانی کے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عقیقہ کیا جاوے، تو ایسے جانور کو ذبح کرے جس میں قربانی کی صلاحیت ہو ایسا جانور ذبح نہ کیا جائے، جس کو قربانی میں ذبح کرنا درست نہیں، نیز جس طرح قربانی کے گوشت کا طریقہ

---

۱ الاضحية هى واجبة، ملتقى الابحر ص ۱۶۶/ ج۴/ كتاب الاضحية، دارالكتب العلميه بيروت.

۲ يستحب لمن ولدله ولدان يسميه يوم اسبوعه ويحلق رأسه ويتصدق عند الائمة الثلاثة ثم يعق عند الحلق شامى كراچى ص ۳۳۶/ ج۶/ قبيل كتاب الحظر والاباحة، اعلاء السنن ص ۱۱۳/ ج۱۷/ كتاب الذبائح، باب العقيقة ادارة القرآن كراچى.

۳ بدائع زكرياص ۳۰۴/ ج۴/ كتاب الاستحسان، مايكره من الدعاء.

۴ الهندية ص ۳۶۲/ ج۵/ الباب الثانى والعشرون فى العقيقة. (مكتبه كوئٹه پاكستان)

۵ طحطاوى على الدر ص ۱۶۸/ ج۴/ كتا الاضحية، دارالمعرفة بيروت.

ہے کہ خود کھانا احباب کو دینا فقراء کو خیرات کرنا اور آئندہ کے لئے رکھ لینا سب کچھ درست ہے اسی طرح سے عقیقہ کے گوشت کا حکم ہے[1] اور ہڈی نہ توڑنے کے متعلق امام احمد امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ استحباب کے قائل ہیں، حنفیہ کے نزدیک یہ چیز نہیں۔

" وھی شاۃ تصلح للاضحیۃ تذبح للذکر والانثیٰ سواء فرق لحمھا نیاً او طبخۃ بحموضۃ اوبدونھامع کسرعظمھا اولا واتخاذ دعوۃ اولا اھ[2] ردالمحتار ص ۳۲۶/ ج ۵/ دفن کردن سروپاوغیرہ داخل اسراف است شرعا اصلے ندارد وعدم شکستن استخوان در بعض کتب صرف بغرض فال نیک نوشتہ اند امرشرعی ضروری نیست اھ مجموعۂ[3] فتاویٰ ص ۳۰۲/ ج ۲/ ومن ذٰلک قول الشافعیؒ واحمد باستحباب عدم کسرعظام العقیقۃ وانھا تطبخ اجزاء کباراتفاؤ لا بسلامۃ المولود مع قول غیرھما انہ یستحب کسر عظمھا تفاؤ لا بالذبول وکثرۃالتواضع وخمودنارالبشریۃ اھ میزان شعرانی ص[4] ۹۵/ ج ۲/ سرنائی کوران دائی کودینا ضروری نہیں چاہے دے یا نہ دے، یہ محض بے اصل رسم ہے بہشتی زیور[5] ص ۱۳/ ج ۶/ عقیقہ کی رسموں کا بیان ملاحظہ فرمایئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور ۶/۵/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مفتی مظاہرعلوم سہارنپور ۹ ج ۲/ ۵۷ھ

---

[1] قال مالک: العقیقۃ بمنزلۃ النسک والضحایاولایجوزفیھاعوراء ولاعجفاء ولامکسورۃ ولامریضۃ، ویکسر عظامھا، ویأکل اھلھا، ویتصدقون، تحفۃ المودود باحکام المولود ص ۶۴/ الفصل الرابع عشر، دارالکتب العلمیۃ بیروت.

[2] شامی نعمانیہ ص ۲۱۳/ ج ۵/ اخر کتاب الاضحیۃ.

[3] مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲/ ص ۲۸۸/ باب العقیقہ.

ترجمہ: سراور پیروغیرہ کا دفن کرنا اسراف کے اندر داخل ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور ہڈی کا نہ توڑنا بعض کتب میں صرف نیک فالی کی غرض سے لکھے ہیں، کوئی امر شرعی ضروری نہیں ہے۔

[4] المیزان الکبریٰ للشعرانی مصری ص ۵۹/ ۲، باب الاضحیۃ والعقیقۃ، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

عقیقہ دیر سے کرنے کی صورت میں بچہ کے بال اُتارنے میں دیر نہ کی جائے

سوال:- بچے کے سر کے بال پیدائش کے ساتویں دن ہی اتروانا ضروری ہے، یا عقیقہ جب کیا جائے، جب اتروایا جائے؟ عقیقہ سے قبل یا بعد بال اتروا کر چاندی ہم وزن کر کے خیرات کی جاسکتی ہے؟ یا عقیقہ تک بالوں کو رکھنا چاہئے؟ چونکہ عقیقہ کرنے کی اب استطاعت نہیں ہے، ایک سال یا دو سال بعد کرنے کا ارادہ ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ساتویں دن مستحب ہے، اگر اس وقت موقع نہ ہو تو چودھویں روز پھر اکیسویں روز، یہ ترمذی شریف میں ہے[1]، اس کے بعد اگر کرنا ہو تب بھی پیدائش سے ساتویں روز کی رعایت کرلی جائے، عقیقہ خود واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، اس کے لئے اتنا اہتمام اور اصرار بھی نہیں کہ کرنا ضروری ہو، سال دو سال بعد عقیقہ کرنا ہو تو اس وقت تک بالوں کا سر پر رکھنا لازم نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/۱۳۹۴ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) الفقه الاسلامی وادلته ص ۲۷۴۹/ ج ۴/ الفصل الثانی فی العقیقة، رشیدیه.

۴ سرنائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہے، بہشتی زیور ج ۶/ ص ۳۳۴/ عقیقے کی رسموں کا بیان۔ ایضاً ص ۱۳/۶، مطبوعہ تھانوی دیوبند،

[1] والعمل علی هذا عند اهل العلم یستحبون ان یذبح عن الغلام العقیقة یوم السابع فان لم یتهیا یوم السابع فیوم الرابع عشر فان لم یتهیا عق عنه یوم احدی وعشرین. (ترمذی شریف ص ۲۷۸/ ج ۱/ تحت باب العقیقة. (مکتبه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند) اعلاء السنن ص ۱۱۷/ ج ۱۷/ کتاب الذبائح، باب فی عقیقة، مالابدمنه ص ۱۷۴/ رساله احکام عقیقه، مطبوعه همه رنگ کتاب گهر دیوبند.

(حاشیہ نمبر ۲/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

عقیقہ کے بالوں کو دفن کیا جائے

سوال:-بعد وزن بال عقیقہ کے دفن کر دیئے جائیں یا پھینک دیئے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دفن کر دے کذا فی کتب الفقہ[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا

سوال:-علماء کی زبانی سنا ہے کہ عقیقہ کے گوشت کے سلسلہ میں عوام کا جو یہ خیال ہے کہ اس کی ہڈیوں کو توڑنا نہ چاہئے یہ بے اصل ہے، اور بدعت ہے لیکن ذیل میں تحفۃ المولود سے چند روایات نقل کرتا ہوں، جن سے اس خیال کی تائید معلوم ہوتی ہے۔

"وقد ذکر ابوداؤد فی کتاب المراسیل عن جعفر بن محمد عن ابیه اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ فِی الْعَقِیْقَةِ الَّتِیْ عَقَّتْهَا فَاطِمَةُ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنْ اِبْعَثُوْا اِلیٰ الْقَابِلَةِ مِنْهَا بِرِجْلٍ وَکُلُوْا وَاَطْعِمُوا وَلَا تَکْسِرُوا مِنْهَا عَظْماً وَذَکَرَ الْبَیْهَقِی مِنْ حَدِیْث عَبْدِالْوَهَاب عَنْ عَامِرِ الْاَحْوَلِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُمِّ کُرْزٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَنِ الْغُلَامِ شَاْتَانِ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[2] العقیقة عن الغلام وعن الجاریة وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبة،عالمگیری کوئٹه ص ۳۶۲/ج۵/کتاب الکراهیة، الباب الثانی والعشرون فی العقیقة،شامی کراچی ص ۳۳۶/ج۶/قبیل کتاب الحظروالاباحة.

[1] فاذا قلم اظفاره اوجز شعره ینبغی ان یدفن ذٰلک الظفروالشعرالمجزوز(الهندیة ص ۳۵۸/ ج ۵/الباب التاسع عشرفی الختان الخ(مکتبه کوئٹه پاکستان)شامی کراچی ص ۴۰۵/ج۶/ کتاب الحظروالاباحة،فصل فی البیع،مالابدمنه ص ۱۷۴/رساله احکام عقیقه،همه رنگ کتاب گهر دیوبند.

وَمُتَکَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَةِ شَاةٌ وَکَانَ عَطَاءٌ یَقُوْلُ تُقْطَعُ جُدُوَلٌ وَلَایُکْسَرُ لَهَا عَظْمٌ. کیا صحیح ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عوام ہڈیوں کے توڑنے کو نا جائز سمجھتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے علماء نے اس کی تردید کی ہے[1]، روایت منقولہ میں جو کچھ ہے وہ وجوبی حکم نہیں بلکہ تفاؤلاً استحبابی چیز ہے[2] اگر اس کو اسی حد تک رکھا جائے تو ٹھیک ہے، لیکن اگر اس کو درجہ واجب دیا جائے، تو اس میں کراہت آجا ئے گی، "الاصرار علیٰ المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة اھ"[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دادیال میں یا نانہال میں عقیقہ

سوال:- بچہ کا عقیقہ کرنا دادہال یعنی باپ دادا کے گھر جہاں بچہ پیدا ہوا ہو، اور عقیقہ کا بکرا ذبح کرنا نہال یعنی لڑکے کے نانا کے وطن میں کیسا ہے، جبکہ عقیقہ کے اخراجات کا کفیل بچہ کا باپ ہو خواہ عقیقہ کہیں ہو یا جہاں بچہ موجود ہو وہیں عقیقہ کرنا چاہئے ، یا بچہ اپنے والدین کے یہاں ہو اور عقیقہ بچہ کے نانا کے یہاں یا بچہ کے بھائی و باپ کے یہاں جو دوسرے وطن

---

[1] وهی شاة تصلح للاضحیة تذبح للذکر والانثیٰ سواء فرق لحمها نیا اوطبخه بحموضة او بدونها مع کسر عظمها اولا واتخاذ دعوة اولا شامی نعمانیه خاتمه کتاب الاضحیةص ۲۱۳/ ج۵/امدادالفتاویٰ ص ۶۲۰/ ج۳/.

[2] وعدم شکستن استخواں دربعض کتب صرف بغرض فال نیک نوشته اند امرشرعی ضروری نیست مجموعۃ الفتاوی ص ۲۸۸/ ج۲/ باب العقیقۃ، مطبوعہ دیوبند۔ اعلاء السنن ص ۱۲۱/ ج۱۷/ ادارة القرآن کراچی کتاب الذبائح باب العقیقة، تحفة المودود باحکام المولود ص ۶۲/ دارالکتب العلمیة بیروت.

[3] سعایةص ۲۶۵/ ج۲/ الفصل فی القرأة، امجداکیڈمی لاهور، تنقیح الفتاوی الحامدیه ص ۳۶۷/ ج۲/ کتاب الاضحیة.

میں ہوں بکرا ذبح کرنا درست ہے اور شرعاً کوئی نقص تو نہیں کہ بچہ یہاں اور جانور غیر شہر میں ذبح ہو اور وہاں اس کے اعزہ موجود ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جگہ بچہ ہو اسی جگہ افضل ہے تا کہ بال اتروانے اور ذبح کرنے کا وقت ایک ہی رہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۳/۶۱ھ

جس بچہ کا عقیقہ نہیں ہوا کیا وہ شفاعت کرے گا

سوال:- بغیر عقیقہ کے شیر خوار بچہ انتقال کر جائے، تو قیامت کے روز ماں باپ کی شفاعت کرے گا یا نہیں، اگر نہیں تو والدین کو اس کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے کوئی صورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ وہ بچہ شفاعت نہیں کریگا، کذا فی فیض الباری[۲]۔

---

[۱] مستفاد من هذاالحديث وعن الحسن عن سمرة قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم اَلْغُلَامُ مُرتهن بِعَقِيْقَةٍ تَذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّى وَيَحْلَقُ رَأسَهُ يَوْمَئِذٍ ١٢/. (مشكوٰة شريف ص ٣٦٢/ج٢/باب العقيقة.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ مرہون ہے عقیقہ پر، تو اس کے جانب سے ساتویں دن ذبح کیا جاوے اور نام رکھا جاوے، اور اسی دن اس کا سر منڈایا جاوے۔

[۲] واجود شرق وجه ماذ كره احمد وحاصله ان الغلام اذالم يعق عنه فمات لم يشفع لوالديه، فيض البارى ج٤/ ص٣٣٧/كتاب العقيقة، مكتبه نعمانيه، زادالمعاد ص٢٩٧/ج٢/فصل فى هديه النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى العقيقة موسسة الرسالة، فتح البارى ص١٣/ج١١/كتاب العقيقة، باب اماطة الاذى عن الصبى، مطبوعه مكة المكرمه.

ص ۳۳۷ رج ۴ ر لیکن حنفیہ کے نزدیک عقیقہ واجب نہیں کہ اس کے ترک پر شفاعت سے محرومی ہو شفاعت سقط (ناتمام بچہ جس کا اسقاط ہو جائے) بھی کریگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بڑے جانور میں دو بچوں کا عقیقہ

سوال:- ایک شخص اپنے دولڑکوں کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے، اگر وہ ایک بڑا جانور خرید کر اسے دونوں لڑکوں کے عقیقہ میں ذبح کر دے تو درست ہے یا نہیں، یا اسے تین حصے اور تلاش کرنا پڑیں گے، اسی طرح اگر قربانی کے دنوں میں قربانی کے جانور میں عقیقہ کیلئے بڑے جانور میں چار حصے لیلے اور تین حصے قربانی کے ہوں تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بڑے جانور میں دو بچوں کا عقیقہ کرنا درست ہے[2] اس کی ضرورت نہیں کہ اور خریدار بھی شریک کئے جائیں ایام قربانی میں اگر چار حصے عقیقہ کے واسطے لئے اور تین حصے قربانی کرنے والوں کے اس میں ہیں تو شرعاً قربانی بھی درست ہو جائے گی اور عقیقہ بھی[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عن علی قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان السقط لیراغم ربه اذادخل ابویه النار فیقال ایها السقط المراغم ربه ادخل ابویک الجنة فیجرهما بسرره حتی بدخلهما الجنة ابن ماجه شریف ص ۱۱۵ / ابواب الجنائزباب ماجاء فیمن اصیب بسقط،ادارة الرشیدديوبند.

[2] ولو كانت البدنة اوالبقرة بين اثنين فضحيابها اختلفالمشائخ فيه والمختارانه يجوز ونصف السبع تبع فلايصيرلحماً الخ عالمگيری كوئٹه ص ۳۰۵ / ج۵ / كتاب الاضحية،الباب الثامن، شامی كراچی ص ۳۱۶ / ج۶ / كتاب الاضحية.

[3] ولونوی بعض الشركاء الاضحية،وبعضهم دم العقيقة لولادة ولدله (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

بڑے جانور میں عقیقہ کے سات حصے ایام قربانی کے علاوہ میں

سوال:- قربانی کے علاوہ دیگر ایام میں گائے، برائے عقیقہ بحصص سبعہ ذبح کی جاسکتی ہے، یا نہیں؟ زید اپنے لڑکے اور لڑکیوں کا عقیقہ ان دنوں میں بجائے بکروں کے گائے میں حصص کر کے عقیقہ ادا کرنا چاہتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایام قربانی کے علاوہ گائے، بھینس، اونٹ مستقل عقیقہ کے لئے ذبح کرنا شرعاً درست ہے، اس میں عقیقہ کے سات حصے ہو سکتے ہیں، معجم صغیر[1] میں حدیث شریف موجود ہے، رسالہ عقیقہ میں جزئیہ اس سے ماخوذ مذکور ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عقیقہ کا سر قصاب کو اجرت میں دینا

سوال:- عقیقہ میں ذبیحہ کا سر بعوض ذبح کرائی دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قربانی میں ذبیحہ کا سر بعوض ذبح کرائی دینا درست نہیں، ہاں ایسے ہی دے سکتے ہیں،

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ولد فی عامه ذٰلک جاز عن الکل خانیة علی الهندیة ص ۳۵۰/ج۳/ فصل فیما یجوز فی الضحایا ومالا یجوز (مکتبه کوئٹه پاکستان) شامی کراچی ص ۳۲۶/ج۶/ کتاب الاضحیة، بدائع زکریا ص ۲۰۹/ج۴/ کتاب الاضحیة، فصل فی شروط جواز اقامة الواجب.

[1] عن انس بن مالک رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من ولدله ولد فلیعق عنه عن الابل او البقر او الغنم المعجم الصغیر للطبرانی ص ۸۴/ج ۱/باب من اسمه ابراهیم، مطبوعه مدینه منوره، اعلاء السنن ص ۱۱۹/ج۱۷/ کتاب الذائح، باب فی العقیقة، ادارة القرآن کراچی.

[2] رساله عقیقه ص ۱۱/مصنف حضرت مولانا نظام الدین صاحب (مطبوعه مجتبائی دهلی)

عقیقہ میں بھی بہتر یہی ہے کہ قربانی جیسا معاملہ کیا جائے، "ولا یعطی اجر الجزار منها لانه کبیع الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار ص ۳۲۱/ج۵/ولا یعطی اجر الجزار منها لقوله علیه السلام لعلیؓ تصدق بجلالها وخطامها ولا تعط اجر الجزار۔شامی ص۳۲۱/ج۵/[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸۸/۲/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸۸/۲/۵ھ

گائے، بھینس میں عقیقہ

سوال:-قربانی کے دنوں کے علاوہ بھینس یا گائے میں عقیقہ کر سکتے ہیں یا نہیں، مثلاً دولڑکوں اور تین لڑکیوں کی طرف سے ایک کٹرا کر دیا جائے، یا ایک لڑکے کی طرف سے پورا کٹرا کر دیا جائے، تب بھی سنت عقیقہ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں کسی بچہ کا ساتواں دن پڑیگا کسی کا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک بھینس یا گائے میں دولڑکوں اور تین لڑکیوں کے عقیقہ کے حصے تجویز کر کے ذبح کرنا درست ہے، سالم گائے بھی ایک کی طرف سے کرنا درست ہے[2]، اگر ساتواں دن گذر چکا

---

[1] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ج۵/ص ۲۰۹/کتاب الاضحیة، شلبی علی الزیلعی ص ۹/ج۶/کتاب الاضحیة، مکتبه امدادیه ملتان، بدائع زکریا ص ۲۲۵/ج۴/کتاب الاضحیة، مایستحب فی الاضحیة.

[2] ویجوز اشتراک اقل من سبعة ،وتجوز عن ستة اوخمسة اواربعة اوثلاثة ذکره محمد فی الاصل لانه لما جاز من السبعة فمن دونه اولیٰ مجمع الانهر ص ۱۶۸/ج۴/کتاب الاضحیة (مکتبه دارالکتب العلمیه، اعلاء السنن ص۱۱۷/ج۱۷/کتاب الذبائح، باب فی العقیقة، ادارة القرآن کراچی.

ہے اور کوئی دن ہو جائے تب بھی درست ہے، ساتویں دن کی قید محض مستحب ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۷/۸۹ھ

گائے، بھینس کے ذریعہ عقیقہ غیر ایام اضحیہ میں

سوال:- ایام قربانی کے علاوہ بچوں کے عقیقہ میں بھینس وغیرہ نیز صرف ایک بچے کے عقیقہ میں پورے بڑے جانور سے عقیقہ درست ہو جائیگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہو جائے گا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۸۵

عقیقہ میں لڑکے کا ایک حصہ رکھنا

سوال:- زید اپنے بچوں کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے، جن میں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے تو کیا ان بچوں کے لئے ایک بھینس کافی ہوسکتی ہے؟ یا ہر ایک لڑکے کی جانب سے دو حصہ لگانا ضروری ہے، اور پھر اس کے عقیقہ نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک روایت[2] میں لڑکے کی طرف سے ایک بکرے کے عقیقہ کو کافی قرار دیا ہے، اگرچہ

---

[1] الجمهور على اجزاء الابل والبقر ايضاً وفيه حديث عند الطبرانى وابى الشيخ عن انس رفعه يعق عنه من الابل والبقر والغنم (فتح البارى ص ١١/ج ١١/كتاب العقيقة) حديث نمبر ٥۴٧٢/اعلاء السنن ص١١٧/ج١٧/كتاب الذبائح، باب فى العقيقة ادارة القرآن كراچى.

[2] عن محمد بن على بن حسين عن على بن ابى طالب قال عق رسول الله (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لڑکوں کی طرف سے ایک ایک حصہ ہوں اور ایک لڑکی کی طرف سے ہو اور ایک بھینس اس مقصد کیلئے ذبح کردی جائے، تب بھی اس کا عقیقہ ہو جائیگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۴/۳/۹۰ھ

متعدد بچوں کا عقیقہ ایک بھینس میں

سوال:-عقیقہ میں بکرا بکری ہونا چاہئے یا کٹرا اور بھینس بھی مثلاً ہمارے یہاں ایک لڑکا اور دو لڑکی ہیں، تو ان کی طرف سے دو حصہ لڑکے کے نام سے اور ایک حصہ لڑکی کے نام سے پوری بھینس کردی جائے، تو درست ہو جائیگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دو لڑکی اور ایک لڑکے کی طرف سے اگر ایک بھینس یا کٹرا دو سالہ عقیقہ میں کردیا تب

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الحسن بشاۃ وقال یافاطمة احلقی راسه وتصدقی بزنة شعره فضة فوزناه فکان وزنه درهما اوبعض درهم رواه الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۲/باب العقیقة)ترمذی شریف ص ۲۷۸/ج ۱/باب ماجاء فی العقیقة،ادارۃ القرآن الرشیدديو بند.

ترجمہ: محمد بن علی بن حسین حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور فرمایا اے فاطمہؓ اس کے سر کا حلق کرو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو، چنانچہ ہم نے ان بالوں کا وزن کیا تو ان کا وزن ایک درہم یا آدھے درہم کے بقدر تھا۔

[1] الجمهور علی اجزاء الابل والبقر ایضاً وفیه حدیث عند الطبرانی وابی الشیخ عن انس رفعه یعق عنه من الابل والبقر والغنم (فتح الباری ص ۱۱/ج ۱۱/کتاب العقیقة)حدیث نمبر ۵۴۷۲/من ولدله غلام فلیعق عنه من الابل اوالبقرة اوالغنم دلیل علی جواز العقیقة ببقرة کاملة اوببدنة کذالک الخ اعلاء السنن ص ۱۱۷/ج ۱۷/کتاب الذبائح،باب العقیقة،ادارۃ القرآن کراچی.

بھی اس کا عقیقہ درست ہو جائے گا، بلکہ سات حصے تک درست ہے[1] بکرا ہونا لازم نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۸۸ھ

اضحیہ کے علاوہ گائے میں عقیقہ کا حصہ

سوال:- عقیقہ میں عیدالاضحیٰ میں تو ساتویں دن کی قید تو نہیں تو کیا درمیان سال میں بھی قید ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ساتویں دن کی قید مستحب ہے لازمی نہیں، جب بھی موقع ہو عقیقہ درست ہو جائیگا، بشرطیکہ بقیہ حصے بھی قربت کی نیت سے ہوں، عقیقہ خود بھی لازم نہیں محض مستحب ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند

---

[1] والبقرة والبعير يجزى عن سبعة اذا كانوا يريدون به وجه اللّٰه تعالىٰ والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولا يمنع النقصان الهندية ص ۳۰۴/ج۵/ الباب الثامن الخ (مكتبه كوئٹه پاكستان) من ولدله غلام فليعق عنه من الابل او البقرة او الغنم دليل على جواز العقيقة بقرة كاملة اوببدنة كذالك، اعلاء السنن ص۱۱۷/ج۱۷/كتاب الذبائح، باب العقيقة

[2] العقيقة وهى ذبح شاة فى سابع الولادة وضيافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولاواجبة الهندية ص ۳۶۲/ج۵/الباب الثانى والعشرون فى العقيقة (مكتبه كوئٹه پاكستان) شامى كراچى ص۳۳۶/ج۶/قبيل كتاب الحظر والاباحة.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ

سوال: - کتب فقہ کی متعدد کتب مثلاً مسائل الاربعین وغیرہ میں ۷/۱۱/۲۱/ دن مہینہ سال وغیرہ میں کرنے کی اجازت تحریر ہے، اور بعض مولوی مثال دیتے ہیں کہ جناب آقائے نامدار ﷺ نے اپنا عقیقہ نبوت کے بعد کیا تھا، اس لئے عمر بھر میں جب چاہیں کرلیں، حضور اکرم ﷺ نے اپنا عقیقہ بعد نبوت کیا تھا، اس وقت تک احکام عقیقہ نازل نہیں ہوئے تھے، یا آپ ﷺ کو شبہ تھا، کہ بچپن میں عقیقہ ہوا یا نہیں، جیسا کہ مظاہر حق باب عقیقہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عقیقہ کے متعلق شک تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرح سفر السعادۃ ص ۴۸۳/ [1] میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنے عقیقہ کا علم نہ تھا، اس لئے اپنا عقیقہ کیا تھا، اس روایت کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری ص ۵۸۴/ ج ۹/ [2] میں نقل کرکے اس کی سند پر کلام کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

عقیقہ کے لئے جانور خریدا پھر بچہ مر گیا تو اس کو کیا کریں

سوال: - ایک شخص نے اپنے بچہ کے عقیقہ کے واسطے ایک گائے خریدی اتفاقاً بچہ

---

[1] ودر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چنانچہ در بعض روایات آمدہ وارد ست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ظہورِ نبوت عقیقہ، خود دراچوں وقتِ ولادت معلوم وے نشد کہ کردن یا نہ ذبح کرد امادر اسناد آں حدیث ضعیفے ہست، وخالی از بعدے ہم نیست واللہ اعلم، شرح سفر السعادۃ ص ۳۸۳/ فصل در سنن حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در عقیقہ، نول کشور۔

[2] ان الحدیث الذی ورد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسه بعد النبوة لایثبت الخ، فتح الباری ص ۱۳/ ج ۱۱/ کتاب العقیقه (مکتبه نزار مصطفی الباز الریاض)

مر گیا، تو اس نے ارادہ ملتوی کر کے گائے بیچ دی اور اس کی کل رقم ایک طالب علم کو بطور امداد دیدی، کیا اس طالبعلم کے لئے وہ رقم لینا جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس شخص پر عقیقہ واجب رہے گا یا نہیں؟ کیا وہ رقم لینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

عقیقہ زیادہ سے زیادہ مستحب ہے لازم نہیں "ویستحب لمن ولد لهٗ ولد ان یسمیه یوم اسبوعه الخ ثم یعق عند الحلق عقیقة اباحة علیٰ مافی الجامع الصغیر اوتطوعاً علی مافی الشرح الطحطاوی (شامی مختصراً ص ۲۲۸ / ج۵)[۱] العقیقة الخ مباحة لاسنة ولاواجبة (کذا فی الوجیزالکردری عالمگیری ص ۲۷۳ / ج۵)[۲].

لہٰذا اس شخص پر عقیقہ واجب نہیں، اور اس نے گائے بیچ کر جو رقم طالب علم کو دیدی ہے وہ بھی صحیح ہے، طالب علم اس کو لے سکتا ہے، اب اس رقم کو طالب علم سے واپس لینا درست نہیں ہے، الصدقة بمنزلة الهبة فی المشاع وغیر المشاع وحاجتها الی القبض الاانها لارجوع فی الصدقة اذاتمت[۳] عالمگیری ص ۳۸۸ / ج ۴۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۸۸ھ

گابھن بکری کے دو بچہ دینے پر عقیقہ کا ارادہ کرنا

سوال:- میں نے ایک گابھن بکری خریدی اور زبان سے کہا کہ اگر ایک یا دو بچے

[۱] شامی نعمانیه ص ۲۱۳ / ج۵ / خاتمه کتاب الاضحیة.

[۲] الهندیةص ۳۶۲ / ج۵ / الباب الثانی والعشرون فی العقیقه مکتبه کوئٹه پاکستان، اعلاء السنن ص ۱۱۳ / ج۱۷ / کتاب الذبائح، باب العقیقة، ادارة القرآن.

[۳] الهندیةص ۴۰۶ / ج۴ / الباب الثانی عشرفی الصدقة، کتاب الهبة (مکتبه کوئٹه پاکستان) المحیط البرهانی ص ۲۱۲ / ج ۹ / الفصل الثانی عشرفی الصدقة، ادارة القرآن، خانیه علی الهندیةص ۲۷۴ / ج۳ / فصل فی الرجوع فی الهبة، مطبوعه کوئٹه.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\20-Aqiqa ka Bayan

دے تو لڑکے کا عقیقہ کروں گا، خدا نے دو ہی بچے دیئے، بے روزگاری ومقروض ہونے کی وجہ سے سال بھر تک پالنا مشکل معلوم ہو رہا ہے، خود میرے والد صاحب بھی مصر ہیں، کہ ان کو فروخت کردو، خود میں بھی خرچہ سے پریشان ہوں ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ فروخت کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ بوقت وسعت خرید کر عقیقہ ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صرف اتنا کہنے سے آپ کے ذمہ ان بکروں کا پرورش کرنا اور سال بھر پورا ہو جانے پر ان کا عقیقہ کے لئے ذبح کرنا ضروری نہیں[1]، آپ ان کو فروخت کر سکتے ہیں، پھر قربانی کے وقت یا کسی دوسرے وقت بھی عقیقہ کرنا واجب نہیں، آپ کے پاس وسعت ہو اور دل چاہے تو کردیں ورنہ کوئی پکڑ نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶/۸۷ھ

صحت ہونے پر عقیقہ کرنے کی نذر

سوال: -ایک عورت کی لڑکی بیمار ہوگئی، اس نے نذر مانی کہ اگر لڑکی روبصحت ہوگئی تو عقیقہ کروں گی جس میں دو جانور ہوں گے، جبکہ لڑکی کیلئے ایک بکری ہے، ایسی صورت میں عقیقہ کے موقع پر دو جانور ضروری ہیں یا ایک جانور کافی ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان الفاظ سے نذر منت نہیں ہوئی جب تک یہ نہ کہا ہو کہ ان دو بکریوں کو ذبح کر کے

---

[1] لوقال ن برئت من مرضی هذاذبحت شاةاوعلی شاة اذبحهافبرئ لایلزمه شئ الخ البحر کوئٹه ص۲۹۶/ج۴/کتاب الایمان شامی کراچی ص ۷۳۹/ج۳/کتاب الایمان.

[2] العقیقة وهی ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباحة لاسنة ولا واجبة (الهندیةص ۳۶۲/ج۵/الباب الثانی والعشرون فی العقیقة مکتبه کوئٹه پاکستان،شامی کراچی ص ۳۳۶/ج۶/قبیل کتاب الحظروالاباحة،فیض الباری ص۳۳۷/ج۴/کتاب العقیقة، حضر راه بکڈپو دیوبند،اعلاء السنن ص ۱۱۳/ج۱۷/ادارة القرآن کراچی.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\20-Aqiqa ka Bayan

گوشت صدقہ کروں گی[۱] لہٰذا اگر عقیقہ میں ایک بکری ذبح کر لی تو بھی عقیقہ درست ہو جائیگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۸۸ھ

عقیقہ کا کھانا ماں باپ کے لئے

سوال:-عقیقہ کے کھانے کو ماں باپ کھا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عقیقہ کے کھانے میں ماں باپ سب شریک ہو سکتے ہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ کیلئے

سوال:-عقیقہ کے گوشت میں سے بچے کے والدین اور تمام اصول وفروع کھا سکتے ہیں، یا کہ نہیں اگر نہیں تو مخالفت کس درجہ کی ہے، اور اگر کھا سکتے ہیں تو کیا کسی کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت کے اور رسالہ عقیقہ مصنفہ حضرت مولانا نظام الدین میں صفحہ ۱۷/ پر لکھا ہوا ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتی،

۱؎ ولو قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة او علی شاة اذبحها فبری لایلزمه شئی الااذا زاد والتصدق بلحمها فیلزمه لان الصدقة من جنسها فرض وهی الزكاة درمختار علی هامش الشامی ص ۰۷/ج ۳/نعمانیه شامی كراچی ص ۷۳۹/ج۳/احكام النذور، البحر كوئٹه ص ۲۹۶/ج ۴/كتاب الایمان.

۲؎ درشرح مقدمۃ امام عبداللہ وغیرہ مرقوم است وہی (العقیقۃ) کالاضحیۃ الی قولہ والاکل منہا، ودرخوردن ازوکہ خوردن گوشت عقیقہ ہمہ فقیر وغنی وصاحب عقیقہ ووالدین راجائز است مثل گوشت قربانی (مالابد منہ ص ۱۷۳/رسالہ احکام عقیقہ، مطبوعہ ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند)

E:\F.M.Fainal\Jild-26\20-Aqiqa ka Bayan

ہوتا، نہ کھاویں سو مسلمانوں کی رسم ہے، ''ماراٰہ المؤمنون حسناً فھو عنداللّٰہ حسن '' بلکہ خاتم المحدثین نے حدیث ''کل غلام مرھون بعقیقة'' سے نکالا ہے کہ اس حدیث میں ''رھن '' کا لفظ گروی کے معنی میں ہے، فدیہ دینے پر دلالت کرتی ہے، اس واسطے ماں باپ وغیرہ تو اس کی طرف سے فدیہ دینے والے کا ارادہ رکھتے ہیں، جس کا کھانا مکروہ ہے، چنانچہ اس سبب مسلمانوں کی عادت جاری ہے، کہ ماں باپ اس گوشت کو نہیں کھاتے اور فقہاء کے فہم کے بموجب اس حدیث میں اس معنی کی طرف لطیف اشارہ ہے، چنانچہ یہ تقریر تحفۃ المشتاق فی بیان النکاح والصداق میں موجود ہے، جس رسالہ کا حوالہ دیا ہے اس میں یہ مضمون صفحہ ۱۴ ؍ پر بتغیر معناہ موجود ہے، لہٰذا ان تصریحات کی بنا پر کراہت ہوگی یا نہیں، اور اگر نہیں تو ان عبارات کا کیا مطلب ہے، اور دیگر فقہاء کرام کی عبارت بھی تحریر فرمائیں، اور یہ عبارت اگر حدیث وفقہ کی رو سے صحیح نہ ہو تو بالتفصیل اس پر رد کریں کیوں کہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ جرح مبہم بالخصوص مواقع نزاع میں غیر مسموع ہوتی ہے، اسلئے جس طرح اس میں تفصیل سے کراہت کو ثابت کیا ہے، اسی طرح رد کریں یا کہ تائید فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے ائمہ ثلاثہ سے اس مسئلہ کے متعلق کوئی صراحت منقول نہیں ہے، عموماً کتب فقہ اس سے خالی ہیں حدیث شریف میں بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے، جس بنیاد پر مکروہ کہا گیا ہے، اس کی حیثیت دلیل شرعی کی نہیں بلکہ محض نکتہ اور لطیفہ کی ہے، اس سے زائد نہیں، ثبوت کراہت کے لئے شرعی دلیل درکار ہے، اور ادلۂ شرعیہ چار ہیں، رہا مسلمانوں کی عادت کا حال سو وہ دونوں قسم کی ہے، کسی ایک چیز پر اجماع یا توارث نہیں ہے، امام ابوحنیفہؒ کے قریب حضرت امام مالکؒ ہیں وہ فرماتے ہیں'' ویاکل اھلھا من لحمھا ویتصدقون منھا اھ ''موطا مالک، ص ۱۸۶ ؍[1] العمل فی العقیقة۔ اوجز میں ہے قال الموفق وسبیلھا فی الاکل

[1] موطأ مالک ص ۱۸۶ ؍ العمل فی العقیقة، کتاب العقیقة.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\20-Aqiqa ka Bayan

والصدقة سبيل الاضحية اھ اوجز المسالک ص۲۲۱/ج۹/[1]

جب عقیقہ اس باب میں بمنزلہ اضحیۃ کے ہے حالانکہ اضحیہ واجب ہے، اس کا تقاضہ تھا کہ پوری اضحیہ کو صدقہ کرنا واجب ہوتا، جس طرح کہ نذر واجب کا حال ہوتا ہے، لیکن صاحب اضحیہ کو خود کھانا شرعاً درست ہے، تو پھر عقیقہ تو واجب ہی نہیں اس کے کھانے میں بظاہر کوئی اشکال نہیں یا اس کا تقاضہ یہ تھا کہ عقیقہ واجب ہوتا، مگر وہ واجب نہیں تو پھر گروی قرار دے کر کھانے کی ممانعت محض درجۂ لطائف میں ہے، درجۂ مسائل میں نہیں عقیقہ ساتویں روز کیا جاتا ہے، ترمذی کی ایک روایت سے اکیسویں روز تک کا بھی ثبوت ملتا ہے[2] پھر سوال میں یہ دریافت کرنا کہ عقیقہ کے گوشت ہی سے بچہ کے والدین اور تمام اصول وفروع کھا سکتے ہیں یا کہ نہیں بہت غور طلب ہے غالباً اصول کے ساتھ فروع کو طرداً ذکر کر دیا گیا ورنہ سات روز کے بچہ کے فروع کہاں سے پیدا ہو جائیں گے، یا ممکن ہے کہ سوال اس صورت میں ہو جب کہ بچہ صاحب اولاد ہو کر خود اپنا عقیقہ اپنے بچے کے ساتھ کرے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۸۶ھ

بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

سوال:- بچہ کے پیدا ہونے پر بعض لوگ کچھ فاصلہ سے بچہ کے کان میں اذان وتکبیر کہتے ہیں اس لئے کہ بچہ کے قریب ہونے سے نفرت کرتے ہیں، تو کیا مسنون طریقہ سے اذان ہو جائے گی یا نہیں؟

---

[1] اوجز المسالک ص ۲۲۱/ج ۹/المكتبة الامداديه، مكة المكرمه .

[2] يستحبون ان يذبح عن الغلاء العقيقة يوم السابع فان لم يتهيأ يوم السابع فيوم الرابع عشر فان لم يتهيا الغلاء عق عنه يوم احد وعشرين (ترمذى شريف مع العرف الشذى ص ۲۷۸/ج ۱/باب ماجاء فى العقيقة، مطبوعه رشيديه دهلى، مالابدمنہ ص۱۶۵/رسالہ احکام عقیقہ، ہمہ رنگ کتاب گھر۔

E:\F.M.Fainal\Jild-26\20-Aqiqa ka Bayan

الجواب حامداً ومصلیاً

بچہ پیدا ہونے کے بعد اسکو پاک صاف کرکے اس کے کان کے قریب اذان و اقامت کہی جائے، اس سے نفرت نہ کی جائے، کان میں اس زور سے آواز نہ دی جائے کہ بچہ پریشان ہوجائے اور آواز کو برداشت نہ کرسکے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۹۰ھ

تحنیک کا طریقہ

سوال:- تحنیک کسے کہتے ہیں اس کا طریقہ کیا ہے، ایا سنت ہے یا مستحب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تحنیک مستحب ہے، اس کا طریقہ ہے کہ میٹھی چیز جیسے تر کھجور یا شہد اس کے تالو یا زبان میں لگا دیا جائے، چاہے پہلے اپنے منھ میں کھجور لیکر اس کو نرم کرکے لعاب سے بچے کی زبان اور تالو پر لگا دیا جائے تا کہ بچہ کی زبان میں شرینی ہو تلخ نہ ہو، یعنی اس کی زبان سے بڑے نرم اور شیرینی الفاظ ادا ہوں سخت اور تلخ الفاظ نہ بولے بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کی زبان پر تحنیک کا ذائقہ پہنچے اگر اس کا موقع نہ ہو بلکہ پہلے دوا یا کوئی چیز یا دودھ پلا دیا گیا، پھر تحنیک کردی جائے تب بھی مضائقہ نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فیرفع المولود عندالولادة علی یدیه مستقبل القبلة یؤذن فی اذنه الیمنیٰ ویقیم فی الیسری او یلتفت فیهما بالصلوٰة لجهة الیمین وبالفلاح لجهة الیسار، التقریرات الرافعی علی رد المختار ج ۱/ص ۴۵/باب الاذان، مرقاة المفاتیح ص ۱۶۰/ج۸/باب العقیقة، مطبوعه کراچی، بذل المجهود ص ۳۰۲/ج۵/باب ماجاء فی المولود یؤذن فی اذنه، مکتبه رشیدسهارنپور.

[2] وبعد ازاں خرما یا شئی شیریں خائیدہ درکام اولیسند وایں راتحنیک گویند واولیٰ برائے تحنیک تمر است پس رطب پس شہد۔ مالابدمنہ، ص۱۷۵/رسالہ احکام عقیقہ، مرقاة المفاتیح ص ۱۵۴/ج۸/قبیل کتاب الاطعمة، باب العقیقة، مطبوعه کراچی، بذل المجهود ص ۳۰۲/ج۵/باب ماجاء فی المولود یؤذن فی اذنه، مکتبه رشیدسهارنپور.

E:\F.M.Fainal\Jild-26\20-Aqiqa ka Bayan

